

خطبات اُصغر

حوالہ جات کی تخریج اور وضاحتی ماحشیوں کے ساتھ

مناظر اسلام و کلیل احناف و حمید العصر
حضرت مولانا محمد امین صفدر روضوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ

جملہ راوی

جمع و ترتیب

محمد ظفر اقبال

مکتبہ الحبیب

علامہ بنوری، ٹاؤن کراچی



خطبات اربعین

حوالہ جات کی تخریج اور وضاحتی حاشیوں کے ساتھ

مناظر اسلام و کلیل احناف و حیدر العصر
حضرت مولانا محمد امین صفدر راکوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ

جلد اول

جمع و ترتیب

محمد ظفر اقبال

مکتبہ الحبیب

علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی۔



۱	انتساب	۲۷
۲	تقریر	۲۹
۳	خطبات امین کبالیہ!	۳۰
۴	عکس خیال	۳۱
۵	مولوی احسان الی علیہ کا بیانیہ	۳۱
۶	بہادور میں یہ ساقی مسئلہ	۴۳
۷	ختم نبوت کا جرنیل	۴۳
۸	نوٹ	۵۰
۹	امین صفحہ	۵۱
۱۰	امین صفحہ	۵۲
۱۱	صاحب خطبات کی مختصر حالات	۵۳
۱۲	تہذیب	۵۳
۱۳	پیرائش	۵۳
۱۴	مائدانی حالات	۵۵
۱۵	مولانا مرحوم کے تعلیمی مراحل	۵۸
۱۶	مولانا محمود تھے	۶۳
۱۷	اصلاحی تعلق	۶۵
۱۸	حضرت لاہوری کے بعد	۷۳
۱۹	تعلیمی و تبلیغی خدمات	۷۳
۲۰	وفات	۷۹
۲۱	اخلاق و عبادات	۷۷
۲۲	تقیضات	۹۱
۲۳	پسماندگان	۸۱
۲۴	عظمت توحید و رسالت	۸۳
۲۵	تہذیب	۸۴

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	خطبات امین
صاحب خطبات	وکیل اسلام مولانا محمد امین صندرا اوکاڑوی رحمہ اللہ
مرتب	محمد ظفر اقبال
طبع اول	اکتوبر ۲۰۰۲ء
تعداد	۱۱۰۰
قیمت نمونہ	۱۰ روپے ۵۰ پیمائش ۱۰۰ روپے ۵۰ نمونہ ۱۰۰ روپے ۵۰
ڈیزائن	ملکہ الطیبہ، نوری ٹاؤن، کراچی۔
قیمت	۱۰ روپے ۵۰ نمونہ ۱۰۰ روپے ۵۰ نمونہ ۱۰۰ روپے ۵۰
طالع	۰۳۳۳۱۵ فون 0333-2136180 موبائل

ملنے کا پتہ

مکتبہ الجیب

نزد جامعہ علوم الاسلامیہ، نوری ٹاؤن، کراچی۔ ۵
e-mail: khutbat@hotmail.com

صفحہ	شیرازہ عنوان
۸۳	۱۰ حضرت باقرؑ اور تائبہ صدیق اکبرؑ
۸۵	۱۱ مدح امیرِ مومنینؑ و احسانِ اولیائے ملت
۸۶	۱۲ ذکرِ توبہ
۸۶	۱۳ حکومت کی مثال
۸۷	۱۴ حقیقی بادشاہت اُن کی ہے
۸۷	۱۵ حضرت سلیمانؑ علیہ السلام کا واقعہ
۸۹	۱۶ حضرت ابوہریرہؓ کی فرمان
۸۹	۱۷ مولانا اہم کا فرمان
۸۹	۱۸ توبہ کے بعد حضور ﷺ کا ذکر
۹۰	۱۹ انصافیت حضرت محمد ﷺ
۹۰	۲۰ فطرتِ نبویؐ علیہ السلام
۹۱	۲۱ حضور اکرم ﷺ کا عجز
۹۲	۲۲ عجز و بی طبعیہ اسلام اور عجز و جہدِ واکرم ﷺ
۹۲	۲۳ انگریزوں کی سازش
۹۳	۲۴ حضرت امام باقرؑ کا تہذیبِ انبیاء کی دین سے محبت
۹۳	۲۵ تمام اہلِ ایمان کے منظرِ نبوت
۹۳	۲۶ حضرت امام اطہرؑ اور کبریاۃِ قدسِ نبوت
۹۵	۲۷ حضرت امام اطہرؑ کی دلیل
۹۵	۲۸ سبائے کا ذکر
۹۶	۲۹ امامِ اعظمؑ کی تائیدِ کوئی
۹۷	۳۰ ائمہ دہلِ مقبول ﷺ اور ایمان علیہ السلام
۹۷	۳۱ محمد ﷺ کا ترجمہ
۹۷	۳۲ نعمان کی سیرت
۹۸	۳۳ نعمان کا ایک اور مضمون
۹۹	۳۴ ایک اور مضمون

صفحہ	شیرازہ عنوان
۹۹	۱۰ شیعہوں اور دشمنوں کی بحث
۱۰۰	۱۱ امامِ اعظمؑ کے سرف ایک شاعر کا فیض
۱۰۱	۱۲ حضرت دانیالؑ علیہ السلام کا قصہ
۱۰۳	۱۳ بادشاہ کا خواب اور اس کی تعبیر
۱۰۳	۱۴ بادشاہ کا دوسرا خواب اور اس کی تعبیر
۱۰۴	۱۵ ہماری تین باتیں
۱۰۴	۱۶ تمام دنیا میں توحیدِ نبویؐ غالب ہے
۱۰۵	۱۷ ہر جگہ قانونِ اسلامی اُنہی کی شکل میں نافذ ہے
۱۰۵	۱۸ حضرت سید مہینؑ اُمیریؑ کی تیغ
۱۰۶	۱۹ حضرت داتا گنجِ شہیدؒ کا واقعہ
۱۰۶	۲۰ ایک اور خواب
۱۰۷	۲۱ عند اللہ مقبول است کا علم
۱۰۷	۲۲ توبہ جو حق حقیقت توبہ ہے
۱۰۸	۲۳ توبہ کی حقیقت
۱۱۱	۲۴ حقیقتِ غالب و ثوابِ قبر
۱۱۳	۲۵ دینی امور پر اہمیت لینے کی حقیقت
۱۱۳	۲۶ عثمانی کا امام احمد بن حنبلؒ پر کٹر کا فتویٰ
۱۱۶	۲۷ معین السویؒ کی شناسی
۱۱۷	۲۸ توبہ کی تفسیر
۱۱۷	۲۹ توبہ کی تفسیر کا مضمون
۱۱۸	۳۰ دینی دشمنوں کا جواب
۱۱۹	۳۱ حبیبی علیہ السلام کا زہد و پارسائیِ نبوت کے خلاف نہیں
۱۱۹	۳۲ دنیا میں توبہ قبول ہونے کا مہم
۱۲۰	۳۳ کون اللہ کے پاس مقبول ہے کون نہیں؟
۱۲۱	۳۴ اوزد اللہ امامِ اعظمؑ کے عقد

- ۱۲۲ * فاتح کے علاوہ امام کے بچے کیوں نہیں پڑھتے؟
- ۱۲۲ * وسوسہ ڈالنے والے کو جواب
- ۱۲۳ * غلطیہ کے بغیر جو نہیں دوتا
- ۱۲۳ * امام کی قرآن و سنت کی کیا قرأت ہے
- ۱۲۵ * امام ابوحنیفہ کے مقلدین دو ٹوٹ ہیں
- ۱۲۶ * امام مالک کا فتویٰ فقہ حنفی کے مطابق
- ۱۲۷ * امام ابوحنیفہ امام ابوہزافہ کی نظر میں
- ۱۲۹ * ہندوستان فتح کرنے والے کو جنت کی خوشخبری
- ۱۳۰ * ہندوستان کے بڑے بڑے محدث متقی رحمے
- ۱۳۳ * مولانا میراجیادہ خاں کی اور امام ابوحنیفہ
- ۱۳۸ * اللہ والوں کو اتنے کی سزا
- ۱۳۹ * علما کا مسئلہ
- ۱۴۰ * ایک اور واقعہ
- ۱۴۱ * ایک اور واقعہ
- ۱۴۲ * مولانا منگیروی کے ہاتھ پر غیر مقلد مولوی کی توپ
- ۱۴۲ * آخر یہ کیا ہے؟
- ۱۴۵ * جنت میں حنفیوں کی مٹھ مٹھیں
- ۱۴۶ * تمام مقلدوں میں فقہ حنفی اور سلسلہ میں مسئلہ قادریہ کی مقبولیت
- ۱۴۷ * کیا کیا رجحان ہیں جیسا ہے
- ۱۵۰ * حیات مصیبت
- ۱۵۱ * تمہید
- ۱۵۱ * مسیح کی پیدائش خرق عادات
- ۱۵۱ * عادات اور خرق عادات
- ۱۵۲ * مسیح علیہ السلام کو عادات پر قیاس کرنا غلط ہے
- ۱۵۳ * مہرانی اور غیر مقلدین خرق عادات کے منکر ہیں

- ۱۵۳ * بریلویت کا حال
- ۱۵۳ * خرق عادات کی مثالیں
- ۱۵۴ * خرق عادات میں قیاس نہیں چل سکتا
- ۱۵۵ * خرق عادات میں افراط و تفریط
- ۱۵۵ * خرق عادات کے بارے میں چار نکات
- ۱۵۵ * خرق عادات میں احتیاط نہیں
- ۱۵۵ * میراجیادہ واقعہ
- ۱۵۵ * خرق عادات میں دوام نہیں
- ۱۵۶ * دوام نہ ہونے کی چند مثالیں
- ۱۵۶ * خرق عادات میں کثرت نہیں
- ۱۵۶ * ایک مثال
- ۱۵۷ * کرامات میں قطعیت نہیں
- ۱۵۷ * مسلم اور یہائی ذہنیت کا فرق
- ۱۵۷ * صاحب "اللہ بوندہ" کی یہ سائنسی ثابت
- ۱۵۸ * مہرانی پانی و حال کی اہمیت ہے
- ۱۵۹ * مسئلہ حیات مسیح
- ۱۶۰ * ایک مناظرہ
- ۱۶۲ * مناظرہ میں مرزا کی کا سوال
- ۱۶۳ * باطل فرقوں کا شیوہ
- ۱۶۳ * ایک وسوسہ
- ۱۶۳ * صحت و نزول مسیح علیہ السلام
- ۱۶۳ * مسیح بین الفریقین مسلم ہو گئے
- ۱۶۵ * ایک حقیقت
- ۱۶۵ * مسیح عادل ہوں گے
- ۱۶۶ * نقل خیر

صفحہ	شیرازہ عثمانیہ	صفحہ
۱۷۶	۱۰۶ قلم بر کمر زانی - خطبہ	۱۷۶
۱۷۶	۱۰۷ پذیرت لیکھو رام کون ہے؟	۱۷۶
۱۷۸	۱۰۸ کمر صلیب	۱۷۸
۱۷۸	۱۰۹ یہودیوں سے حضور ﷺ کی خدمت	۱۷۸
۱۷۹	۱۱۰ جیسائیوں سے رسول پاک ﷺ کی گفتگو	۱۷۹
۱۸۰	۱۱۱ ایک لطیفہ	۱۸۰
۱۸۱	۱۱۲ حیات و زوال کتب پر ایمان کا بھانڈا	۱۸۱
۱۸۲	۱۱۳ ایک مہم	۱۸۲
۱۸۳	۱۱۴ پانچوں اربوں کا میوہ	۱۸۳
۱۸۵	۱۱۵ پانچوں اربوں کی پختی	۱۸۵
۱۸۷	۱۱۶ عظمت سیدنا امام اعظمؒ	۱۸۷
۱۸۸	۱۱۷ تمہید	۱۸۸
۱۸۸	۱۱۸ قلم امامی حقیقت	۱۸۸
۱۸۹	۱۱۹ امام مہم	۱۸۹
۱۹۰	۱۲۰ آیت کی وضاحت	۱۹۰
۱۹۱	۱۲۱ تمہید مثنوی اور جہان کی حکومت	۱۹۱
۱۹۱	۱۲۲ تمہید مثنوی اور مہم کرمہ آیت کی تعمیر	۱۹۱
۱۹۱	۱۲۳ قرآن میں امام صاحبؒ پر مثنوی کا مکتبہ	۱۹۱
۱۹۲	۱۲۴ شہادت کی کافریاں	۱۹۲
۱۹۳	۱۲۵ فرمان نبوی ﷺ و امام اعظمؒ	۱۹۳
۱۹۳	۱۲۶ امام اعظمؒ در بزمِ نبوت	۱۹۳
۱۹۵	۱۲۷ غیر مقلدین کا دستِ رفیع حقیقت	۱۹۵
۱۹۵	۱۲۸ امام اعظمؒ کا فتویٰ اور مذہب انورؒ	۱۹۵
۱۹۷	۱۲۹ خلیفوں اور شیعہوں کی بحث	۱۹۷
۱۹۹	۱۳۰ ایک لطیفہ	۱۹۹

صفحہ	شیرازہ عثمانیہ	صفحہ
۲۰۱	۱۰۱ امام صاحبؒ کی انتہاء	۲۰۱
۲۰۱	۱۰۲ امام صاحبؒ کی آخری وصیتیں	۲۰۱
۲۰۱	۱۰۳ فضیلتی مائیکہ لکھت	۲۰۱
۲۰۲	۱۰۴ تبلیغی دوست کو کالم	۲۰۲
۲۰۳	۱۰۵ ہم سچے اہل حدیث بننے کو تیار ہیں	۲۰۳
۲۰۵	۱۰۶ چار مسئلے	۲۰۵
۲۰۶	۱۰۷ مسئلہ فی تحلف الامام	۲۰۶
۲۰۷	۱۰۸ قسم کا حق کا اقرار	۲۰۷
۲۰۷	۱۰۹ فضیلتی پر بیتوں	۲۰۷
۲۰۸	۱۱۰ منظرِ مراد پختی	۲۰۸
۲۱۰	۱۱۱ بابائے نیر مقلدین کا مقید؟	۲۱۰
۲۱۰	۱۱۲ بابائے نیر مقلدین کا مقید	۲۱۰
۲۱۱	۱۱۳ ایک لطیفہ	۲۱۱
۲۱۳	۱۱۴ غیر مقلدین کی - ایک کے پیچھے نماز	۲۱۳
۲۱۴	۱۱۵ صحبہوں کی نفع دین کی حقیقت	۲۱۴
۲۱۵	۱۱۶ شہادت مثنوی کی کو کمال بنیاد میں آتی	۲۱۵
۲۱۵	۱۱۷ تبلیغ	۲۱۵
۲۱۶	۱۱۸ بہت نمبر کا جواب	۲۱۶
۲۱۷	۱۱۹ سیدنا الف مثنوی کا فرمانِ کرامت	۲۱۷
۲۱۷	۱۲۰ امام اعظمؒ کی کرامت	۲۱۷
۲۱۸	۱۲۱ ایک لطیفہ	۲۱۸
۲۲۲	۱۲۲ ایک لطیفہ	۲۲۲
۲۲۲	۱۲۳ ایک اور لطیفہ	۲۲۲
۲۲۳	۱۲۴ قطب اور قطب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی فرس سر	۲۲۳
۲۲۵	۱۲۵ تمہید	۲۲۵

نمبر شمار	شیرازہ عنوان	صفحہ
۶۶	اہل سنت والجماعت کی نسبت	۲۲۵
۶۷	خیر القرون میں ہونے والے تین کام	۲۲۵
۶۸	غنیوں کے کارنامے	۲۲۶
۶۹	علمائے دوح بند	۲۲۷
۷۰	ایک لطیفہ	۲۲۸
۷۱	اقبال اور مرزا	۲۲۹
۷۲	حسین سے بھی ظلم ہوا قرآن ہے	۲۲۹
۷۳	دوح بندیت شاد و شید کے جوا کا نام ہے	۲۳۰
۷۴	علماء کی قربانیاں اور اگر بڑے ستم	۲۳۰
۷۵	دارالعلوم دوح بند کے قیام کا مقدمہ	۲۳۰
۷۶	قطب الاقطاب حضرت گیسوئی کی مہم ندمات	۲۳۱
۷۷	علمائے دوح بند کا ترجمہ عربی میں ہے	۲۳۱
۷۸	فقہوں کا تعاقب اور حضرت گیسوئی	۲۳۱
۷۹	بدعت کی مثال بھی فوت کی ہے	۲۳۲
۸۰	سیرت حضرت گیسوئی	۲۳۲
۸۱	ایک عجیب واقعہ	۲۳۳
۸۲	ایک آدمی کی دعا حضرت گیسوئی کے پاس سے	۲۳۳
۸۳	حضرت گیسوئی اور قیدیہ مذہب قبر	۲۳۴
۸۴	الفروق سن العربیہ والسنہ	۲۳۵
۸۵	تہذیب	۲۳۶
۸۶	مقام کوہ پاجانہ والا جو کہ	۲۳۶
۸۷	حدیث و سنت کا فرق	۲۳۶
۸۸	ایک مثال	۲۳۷
۸۹	سنت کا مطلب	۲۳۸
۹۰	ایک واقعہ	۲۳۹

نمبر شمار	شیرازہ عنوان	صفحہ
۹۱	اہل سنت اور اہل حدیث میں فرق	۲۴۰
۹۲	سنت ملامتو اثر ہے	۲۴۱
۹۳	سنت سندوں کی پیمائش نہیں	۲۴۱
۹۴	غیر مقلدوں کا دین حق ہے	۲۴۲
۹۵	علیم بنی فرمانے کی وجہ	۲۴۲
۹۶	سنت قائم رہتی	۲۴۲
۹۷	ایک عام فہم مثال	۲۴۲
۹۸	پر یلوں کی مثال	۲۴۳
۹۹	ہر ہر سنت قابل عمل ہے	۲۴۴
۱۰۰	ہر ہر حدیث قابل عمل نہیں	۲۴۴
۱۰۱	سنت اور حدیث کا فرق حدیث اور عرف دونوں میں ہے	۲۴۵
۱۰۲	ایک لطیفہ	۲۴۵
۱۰۳	حدیث و سنت کے فرق کی ایک مثال	۲۴۶
۱۰۴	ایک اور مثال	۲۴۸
۱۰۵	حدیث و سنت میں فرق اور احسان الہی علیہ	۲۴۹
۱۰۶	ہم حدیث پر عمل میں فقہاء کے کھتا ہیں	۲۴۹
۱۰۷	فرض کا درجہ	۲۵۰
۱۰۸	سنت کا درجہ	۲۵۰
۱۰۹	مستحب کا درجہ	۲۵۱
۱۱۰	فرائض و نحو	۲۵۱
۱۱۱	سنن و نحو	۲۵۲
۱۱۲	مکمل دین	۲۵۲
۱۱۳	فقہ کی بنیاد	۲۵۳
۱۱۴	جامعیت فقہ	۲۵۳
۱۱۵	دور برطانیہ	۲۵۵

صفحہ	شیرازہ عنوان
۲۵۵	۱۰۰ عشق رسولؐ کی فراموشی
۲۵۶	۱۰۱ عشق نہایت کی فراموشی
۲۵۶	۱۰۲ قہقار کا فیصلہ
۲۵۶	۱۰۳ تعلیق بین الاموات
۲۵۷	۱۰۴ غیر مقلدین کی دن رات محنت
۲۵۷	۱۰۵ اہل حق کا کام
۲۵۸	۱۰۶ فتنہ کا دور
۲۵۸	۱۰۷ فیصلہ کا آسان طریقہ
۲۵۸	۱۰۸ بریلوی جھوٹے ہیں
۲۵۸	۱۰۹ غیر مقلد بنوئے ہیں
۲۵۹	۱۱۰ اہل ملت و بلاد کا منتخب افراط و آفریقا سے پاک ہے
۲۵۹	۱۱۱ مہواری فیصلہ
۲۵۹	۱۱۲ اجماع کسے کہتے ہیں؟
۲۶۰	۱۱۳ اجماع کن کا مقبرہ ہے؟
۲۶۰	۱۱۴ متواتر مذاہب
۲۶۱	۱۱۵ قرآن کا اتفاق
۲۶۱	۱۱۶ منکرین اجماع جہنمی ہیں
۲۶۲	۱۱۷ شاد ولی اللہؒ کا فیصلہ
۲۶۲	۱۱۸ ایک سوال اور اس کا جواب
۲۶۳	۱۱۹ افراط و آفریقا کیا ہے؟
۲۶۳	۱۲۰ امتثال کیا ہے؟
۲۶۳	۱۲۱ ایک سوال اور اس کا جواب
۲۶۳	۱۲۲ ایک سوال کا جواب
۲۶۳	۱۲۳ ایک واقعہ
۲۶۳	۱۲۴ حق و باطل کی پہچان

صفحہ	شیرازہ عنوان
۲۶۴	۱۲۵ ایک سوال اور اس کا جواب
۲۶۵	۱۲۶ ایک دوسرا فرق
۲۶۶	۱۲۷ ایک سوال کا جواب
۲۶۸	۱۲۸ نامہ پنج غیر مقلدیت
۲۶۹	۱۲۹ تمبیہ
۲۶۹	۱۳۰ غیر مقلدوں کا انگریز کے سامنے پیش کردہ چار نامہ
۲۶۹	۱۳۱ اسلامی حکومت اور فتنوں کی روک تھام
۲۷۰	۱۳۲ حکمہ و کٹوریہ کا پاس کردہ قانون
۲۷۰	۱۳۳ مذہبی آزادی اور نواب صدیق حسن خان
۲۷۱	۱۳۴ قادیان کا حال
۲۷۲	۱۳۵ لطیفہ
۲۷۴	۱۳۶ مرزا یوں کی محنت
۲۷۵	۱۳۷ انگریز کے دور سے پہلے غیر مقلدوں کی کوئی کتاب نہیں
۲۷۵	۱۳۸ انگریز کے دور سے پہلے غیر مقلدوں کی کوئی مکتبہ نہیں
۲۷۵	۱۳۹ غیر مقلدوں کا وجود
۲۷۶	۱۴۰ کہ میں جانے والا پہلا غیر مقلد
۲۷۶	۱۴۱ حدیث میں جانے والا پہلا غیر مقلد
۲۷۶	۱۴۲ موجودہ دور میں غیر مقلدوں کی سرپرستی
۲۷۷	۱۴۳ پاکستان کا حال
۲۷۸	۱۴۴ غیر مقلدوں کے فرقے
۲۸۰	۱۴۵ خرم آبادیٹ کے بھٹی کی وجہ
۲۸۱	۱۴۶ پاکستان میں غیر مقلدوں کی بنیاد رکھنے والے
۲۸۱	۱۴۷ مرزا نظام احمد قادیانی کے بارے میں غیر مقلدوں کا نظریہ
۲۸۲	۱۴۸ غیر مقلدوں کی روک تھام کا طریقہ
۲۸۲	۱۴۹ غیر مقلدوں کا موجودہ سرغنہ

- ☆ لشکر طیبہ کے قاصد ۲۸۳
- ☆ فنہ ترک تقلید اور انکار حدیث ۲۸۴
- ☆ تمہید ۲۸۵
- ☆ اہل سنت والجماعت کے دلائل ۲۸۵
- ☆ تشریح دلائل ۲۸۵
- ☆ قرآن کی دو مرتبہ دین کیوں؟ ۲۸۶
- ☆ امت میں قید قلعہ پسند یہ نہیں ۲۸۷
- ☆ غیر مقلدیت ایک فترت ہے ۲۸۸
- ☆ خیر القرون میں تقلید غیر شخصی بھی جائز ہے ۲۸۸
- ☆ خیر القرون کے بعد اہل سنت، الجماعت کا جماع ۲۸۹
- ☆ کیا تقلید پوچھی صدی کی پیداوار ہے؟ ۲۸۹
- ☆ حضرت ولہ غیر محمد صاحب کی تحقیق ۲۹۰
- ☆ حضور اکرم ﷺ کے رسال کے بعد ۲۹۰
- ☆ خیر القرون کے بعد ۲۹۱
- ☆ اسلام میں تقلید پہلے دن سے قوت کے ساتھ ۲۹۱
- ☆ صحابہ کرامؓ کے فتویٰ یا ذکر دلیل ۲۹۱
- ☆ صحابہؓ اور تابعینؓ میں ترجیح احادیث کا طریقہ ۲۹۲
- ☆ خیر القرون میں حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کا معیار ۲۹۲
- ☆ سمجھنے کی بات ۲۹۳
- ☆ احادیث کو ضعیف بنانے کا فترت ۲۹۳
- ☆ ضعیف کہہ کر انکار حدیث کا فترت ادراک کا سد باب ۲۹۴
- ☆ حافظہ پر جرح ۲۹۴
- ☆ اصل دیکھ کیا ہے؟ ۲۹۵
- ☆ ضعیف کے بارے میں قانون ۲۹۶

- ☆ اصلی اہل سنت اور سرسریوں کی سرچشمہ ۲۹۷
- ☆ تمہید ۲۹۸
- ☆ ایک قادیانی سے مناظرہ ۲۹۸
- ☆ مناظرے کا نتیجہ ۲۹۹
- ☆ میرا موضوع ۲۹۹
- ☆ نبی ﷺ کے صحابہؓ نجوم ہدایت ہیں ۳۰۰
- ☆ امام اعظمؒ چراغ ہدایت ہیں ۳۰۰
- ☆ چراغ کا کام ۳۰۱
- ☆ حدیث کا صحیح مطلب ۳۰۱
- ☆ سنت کی قیمت ۳۰۲
- ☆ اصلی اہل سنت کون؟ ۳۰۳
- ☆ کیا بریلوی اہل سنت ہیں؟ ۳۰۳
- ☆ کیا غیر مقلد سنت کے پابند ہیں؟ ۳۰۴
- ☆ سنت کی تعریف ۳۰۵
- ☆ دو متغیر احادیث میں سنت کون کی؟ ۳۰۶
- ☆ احناف کہاں دینے میں کرتے ہیں؟ ۳۰۶
- ☆ مجددوں کی دینے میں حقیقت ۳۰۷
- ☆ رکوع کے دینے میں حقیقت ۳۰۷
- ☆ ایک عام مثال ۳۱۱
- ☆ خطاب تقریب ختم بخاری ۳۱۳
- ☆ تمہید ۳۱۴
- ☆ حدیث اور فقہ میں واضح فرق ۳۱۴
- ☆ سند اور احکام میں تم تقبہ اکرام اور محدثین کے امتناع ہیں ۳۱۴
- ☆ اصل دین احکام کا نام ہے ۳۱۵
- ☆ حدیث اور فقہ ایک دوسرے کے مخالف نہیں ۳۱۶

صفحہ	شیرازہ عنوان	صفحہ	شیرازہ عنوان
۳۷۷	۱۔ مین کب تک طالب رہے گا؟	۳۵۲	۱۰۔ غیر مقلدوں کی دعا
۳۷۷	۲۔ افتخار و رقبا کی حیثیت	۳۵۳	۱۱۔ حدیث کا مذاق
۳۸۰	۳۔ اہل استنباط	۳۵۴	۱۲۔ میرا جواب
۳۸۲	۴۔ کائنات کا بیز فریق	۳۵۴	۱۳۔ چھ نمبر
۳۸۲	۵۔ فتویٰ کی مثال	۳۵۵	۱۴۔ پیمانہ نمبر
۳۸۸	۶۔ ایک الحیفہ	۳۵۵	۱۵۔ دوسرا نمبر
۳۸۶	۷۔ افتخانی اور افتخانی فریق کا فرق	۳۵۶	۱۶۔ تیسرا نمبر
۳۸۷	۸۔ ۰۰ ڈر	۳۵۶	۱۷۔ ایک الحیفہ
۳۸۹	۹۔ مسئلہ تراویح	۳۵۸	۱۸۔ غیر مقلدوں کا حال
۳۹۰	۱۰۔ تراویح کے حقیقی	۳۵۹	۱۹۔ مسلمہ داروں کا حال
۳۹۵	۱۱۔ تحقیقی اور صوری تحقیقی	۳۶۰	۲۰۔ چوتھا نمبر
۳۹۶	۱۲۔ تمہید	۳۶۱	۲۱۔ پانچواں نمبر
۳۹۶	۱۳۔ حق تحقیق کس کو؟	۳۶۱	۲۲۔ غیر مقلدین کا حدیث سے نفی
۳۹۷	۱۴۔ منافقوں کی عادت	۳۶۲	۲۳۔ چھٹا نمبر
۳۹۷	۱۵۔ حق تحقیق رسول اور اہل استنباط کو ہے	۳۶۲	۲۴۔ غیر مقلدین کے ہتھیار
۳۹۸	۱۶۔ احسان خداوندی	۳۶۵	۲۵۔ غیر مقلدوں کے فرائض کا نیا طریقہ
۳۹۸	۱۷۔ منافع کے دل میں افاق و ناہیغ نہیں ہو سکتے	۳۶۸	۲۶۔ ضرورت فقہ اور مسئلہ تراویح
۳۹۹	۱۸۔ رسول سے حق تحقیق چھیننے والا فرقہ	۳۶۹	۲۷۔ تمہید
۴۰۰	۱۹۔ قرآن پاک کی عملی تفسیر	۳۷۰	۲۸۔ آیت میں فقہاء کا تذکرہ
۴۰۰	۲۰۔ قرآن کے بارے میں اہل سنت کا مفہوم	۳۷۲	۲۹۔ فرقے کا مطلب
۴۰۱	۲۱۔ منکرین حدیث کا رجحان	۳۷۳	۳۰۔ فتویٰ کی مثال
۴۰۲	۲۲۔ مجتہدین سے حق تحقیق چھیننے والا فرقہ	۳۷۴	۳۱۔ فتویٰ کی ایک اور مثال
۴۰۳	۲۳۔ استنباط کسے کہتے ہیں؟	۳۷۵	۳۲۔ تقلید اور ترک تقلید
۴۰۳	۲۴۔ ایک واقعہ	۳۷۵	۳۳۔ فقہاء و نبیوں کے کامل وارث
۴۰۵	۲۵۔ ایک اور واقعہ	۳۷۷	۳۴۔ ایک واقعہ

- ۴۰۷ ایک اور واقعہ
۴۰۸ یہ آدمی اپنی جتنی نہیں دیکھتا
۴۰۹ کیا بخاری؟ میں نے یہاں سے ملے ہیں
۴۱۰ یہ لڑائی مجتہدین سے کتہہ ہے
۴۱۱ غیر مقتدوں کی مثال
۴۱۲ تھامہ اب سے شروع ہوئی؟
۴۱۳ سماج کے قیام کی جائزگی
۴۱۴ قتل و سرفروشی پر پابندی ہے
۴۱۵ حدیث و احادیث
۴۱۶ پھر ان احادیث و احادیث
۴۱۷ حضرت پاک ﷺ کے زمانہ میں مندرجہ حکومہ کے طریقے
۴۱۸ پھر ان کے میں سرفروشی ان پاس چاہتی
۴۱۹ پھر حدیث و احادیث یہ ان کا تعلق چاہتی
۴۲۰ پھر کوئی ان سے سوچنا چاہتی
۴۲۱ چاہیے کیا اور
۴۲۲ غیر مقتدوں کو کثرت
۴۲۳ تھامہ اب سے شروع ہوئی؟
۴۲۴ ایک حکایت
۴۲۵ واقعہ ہونے سے پہلے ہی ہل جاتے ہیں
۴۲۶ حکایت و احادیث
۴۲۷ یہ درستی غیر مقتدوں کا خیال
۴۲۸ چھٹی
۴۲۹ امن و کی سند حاصل ہے
۴۳۰ قلعہ بندی کی تھی
۴۳۱ غیر مقتدین کی بنیاد

- ۴۲۳ غیر مقتدوں کا سوال انہی مقتدوں کا جواب
۴۲۴ سنت اور حدیث میں فرق
۴۲۵ اہل حدیث کا نام
۴۲۶ ایک مثال
۴۲۷ غیر مقتدوں کی مثالیں
۴۲۸ حقیقت عباسیت و غیر مقتدین
۴۲۹ تھامہ
۴۳۰ دو تعلق باہمی
۴۳۱ کوئی مسئلہ اہل قرآن میں ہوتا
۴۳۲ ایک حدیث کی سند
۴۳۳ یہی تشریح مبنی
۴۳۴ وہ سب پابندی سے کرتے
۴۳۵ ان کی بنیاد
۴۳۶ غیر جواب
۴۳۷ ایک نظر اور بھی
۴۳۸ اکیسوں کی درخواست
۴۳۹ اصل مقتدہ
۴۴۰ یہاں مسئلہ
۴۴۱ ایک طریقہ
۴۴۲ غیر مقتدوں سے ہمارا سوال
۴۴۳ غیر مقتدوں کا ایک مشورہ
۴۴۴ ایک واقعہ
۴۴۵ تبلیغی جماعت اور ہمارے غیر مقتدوں کا فرق
۴۴۶ یہی کچھ اس لئے کہے کہ ساتھ ہوا
۴۴۷ دھوکے کا جواب دھوکے سے

نمبر شمار	شیرازہ عنوان	صفحہ
۱۰۱	باقی اصل مسئلہ	۴۴۴
۱۰۲	چٹ کا جواب	۴۴۴
۱۰۳	الجواب	۴۴۶
۱۰۴	اس آیت کی تشریح سیدنا عبداللہ ابن عباس سے	۴۴۶
۱۰۵	چیلنج	۴۴۵
۱۰۶	عبداللہ ابن عمر سے اس آیت کی تشریح	۴۴۶
۱۰۷	عبداللہ ابن مسعود سے اس آیت کی تشریح	۴۴۷
۱۰۸	کوفی کی حیثیت میں	۴۴۷
۱۰۹	حضرت عبداللہ ابن مسعود سے اس آیت کی تشریح	۴۴۸
۱۱۰	ابن عباس مفسرین کے ذریعہ	۴۴۸
۱۱۱	نام فہم مثال	۴۴۸
۱۱۲	الذات کا مسئلہ	۴۴۹
۱۱۳	شیخ کا حکم	۴۵۰
۱۱۴	اصل مسئلہ	۴۵۰
۱۱۵	نیر رسول	۴۵۰
۱۱۶	روایتی صاحب کا فرمان	۴۵۱
۱۱۷	فائدہ قرأت ہے	۴۵۱
۱۱۸	سیدنا ابو ہریرہؓ کو حضور ﷺ کا قسم	۴۵۲
۱۱۹	سارے قرآن کا مسئلہ	۴۵۴
۱۲۰	گرمیز ملی کی تہذیب کا حال	۴۵۳
۱۲۱	دوسری چٹ	۴۵۱
۱۲۲	الجواب	۴۵۲
۱۲۳	الجواب	۴۵۲
۱۲۴	ایمانداری سے بتائیں	۴۵۹
۱۲۵	ایک منظر سے ملے	۴۵۹

نمبر شمار	شیرازہ عنوان	صفحہ
۱۲۶	ہمارا جھگڑا	۴۵۸
۱۲۷	تیسری چٹ	۴۵۹
۱۲۸	الجواب	۴۵۹
۱۲۹	جسٹس عظمت شاہ کا فیصلہ	۴۵۹
۱۳۰	دوسرا جھگڑا	۴۵۹
۱۳۱	جسٹس مسعود الرحمن کا فیصلہ	۴۶۰
۱۳۲	جج نے غیر مقدموں کو سٹیوں سے خارج کر دیا	۴۶۰
۱۳۳	جج کا لگا جوتا	۴۶۰
۱۳۴	چوتھی چٹ	۴۶۱
۱۳۵	الجواب	۴۶۱
۱۳۶	پانچویں چٹ	۴۶۱
۱۳۷	الجواب	۴۶۱
۱۳۸	چھٹی چٹ	۴۶۲
۱۳۹	الجواب	۴۶۲
۱۴۰	ایک مثال	۴۶۲
۱۴۱	غیر مقدموں کے بڑے بھائیوں کا حال	۴۶۳
۱۴۲	ہمارے ہاں حدیث کی پرکھ کا معیار	۴۶۴
۱۴۳	ساتویں چٹ	۴۶۴
۱۴۴	الجواب	۴۶۴
۱۴۵	خلافت راشدہ کی وارثیت	۴۶۶
۱۴۶	آٹھویں چٹ	۴۶۷
۱۴۷	الجواب	۴۶۷
۱۴۸	غیر مقدموں کی رفع یدین	۴۶۸
۱۴۹	بھکر	۴۶۹
۱۵۰	گھر بھول سوال	۴۷۱

صفحہ	شیرازہ عثمانیہ
۴۷۱	۱۰۰ کیا بانی کی جگہ مقدس ہے؟
۴۷۲	۱۰۱ ایک مسئلہ
۴۷۳	۱۰۲ غیر مسلمین کا قبر میں یا نہ؟
۴۷۴	۱۰۳ فقہ رضا خانیت اور عبارات اکابر
۴۷۵	۱۰۴ تشبیہ
۴۷۵	۱۰۵ حقیقہ کائنات کیسے؟
۴۷۵	۱۰۶ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۷۵	۱۰۷ جہاں گھر بن گیا وہ جہاں نہ
۴۷۵	۱۰۸ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۷۵	۱۰۹ الحمر بنی ہاشم اور احمد بن حنبل
۴۷۹	۱۱۰ کتاب کا نام حاتم بن عبد بن کتب
۴۷۹	۱۱۱ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۸۰	۱۱۲ ایک مسئلہ
۴۸۰	۱۱۳ ایک مسئلہ
۴۸۱	۱۱۴ ایک مسئلہ
۴۸۲	۱۱۵ ایک مسئلہ
۴۸۲	۱۱۶ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۸۲	۱۱۷ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۸۲	۱۱۸ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۸۲	۱۱۹ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۸۲	۱۲۰ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۸۲	۱۲۱ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۸۲	۱۲۲ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۸۲	۱۲۳ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۸۲	۱۲۴ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۸۲	۱۲۵ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۸۲	۱۲۶ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۸۲	۱۲۷ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۸۲	۱۲۸ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۸۲	۱۲۹ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۸۲	۱۳۰ حاتم بن عبد بن کتب کا نام

صفحہ	شیرازہ عثمانیہ
۴۹۰	۱۰۰ پہلا اعتراض اور اس کا جواب
۴۹۰	۱۰۱ دوسرا اعتراض اور اس کا جواب
۴۹۰	۱۰۲ تیسرا اعتراض اور اس کا جواب
۴۹۱	۱۰۳ چوتھا اعتراض اور اس کا جواب
۴۹۳	۱۰۴ احمد رضا خان کی تشبیہ میں
۴۹۳	۱۰۵ چاروں اعتراض اور اس کا جواب
۴۹۵	۱۰۶ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۹۵	۱۰۷ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۹۵	۱۰۸ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۹۹	۱۰۹ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۹۹	۱۱۰ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۴۹۹	۱۱۱ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۱	۱۱۲ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۱	۱۱۳ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۲	۱۱۴ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۳	۱۱۵ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۳	۱۱۶ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۳	۱۱۷ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۳	۱۱۸ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۳	۱۱۹ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۳	۱۲۰ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۳	۱۲۱ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۳	۱۲۲ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۳	۱۲۳ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۳	۱۲۴ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۳	۱۲۵ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۳	۱۲۶ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۳	۱۲۷ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۳	۱۲۸ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۳	۱۲۹ حاتم بن عبد بن کتب کا نام
۵۰۳	۱۳۰ حاتم بن عبد بن کتب کا نام

۵۰۹	حضور ﷺ کی خیر لوگوں سے مختلف ہے
۵۱۰	حضور ﷺ کی وفات بھی لوگوں سے مختلف ہے
۵۱۱	غیر میں آدمی زندگی پر دو میں موتی ہے
۵۱۱	غیر میں روح کو اولیت حاصل ہے
۵۱۲	خواب میں روح جسم کا جتنا نہیں
۵۱۲	ایک عام فہم مثال
۵۱۳	ایک چٹ
۵۱۳	الجواب
۵۱۳	حیات النبی ﷺ
۵۱۶	موت اور مد بٹ کیا ہے؟
۵۱۷	موت اور مد میں زندگی و حیات نے مختلف انداز
۵۱۸	حیات شہداء
۵۱۸	بعض شہداء کیسے نہیں؟
۵۱۹	انبیاء کے جسمانی خواص رکتے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انتساب

حضرت اقدس ویدیر الاسلامیہ علیہ السلام و بیس فیضی و امام اعظم الامم و امام شافعی
ابن سید راہگار و منی رحمہ اللہ کے نام

میتے خیر ہے وہ انسانیت کا پیلہ قبی
میتے خیر ہے وہ مہم و عمل کا منظر لکھا
میتے خیر ہے وہ عشق و وفا کا محور تھی
میتے خیر ہے وہ سب سے لوگوں سے اندر تھی
میتے خیر ہے وہ

ہو اس کے چاہنے والوں نے نام اس کی کتاب
بے نذرانے کہ جیسے ہوں چاہتوں کے کاب

حضرت والا کی حیات و سقراط میں تو تمہارا سے کلام تو سب فیض و کرم
وہ ان کا وہ ان نہیں بار بار مخاطب کرتا تھا کہ

اتنی سب مصروف نہیں ہے یہی وفات
ایک فرد بھی اور کس ہو گیا
تا ابد جانے کس پر ہو نکلتا



حضرت والا تو بظاہر امر سے جدا ہو گئے لیکن ان کی یاد بنامہ نہیں بیوقوف ایسا محسوس
ہوتا ہے کہ جنت کے بالائی نوبت سے ہماری ذمہ داریوں کا احساس الٹے ہوئے ان
کی موت ہم سے یوں غائب ہے

ہو تو! اب تمہارے ہاتھ میں تقدیر عام ہے
تجلی ہو۔ فوج پڑا وہاں ہم نہیں ہوں گے

بعد قوی حضرت والا کی بال مقرر فوج اور اسی طرح نہیں صحیح
یا حسرت و پے لائق رہتے اسے حق بات اپنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق
میں اس کے متوالی میں زندہ و تازہ رہنے کی توفیق ملے گا۔ کہ اللہ فیما
استألفہم واللہ المصعان وعلیہ التکالیف

وہدہ التقریر

محمد شمس الحق

حیدرآباد ۲۰۰۰ء

تقریب

واللہ اعلم! حضرت اقدس مولانا مفتی محمد رفیع الرحمن صاحب دامت برکاتہم ورحمۃ ربهم

(پروگرام حضرت مولانا محمد رفیق الرحمن صاحب دامت برکاتہم ورحمۃ ربهم)

پہلے سے توفیق

اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق حاصل ہوئی ہے کہ میں نے اپنے دل میں جو باتیں
حالات اپنے وقت اور بھی تھیں ان کی وفات سے آیت سے اہمیت حاصل ہے
میں والوں کو تمام احساسات و احساسات نے یہی غرض ہے کہ ان کی محسوس
ہو ان کی زندگی کا قیام و ایسا موت ہے کہ ان کے دل میں قیام میں ہوا
ہو گئے ہیں یا جب تک سالانہ سرگرمی کے لئے ہر ایک کلمہ کے احساس پر عمل
کی جاوے گا اس کے ساتھ حق کے واسطے کی زندگی کے لئے اور میں اپنے اپنے
جائے ان حضرت اقدس مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب دامت برکاتہم ورحمۃ ربهم
کے علم و استعدادات پر یہ نہیں ہوں گے کہ یہ ان کا حق ہے۔ جس کو اس کی وادھت
و اس میں زندہ و تازہ ہے۔ بعد ان کی موت و ان کے اس کی توفیق حاصل
والے نام محمد شمس الحق صاحب نے خطبات میں ان کی حق میں یہ ہے کہ ان
کی موت سے پورا جائے اللہ تعالیٰ اس پر ہر امر میں جیتے حقیقہ پر یہ جائے اور
وہ اب و تمام اہل حق کی طرف سے بڑے خیر و فلاح میں ہے۔ آمین)

ایں باب ان کے لئے توفیق حاصل ہو

محمد شمس الرحمن

پہلے سے توفیق حاصل

خطبات امین کیا ہے؟

۱. خطبات امین: تقاریر عامہ کا مستند مجموعہ ہے۔
۲. خطبات امین: موم و عارف کا ذخیرہ ہے۔
۳. خطبات امین: امتثال و مہر کا خزینہ ہے۔
۴. خطبات امین: مشہدات ايمان کا مجموعہ ہے۔
۵. خطبات امین: ہزاروں شہادت نامہ است و جواب ہے۔
۶. خطبات امین: فتنہ فتنی کی پناہ ہے۔
۷. خطبات امین: ارتدادوں سے بچانے کا نسخہ ہے۔
۸. خطبات امین: تاراجین اہل سنت پر ضرب قلع ہے۔
۹. خطبات امین: غیر متقلدیت سے ملنے کا سہرا آگاہی ہے۔
۱۰. خطبات امین: کئی قیام و مہر کا محل ہے۔
۱۱. خطبات امین: حضرت امیر مومنین کی یاد ہے۔
۱۲. خطبات امین: حضرت امیر مومنین کے دل کی شہادت ہے۔
۱۳. خطبات امین: ہر امت و امتداد کے لیے آیت الہیہ ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عکس خیال

الحمد لله الذي له البقاء و كتب على غيره الفناء
والصلاة والسلام على خاتم النبيين و سيد الرسل
الانتقاء محمد و آله الاصفاء و صحبه الاذكياء مادام
تسمى العيون بالبقاء و تسلى القلوب بالعزاء و بعد

تبارک و تعالیٰ جس نے ہر نبی پر اپنی کتاب لکھی ہے۔

یاد اللہ! کہ اہل علم اہل قلوب اہل نظر اور سائنس کے تقاضے بڑی
سرعت سے منزل دم کی طرف رواں دواں ہیں و دنیا علم و عمل کے پیکروں سے روز
بروز دیرالین اور تاریک و قوی جارہی ہے اور روزگار لوگوں کو ہفت روزہ کا ماحول
گرمی بار بار یا آ رہا ہے کہ

يذهب الصالحون الاول فالاول و يبقى حفالة كحفالة
الشعير او التمر لا يلبسهم الله باله

(مشکوٰۃ ص ۱۸)

ترجمہ: ”صالح لوگ یکے بعد دیگرے اٹھتے جائیں گے اور پیچھے انسانوں کی
تکلیفت رہ جائے گی جیسے کھجور یا جو کی تکلیف ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کو انکی
پتھر بھی پرواہ نہ ہوگی۔“

میرے حضرت اقدس اپنے درس میں بیٹھے ہوئے طلبہ کو یا تقریر سننے والے سامعین کو فقط روایتی تقریر کو نہ صرف بلکہ انہیں عام فہم مشاہدوں کے لیے اور اپنی زندگی کے مناظر اور واقعات نظر بقاء انداز میں سنا کر نہایت محفوظ فرماتے۔ ایک دفعہ ازراہ مزاج فرمایا کہ لوگوں کو "مانجھنیا" کی بیماری ہوتی ہے۔ غیر مقلدوں کو "مانہ خولیا" کی بیماری ہے۔۔۔ کیونکہ میرے حضرت اقدس اکادمی اسکول ٹیچر تھے لہذا غیر مقلدین کو "مانسٹر امین" کہا کرتے تھے۔ اور یہ بھی میرے حضرت اقدس کی حمیت و حقانیت کا زندہ اور جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ جہاں کوئی شخص غیر مقلدوں کو اجواب کرتا ہے تو غیر مقلدین بجائے دلائل کا جواب دہل سے دینے کے حسب عادت گالیوں پر اتر آتے ہیں اور گالیاں بھی میرے حضرت اقدس کو (آپ) شاہد نہ کر سکتے ہیں اس لیے فرمایا کہ ان کو "مانہ خولیا" ہے۔

میرے حضرت اقدس کا غلط بھی شیب تھا، اما ریٹ تو احادیث فقہ حنفی کی کتابوں حتی کہ غیر مقلدین کی کتابوں نے کئی کئی دواہ جات حضرت اقدس کو اذہر تھے۔ اسی لیے حضرت کے خاص رفیق کار قدر ان شیخ الغنیہ، المدیث حضرت اقدس مولانا مفتی زروئی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ میرے حضرت اقدس کو "خانانی انور شاہ" فرمایا کرتے تھے۔ میرے حضرت اقدس کی وفات کے وقت حضرت اقدس مفتی صاحب نے تاثرات یہ تھے کہ:

"آج طلبہ انور شاہ و دار و فات ہو گئے ہیں۔"

میرے حضرت اقدس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حاتم جوانی کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا بلکہ بقول حضرت اقدس مولانا عبدالغفور ندیم صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کسی سوال کا جواب ان کے ذہن میں پہلے سے محفوظ ہوتا اور لبوں پر دھرا ہوتا تھا۔ اسی صرف وہ مشائخ عرض کرتا ہوں

(۱) "ایک مناظرہ میں جب میرے حضرت اقدس نے جب یہ حدیث پیش کی کہ باہتمام نماز میں امام کی قرأت بن مقتدی کی قرأت ہوتی ہے تو

غیر مقلد مناظر نے جواب دیا کہ یہ حدیث ہے؟ میرے حضرت اقدس نے فرمایا بالکل کتبہ لگا میں قیاس کروں؟ میرے حضرت نے فرمایا کہ نہ میرے امام نے منع کیا ہے کہ جب حدیث آجائے تو قیاس مت کرنا کہنے لگا میں کروں گا میرے حضرت فرمایا کرو اپنے لئے ہمارے لئے نہ کرنا۔ (بات رونے کی ہے کہ اس سختی نے قیاس کیا کیا؟) اس نے کہا کہ اگر امام ہی قرأت مقتدی کی قرأت ہوتی ہے تو پھر میرا قیاس ہے کہ امام (مولوی) کی بیوی بھی سب کی بیوی ہوتی ہے۔ میرے حضرت کھڑے ہوئے اور فرمایا دوستو! حضرت سیدنا امام اعظم نے وقت ضرورت قیاس کئے ہم اس پر عمل کرتے ہیں الحمد للہ۔ غیر مقلدوں کو چاہئے کہ انکے مباہلی نے آج زندگی میں پہلی ہی قیاس کیا ہے اس پر عمل نہ ہو جائے۔"

(۲) اسی طرہ شمشاد سلفی (پنجاب کے ترائی غیر مقلد) سے مناظرہ تھا۔ مناظرہ کے دوران اس نے اپنی "فطرت سلیمہ" سے مجبور ہو کر کہا کہ:

"بچپن پر ساری مشین (حقی جورتیں) ٹپٹکی ہیں۔"

"میرے حضرت نے جواب دیا اللہ کی قسم کبھی انکے پاس جانا نہیں ہوا مجھے اٹکا مذہب نہیں معلوم۔ آپ خاصہ تجربہ کار معلوم ہوتے ہیں۔ اس لیے میں آپ کا دل توڑنا نہیں چاہتا چل کر پوچھ لیتے ہیں۔ اگر ایک کی بن کر رہتی ہے تو مقلد بنے اور جو آئے سو سنا جائے تو غیر مقلد ہے۔"

میرے حضرت کی اس حاضر جوابی پر مجمع بے ساختہ ہنس پڑا اور شمشاد سلفی مہموت ہو گیا۔

یہ بات تو سب ہی کو معلوم ہے کہ میرے حضرت اقدس کو اللہ تبارک و تعالیٰ رب العزت نے فرق باطلہ سے بحث و مناظرہ کا خاص ملکہ و سلیقہ عطا فرمایا تھا لیکن میرے حضرت اقدس نے مناظرہ کے میدان میں بھی صبر و تحمل اور حلم و وقار کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے کوئی شخص انہیں لاکھ سختیوں سے کہے وہ مسکرا کر ٹال جاتے تھے۔ لیکن جہاں کوئی بدعت امت اسلام و اہل اسلام فقہ حنفی اور سیدنا

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ اچھا تا تو اسی کے اچھے ہونے کچھ سے میرے حضرت اقدس اس کا منہ کا کہہ دیتے (میں) کہ یہ سچے شمش و مانی کے جواب سے زور دیتا ہے)۔ خصوصاً مناظر کے میدان میں فریق مخالف کے احداث سے شہادت کا ایسا مسکت و مندانہ شکن جواب دیتے کہ میرے حضرت اقدس کے جواب پر دنیا بوجہ باندہ و اثر سے "سبب اللہ" کہہ سکتا ہے۔ جبکہ فریق مخالف کو خیالات و اندامات کے ساتھ راہ فرار اختیار کرنے میں خیریت معلوم ہوتی ہے۔ میرے حضرت اقدس نے لڑائی سے ہٹا کر تک بے شمار مناظر دیکھے۔ اور کسی مناظر سے تین ایسے بار بھی بھر نہ دیکھے ہیں۔ ہوا کہ میرے حضرت اقدس کو غلٹ ہوتی ہو بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم اور شیخ المشائخ رحمہ اللہ ایسا حضرت ابو حنیفہ اقدس رحمہ اللہ کی قیادت سے میرے حضرت اقدس کے میدان میں مناظر و مشورے رہے۔ اس بات کا اگلا میرے حضرت اقدس نے ایک جگہ خود فرمایا کہ:

"حضرت (ابو حنیفہ) رحمۃ اللہ علیہ کی ماحول اور توجہات نے اس کا جائزہ دینا کا ایک سپاہی بنا دیا۔ مزانی اہل بدعت (بریلوی) اور شیعوں کے حاویہ و عودہ اور حاضر کے بدترین اہل بدعت جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں اور غیر مقلدین کے نام سے مشہور ہیں ان کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ایک امام نے ایک خطاط انداز کے مطابق تقریباً ۱۰۰ مناظر دیکھے ہوا جس میں اللہ پاک نے اپنے اکابر کے اس عزم کا ہر حالہ سرخرو کیا ہے اور بیوقوفوں بلکہ ہزاروں لوگ اہل باطل کے دوم فریب سے نکلے۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔"

(تجلیات مسند، ج ۱، ص ۱۴)

مناظر میں عموماً شیخی و تعلق کا حریف کی ولا زاری کے الفاظ نکل جاتے ہیں اس کے برعکس میرے حضرت اقدس کی گفتگو شیخی و تعلق سے ہٹ کر خود راہی و خود نمائی سے مبرا و مصلحتی تھی حالانکہ حریف کی آج روی اور براہ فرہنگی پر غصہ آنا ناگزیر ہے

مگر جب فریق مخالف میرے حضرت اقدس کے دامن کی تاب نہ لا کر گالیوں پر اتر آتا تو میرے حضرت اقدس "متکبر لکھ فرماتے۔"

"ان بے یاروں کے پاس گالیوں کے ساتھ ہی کیا۔"

یوں تو میرے حضرت اقدس نے مختلف فرقوں سے مناظر کئے مگر جیسائیت، قادیانیت اور غیر مقلدیت ان کا خاص موضوع تھا اور چہ خصوصاً غیر مقلدیت پر تو میرے حضرت اقدس ٹھنسنے لگے۔ ہرگز ہر شیوخ الہدیث میرے حضرت اقدس کے پاس مشکل مسائل میں مشورہ دے لے تشریف لاتے مگر ان تمام باتوں کے باوجود حق تعالیٰ شانہ نے میرے حضرت اقدس کو خورانی و خود نمائی سے حدود و دروازہ دیا۔ میرے حضرت اقدس اپنے قلم و قریب سے ایک جگہ خود فرماتے ہیں:

"سچ یہی ہے کہ اپنا دامن تو ہمہ اہل سے نکالی ہے۔ حضرت اقدس رحمہ اللہ احمدی اور شیخ اقدس اللہ رحمہ اللہ جو نام نہانی بہت جڑی ہوئی ہے وہ میرا سہارا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی برکات سے امتحانوں سے درگزر فرمائیں۔ مجھے تو ایسی باتیں کہنے کی ہوتی ہے کہ "رفیق عزیز محمد الیاس (بن حضرت مولانا ظریف صاحب مدظلہ شیخ الہدیث دارالعلوم فیصل آباد رحمہ اللہ تعالیٰ) کی پشت پر حضرت مولانا محمد عابد امظلیم نے ہاتھ رکھ دیا اور وہ ضد لڑ کے بیٹھ گیا کہ نہ در تھوڑے سے حالات لکھ دے اس لئے چند سطریں لکھ دی ہیں۔ مرنے میں آتم کہ من وافر۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر سے اپنے فضل و مہربان فرمائیں اور ان احباب کی خاصیت و مافوق سے مجھے مستفید فرماتے رہیں۔"

(تجلیات مسند، ج ۱، ص ۱۵)

یہ وہی آدمی ہے جو بطور "مشرع کا منہ" اور تبالا انسان جو قلم پر آگئے۔ مرنے حضرت اقدس کی کن کن خوبیوں کا تذکرہ کروں؟ اور کیا کیا کتبوں؟ اور انکے کس کس جوش و کمال سے زندگی کو ضبط تحریر میں لایا جائے؟ اسے کس طرح شریعت کروں؟ کہاں سے شروع کروں؟ سمجھ میں نہیں آتا۔

خانی و نوری نواب بندہ مولیٰ نہلات

ہر وہ جہاں سے فنی اس کا دل بے نیاز

اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل

اس کی ادا و غریب اس کی ناکاہ و باور

نرم دم منقطعہ کرم ہم جتو

رزم ہو یا بزم پاک دل پاک باز

میرے حضرت اقدس اسے کمالات کے حامل تھے کہ تجا اپنی ذات میں ایک
انجمن تھے۔ زہد و تقویٰ، فہم، دانش، علم و تدبر، شہادت و ثابت، رزانت و متانت، سیرہ
استقامت، عفت و توکل، محبت و مہربانی، مع و استیلا، جود و سخا، و احسان و انصاف، و مت
ظرف ایسے کمالات ہیں جن کے بیان کیلئے کی ذلت و رکاوٹ ہیں اور بہت سے کمالات
تو ہم جیسے پوچھیوں کی پوزیشن سے ارفع ہیں۔ ہاں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ:

”آخر تمام عالم اسلام کے اچانک ملائیس ایک مجلس میں جمع ہوا اور بیک
وقت عیسائیوں، آریوں، ہندوؤں، مسلمانوں، رافضیوں، کاسھیوں، پٹنہ، سیرہ
منکر حیات انیما، (ماتیں) رافضیوں، غیر مقلد، تمام ائمہ، (مسلمانوں)
ملائیں (تو یہی) سے یہ ایک سے بحث و مناظرہ کی فہمت آئے تو دیکھا کہ کسی اور
کوئے کا تو مجھے علم نہیں مگر پاک و ہند میں سوائے حضرت مولانا لال حسین اختر صاحب
الرحمۃ حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری علیہ الرحمۃ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی
رحمہ اللہ اور حضرت علامہ ذاکر خاں محمود امت پرکاشم کے صرف ایک ہی متقی پیش
ہو سکتی ہے اور وہ ہیں میرے حضرت اقدس مولانا محمد امین صدرا دیکارونی نور اللہ
مرقدہ“

یوں تو ان ناکارہ کو اپنے مسلک کے ایک ایک بزرگ سے عشق کی حد تک
محبت ہے مگر اسات حضرات سے ایسا لگا ہے کہ بیان سے جا رہے۔ حضرت مولانا
محمد منظور نعمانی نور اللہ مرقدہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ حضرت

زمین و آسمان نوح کنایا ہو گئے، مجلس تحفظ ختم نبوت کا حامی و مؤید اور سادہاں انجمن
جامعہ خیر المدارس کے قصص فی الدعوة والاشرار کے در و دیوار میں زلزلہ آگیا رونی
مناظرہ و اجڑی فنی، علم و فہمت کی بساط الٹ گئی مابین الخیر کے سختی و فرق باطلہ کا رد
کرنے والی کتابوں کے لفظ ’حرف‘ حرف کسی کی راہیں تکتے تکتے تھک گئے سارا
عالم اسلام مغموم ہے کہ!

”زمین کے تاروں سے ایک تار و فلک کے تاروں میں جا چکا ہے۔“

ایک دفعہ ایک عالم نے میرے حضرت سے کہا کہ حضرت آج کل حالات
خراب ہیں آپ چند لوگوں کو بطور حفاظت ساتھ رکھ کر لیں تو حضرت نے حسب
عادہ مسکراتے ہوئے فرمایا

”اگر کوئی مجھے مار دے تو مرتبہ شہادت سے بڑھ کر مجھے کیا

چاہئے، ویسے بھی میں بہت وقت گزار چکا اب اللہ تعالیٰ سے

ملاقات کا مشتاق ہوں۔“

یہ جملہ میرے حضرت اقدس نے اپنی وفات سے چند روز قبل کہا تھا اور
بالکل سچ کہا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب و مقبول اور مظهر و منصور اور کامیاب و
کامران بندہ کو موت کا غم نہیں ہوتا بلکہ وہ تو جیتے ہی موت کی خوشی میں ہیں کیونکہ
انہیں حضور ربّی کا وہ ارشاد یاد ہوتا ہے کہ

تحفة المؤمن الموت

”مؤمن کا تھوڑا موت ہے۔“

حق تعالیٰ شانہ نے میرے حضرت اقدس کو جس طرح حسن صورت، حسن
سیرت، حسن معاشرت، حسن معاشرت، حسن تفہیم، حسن تحریک، حسن نواز تھا اور
اس کے علاوہ انہیں جو ظاہری و باطنی کمالات و عطا فرمائے تھے جس کے باعث میرے
حضرت علوم و معارف کا گنجینہ بن گئے تھے ان کا نہ شیخ اور اراک ہو سکتا ہے اور نہ یہ اس
ناکارہ کے بس کی بات ہے۔ میرے حضرت اقدس جیسے لوگوں کے بارے میں اقبال
نے کہا تھا کہ۔

مولانا حق نواز جتوئی شہید نور اللہ مرقہ و حضرت مولانا طارق قبیل صاحب دامت برکاتہم حضرت شیخ کبرہ ام اہل سنت مولانا رفراز خان صاحب صفدر احوال اللہ حیاتیہ حضرت علامہ انور خالد محمود صاحب دامت برکاتہم (لندن) استاذ کبیر حضرت مولانا فصیح احمد صاحب دامت برکاتہم (دہلی) مولانا ذوالحجیب اللہ مختار شہید اور حضرت سیدی مرشدی ہندی مولائی حضرت القدس حکیم اعظم شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقہ و۔

مگر (کسی حد تک) مذہبی شعور کے بعد جس آنسو میں شخصیت کے حالات علوم و معارف سے میں سب سے زیادہ متاثر ہوا جن کی زندگی پر پھر رشک آیا جن سے مانا بہ تقدیر تو جتنی ہی اور ملاقات کے بعد ان کی اپنائیت پیار محبت اور شفقت و کلمہ تر قیدت محبت میں اور وفات کے بعد محبت عشق میں بدل کر رہے تھے۔ حضرت مولانا محمد امین سندھ اور دہلی قدس سرہ کی جامع الدینیات اور بعد کیر شخصیت۔

نہ چاہتے ہوئے حتیٰ شہنشاہ خاصا طویل ہو گیا۔ اور چہ ان کی ضرورت نہیں تھی۔ یوں کہ حضرت القدس ابو کازمی کے برابر اس وقت مولانا محمد افضل صاحب مدظلہ العالی برقی تفصیل کے ساتھ میرے حضرت کے حالات کو ذکر فرما چکے ہیں آپ میرے حضرت کے حالات کے تحت اس کو پڑھیں گے مگر پھر بھی میں نے اس سے متصل اپنی مضمون لکھ کر گویا "مٹل میں مٹ کی بیوند کاری" کی ہے۔ عرض حضرت اقدس ساری زندگی جس مقعد کے لئے بنے وہ یہ ہے۔ اللہ کے نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔

الکيس من دأ نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من

اتبع نفسه هواها وتمنى على الله.

ترجمہ۔ "مفلکند وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو رکھے اور موت کے بعد کی حیات کے لئے تیاری کرے اور احمق وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کے تابع کر دے اور اللہ تعالیٰ پر (جہنمی) تمنا کرے۔

باندھتے۔

آج کے بعد پھر کسی کی تحریر کیلئے یہ قلم اٹھنے کا گمراہ اس قلم میں وہ دور گمراہ وہ دور اور ترپ نہ ہوگی۔ کیونکہ آج تو قلم خود بخود جیتیم ہو چکا ہے۔ آج فکر و نظر کا چراغ بجھ گیا، حروف و معنی کی شمع فوش ہو گئی، فکر پر کا زمزمہ مٹ گیا، مہر و محراب کی رونق چلی گئی، وس و تدریس کی پختگی ختم ہو گئی، منظرہ کا فن رخصت ہوا، شخصیت کی آبرورخصت ہوئی، حاکمات حق ملانے والے بندہ کا مہتاب غروب ہو گیا۔

عجب میں نہیں آتا کہ اس عظیم شخصیت کو جو رشد و ہدایت کا مہر منیہ اور ہمہ و فضل کا آفتاب عالم تاب تھا الواوہ کس طرح کیوں؟ اس عظیم سانچے کے بعد، بہن پر ایسا جوہر اقل طاری ہے کہ عیوں محسوس ہوتا ہے کہ خامہ و قوطاس سے آشنائی ہی نہیں ہے۔ خیر حضرت القدس شیخ الحدیث مولانا زلیا صاحبہ قدس سرہ کی رحلت پر کسی شاعر نے جو یہ آئینہ اور رقت آمیز مرثیہ لکھا تھا اسے میں اپنے دل کی آواز سمجھ کر اپنے حضرت کی نذر کرتے ہوں۔

اُس دناؤ جہاں باب و شمس طاقت پروردار

پھول برساتی ہے اس پرست پروردگار

نیمت خورشید عالم ہے سخن ہے ستار

ابوگور بار کے اندر میں در شاہ دار

نوح خواں ہیں مرست اور خانقاہیں سوگوار

آفتاب ہم مقبوضی چسپ گیا زیرِ مزار

شع مضطرب بچھ گئی باقی ہے پروانوں کی خاک

اب نہ ترپ گئی کبھی محفل میں دیوانوں کی خاک

يا ايها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية

مرضیہ فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی.

کرنے میں نہ کبھی تامل ہوا ہے اور نہ ہوگا (انشاء اللہ)۔

ان ازیلہ الاصلاح ما استطعت واما تو فیقی الایمان

اس کتاب کی پروف ریڈنگ میں سب سے پہلے اپنے محترم اور مخلص رفیق کار برادر عزیز جناب گل محمد صاحب سلم برکتم بھائی و قاض صاحب اور بھائی نعیم صاحب کا انتہائی ممنون ہوں جنہوں نے اپنی گول ناگوں مصروفیات کے باوجود بڑی جانکامی اور تہنیتی کے ساتھ اس کتاب کے پروف چیک کئے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس مفتی محمد انور اذکار زوی دامت برکاتہم کا ذکر بھی خیر بہت ضروری ہے کہ انہوں نے اس مقالہ کو اپنی تقریظ دلپذیر سے نوازا کہ اس کے وزن میں قابل قدر اضافہ فرمایا ہے۔ اور آخر میں اس شخصیت کا کام لینا بھی نہایت ضروری ہے جس کی شفقت و محبت کی بدولت ہی میں یہ کار خیر انجام دے سکا ہوں۔ یہ شخصیت جانشین و داماد اکمل حبیب اللہ مختار شہید، تلمیذ حضرت اذکار زوی جلیل علم و عمل، میرے محبوب استاد حضرت اقدس و داماد مفتی احمد صاحب دامت برکاتہم کی ہے۔

میں آج جو کچھ بھی دینی کام کرنے کے قابل ہوں وہ توفیق الہی کے بعد حضرت اقدس ہی کی توجہات عالیہ اور مراعات خیر روانہ کی بدولت ہے۔ اگر توفیق ایزدی کے بعد حضرت اقدس کا وجود مسود نہ ہوتا تو یہ مسودہ فاکوں کی زینت ہی رہتا طالبان حق کی تحفوں کو بھانے کیلئے مسودہ شہور نہ آتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے رحم و فضل سے حضرت اقدس کا سایہ تا دیر قائم رکھے اور فیوض و برکات میں اضافہ مضامینہ اضافہ فرمائے اور انہیں داریں کی کامیابی سے نوازے۔ (آمین)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ پاک اس کتاب کو حضرت وحید العصر و لانا محمد امین صفدر اذکار زوی کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور ہمیں ان کے مقدس مشن کو احسن طریقے پر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی صفوة البرية سيد الکائنات

و خاتم النبیین محمد وآله واصحابہ اجمعین۔

یہ میرے حضرت کے خطبات پر مشتمل کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے میرے حضرت اقدس کے وسعت و مطالعہ علم و عرفان اور علمی تجربہ کا جیتا جاگتا ثبوت ہے ان خطبات کا ایک ایک لفظ اللہ اور اس کے رسول ﷺ صحابہ کرام و اہل بیت و نظام رضی اللہ عنہم اولیاء امت اور خصوصاً سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کے گھاٹیں مارتے ہوئے مسند میں غوطہ زن ہے اس کے مطالعہ سے آپ کی روح کو بالیدگی علم کو چھتی عقائد کو درستی عمل کو وارفتگی سوچ کو وسعت نظر کو سہوار دل کو نور اور اذقان و عمل کو دینی سرشاری و بیداری کی دولت کبریٰ اور نعمت عقلی نصیب ہوگی۔ اس کے مطالعہ سے شکوک و شبہات کے داغ جلیں گے اور انشاء اللہ آپ و عقائد و افعال کی دنیا میں بیداری کا ثبوت دیں گے۔ ان خطبات میں جن فرق اور مذاہب پر کلام کیا گیا ہے یہ ناکارہ ان سے انتہائی ہوا۔ بانیہ عرض گزار ہے کہ وہ ان دلائل و احادیث سے بے یار و مددگار رہے گئے اور "نفسہ شفا" سمجھتے ہوئے قوش فرمائیں۔

"شفا بایست دارہ نے تفسیر کوئی کن"

لیکن ان تمام دلائل کہ باوجود ہمیں ان مسالک و مذاہب کے سرفروں اور طلبہ داروں سے قطعاً قبول حق کی امید نہیں

"اے ہمارے بزرگہ خاک شدہ"

البتہ سلیم اعظمت ہدایت کے طالب اور حق کے متلاشیوں کے لیے یہ مقالہ ضرور مشعل راہ ثابت ہوگا:

نور و نور و وجد ہو جائے گا سب پیدا

نور لازم ہے پہلے ترے دل میں ہو طالب پیدا

تجربہ اکثر کی غلطی سے تو اے نور کے طالب

وہی پیدا کرے گا دان بھی کی ہے جس نے شب پیدا

اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ اس کتاب کے طرز استدلال میں کہیں کوئی حتم یا خامی محسوس ہو تو اسے مرتب ہی کی غلطی سمجھیں اور اس پر بجائے مدف و ملامت کہ متانت اور تنبیہ کی کو ملحوظ رکھتے ہوئے متنبہ فرمائے ہمیں اور ہمارے اکابر کو حق کے تسلیم

نوٹ

حضرت ابو کاروئی کی وفات کے فوراً بعد ہی ہم نے ان کے خطبات کو ترتیب دینے کا کام شروع کر دیا تھا۔ حتیٰ کہ ایک ماہ کی مختصر مدت میں ان خطبات کو نوہ سلوں سے صفحات پر منتقل کر کے کمپوز بھی کروا لیا گیا، لیکن اشاعت کا کام مسلسل اتنا ہی نڈر رہا رہا یہاں تک کہ چھ ماہ سے زائد عرصہ بیت گیا۔ پھر اس ناکارہ کو خیال ہوا کہ جب کام میں ویسے ہی دیر ہو رہی ہے تو کیوں نہ تحریر کا کام بھی کر لیا جائے تاکہ اصل مکتوب حوالہ کی تلاش، جستجو میں وقت نہ ہو اور عوام الناس مطمئن رہیں، لہذا ابتدائی نقطہ میں جتنے حوالہ بات دسترس میں آسکے ان کو بقید جلد و صفحہ درج کر دیا گیا ہے، بعض جگہ حاشیہ کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ یہ سب توفیق الہی، حضرت محمد ﷺ کی شہرہ بہت اور میرے شیخ امام اہل سنت مولانا سر فرخ خان صدور صاحب کی نظر کریم اور حضرت ابو کاروئی کے روحانی فیض کی بدولت ممکن ہو سکا۔ ورنہ من آثم کہ من وآثم۔

(محمد ظفر بٹا اللہ مدد)

امین صدور

امین صدور کو رہنے کا زمانہ بنا ہے جس کا جنت میں ٹھکانہ
 فرائض کا رازنی، دوراں جو تھا اک علم و حکمت کا خزانہ
 تیرے مرشد تھے وہ حضرت ابوہریرہؓ جو تھے قطب زماں غوث بیگانہ
 تیرے استاد تھے وہ عبد اللہ بن مسعودؓ جو تھے کونجی میں آشیانہ
 نبیاء، الدین بھی تھا تیرا ربیب، بڑی تہجی شان جس کی مالمانہ
 فدا کار، امام اعظم سرایا، فغان ان کا تھا تیرا کارنامہ
 حضور پاکؐ سے تیری صحبت گوہر اس بات کا سارا زمانہ
 دجال، قادیانی کا تعاقب دلیل علم و حکمت فاضلانہ
 غرض ہر شعبہ دین میں پر نظر تیری تھی نظر قائدانہ
 بچھے کیسے بھلاؤں گا میں بھائی! تیری شفقت تھی مجھ پر والہانہ
 فوٹی جن کو امیں کی موت پر ہے طرز ان کا ہے طرز جہانانہ
 امین صدور تو تھا استاد، ملاء نہیں اس میں تعلیٰ شاعرانہ
 مرگ تیری جہاں علم کی موت طرز زندگی تھا زہدانہ
 خدایا! مغفرت تو ان کی کر دے
 دما افسوس کی ہے یہ عاجزانہ

(۱) مراد حضرت مولانا احمد علی لاہوری ہیں۔

(۲) خطبہ مولانا عبدالکامان صاحب دہلوی فاضل دیوبند شاگرد رشید مولانا انور شاہ کشمیری دہلوی و قلعہ بلتچ۔

(۳) مولانا ضیاء الدین صاحب لکھنؤ، مفتی محمد مدد، جامعہ محمدیہ شیعہ لاہور لکھنؤ۔

امین صدر

جو تھا امین عظمت اسلاف چل بسا
امت کا وہ وقار تھا ملت کی شان تھا
لاکار تھا تو وہ صفت اہلاد کو اس طرح
کہتا وہ یوں حدیث اور سنت پہ گفتگو
بخشی تھی حق نے اس کو وہ کوارسی زبان
جأت سے حق بیاں کیا حق کے نام نے
دیتا تھا وہ کتب کے حوالے کچھ اس طرح
کہتا تھا اختلافی مسائل پہ جب وہ بات
عرفان کے موتوں سے مزین بیان تھا
ملبس اس کا سادہ سا سادہ سی شکل تھی
مست خوش ہوا کی موت پہ تو اے عدو دین
حق کے معاندین پہ جنت تھا دوستو!
اللہ کا وہ بندو تھا اللہ سے جا ملا

وہ فخر و تاز مسک احناف چل بسا
فکر ابو حنیفہ کا وہ تربیان تھا
جنگل میں کوئی شے نہ رہتا جس طرح
سب دم دبا کے بھاگتے تھے عدو
جس سے کچھ نہ تھا وہ باطل کی دھجیاں
باطل خنجر نہ لے سکی اس کے سامنے
بدسات میں برقی ہے باران جس طرح
دیتا تھا شبنم کو وہ چٹکیوں میں مات
سید نہیں تھا اس کا جواہر کی کان تھا
لیکن سخن تھا ایسا کہ حیران عقل تھی
ہم میں گیا ہے چھوڑ کے وہ سینکڑوں امین
نعمان! کہ وہ زندہ کرامت تھا دوستو!
جنت کلین تھا اس لیے جنت میں جا بسا

صاحب خطبات کے مختصر حالات

از مولانا محمد افضل صاحب وامت برکاتہم العالیہ
برادر اصغر حضرت مولانا محمد امین صدر اذکار و کوئی

تمہید

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کچھ دوستوں کا اور چند ایک علماء کرام کا اصرار ہے کہ میں مولانا محمد امین
صدر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر بھائی ہونے کے ناطے کچھ تحریر کروں تاکہ اس
ناجذو زگار کی زندگی کے پوشیدہ گوشے عوام کے سامنے آجائیں۔ بے نقاب ہوں اور وہ ان کے
حالات زندگی کو اپنے لئے مشعل راہ بنا کر دینا عاقبتی میں کامرانیوں سے ہمکنار ہوں۔
لیکن میں اپنی کم ملی اور نا اہلی کے پیش نظر اپنے آپ کو اس کام کے قابل نہیں سمجھتا۔
تاہم خطیب بے بدل مولانا عبدالکریم ندیم صاحب خان پوری کے شدید اصرار پر
حسب استطاعت اس کام کو کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ اگر اس سے کسی آدمی کو فائدہ
پہنچے گا تو اس کا اجر مولانا عبدالکریم ندیم کو بھی ملے گا۔ بصورت دیگر تمام کوتاہیوں کا
ذمہ دار یہ بندہ پر تقدیر ہوگا۔

پیدائش

میرے برادر بزرگ جناب مولانا محمد امین صدر 4 اپریل 1934 کو میاں
ولی محمد کے ہاں ریاست بیکانیر ضلع گڑگانگر میں پیدا ہوئے۔ ہمارا خاندان جالندھر شہر
کی نواحی آبادی ہستی غراں کا رہائشی تھا۔ ہمارا تعلق آرائیں قوم سے ہے۔ اور ہمارا
خاندانی پیشہ کئی پشتوں سے باغبانی تھا۔ ہمارے دادا جان میاں پیر محمد کی زرعی اراضی

عاجل پور جتوڑی ضلع جالندھر میں تھی۔ انہوں نے اپنی محنت شاقہ سے تین مرلے زمین ریاست بیکانیر کے ضلع جیجنگر میں خرید لی تھی اور اس زمین کو آباد کرنے کے لئے ہمارے والد صاحب کو ہاں بچھا تھا۔ یہاں سکونت پذیر ہونے کے دوران برابر ہمتہ کی پیدائش ہوئی۔ ہمارے دادا جان اور والد صاحب اس زمانہ کے پرائمری پاس مہم و صلوٰۃ کے پابند بزرگ تھے۔ بھائی صاحب کی پیدائش سے قبل والد صاحب کے تین بیٹے اور ایک بیٹی صغریٰ میں ذیوہ و آخرت ہو گئے تھے۔ صرف پانچویں کی بہن فاطمہ بی بی زندہ تھیں۔ والد صاحب ریاست بیکانیر جانے سے پہلے موجود ضلع فیصل آباد نے گاؤں چک نمبر 62 جہازال میں دادا جان کے قسم سے مسلمان ملازمت باغبانی اقامت گزریں تھے کہ وہاں ایک عالم باطل فاضل، یونہیہ والا مسید شمس الحق شاہ صاحب تحریف لاتے۔ وہ اکثر یہ حکومت کے باغی تھے اور اس کے شر سے بچنے کیلئے رہنمائی کی زندگی گزار رہے تھے۔ والد صاحب چونکہ دین سے محبت رکھتے انسان تھے۔ اس لئے آپ ان کے دست حق پست سے ہمیت ہو گئے اور انکی خدمت میں شب و روز مصروف ہو گئے۔ والد صاحب نے ایک دن مناسب موقع دیکھ کر حضرات سے التماس کی کہ حضرت جی میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے فریادہ اولاد سے نوازے۔ کیونکہ میرے بچے صغریٰ میں فوت ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے دعا فرمائی اور بشارت دی کہ ولی محمد خدا تعالیٰ تمہیں سات بیٹے دے گا اور سب کے سب صاحب اولاد ہوں گے۔ مزید فرمایا کہ اپنے پہلے بیٹے کو عالم دین بنانا۔ والد صاحب نے ان سے وعدہ کر لیا۔ جب بھائی صاحب پیدا ہوئے تو انہی بزرگ کے قسم سے ہی بیٹی صاحب کا نام محمد امین رکھا گیا۔ اس قدر سید و بزرگ کی پیش گوئی پوری ہوئی اور بھائی صاحب کے بعد والد صاحب کو خدا تعالیٰ نے مزید چھ بیٹے عطا کئے اور وہ سب کے سب صاحب اولاد ہوئے۔ اس وقت ہم پانچ بھائی زندہ ہیں۔ بھائی صاحب کی وفات سے ڈیڑھ سال پہلے مجھ سے بڑے ہمارے ایک بھائی میاں محمد اسلم صاحب جو رحیم یار خان میں اقامت پذیر تھے۔ قصائے الہی سے وفات پا گئے تھے۔ دعا ہے کہ ذات باری تعالیٰ ہمارے ان دونوں مرحوم بھائیوں کو غریق رحمت فرمائے۔

خاندانی حالات

ہمارے دادا جان میاں بیچ محمد صاحب اور والدہ محترمہ میاں ولی محمد صاحب صوم و صلوٰۃ کے پابند اور دین سے محبت کرنے والے بزرگ تھے۔ پاکستان بننے کے بعد ہمارے چچا جان میاں نور محمد اور میاں عبدالکریم دادا جان کے ہمراہ سابقہ ضلع لائل پور کے مختلف علاقوں میں قیام پذیر ہو گئے۔ آبائی زمین چونکہ دادا جان کے نام تھی اس لئے انہوں نے اپنی اولاد کی خواہش کے برعکس پاکستان آ کر ہندوستان کی مٹہ و مکہ زریع زمین کے بدلے زریع اراضی لید ضلع، میرہ نازیخان میں الاٹ کروائی اور خود چچا نور محمد کے پاس رجسٹر کے نزدیک چک نمبر 336 گ ب میں رہائش پذیر ہو گئے۔ ہمارے والد ماجد پاکستان بننے کے بعد چک نمبر 55/2-L ضلع مظفری (حال ضلع اوکاڑہ) میں رہائش پذیر ہو گئے اور ذریعہ روزگار اپنے خاندانی پیشہ باغبانی کو بنایا اور اوکاڑہ کے نواح میں چند ایک باغات اگائے۔ بعد میں چک نمبر 55/2-L کے چودری غلام قادر قودیانی کی ملازمت اختیار کر لی۔ اتنی زمین میں باغ لگایا اور اس کے دیگر زریع مربعوں کے مختار کار بنے۔

ہمارے والد صاحب کی حمیت دینی کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ آپ نے اٹھارہ سال تک ایک قادیانی کی ملازمت کی اور اس دوران اس کے گھر سے پانی کا گھونٹ تک چٹا گوارا نہیں کیا۔ والد صاحب کو حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے والہانہ عقیدت تھی۔ اس لئے مجلس احرار اسلام سے تعلق رکھتے تھے۔ چودری غلام قادر قادیانی کبھی کبھی والد صاحب سے کہا کرتا تھا کہ میاں ولی محمد تم میرے سب سے بڑے دشمن ہو۔ والد صاحب پوچھتے چودری صاحب کیوں؟ تو وہ کہتا اس لئے کہ تم مجھے کافر کہتے ہو۔ والد صاحب بڑے اطمینان سے جواب دیتے کہ میں آپ کو اس لئے کافر کہتا ہوں کہ آپ واقعی کافر ہیں اور تمام مسلمان آپ لوگوں کو کافر ہی کہتے ہیں۔ اس میں میرا کیا قصور ہے؟ تو وہ لا جواب ہو کر خاموش ہو جاتا۔ بعض اوقات ترجمہ میں آ کر کہہ کر کہ میاں ولی محمد تم میرے بڑے مخلص ہیں (دوست) ہو۔ والد

صاحب پوچھتے کیوں؟ تو وہ جواب دیتا اس لئے کہ تم میرے کام میں کسی قسم کی کوتاہی اور بددیانتی نہیں کرتے ہو۔ والد صاحب فرماتے چودھری صاحب! یہ تو میرا فرض ہے۔ آپ پر کوئی احسان نہیں۔ ہمارے گاؤں چک نمبر 55/2 میں بیڑے زمیندار زیادہ تر قادیانی تھے۔ انہیں والد صاحب اور چودھری غلام قادر کا تعلق ایک آنکھ نہ بھاتا۔ وہ وہاں تو قادیانی چودھری کے کان۔ والد صاحب کے خلاف بھرتے رہتے اور والد صاحب کو ملازمت سے نکالنے کیلئے اس پر زور دیتے رہتے۔ لیکن وہ ان کی بات ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتا اور ان کی خواہش پوری نہ کرتا۔

دوسری جانب والد صاحب کی خوارگی کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی چودھری غلام قادر والد صاحب کو بلاتا (وہ اکاؤنڈ شہر میں رہائش پذیر تھا) تو آپ حساب کتاب کی کاپی جب میں ڈالتے اور چودھری سے ملنے چلے جاتے تو فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر مرتبہ یہ فیصلہ کر کے جاتا ہوں کہ اگر چودھری نے کوئی بدقیمتی کی تو حساب کی کاپی اس کے منہ پر دے ماروں گا اور ملازمت ترک کر دوں گا۔ الغرض یہ تعلق کسی طرف چل رہا تھا کہ بھائی صاحب کو جو جوان عالم بن گئے اور قادیانیوں سے مناظرے شروع کر دیئے اور قادیانی ہر مناظرہ میں شکست فاش سے دو چار ہوتے۔ اب قادیانیوں نے چودھری غلام قادر کی شکایات مرزا ابیہر الدین محمود تک پہنچانی شروع کر دیں کہ چودھری غلام قادر کے مالی کا بیٹا ہم سے مناظرے کرتا ہے اور ہمیں کافر بتاتا ہے۔ اس کے باوجود چودھری اپنے مالی کو ملازمت سے درخواست نہیں کرتا۔ لیکن چودھری غلام قادر ربوے کے دباؤ کو برداشت کرتا رہا اور کہتا کہ میاں ولی محمد میرا مختار کار ملازم ہے۔ قادیانیوں کی مسجد کا امام نہیں کہ اسکو ہر طرف کروایا جائے۔

مرزا ابیہر الدین محمود کی وفات کے بعد ابیہر بھائی صاحب کے مناظرے تیز ہو گئے۔ اور ربوے والوں کے دباؤ میں اضافہ ہوا تو ایک دن چودھری غلام قادر نے والد صاحب کو بلایا اور کہا کہ میاں ولی محمد اب میری جماعت کا دباؤ میرے لئے حد برداشت سے زیادہ ہو گیا ہے اسلئے مناسب ہے کہ اپنے بیٹے محمد امین کو مناظروں سے روک دو بصورت دیگر میں آپکو ملازمت سے جواب دے دوں گا۔ والد صاحب نے

یہ سن کر کہا کہ میں ابھی ملازمت سے استعفیٰ دیتا ہوں۔ لیکن اپنے بیٹے کو نیک کام سے نہیں روکوں گا اور چودھری صاحب کی ملازمت تیاگ کر واپس آ گئے۔ اب چودھری صاحب نے باغ کی حفاظت کے لئے جو مالی رکھا وہ خوشامدی اور بزدل قسم کا تھا۔ گاؤں والوں نے دو سال کے اندر اندر باغ کو بطور ابھدن استعمال کیا اور اس کا ستیا جاس کر دیا۔ جو باغ چار ہزار روپے غنیمت پر اٹھتا تھا۔ کوئی اس کا ہزار روپیہ دینے پر بھی تیار نہ ہوا۔ اتنا مالی نقصان دیکھ کر چودھری صاحب خواہاں باختہ ہو کر والد صاحب کے پاس آیا اور منت سماجت کر کے والد صاحب کو دوبارہ ملازمت پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ والد صاحب نے جواب دیا کہ کل پھر تمہاری جماعت تمہیں تلک کرے گی۔ کیونکہ میرا بیٹا جو مناظرے کرتا ہی رہے گا۔ اس لئے میں تمہاری پیش کش کو قبول کرنے سے قاصر ہوں۔ اس پر اس نے کہا میاں ولی محمد! اس سلسلہ میں میں جماعت کی کوئی بات نہیں مانوں گا۔ میں اتنا مالی خسارہ برداشت نہیں کر سکتا۔ مزید برآں والد صاحب کی تنخواہ اور سابقہ مراعات میں کافی اضافہ کر کے والد صاحب کو دوبارہ ملازمت قبول کرنے پر آمادہ کر لیا۔ چودھری غلام قادر کی وفات تک والد صاحب اس ملازمت پر قائم رہے۔ اس کی وفات کے بعد والد صاحب نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ چودھری صاحب کے بیٹے جو بڑی بڑی سرکاری ملازمتوں پر فائز تھے۔ انہوں نے والد صاحب کو بڑی منت سماجت اور ترغیب و تحریک کے ذریعے استعفیٰ واپس لینے کو کہا۔ لیکن والد صاحب نے فرمایا کہ تمہارے باپ کے ساتھ تو میری بن جاتی تھی۔ کیونکہ وہ میری تلخ باتوں کو برداشت کر لیتا تھا لیکن تم میں اتنا حوصلہ کہاں۔ اس لئے میں تمہاری ملازمت میں رہنا پسند نہیں کرتا۔ اس کے بعد والد صاحب لیہ والی زمین کو آباد کرنے کی نیت سے لیہ چلے گئے اور اس بھڑ زمین کو چار فائج سال میں گل و گلزار بنا دیا۔

والد صاحب کافی عرصہ سے دم کی مرض میں مبتلا تھے اور بہت کمزور ہو گئے تھے۔ اس کے باوجود اپنا رزق اپنی محنت سے ہی پیدا کرتے تھے اور کسی بیٹے کا محتاج ہونا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ ۱۹۷۹ء میں بیماری نے بہت زور پکڑا تو بیٹوں کے اصرار

پر بغرض حاج اکاڑہ آگئے اور جون ۱۹۵۷ء کے آغاز میں چک نمبر 55/2 میں وفات پائی۔ والد صاحب کا جنازہ گاؤں کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔ کسی شاعر کا یہ شعر والد صاحب کی زندگی کے حسب حال ہے۔

وہ مرد خدا مست نہ دولت تھی نہ لشکر

اس پر بھی یہ طرہ تھا کہ جھکتے تھے جہاندار

مولانا مرحوم کے تعلیمی مراحل

چونکہ مولانا مرحوم ایک عالم دین اور ولی اللہ کی دعاؤں کے طفیل مصنفہ شہود پر آئے تھے اور ان کا نام بھی اس مرد قلندر نے ہی رکھا تھا اس لئے مولانا بچپن سے ہی ذہین و فطین تھے۔ مولانا اپنی کلاس کے ذہین و فاضل طلباء میں شمار ہوتے تھے۔ مولانا مجھ بندہ ناچیز سے تقریباً ساڑھے نو سال بڑے تھے۔ اس لئے ان کی ابتدائی تعلیم کا کوئی نقش میرے ذہن میں نہیں ہے۔ اتنا یاد پڑتا ہے کہ جب میں نے اسکول جانا شروع کیا تو مولانا میٹرک کا امتحان پاس کر چکے تھے۔ یہ ۱۹۵۰ء کی بات ہے۔ والد صاحب نے اسکول میں بھائی صاحب کو عربی کا مضمون رکھوایا تھا تاکہ دینی علوم کے حصول میں یہ مضمون ان کا مدد و معاون ثابت ہو۔ بھائی صاحب نے ناظر و قرآن مجید حافظہ محمد رمضان صاحب سے پڑھا تھا جو کہ غیر مقلد تھے۔ ان کی صحبت میں بیٹنے سے غیر مقلدیت کے جراثیم بھائی میں سرایت کر گئے تھے۔ جب نویں جماعت میں ہوئے تو عربی پر دسترس حاصل کرنے کے لئے مولانا عبدالبہار صاحب کھنڈیلوی سے عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھنا شروع کر دیں۔ یہ بھی ایک بہت بڑے غیر مقلد عالم تھے۔ ان کی صحبت میں رہ کر مولانا غیر مقلد بن گئے۔ جب والد صاحب سبھانے کی کوشش کرتے تو اکثر غیر مقلدین کی طرح کوئی بات نہ سنتے۔ پھر والد صاحب نے بھائی صاحب کو راہ راست پر لانے کے لئے اپنے دوست مولانا محمد حسین صاحب کی خدمات حاصل کیں لیکن مولانا محمد حسین صاحب کی بھی بھائی صاحب کی ذہانت و فطانت کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور انہیں راہ راست پر نہ لاسکے ۱۹۵۳ء میں مولانا ضیا

الدین صاحب اکاڑہ کی کے مدرسہ جامعہ محمودیہ میں جو عید گاہ میں واقع تھا بطور مدرسہ حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب فاضل دیوبند اور حضرت مولانا عبدالجنان صاحب فاضل دیوبند کا تقرر ہوا۔ مولانا عبدالقدیر صاحب کی محنت اور والد صاحب کی دعاؤں کے طفیل بھائی صاحب غیر مقلدیت سے تائب ہو کر چادہ مستقیم پر گامزن ہو گئے اور پھر اپنی تعلیم کا سلسلہ ان دو حضرات کے ساتھ جوڑ لیا۔ ان دونوں بزرگوں نے جو ہر قابل کو بچپانہ اور اس کو نکھارنے میں بہت حق مصروف ہو گئے۔ بھائی صاحب بھی ان اساتذہ کرام و رتہ خدامندی خیال کرتے ہوئے تن من دھن سے ان پر فدا ہو گئے۔ ان بزرگوں نے اس جوہر قابل کو چمکے اور تربیت کرنے میں شب و روز صرف کر دیئے۔

حضرت مولانا عبدالجنان صاحب (دفین یقیق) آپ پر اتنے شفیق تھے کہ اپنی نیازی میں اور بچہ رسائی کو دور و آستانہ سمجھتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ امین اگر آج صبح رات کے وقت بھی میرے پاس پڑھنے کے لئے آئے تو میرا دروازہ تھما دے لئے نکلا ہوگا۔ استاذ کی اس حوصلہ افزائی سے بھائی صاحب نے خوب فائدہ اٹھایا اور دو سال کی قلیل مدت میں کتب حدیث تک رسائی حاصل کر لی اور اساتذہ کے لئے باعث فخر بن گئے۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالجنان صاحب نے فرمایا امین عجیب آدمی ہے، ہم زمین کی باتیں کرتے ہیں تو یہ آسمان کی باتیں سناتا ہے اور حضرت مولانا ضیا، الدین سیو باروٹی نے ایک مرتبہ اپنے چند دوستوں سے کہا کہ امین اتنا ذہین ہے کہ بعض اوقات مجھے احساس ہوتا ہے کہ یہ اور شاہ غازی ہے۔

چونکہ بھائی صاحب ہم سب بھائیوں سے بڑے تھے۔ میٹرک کرنے کے بعد والد صاحب کی خواہش کے مطابق علم دین کے حصول میں شب و روز کوشاں رہتے تھے۔ ہم سب بھائی ابھی زیر تعلیم تھے اور گھر میں کمانے والے صرف والد صاحب تھے۔ ہمارے گھر لیو اور تعلیمی اخراجات کا بار صرف والد صاحب اٹھاتے تھے۔ ۱۹۵۵ء میں بھائی صاحب نے والد صاحب کا ہاتھ بٹانے کا فیصلہ کیا اور والد صاحب کے مشورہ سے جے وی کلاس میں داخلہ لے لیا اور چینیوٹ چلے گئے۔ اس معاملہ کو بھائی

صاحب نے حضرت مولانا عبدالحق صاحب سے بھی ملی رکھا: مبارک! حضرت صاحب (مولانا عبدالحق صاحب کو سی نام سے پکارا کرتا تھا) داخلہ لینے سے منع فرمادیں۔ جب بھائی صاحب چند دن تک غیر حاضر رہے تو حضرت صاحب کو تشویش ہوئی اور والد صاحب کو پیغام بھیج کر بلایا اور پوچھا کہ محمد امین آج کل کہاں رہتا ہے؟ پڑھنے کیوں نہیں آتا؟ والد صاحب نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ حضرت جی میں کثیر العیال آدمی ہوں اور کیا کماٹے والا ہوں۔ اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں اس لئے میں نے امین کو بی بی میں داخل کر دیا ہے۔ وہ بی بی کرنے کے بعد واپس آ جائے گا تو پھر آپ کے پاس ہی رہے گا۔ آپ ناراض نہ ہوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میاں وہی محمد تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ تمہارے مات بین ہیں۔ یہ ایک بڑا تم مجھے دے دیتے تو دیکھتے میں اسے کیا مانتا۔ یہ پوچھا کہ جب محمد امین ہے وہی کر کے آئے گا تو اسے گورنمنٹ کتنی تنخواہ دے گی۔ والد صاحب نے کہا کہ اسے اسی (۸۰) روپے ماہانہ تنخواہ ملے گی۔ حضرت صاحب نے فرمایا وہی محمد تم نے بڑے کماٹے کا سودا کیا ہے۔ اگر امین میرے پاس مزید دو سال پڑھ لیتا تو عربی مدرسہ والے اس کے پیچھے پیچھے بچھڑتے اور ۵۰۰ روپے سے زیادہ تنخواہ دیتے۔ لیکن والد صاحب نے بعد مدت و زاری حضرت صاحب کو ناراض نہ ہونے دیا۔

اوجھر چینیٹ میں بھائی صاحب ٹریڈنگ اسکول کے تمام ساتھیوں کی دینی تربیت کرنے لگے اور وہاں امامت و خطابت کے فرائض بھی اپنے ذمہ لے لئے۔ ان دنوں مولانا مظہر احمد چینیٹی (مدظلہ العالی) پھر پورہ جوان تھے۔ بھائی صاحب فارغ ہوتے میں ان سے ملنے اور ان سے ہر ممکن استفادہ کی کوشش کرتے اور مولانا منظور احمد صاحب بھی بڑے بھائیوں کی طرح بھائی صاحب سے شفقت کا سلوک کرتے اور تعلق تاہم مرگ قائم رہا۔ بھائی صاحب بے وی کرنے کے بعد جب واپس آئے تو شیعہ کاٹن ہائی اسکول میں بطور ان فرینڈ عربی میجر اپنی ملازمت کا آغاز کیا اور ساتھ ساتھ فرق باطلہ کا تعاقب شروع کر دیا۔ جن میں قادیانی، عیسائی، بدھئی اور غیر مقلدین خاص طور پر شامل تھے۔ اس دوران مولانا عبد القادر اور حضرت صاحب، جامعہ محمودیہ

مدیر گاہ چھوڑ کر جامعہ مدنیہ گول پکڑا اور وہاں تشریف لے گئے۔ لیکن بھائی صاحب کا سلسلہ تلمذ ان کے ساتھ قائم رہا۔

۱۹۵۵ء میں ہندو نے پرائمری کا امتحان پاس کیا تو والد صاحب نے مجھے جامعہ محمودیہ مدنیہ گاہ میں داخل کر دیا۔ ان دنوں حضرت مولانا عبد الحمید سیٹا پوری اس مدرسہ میں بطور صدر المذہب تشریف لائے تھے۔ بھائی صاحب دن کو شیعہ کاٹن ہائی اسکول میں ملازمت کرتے اور صبح کے بعد حضرت مولانا عبد الحمید صاحب سے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی کتب پڑھتے۔ جن میں ”تحدیر الناس“ اور ”آب حیات“ بھی شامل تھیں۔ مغرب کے بعد فارسی اور ابتدائی عربی کے طلباء کو چند ایک اسباق پڑھا دیتے۔ تاکہ حضرت مولانا عبد الحمید صاحب کے کام میں معاونت ہو جائے۔ ان کے کام کا بوجھ کم ہو جائے۔ علی التبع ائمتھے اور گاؤں چلے جاتے اور نماز پڑھنا ان کی مسجد میں ادا کرتے اور بعد از نماز دس قرآن کریم دیتے۔ جس کے ذریعے تمام فرق باطلہ کا رد فرماتے۔ قصہ ساقیانی فتنے کا بڑے مدثر انداز میں اور بڑی صحت سے تعاقب کرتے۔

میرے بھائی مرحوم نے اپنے گاؤں میں فی سبیل اللہ بیس سال تک دس قرآن دیا۔ گاؤں میں قادیانیوں کو چھلنے چھوکنے کا موقع نہ دیا۔ ہمارے گاؤں میں بچوں کے ناظر و قرآن پاک پڑھانے کا بھی کوئی مقتول بندہ دست نہ تھا۔ گاؤں کے مسلمان بھی صرف دنیا دار تھے۔ دین سے انکی دلچسپی نہ ہونے کے برابر تھی۔ جو بیماری مسجد کے امام تھے وہ ناجائز حافظ تھے۔ ان کی اہلیہ فوت ہو چکی تھی اسلئے بچوں کی تعلیم کا بھی کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں تھا۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے والد صاحب نے ہماری والدہ سے کہا کہ گاؤں کے بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک پڑھا دیا کرو۔ ثواب کا کام ہے۔ والد صاحب کی اس خواہش کو والدہ صاحبہ نے باحسن و جود پورا کیا اور گاؤں کی تین سبیل (بھٹہ) قرآن پاک پڑھنے کے سلسلہ میں والدہ صاحب کی شامگرہ ہیں۔ پڑھنے والے بچوں کے ساتھ قادیانیوں کے بچے بھی آجاتے تھے اور والدہ صاحبہ انہیں بھی قرآن پاک پڑھا دیتی تھیں۔ وہ قادیانی بچے پچیس ہمارے گھر کے دینی ماحول

سے بہت متاثر ہوتے تھے اور ان میں سے بہت سے بچے چچیاں پرستہ اور مسلمان ہو گئے۔ اور انہوں نے قادیان کے مشہور گمخوار گنہگار مسلمانوں میں شامل کیا۔ اس سلسلہ میں جہاد مرحوم بھائی کی وحشیانہ باغیہ صدمہ فخر تھیں۔ ایسے بچے چچیاں جب مسلمان ہو جاتے تو پھر بھائی صاحب انکی پروری کے مسلمان رشتہ داروں کو پورے وفاق میں تلاش کر کے بڑی تکوین کے بعد ان کیلئے مناسب رشتہ تلاش کر کے ان بچوں کی شادیوں کا مسئلہ حل فرما دیتے۔

قادیانوں کے بااثر اور صاحبِ ثروت ہونے کے باوجود ہمارے کانوں میں آج تک کسی غریب مسلمان کا بچہ بھائی بھی قبول فرمایا نہیں ہوا۔ ہاں قادیانوں کے کچھ بچے چچیاں پرستہ مسلمان ہوئے ہیں۔ یہ سب ہمارے مرحوم بھائی کے دوسرے قرآن اور والدہ صاحبہ کی خدمت قرآن کی بدولت ہوا۔ (فلاحہ الحمد)

بھائی والدہ صاحبہ رحمہ اللہ تاحال حیات ہیں۔ ان کی عمر سو سال کے قریب ہے۔ اب نظر تقریباً ختم ہو چکا ہے اور بہت کمزور ہیں۔ اس کے باوجود ان کا کوئی رمدہ کوئی نماز اب تک قضا نہیں ہوئی۔ (فلاحہ الحمد)

افرض بھائی صاحب صبح دس قرآن دیتے۔ دن کو اسکول میں پڑھاتے۔ اسکول کے بعد حضرت مولانا عبدالحق خان اور حضرت مولانا مہدی علیہ صاحب (حال شاہدینہ جہاد) سے تحصیلِ علم میں مصروف رہتے اور رات کے وقت چھٹی کتابوں والے طلبہ کو اسباق پڑھاتے تھے۔ اس زمانہ میں بدلتا خاکسار نے مولانا کے غیر معتقدین کے ساتھ مناظرے کیے اور انہیں کتنا چھوڑ کر بھاگتے ہوئے تھے دیکھا۔ اذکارہ میں بریلوی حضرات نے جب ہمارے اذکارہ کے خلاف ہتھیار برداشت کیے تو میں نے وہ وقت بھی دیکھا جب بھائی صاحب کے ساتھ چند ایک نوجوان ہوتے اور آپ بریلیوں کے کذب و افتراء کا جواب ان کے گھلوں اور ٹکیوں میں تقریر

کی صورت میں بیٹے اور جہاں بریلیوں کے معتقدین کو بھائی صاحب کے ہاتھ پر تائب ہوتے دیکھا وہاں ان کی جانب سے بھائی صاحب اور ان کے ساتھیوں پر سنگ باری کے منظر کا بھی مشاہدہ کیا۔

افرض مولانا محمد امین صمد رحمت اللہ علیہ کے متعلق جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے کسی مدرسے میں نہیں پڑھا۔ میں ان کی خاندانی دور کرتا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے اپنے وقت کے بڑے بڑے علماء سے درس لکھا کی کتابیں سوچا سبقتا پڑھی تھیں اور حدیث میں ان کے استاد حضرت مولانا عبدالحق خان صاحب شاگرد رشید مولانا نور شاہ کاشمیری (فاضل دیوبند اور فاضل تہذیب) ہیں۔

مولانا محمود تھے

یہ ایک عجیب بات کہ بڑے آدمیوں سے ہمیشہ ان کے حاضریں نے مدد کیا ہے اور جتنا بڑا آدمی ہوتا ہے اس کے حاضریں اور نامہ دین بھی اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں امامِ وقیم رحمت اللہ علیہ کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ ان کے حاضریں آج تک موجود ہیں۔ میرے بھائی کے حاضریں میں غیر تو شامل ہی ہیں اپنے بھی اس سلسلہ میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ (طالی اللہ العیشی)

اس سلسلہ میں مجھے ایک واقعہ یاد آ رہا ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے اذکارہ کے ایک نوجوان عالم جن کے اذکارہ قدم جمانے میں میرے بھائی نے شب و روز صرف کروٹتے تھے بصورت دیگر وہ اذکارہ چھوڑ کر بھاگنے کو تیار تھے۔ وہ بھائی صاحب کے معتقدین سے کہا کرتے تھے امین کو کیا آتا ہے؟ اسے مرزائیت اور عیسائیت تو میں نے پڑھائی ہے۔ وہ کوئی عالم تھوڑا ہے۔ تم خواہ مخواہ اس کے پیچھے لگے ہوئے ہو۔ حالانکہ مجھے اب تک یاد ہے کہ ان موسوف نے بھائی صاحب کے حاشیہ والی بائبل لے کر اپنی بائبل پر نشان لگائے تھے۔ جب بھائی صاحب کو ان باتوں کی خبر ہوئی اور کوئی ذکر نہ کرنا کہ فلاں صاحب یوں کہتے ہیں تو آپ حسبِ طاقت مسکرا کر خاموش ہو جاتے۔

ایک مرتبہ وہ نوجوان علماء جو کہ حضرت مولانا عبدالحمید صاحب کے شاگرد بھی تھے مولانا سے شکوہ کرنے لگے کہ حضرت ہم آپ کے شاگرد بھی ہیں اور ہم نے دورہ حدیث بھی فلاں مدرسہ سے کیا ہے اور امین نے کسی مدرسہ سے دورہ حدیث نہیں کیا۔ آپ اسے ہم پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس پر آپ کی شفقت ہمارے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔ یہ باتیں سن کر مولانا خاموش رہے۔ جب انہوں نے پھر اپنی حق تلفی کا ذکر کیا اور اصرار کیا کہ آپ امین پر شفقت و محبت ضائع نہ کریں۔ اس کے سختی تو ہم ہیں تو مولانا نے جواب دیا ٹھیک ہے کہ امین نے تمہاری طرح کسی بڑے مدرسہ سے دورہ حدیث نہیں کیا۔ لیکن اسے "آب حیات" (حضرت نانوتوی کی کتاب) آتی ہے۔ تم اس کا ایک صفحہ پڑھ کر مجھے سمجھا دو تو میں امین کو کچھوڑ دوں گا۔ اس پر دونوں حضرات مبہوت ہو گئے اور مولانا سے ناراض ہو کر چلے گئے۔ یہ بندہ ناچیز آج اس بات کا برملا اعتراف کرتا ہے کہ ابتداء میں مجھے بھی مولانا مرحوم سے حسد ہو گیا تھا۔ لیکن میں اس کا برملا اظہار نہیں کرتا تھا۔ اس بات کو دل ہی میں رکھتا تھا اور مولانا کی قبولیت عامہ کو بخیر حسد دیکھا کرتا تھا۔

میں نے دورہ حدیث ۱۹۶۳ء میں جامعہ خیر المدارس سے کیا تھا۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ حضرت مولانا علامہ محمد شریف کشمیری صاحبؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحبؒ مرحوم میرے دورہ حدیث کے اساتذہ میں شامل تھے۔ خاندانی ذہانت کا کچھ حصہ مجھے بھی ذات باری تعالیٰ کی طرف سے ملا تھا۔ دورہ حدیث کے دوران بندہ ان طلباء میں شامل تھا جو عبارت پڑھا کرتے ہیں۔ حضرت علامہ کشمیری صاحبؒ مجھ پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت وفاق المدارس کی عمر صرف ایک سال تھی اور طلباء کے لئے وفاق کا امتحان دینا لازم نہ تھا۔ میں ان چند طلباء میں شامل تھا۔ جنہوں نے وفاق المدارس کا امتحان دیا تھا۔ یہ امتحان بندہ نے درجہ علیاء میں پاس کیا اور خیر المدارس کے ساتھیوں میں دوسرے نمبر پر رہا۔ ایک سال تک سید نیاز احمد شہید صاحبؒ کے مدرسہ جامعہ قادریہ تلمب میں بطور صدر المدرسین کام کیا اور حسامی تک کے اسباق پڑھائے۔ اس وقت حافظ بھی خاصا قوی تھا۔ شیطان کے

برکاوے میں آ کر میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگا تھا۔ میں بعض اوقات سچا کہ لوگ خواہ مخواہ بھائی امین صاحب کو اٹھائے پھرتے ہیں۔ حالانکہ وہ باضابطہ عالم بھی نہیں ہیں۔ میں لوگوں کی عقل پر ماتم کرتا کہ انہیں کھڑے کھوٹے اور اصلی اور نقلی عالم میں تمیز ہی نہیں۔ خواہ مخواہ بھائی صاحب کو آسمان پر چڑھایا ہوا ہے چار پانچ سال تک یہ کیفیت رہی۔ لیکن اس کے اظہار کی جرأت کبھی نہ ہوئی۔ اس کے بعد میں جب علمی زندگی چھوڑ کر اسکول و کالج کی ملازمت شروع کر دی اور دیکھا کہ میں تو بھائی صاحب کی طرح کا بوجی نہیں سکتا تو پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل سے جذبات حسد فتنہ کر کے وہاں جذبات رشک پیدا فرما دیے۔ میں بارگاہ ایزدی میں دعائیں کرتا کہ خدا یا مجھے بھی مولانا محمد امینؒ جیسا بنا دے۔ اور مجھ سے بھی کچھ کام لے لے۔ لیکن اللہ کے ہاں میری یہ دعائیں بھی مستجاب نہ ہوئیں۔ پھر بھائی بھائی میں جب میری عمر تیس سال تھی اور میں گورنمنٹ ڈگری کالج یوتھ والا میں بطور ٹیچر کام کر رہا تھا تو مجھے شکر جیسی نامراد بیماری نے دبوچ لیا اور آہستہ آہستہ حافظ اور یادداشت متاثر ہوتی رہی اور مولوی امینؒ جیسا بننے کی خواہش بھی دم توڑ گئی اور فیصل خدا اپنی نالائقی کا احساس بھی ہو گیا۔ پھر میں اپنے بھائی پر فخر کرنے لگا کہ میں مولانا محمد امینؒ جیسے لگانے روزگار کا برادر عزیز ہوں۔ الغرض بھائی صاحب کے بارے میں مجھ پر تین دور گزرے ہیں۔ پہلا دور بھائی صاحب سے حسد کرنے کا تھا دوسرا دور بھائی صاحب پر رشک کرنے کا تھا تیسرا دور بھائی پر فخر کرنے کا تھا۔ اور اب بھائی صاحب پر فخر کرنا ہی سرمایہ حیات ہے اور انشاء اللہ عزیز ذرا یہ نجات بھی دوگا۔

اصلاحی تعلق

جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ میرے بھائی کچھ دیر غیر مقلد رہے۔ غیر مقلدیت سے تائب ہونے کے بعد بھی پیری مریدی اور بیعت مرشد کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اگر کوئی بیعت ہونے کی ترتیب دیتا تو اس کا مذاق اڑاتا۔ ایک مرتبہ اپنی بیعت ہونے کا واقعہ خود سنایا۔ فرمایا کہ میں ان دنوں عید گاہ میں مولانا مفتی

عبدالحمید صاحب کے پاس استفادہ کے لئے جایا کرتا تھا۔ یہ ۱۹۵۶ء کی بات ہے۔ ایک دن ایک بزرگ حضرت مولانا بشیر احمد پسروری وہاں تشریف لائے۔ سب طلباء ان سے مصافحہ کرنے کے لئے امداد آئے۔ میں بھی مصافحہ کرنے والے طلباء میں شامل ہو گیا۔ تمام ساتھی مصافحہ کر کے واپس چلے گئے۔ جب میں نے حضرت سے مصافحہ کیا تو حضرت نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ فرما کر بائیں ہاتھ سے پکڑ کر مجھے اپنے پاس بٹھالیا۔ جب تمام طلباء مصافحہ سے فارغ ہو چکے گئے تو میری طرف متوجہ ہوئے نام پوچھا اور فرمایا: (بھائی صاحب) شخص ایک بہت بڑے علاقے کو سنہال سکتا ہے اور مجھے بار بار بیعت ہونے کی ترغیب دی۔ میں جواب میں کہتا کہ بیعت کوئی ضروری چیز ہے لیکن حضرت کا اصرار بڑھتا رہا کہ تم ضرور حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو جاؤ۔ مولانا کا شک یہ اصرار پر میں نے بیعت ہونے کا وعدہ تو کر لیا لیکن پھر اسے بھول گیا۔

ایک دن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا رسالہ خدام الدین پڑھ رہا تھا۔ وہاں حضرت نے ادارہ میں ظاہری اور باطنی آنکھوں کا تذکرہ فرمایا تھا اور لکھا تھا کہ جب آدمی کی دل کی آنکھ کھل جاتی ہے تو وہ حلال و حرام میں تمیز کر سکتا ہے اور اگر کسی قبر کے پاس سے گزرے تو اس پر صاحبِ قبر کے احوال منکشف ہو جاتے ہیں۔ فرمایا میں ان دونوں کمیٹی کے اسکول، واقع کینٹی باغ اوکاڑہ میں مدرس تھا۔ ابھی میں حضرت لاہوریؒ کے مذکورہ بالا دعویٰ پر غور ہی کر رہا تھا کہ ایک استاد جن کا نام رشید صاحب تھا تشریف لائے۔ ان کے ہاتھ میں پانچ روپے کا نوٹ تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ یہ حرام کے پیسے ہیں۔ اگر کسی نے لینے ہیں تو لے لے۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ نوٹ مجھے دے دو اس نے کہا یہ تو حرام کا مال ہے۔ تم اسے کیا کرو گے۔ میں نے بتایا کہ میں حضرت لاہوریؒ کا امتحان لینا چاہتا ہوں کہ آیا یہ حرام و حلال میں تمیز کرتے ہیں یا صرف دعویٰ ہی فرماتے ہیں۔ اس سلسلہ میں تین چار استاد اور بھی میرے ساتھ شامل ہو گئے۔ ہم نے ایک ایک روپیہ اپنی جیب سے نکالا۔ کچھ بچل حلال کے پیسوں کے خریدے۔ اور کچھ حرام کے پیسوں سے اور حلال و حرام والے لفافوں پر نظر رکھی اور

ساتھیوں کے ساتھ عازم لاہور ہو گیا۔ جب حضرت سے ملنے کی باری آئی تو ہم نے وہ پچھلوں کے اٹافے حضرت کے سامنے پیش کئے۔ حضرت نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا حضرت ہدیہ ہے اسے قبول فرمائیں۔ آپ نے ناراض ہو کر فرمایا ہدیہ ہے یا امتحان لینے آئے ہو؟ ان پچھلوں میں سے حرام و حلال علیحدہ علیحدہ کر کے رکھ دیا۔ ہم سب ساتھی بہت حیران ہوئے اور حضرت لاہوریؒ سے درخواست کی کہ ہمیں بیعت فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا تم امتحان لینے آئے تھے تو وہ ہو گیا۔ جب بیعت کی نیت سے آئے گے تو بیعت کر لیں گے۔ ہم سب ساتھی امتحان پر پہنچے تاکہ بذریعہ ریل اوکاڑہ واپس جائیں۔ لیکن میرے دل میں ہانپل بچی ہوئی تھی۔ باقی ساتھی تو چلے گئے لیکن میں نے نکتہ واپس کر دیا اور رات گزارنے کے لئے اپنے ہم زلف کے پاس شہادرہ چلا گیا۔ تمام رات بے چین رہا۔ علی الصبح اٹھا اور نماز فجر شیر انوالہ آکر پڑھی۔ بعد ازاں نماز حضرت لاہوریؒ کا درس سنا۔ جب حضرت درس سے فارغ ہوئے تو ان سے بیعت کی درخواست کی تو مسکرائے اور فرمایا تم بیعت کی نیت سے آئے ہو۔ اس لئے بیعت کر لیتا ہوں۔ بیعت کے بعد حضرت نے پتھہ اورا بتائے اور میں واپس اوکاڑہ آ گیا۔

جب میری بیعت کی خبر حضرت مولانا بشیر احمد پسروری رحمۃ اللہ علیہ کو ملی تو بہت خوش ہوئے اور حضرت لاہوریؒ سے میرا تعارف اس محفل میں کرایا کہ محمد امین عیسائیت اور توحیدانیت پر بہت گہری نظر رکھتا ہے۔ حضرت لاہوریؒ کو جب اس کا علم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور انجیل برنباس پر مقدمہ لکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت کی تعمیل کرتے ہوئے میں نے پچاس صفحات پر مشتمل ایک مقدمہ لکھا۔ جس میں بائبل کے حوالہ جات سے ثابت کیا کہ انجیل برنباس انجیل اربعہ سے زیادہ صحیح ہے اور برنباس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خاص حواری تھا۔ اس انجیل میں اب تک حضور اکرم ﷺ کے ذاتی نام "احمد" اور "محمد" موجود ہیں۔ جب حضرت لاہوریؒ نے یہ مقدمہ پڑھا تو بھائی صاحب کی قوت استدلال سے متاثر ہوئے اور بھائی صاحب پر شفقوں اور نوازشوں کی بارش کر دی۔ بھائی صاحب پر حضرت لاہوریؒ کی شفقت و محبت کے ایک

وہ واقعات نظر قارئین ہیں۔ جن سے اندازہ ہوگا کہ بھائی صاحب صرف خانہ پزی کرنے والے مرید نہیں تھے بلکہ حضرت لاہوریؒ کی محبت و شفقت اور توجہات خاصہ کے مہذب بھی رہے ہیں۔

☆ بھائی صاحب نے بتایا کہ میں ہر ماہ میں ایک مرتبہ حضرت لاہوریؒ کی خدمت میں ضرور حاضری دیتا تھا اور حضرت کی محبت و شفقت سے بہرہ اندوز ہوتا تھا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں لاہور گیا تو سوچا کہ اپنے لئے فتح القدر خرید کر لاؤں۔ حضرت لاہوریؒ سے ملاقات ہوئی تو میں نے فتح القدر خریدنے کا ذکر کیا تو حضرت نے فرمایا ابھی فتح القدر خریدو۔ اس کی بجائے احیاء العلوم خرید لو۔ لیکن میرا دل فتح القدر میں اٹکا ہوا تھا۔ میں نے حضرت لاہوریؒ سے کہا جیسا آپ کا حکم ہوگا وہی کروں گا لیکن دل میں سوچا کہ جانتے ہوئے فتح القدر خریدیوں گا۔ حضرت کو ناسپتہ چلے گا؟ ابھی میں یہ بات سوچ رہا تھا کہ حضرت نے فرمایا ابھی جاؤ اور اردو بازار سے احیاء العلوم خرید کر آئے اور میں نے پھر عرض کیا کہ حضرت! آپس بٹانا: داخر یہ لوں گا۔ لیکن حضرت نے فرمایا نہیں۔ ابھی جاؤ اور کتاب خرید کر میرے پاس لاؤ۔ اتنے روپوں میں آئے گی اور تمہارے پاس اتنے روپے تو موجود ہی ہیں۔ ہاں اوکاڑہ کا کرایہ میں اپنے پاس سے تمہیں دیتا ہوں۔ اور زبردستی اوکاڑہ کا کرایہ جو غالباً دو اڑھائی روپے کے قریب تھا میرے رومال میں باندھ دیا۔ اب مجھے مجھرا اردو بازار جانا پڑا۔ حضرت نے احیاء العلوم کی جو قیمت بتائی اتنے میں بل گئی اور میں اس کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ کتاب حضرت نے اپنی گود میں رکھی اور مسائل والی جلدیں اٹھا کر ایک طرف رکھ دیں کہ ان کے پڑھنے کی تمہیں ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم سنی ہیں اور مسائل میں ہمارا امام غزالیؒ سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ پھر تیسری چوتھی جلد اٹھائی جو فضائل پر مشتمل ہے۔ فرمایا ان جلدوں کو ضرور پڑھ لینا۔ بھائی صاحب نے فرمایا کہ گھر آ کر میں نے حضرت کے حکم کے مطابق احیاء العلوم کا مطالعہ شروع کر دیا۔ جب بات مہلکات اور نجیات تک پہنچی تو میں انہیں پڑھ کر بہت متاثر ہوا۔ مہلکات کے باب میں مناظرہ کرنے کے نقصانات کا تذکرہ بھی تھا کہ اس سے بندہ میں تکبر وغرور

پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات صرف جینے کی غرض سے مناظر آدمی قرآن و سنت کے صحیح مطالب کی جان بوجھ کر غلط دیالت کرتا ہے۔ اس سے سوائے ایمانی تباہی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ الغرض امام غزالیؒ نے مناظرے کے مفاسد اہم تشریح کر دیئے تھے۔ فرمایا میں نے سبھاکہ حضرت نے غالباً مجھے یہ کتاب اسی لئے پڑھنے کا حکم دیا تھا تاکہ میں مناظرے کرنا چھوڑ دوں۔ چنانچہ میں نے اس دن سے مناظرہ نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا، بلکہ فرق باطلہ سے مناظرہ کرنے کے لئے میں نے اپنے لئے جو نوس تیار کئے ہوئے تھے وہ بھی سب کے سب جلا دیئے۔ ان حالات میں ایک دن کشمیر بک ڈپو کے مالک عبدالجلیل بٹ صاحب تشریف لائے اور ایک قادیانی مرہی سے مناظرہ کرنے کو کہا تو میں نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اب کبھی مناظرہ نہیں کروں گا۔ چونکہ عبدالجلیل صاحب قادیانی کو پیٹنے دے کر آئے تھے کہ تمہارے ہم تمہاری خبر لیتے ہیں۔ اب بھائی صاحب کے انکار پر ان کی جو صلہ شکنی ہوئی تو انہوں نے حضرت لاہوریؒ کو غصہ سے نچر پڑا ایک خط لکھا جس میں یہ تک لکھ دیا کہ اوکاڑہ میں محمد امین بی ایک آدمی تھا جو مرزا نوائوں اور جیساویں کا منہ بند کر سکتا تھا۔ آپ نے اس کو مناظرہ سے منع کر کے ہمیں ذلیل و رسوا کر لیا ہے۔ آپ کا مرید بننے سے بہتر تھا کہ وہ بے مرشد ہی رہتا۔ آپ نے اسے لگاڑ دیا وغیرہ وغیرہ۔ بھائی صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے پردہ گرام کے مطابق حضرت لاہوریؒ کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوا تو دوران ملاقات حضرت لاہوریؒ نے عبدالجلیل بٹ صاحب کا خط میرے سامنے رکھ دیا۔ میں نے پڑھنے کے بعد عرض کی کہ حضرت میں تو یہ سمجھا تھا کہ آپ نے مجھے احیاء العلوم کا مطالعہ کرنے کی ترغیب اس لئے دی تھی تاکہ میں مناظرے بازی سے باز آ جاؤں۔ حضرت نے فرمایا اگر تمہیں مناظرہ سے منع کرنا ہوتا تو میں زبانی کہہ دیتا۔ میرے مشورہ کے بغیر ترک مناظرہ کا جو فیصلہ تم نے کیا ہے سمجھ نہیں ہے تمہیں اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے بنایا ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تم سے کام لینا چاہتا ہے۔ میری دعاؤں تیرے شامل حال ہیں۔ ان شاء اللہ مناظروں والی بیاریاں یعنی تکبر وغیرہ سے تم بچے رہو گے۔ پھر فرمایا بہت جلد باز ہو بغیر مشورہ کے اتنے بڑے

فیصلے کر لیتے ہو۔ آئندہ محتاط رہا کرو۔ میں نے وعدہ کیا تو فرمایا اچھا چلو مناظرہ نہ کرنے والی بات تو ٹھیک ہو سکتی تھی۔ لیکن تم نے اسے جتنی نوٹس کیوں جلا دیے۔ میں یہ بات سن کر حیران رہ گیا۔ کیونکہ میرے نوٹس جانے کا علم صرف مجھے ہی تھا۔ وہ خط میں بھی اس قسم کا کوئی تذکرہ نہیں تھا۔ بھائی صاحب نے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد مجھے مناظرہ نہ کرتے وقت کبھی بھی چنگچاٹ نہیں ہوتی تھی اور میں محسوس کرتا تھا کہ حضرت لاہوریؒ کی توجہ میری ہنسی پاں ہے۔

ایک مرتبہ بھائی صاحب نے بتایا کہ حضرت لاہوریؒ سے جب ملے گئے! آپ نے خوش ہو کر دس روپے کا نوٹ مجھے عطا کیا۔ جب میں نے لینے سے انکار کیا تو فرمایا کہ بیروں کے ہاں ملتے ہی بے بی۔ لیکن کبھی کبھی مرشد کو بھی ایسے مرید کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا چاہیے نہ۔ ہاں۔ اس کو قبول نہ کرو۔ اور یہ بات اتنی زیادت سے کہی کہ مجھے قبول کرتے ہی بن پڑی۔

بھائی صاحب نے بتایا کہ ایک مرتبہ جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت مجھے ملکہ کر مت میں لے گئے اور فقیہ سماعی سے مجھے نوازا لے گئے۔ کچھ باتیں ایسی کہیں کہ کئی مرتبہ مجھ پر بقت طاری ہوئی اور میں روئے لگا۔ حضرت پھر تسلی دیتے اور مزید نصیحتیں فرمانے لگتے۔ پھر فرمایا محمد امین! شاید اس کے بعد ملاقات نہ ہو اس لئے میری باتوں کو پہلے باندھ لو۔ میں روئے لگا تو حضرت نے فرمایا امین! شاید تم کو میرا جنازہ بھی نصیب نہ ہو اس لئے اس ملاقات کو آخری سمجھو۔ میں نے عرض کی حضرت انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی۔ آپ اسے زیادہ تیار تو نہیں ہیں کہ میں مایوس ہو جاؤں اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور شفا فرمائے۔ اسے نوازیں گے۔ اس پر حضرت مسکرائے اور فرمایا فیصلے اللہ کے ہاں ہوتے ہیں۔ تم اور میں فیصلہ کرنے والے نہیں۔ بھائی صاحب نے فرمایا اس کے بعد میں حضرت سے اجازت لے کر باول خواستہ ادا کوڑہ آ گیا۔ اپنے پروگرام کے مطابق جس دن مجھے لاہور جانا تھا، حکم تعلیم و اس نے کہا کہ اس دن تک تمام اساتذہ اپنے میڈیکل فیس کے سرٹیفکیٹ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر منٹکری (ساہیوال) سے بنوا کر دفتر میں جمع کروائیں۔ چنانچہ ان حالات میں

لاہور کا پردہ گرام ماٹوی کر کے میں چند رفقائے کار کے ساتھ عازم منٹکری ہو گیا۔ وہاں پر مختلف ٹینٹوں اور دفتری کارروائیوں میں کافی دیر ہو گئی جب سرٹیفکیٹس ہمیں ملے تو ظہر کا وقت ہو گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ ظہر کی نماز جامعہ رشیدیہ میں جا کر پڑھتے ہیں وہاں علماء کرام سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ فرمایا جب میں جامعہ رشیدیہ پہنچا تو مدرسہ خانی خانی اور میراں نظر آیا۔ چند چھوٹے چھوٹے طلباء سے ملاقات ہوئی ان سے پوچھا کہ حضرات علماء کرام کہاں ہیں؟ تو انہوں نے بڑی حیرت سے مجھے دیکھا اور کہا آپ کو اتنا علم کبھی نہیں کہ حضرت لاہوریؒ وصال فرما گئے ہیں۔ ظہر کے بعد ان کا جنازہ ہے۔ تمام حضرات علماء کرام اور بڑے علماء ان کے جنازہ میں شرکت کے لئے لاہور گئے ہوئے ہیں۔ فرمایا یہ باتیں سن کر مجھ پر سکت ہو گیا اور مجھے حضرت کی آخری ملاقات والی باتیں یاد آئیں اور میں روئے گئے۔ واچھ نہ کرنا۔ اور اس بات پر یقین کامل ہو گیا کہ۔۔۔ ”قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید“ خاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد امین صمد کو یہ مقام و مرتبہ اگر ملا تو یہ ان کے اساتذہ کرام کی دعاؤں اور حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور دیگر بزرگان دین کی توجہات کا صدقہ تھا۔ بصورت دیگر اگر انہیں کامل اساتذہ اور بزرگان دین کی توجہ حاصل نہ ہوتی تو اتنا ذہن آدمی ہمارے لئے ایک مستقل فتیہ کا روپ و ہمارا کرم از کم پرہیز اور مودہ دہی جیسا ضرور بن جاتا۔ لیکن بزرگان دین کی توجہات کی وجہ سے تحقیق ذہن رکھنے کے باوجود آپ نے کبھی اپنی تحقیق کی حق نہیں لگائی، علماء دیوبند کے مسلک کی وضاحت ہی فرمائی۔ اپنی تحقیق سے کوئی نئی بات پیدا کرنے کی کوشش نہ کی۔ علماء کرام اور بزرگان دین کی دعاؤں اور توجہات خاصہ کے ایک دو واقعات عرض کرتا ہوں۔

(۱) آج سے تقریباً بیس بائیس سال پہلے کی بات ہے۔ میں ان دنوں گورنمنٹ کالج پورے والا میں پڑھتا تھا۔ کالج سے واپس آیا اور نماز ظہر پڑھنے کے لئے مدرسہ عربیہ اسلامیہ گیا تو پتہ چلا کہ میرے استاذ محترم حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رائے پوری شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ پشور تشریف فرما ہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت ایک کمرے میں آرام کی غرض سے لیٹے ہوئے تھے۔

میں ان کی باتیں دہانے لگا۔ باتوں کا سلسلہ چل نکلا تو حضرت نے اچانک پوچھا آپ کے بھائی مولوی محمد امین صاحب کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی حضرت آپ کی دعاؤں سے بخیریت ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہماری دلی دعا کہیں تو ہر وقت انکے شامل حال ہیں۔ پھر فرمایا کہ ہم نے بھی ان غیر مقلدین سے بہت مناظرے کئے لیکن یہ مانتے نہیں تھے۔ اب تمہارے بھائی نے ان کو ماننے پر مجبور کر دیا ہے۔ مجھے حضرت کی یہ باتیں سن کر شرم سی آ رہی تھی کہ اتنا بڑا آدمی کس انداز میں اپنے سے چھوٹے کو بڑا بنا رہا ہے۔ یہی ہمارے اکابر کی شان تھی۔

(۲) تقریباً بیس سال پہلے کا ایک واقعہ یاد رہا ہے۔ بندہ ایک دن مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں گیا تو پتہ چلا کہ مولانا عبدالمجید صاحب شیخ الحدیث باب العلم کبر و پکا تشریف فرما ہیں۔ میں دفتر میں ان سے ملنے کی غرض سے حاضر ہوا تو بڑی خندہ پیشانی سے ملے اور بھائی صاحب کا حال احوال پوچھنے لگے۔ پھر اچانک فرمانے لگے کہ تمہارے بھائی کو اللہ تعالیٰ نے اتنا پیار دیا ہے کہ بعض اوقات ہم حیران رہ جاتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا اس سال میں نے ماہ رمضان کراچی میں گزارا۔ مولانا محمد امین کراچی میں علماء و طلباء کو پڑھا رہے تھے۔ میں نے مولانا کے تمام اسباق بالا تیاج سنے ہیں۔ اگر کسی دن کسی ناگزیر وجہ سے میں درس میں شامل نہ ہو سکتا تو میں اپنے کسی شاگرد سے کہہ دیتا کہ مولانا کا سبق نوٹ کر لے۔ واپس آ کر میں اس سبق کو پڑھ لیتا۔ انہی میں حضرت کی یہ باتیں سن کر کچھ خفا سی محسوس کر رہا تھا کہ حضرت مولانا نے فرمایا ”افضل بھائی مجھے حدیث کی کتابیں پڑھاتے بیس سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ بعض اوقات مولانا محمد امین کسی حدیث سے جو نکات و مسائل نکال کر پیش کرتے ہیں تو میں دنگ رہ جاتا ہوں کہ یہ بات ہماری سمجھ میں کیوں نہیں آئی۔ فرمایا مولانا کی بہت سے باتیں تو الہامی معلوم ہوتی ہیں۔“ الغرض مولانا محمد امین صنفدار کو بے استاذ اور بے مرشد کہنے والوں کو جان لینا چاہئے کہ اپنے اساتذہ سے اور بزرگانِ دین سے جس طرح کا فیض انہوں نے حاصل کیا وہ ناقدین حضرات کے بس کی بات نہ تھی۔ انہیں بزرگوں کے ادب و احترام اور خدمت نے انہیں وہ بلند مقام

دلا لیا جسکی طرف دیکھنے سے عاصدین کی ٹوپیاں گر جاتی تھیں۔
— ایں سعادت بزرگ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت لاہوریؒ کے بعد

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے وصال کے بعد بھائی صاحب کے قلق و اضطراب میں بہت اضافہ ہو گیا۔ تجویہ بیت کی خاطر اپنے مرشد زادے حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کی خدمت میں کئی مرتبہ حاضر ہوئے۔ لیکن آپ احسن طریقہ سے ٹال دیتے اور فرماتے کہ حضرت آپ کا تعلق ابا جان سے تھا۔ اسے قائم رکھیں۔ آپ کو تجویہ بیت کی ضرورت نہیں ہے۔ بھائی صاحب نے اپنا اسرار جاری رکھا تو ایک دن مولانا عبید اللہ انورؒ نے فرمایا کہ اگر آپ نے ضرورت بیت ہی کرنی ہے تو میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال والوں کی بیت کر لیں کیونکہ ان کا مقام بہت بلند ہے۔ وہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے عجاز ہیں اور ابا جان (حضرت لاہوریؒ) کے بھی بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کے اس صاحب مشورہ پر آپ نے فوراً منسل کیا اور چکوال جا کر حضرت قاضی صاحب کے ہاتھ پر تجویہ بیت کر لی۔ حضرت قاضی صاحب نے بھائی صاحب کی اصاح باطنی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور دونوں میں پیار و محبت اور الفت کے گہرے تعلقات قائم ہو گئے جو بھائی صاحب کی وفات تک قائم رہے۔ حضرت قاضی صاحب کے ہر حکم کو بجالانا آپ باعث سعادت سمجھتے تھے۔ سال میں ایک دو مرتبہ تبلیغی جلسوں اور تربیتی اجتماعات میں حضرت صاحب بھائی صاحب کو بالالزام بلایا کرتے تھے۔

تعلیمی و تبلیغی خدمات

بھائی صاحب نے تلچ کاٹن ہائی اسکول سے بطور اُن ٹریڈ عربی ٹیچر اپنی

مازمت کا آغاز کیا تھا۔ آپ نے اوٹی کا کورس نہیں کیا تھا بلکہ ہے۔ وہی نیچر تھے۔ میونسپل کینی اوکاڑہ میں ایک جگہ خلی ہوئی تو آپ نے بطور ہے وہی نیچر وہاں اپنی خدمات پیش کر دیں اور کینی کے مازم ہو گئے۔ آپ اپنی اس مازمت کے دوران دینی و تعلیمی خدمات سے کبھی غافل نہ ہوئے۔ گاؤں میں ہر روز صبح کے وقت درس قرآن دیتے۔ اسکول سے چھٹی کے بعد مختلف دینی مدارس میں جاکر وہاں طلباء کو فرق باطلہ کی تردید اور احقاق حق کی تربیت دیتے۔ وہنا خود بخود عوامی اجتماعات سے بھی خطاب فرماتے۔

بزرگوں کی دعاؤں اور شیوخ کی نظر کرم سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیت عامہ سے نوازا تھا۔ مشکل سے مشکل وہی مسکن آپ عوام کے ذہنوں میں جا گزریں کرنے کا ملکہ رکھتے تھے۔ جہاں علماء کے ساتھ علمی انداز اپناتے وہاں عوام کے ساتھ سادہ طرز گفتگو کا انداز اپناتے۔ آپ کی قبولیت عامہ کا خط دن دن وسیع ہوتا گیا اور چغاب کی سرحدوں سے نکل کر پورے پاکستان میں پھیل گیا۔ آپ کا رمضان المبارک اکثر کراچی اور سندھ کے دوسرے شہروں میں گزرنے لگا۔ آپ اگر دس دن ایک مدرسہ میں علماء اور مفتی طلباء کو نماز و ظہر پڑھاتے تو اگلے پندرہ دن کسی اور جگہ یہ ملی مٹھل جیتی۔ ایک وقت ایسا آیا کہ آپ نے دیگر فرق باطلہ کے ساتھ ساتھ غیر مقلدین کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذہن میں یہ بات ڈال دی تھی کہ تمام فتنوں کی بنیاد عدم تقلید اور خود رائی ہے۔ اصل دین وہی دین ہے جو صحابہ کی وساطت سے نسل بعد نسل ہم تک پہنچا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ غیر مقلدیت ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ باقی تمام فتنے اسی سے نکلے ہیں۔ آدمی غیر مقلد ہونے کے بعد کسی وقت بھی منکر حدیث کا دیوانہ پنکڑاؤنی بھائی اور رافضی ہو سکتا ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں شب و روز محنت کی اور آج یہ بات دیوبندی کہلانے والے علماء و طلباء پر واضح ہو چکی ہے کہ مولانا محمد امین صمدی صمدی فرماتے تھے اور تمام فتن حاضرہ کی جڑ بزرگان دین اور سلف صالحین کو چھوڑ کر اپنی رائے پر اصرار کرنا ہی ہے۔ مولانا کے طرز استدلال اور قوت گرفت کے سامنے بڑے بڑے مخالفین نہیں ٹھہرتے تھے۔ آپ کی

ان خوبیوں کو دیکھ کر اکثر علماء فرماتے کہ امین بھائی اسکول چھوڑ کر کوئی مدرسہ قائم کرلو۔ کیوں اپنا وقت اسکول میں ضائع کرتے ہو۔ آپ جواب میں فرماتے کہ بھائی مدرسہ تو میں بنالوں گا لیکن چند دنوں کا مانتے گا۔ چند ماہ گنا میرے بس کا روگ نہیں۔ ایک مرتبہ چاند بنوری ناؤن کے مقیم حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب نے باصرار مطالبہ کیا کہ اب آپ اسکول کی نوکری چھوڑ کر میرے مدرسہ میں آ جائیں۔ اب میں آپ کا کوئی عذر نہیں سنوں گا۔ مولانا کی آد میں ایسا اثر تھا کہ بھائی صاحب نے نوکری چھوڑ دی اور نازم کراچی ہو گئے۔

وہاں پر بھائی صاحب کو شبہ شخص فی الدعوة والاشراف کا مدیر اعلیٰ بنا دیا گیا۔ وہاں آپ نے طلباء علماء اور عوام میں بہت کام کیا اور نئے نئے فتنوں کا خوب مقابلہ کیا۔ دارالعلوم بنوری ناؤن کی لائبریری سے آپ کو کٹتی تھی۔ کراچی کی آپ و ہوا مزاج کے مطابق نہیں تھی۔ اکثر، بیشتر بیمار رہنے لگے۔ ایک مرتبہ جنوبی افریقہ کے دورہ پر گئے۔ واپسی پر عمرہ بھی کیا۔ جنوبی افریقہ کے علماء نے آپ سے درخواست کی کہ ہمارے پاس آ جاؤ چھ ماہ یہاں رہنا چھ ماہ پاکستان۔ تنخواہ سال کی ملے گی۔ دیگر مراعات بھی دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک بنوری ناؤن کراچی کے مدرسہ کا کتب خانہ کھلانا نہ لوں گا کہیں اور نہیں جاؤں گا۔ اور اس قسم کی تمام پیشکشوں کو مسخر کر دیا۔ اور بیماری کے باوجود دارالعلوم بنوری ناؤن کو نہ چھوڑا۔ جب حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب کا وصال ہو گیا تو آپ کا دل ٹوٹ گیا اور اپنی بیماری کا عذر پیش کر کے وہاں کام کرنے سے معذرت کر لی۔ مگر ابھی ائے تو بہت سے مدارس کی جانب سے آپ کو پیشکشیں ہوئیں۔ لیکن آپ نے حضرت محمد مولانا خیر محمد صاحب جالندھری مرحوم کے نذرہ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری کی دعوت قبول کر کے مدرسہ خیر المدارس ملتان میں شعبہ الدعوة والاشراف کی صدر نشینی قبول فرمائی۔ ماہنامہ ”الخیبر“ ہر شمارہ میں بھائی صاحب کا کوئی نہ کوئی مضمون ضرور شائع ہوتا جس سے علماء کے ساتھ عوام کو بہت فائدہ پہنچا اور ”الخیبر“ کی اشاعت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ آپ اپنے وصال تک خیر المدارس میں ہی دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

وفات

علمائے حرمین شریفین کے اصرار پر اس سال رمضان المبارک میں عمرہ پر جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ پاسپورٹ بن گیا اور غالباً ویزہ بھی لگ گیا تھا۔ وفات سے ایک ماہ قبل ہلکے ہلکے بخار میں مبتلا تھے۔ لیکن آپ قسم کی بیماریوں کو درخور اعتناء نہ سمجھتے تھے اور اپنے تعلیمی و تبلیغی اسفار کو ترک نہ فرماتے تھے۔ ۲۴ اکتوبر ۲۰۰۰ کو مدرسہ عزیز فاضلہ پک 181/9/L ضلع ساہیوال میں حضرت مولانا سید اور حسین فیض شاہ صاحب لاہور والے تشریف لارہے تھے۔ مجھے بھی وہاں پہنچنے کی دعوت تھی۔ بندہ بھی حضرت شاہ صاحب کی زیارت کے لئے وہاں حاضر ہوا۔ وہاں پر برادر عزیز مولانا محمد انور صاحب اوکاڑوی جو کہ آج کل درالعلوم کبیر والہ میں استاذ حدیث ہیں سے ملاقات ہوئی۔ ان سے بھائی صاحب کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ہلکا بخار رہتا ہے۔ لیکن آرام نہیں کرتے۔ جامعہ خیر المدارس میں تعطیلات کے بعد گھر آئے تو طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ سرگودھا میں دس دن پر حانے کا پروگرام تھا۔ وہاں تشریف لے گئے۔ اور بیماری کی حالت میں بھی آٹھ آٹھ گھنٹے چرات رہے۔ جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو مدرسہ والوں سے کہنے لگے کہ مجھے بس پر بخا دیں تاکہ میں گھر پہنچ جاؤں۔ انہوں نے دو ساتھی ساتھ بھیجے وہ آپ کو تیس اکتوبر ۲۰۰۰ کی رات کے وقت گھر پہنچا گئے۔ انہیں اکتوبر کا دن آپ نے گھر میں گزارا۔ دراصل آپ کو دل کی تکلیف ہو گئی تھی۔ لیکن آپ کا خیال تھا کہ مجھے سردی لگ گئی ہے۔ گھر والوں نے اسپتال لے جانے کو کہا تو نہ مانے اور فرمایا کہ مجھے بھائی حکیم محمد سلیم صاحب سے دوا لادیں میں وہ کھا لوں گا۔ چنانچہ بھائی محمد سلیم صاحب کی دوا سے کچھ افادہ ہوا۔ عشاء کی نماز گھر پر پڑھی اور نوبت کے قریب پھر دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ آپ انہیں اکتوبر بروز منگل مطابق چار شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ کی رات بوقت نوبت اپنے مالک حقیقی سے جا ملے اللہ وانا الیہ راجعون۔ بروز بدھ کم نومبر ۲۰۰۰ء مطابق چار شعبان المعظم بوقت پونے چار بجے قبل العصر آپ کی نماز جنازہ

پک نمبر L-55/2 کے اسکول کے گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ ان کے مرشد قاضی مظہر حسین صاحب پگوال والوں کے صاحبزادہ مولانا قاضی ندوڑ الحسن صاحب نے پڑھائی۔ تمام پاکستان سے علماء اور طلباء جنازے میں شریک ہوئے۔ شرکائے جنازہ کی تعداد محض اندازے سے مطابقت نہ ہزار سے زائد افراد پر مشتمل تھی۔ کراچی سے شیخ الحدیث مولانا زرولی صاحب ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ سپاہ صحابہ پاکستان کے عظیم رہنما جناب علی شیر حیدری مع احباب تشریف فرما تھے۔ مجاہدین کی کثیر تعداد بھی آپ کے جنازہ میں شریک ہوئی۔ شرکاء کی آنکھیں مولانا کی وفات پر پریم اور اٹشک بار تھیں۔ اس دن لوگوں کو اندازہ ہوا اصل رشتہ دین کا رشتہ ہے۔

نماز جنازہ کے بعد چند ایک حضرات نے مختصر اقیوت فرمائی۔ شیخ الحدیث مولانا زرولی صاحب نے فرمایا کہ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آج اور شاہ کشمیری دو بارہ وفات پا گئے ہیں۔ مولانا علی شیر حیدری نے فرمایا کہ میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ اگر مجھے کوئی مسئلہ نہ آئے گا تو پاکستان میں میرے استاذ مولانا کے بعد کون سی جہتی ایسی ہے جو مجھے وہ مسئلہ بتائے گی اور سمجھائے گی۔ اس کے بعد حضرت مولانا کو قبل از مغرب گاؤں کے قبرستان میں والد ماجد میاں ولی محمد کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

اخلاق و عادات

میرے برادر بزرگ حضرت مولانا محمد امین صفدر کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ جو بات کہتے تھے اس پر عمل پیرا بھی ہوتے تھے۔ جب ہمارے والد محترم کا وصال ہوا تو ان کی تدفین کے بعد ہم بھائیوں کے درمیان یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ کل لوگ جب افسوس کیلئے آئیں گے تو کیا ہم اس وقت دعا کیلئے ہاتھ اٹھائیں یا نہ اٹھائیں۔ مولانا اس وقت موجود نہیں تھے۔ ہم نے ان کی عدم موجودگی میں فیصلہ کیا کہ اگر کوئی دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے گا تو ہم بھی اٹھائیں گے۔ اگر نہ اٹھائے گا تو ہم بھی نہیں اٹھائیں گے۔ تھوڑی دیر بعد بھائی صاحب تشریف لائے تو ہم نے اپنے فیصلہ سے انہیں آگاہ

کہا تو فرمایا تمہارا فیصلہ غلط ہے۔ ہمارے گاؤں میں قادیانی بھی رہتے ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ یہاں دیوبندی بریلوی اختلاف پیدا کیا جائے۔ لیکن ہم نے انہیں اس بات کا کبھی موقع نہیں دیا۔ ہم ہمیشہ اپنے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہے۔ گاؤں میں جب کوئی مرگ ہو جاتی تو ہم ان کے اعزہ سے صرف اظہارِ افسوس کرتے تھے۔ فاتحہ کیلئے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ آج اگر ہم نے کمزوری کا اظہار کیا تو قادیانی لوگوں کو اکسمیں گے کہ دیکھ لیا تم نے جب تمہارے سر میں مرے تھے تو دعا نہیں کرتے تھے۔ آج ان کا اپنا باپ مر گیا تو دعا شروع کر دی ہے لہذا اپنے مسلک پر قائم رہو۔ اگر کوئی ہاتھ اٹھائے تو اسے بھی پیار سے مسئلہ سمجھا دو کہ بھائی آپ نے ہم سے اظہارِ افسوس کر کے ہمارا حق ادا کر دیا ہے۔ میت کا حق اتنا قبر پر چاکر یا اپنے گھر میں رہ کر تاوت کلام پاک سے ادا کرو۔ دونوں چیزوں کو غلط ملاحظہ نہ کرو۔ چنانچہ بھائی صاحب کی استقامت کی وجہ سے ہم سب بھائی صراطِ مستقیم کی طرف لوٹ آئے اور موت کی تمام رسومات سے بچ گئے۔

بھائی صاحب کے مزاج میں سادگی تھی۔ ریا کاری، دکاری اور شوبازی سے کوسوں دور رہتے تھے۔ کھانے پینے پہننے اور رہنے سہنے جیسے تمام معاملات میں تکلف کو پسند نہ کرتے تھے۔ ظاہری کر دہر کے قطعاً قائل نہیں تھے۔ جوں گیا کھالیا، جوں گیا پہن لیا۔ ان تمام معاملات میں حتی المقدور سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے تھے۔ ہمارے بھائی انتہائی نرم دل تھے۔ مصیبت زدہ لوگوں کی تنگداری ان کا شیوہ تھا۔ ہمارے والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ نے بڑے ہونے کے ناطے تمام بھائیوں اور بھتیجیوں سے حسن سلوک کا معاملہ فرمایا ہر کسی کے دکھ درد میں شرکت کرتے اور ان کی مشکلات کو دور کرنے کی حتی الوسع کوشش کرتے۔

بجاء اللہ میرے بھائی حب جاہ اور حب مال جیسی بیماریوں سے بچے ہوئے تھے۔ یہ ایسی مہلک بیماریاں ہیں جو آدمی کے ایمان کا ستھاناس کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اگر کوئی حسد کا مارا ہوا آدمی ان کے خلاف کوئی سازش کرتا اور آپ کو اس کا علم ہو جاتا تو آپ اس شخص سے کبھی جواب طلب نہ کرتے۔ بلکہ بڑی سے بڑی بات کو

جس کو نال دیتے تھے۔ آپ جب اسکول کی نوکری ترک کر کے بخوری ناؤن کو راجی تشریف لے گئے تو مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب نے آپ کا بہت اکرام کیا اور پانے اساتذہ کے برابر آپ کی تحفہ مقرر کر دی۔ اس سے کچھ اساتذہ کو تکلیف پہنچی اور انہوں نے بھگتی طلبہ کو اپنا آلاکار بنایا اور ان کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی کہ مولوی محمد امین کوئی باضابطہ عالم نہیں ہیں جنہیں ایک اسکول ٹیچر ہیں اور انہیں معقولات سے کوئی مس نہیں ہے۔ نیز صرف ونحو بھی انہیں نہیں آتی۔ اس سب کے باوجود بہتم صاحب نے ان کی تحفہ ہمارے برابر مقرر کر دی ہے۔ وہ طلبہ مفتی احمد الرحمن صاحب کے پاس گئے اور اس انصافیانہ کا ذکر کیا اور کہا کہ واوی امین صاحب کو تو کچھ نہیں آتا آپ نے ایسا کیوں کیا؟ اس پر مفتی صاحب نے ان طلبہ سے کہا کہ بھائی آپ خود جا کر مولانا محمد امین صاحب سے مل کر اپنے شبہات دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور معلوم کریں کہ آپ کے اعتراضات بجا ہیں یا بے جا۔ چنانچہ وہ طلبہ بھائی صاحب کے پاس آئے اور اپنے شکالات پیش کئے۔ آپ نے ان کے جواب بڑے دلنشین انداز میں دیئے۔ اب وہ طلبہ اداکار بن گئے اور مختلف علوم کے بارے میں اپنے سوالات پیش کرتے۔ شافی جواب پاکر اطمینان کی نعمت حاصل کرتے۔ چند دن بعد مفتی صاحب نے ان علماء کو بلایا اور پوچھا کہ بھائی آپ نے مولانا محمد امین صاحب کے سامنے اپنے شکالات وغیرہ پیش کئے؟ انہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے ان سے بہت سے سوالات کئے اور شافی جوابات پائے۔ ہمارے جس استاد نے ہمیں ان سے درگمان کرنے کی کوشش کی تھی ہم نے وہ ساروں میں ان سے اتنا علم حاصل نہیں کیا جتنا مولانا محمد امین صاحب سے چند دنوں میں حاصل کر لیا ہے۔ یہ واقعہ بعد میں مفتی صاحب نے بھائی صاحب کے گوش گزار کیا تو بھائی صاحب صرف مسکرا کر رو گئے اور اس پر کسی قسم کا تبصرہ نہ کیا۔

اغرض بھائی صاحب رہا واری و تنوع البصری چشم پوشی اور درگزر کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اور مخالفین کے الزامات و تہمات پر صرف مسکرا دیتے تھے۔ آپ کے اس رویہ کی وجہ سے مخالفین اکثر اوقات شرمندگی اور خجالت میں مبتلا ہو کر ایسی

حرکت سے باز آجاتے۔ آپ چھپنے کی بجائے کچن کو توجہ دیتے تھے۔ ابتدا میں جب آپ نے مختلف رسائل فرق بلائے کہ وہیں تحریر کئے تو بعض مائے کرام نے ان کو اس شرط پر شائع کیا کہ کتاب پر ان کا نام بطور مصنف لکھ جائے۔ آپ نے اس شرط کو قبول کر لیا اور وہ رسائل کسی دوسرے کے نام سے شائع ہو گئے۔ ہمیں (مولانا کے بھائیوں کو) اس بات سے خاصہ دکھ پہنچا اور مولانا نے عرض کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اپنے رسائل اپنے نام سے چھپوائیں۔ تو آپ نے جواب میں مسکرا کر فرمایا کہ میرا مقصد یہ ہے کہ یہ رسائل جوام تک پہنچیں اور لوگ ان سے فائدہ اٹھائیں، نام خواہ کسی کا تو یہ مقصد پورا ہو رہا ہے۔ ہمیں تو کام سے غرض ہے نام سے کوئی غرض نہیں ہے۔

آپ مخالف مناظر کے جواب بھی ہمیشہ مسکرا کر دیا کرتے تھے۔ چہ بہ چہ غصہ اور ناگوارگی کے آثار بہت کم ہوئے ہوتے تھے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی مشکلات و مصائب کے باوجود بسر کر اور مسکرا کر گزار دی۔ جن حضرات نے جنازہ کے وقت مولانا کا چہرہ دیکھا ہے وہ اس بات کے شائبہ بدل ہیں کہ آپ مرنے کے بعد بھی ایسے ہی مسکرا رہے تھے جیسے زندگی میں مسکرا کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ نیند میں مسکرا رہے ہیں اور قہقہوں پر بعد اٹھ کر تقریر شروع کر دیں گے۔

خاموش ہو گیا ہے چمن بولتا ہوا

کے مصداق اب ہم ان کی آواز کو قیامت تک نہیں گئے۔ آخر میں تمام قارئین سے گزارش ہے کہ میرے بھائی میرے رہبر کو اپنی دعاؤں اور تلاوتوں میں شریک رہیں۔ تاکہ ان کی قبر بے سبب کشادہ اور خوشنودی ہو اور ذات باری تعالیٰ ان کے ساتھ رحمت کا حاملہ فرمائیں۔ اسے ہمارے پیارے بھائی! تیری وفات پر ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ ہمارے والد صاحب دوبارہ وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خطاؤں سے درگزر فرمائے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں کشادہ جگہ دے۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

ہزہ نور سے اس گھر کی جمہانی کرے

تصنیفات

میرے بھائی کی تصنیفات چھوٹے چھوٹے رسائل اور مضامین کی شکل میں بے شمار ہیں جنہیں اب ان کے شاگردوں نے "مجموعہ رسائل" (چار جلد) اور "تجلیات صدف" (چار جلد) کی صورت میں اکٹھا کر لیا ہے۔ بقیہ جلدیں زیر ترتیب ہیں۔

پس ماندگان

حضرت مولانا نے اپنے پیچھے ایک زیوہ (ہماری بھابی) جو انتہائی سلیقہ شعار گھڑا اور نیک خاتون ہیں کو سگوار چھوڑا ہے۔ ہماری ان بھابیہ صاحبہ نے گھر کے تمام معاملات سنبھالے ہوئے تھے اور گھر کو احسن طریقے سے چلاتی تھیں۔ ان کے حسن انتظام کی وجہ سے بھائی صاحب کو گھر کیلے کاموں میں الجھنے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ اور تمام خاندانی معاملات ہماری بھابیہ ہی سرانجام دیتی تھیں۔ اس وجہ سے بھائی صاحب کی ان تمام دینی خدمات میں بھابیہ صاحبہ کا برابر کا حصہ تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ بھائی صاحب کے پاچے بیٹے اور آٹھ بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں صاحب اولاد ہیں۔ چار بیٹے اور دو بیٹیاں غیر شادی شدہ ہیں۔ دعا ہے کہ ذات باری تعالیٰ مولانا کے بچوں کا حامی و ناصر ہو اور تمام مشکلات میں ان کی مدد فرمائے اور انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ مولانا کے بیٹوں کے نام محمد صدیق، محمد عمر، محمد عثمان، محمد علی اور محمد معاویہ ہیں۔ تین صاحبزادے حافظ قرآن ہیں۔ لیکن انہوں صد افسوس کہ مولانا کی کوششوں کے باوجود کوئی بیٹا حال عالم نہیں بن سکا۔

مولانا مرحوم نے اپنے پیچھے پاچے بھائیوں کو سگوار چھوڑا۔ حکیم محمد سلیم صاحب اکاؤنڈ پروفیسر میاں محمد افضل صاحبواں قاری محمد اشرف فاروقی صاحب لیہ محمد اکرم ارشد صاحب کراچی شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب اکاؤنڈی (سابق) دارالعلوم کبیرہ (الہ) حال رئیس شعبہ تخصص فی الدعویٰ والا ارشاد جامعہ خیر المدارس ملتان (ناقل)۔ اس کے علاوہ مولانا نے بڑی تعداد میں نواسے نواسیاں

بھتیجے بھتیجیاں! ایک عدد پوتا اور مسلک دیوبند کے لاکھوں علماء، طلباء اور عوام کو اپنی جدائی اور فراق کے غم میں مبتلا کر دیا۔ جس کا اجر خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔

(بشکریہ بابائے مہتمم "الخیر" ملتان)

(ذہرہ ۱۰۰۰ جنوری ۱۹۰۰ء)

عظمت توحید و رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده
ولا نبيوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده امام بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

يسبح له ما فى السموات وما فى الارض الملك
القدوس العزيز الحكيم. هو الذى بعث فى الاميين
رسولا منهم بنوا عليهم ايته وبزكيتهم ويعلمهم الكتاب
والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين. وآخرين
منهم لما يلحقوا بهم وهو العزيز الحكيم ذلك فضل الله
يعتبه من يشاء والله ذو الفضل العظيم.
صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسول الله النبى
الكريم ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين
والحمد لله رب العالمين رب اشرح لى صدرى ويسر لى
امرى واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولى رب زدنى
علما وارزقنى فهما. سبحانه لا علمنا الا ما علمتنا
انك انت العليم الحكيم. اللهم صلى على سيدنا و
مولانا محمدا وعلى آل سيدنا
ومولانا محمد وبارك وسلم وصل عليه.

تمہید

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اہلسنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی کیونکہ مسلمان کہلانے والوں میں نجات پانے والی جماعت کا نام ”اہل سنت والجماعت“ ہے اور اہل سنت والجماعت میں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد بننے کی توفیق عطا فرمائی اس لئے ہم اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت ”حنفی“ کہتے ہیں۔

سورۃ جمعہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے بڑی عام فہم ترتیب رکھی ہے جیسا سورۃ حشر میں صحابہ کرامؓ کے بارے میں ہے۔

حضرت باقرؑ اور تقلید صدیق اکبرؑ

سیدہ امام باقر علیہ الرحمۃ ایک دن بیٹھے تھے عراق کے چند ساتھی آئے انہوں نے ایک مسئلہ پوچھا کہ حضرت اگر نکوار پر سونے کا پانی پھیر لیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ تاکہ خواہصورت لگے، نکوار پر سونے کا نکل ہو جائے پانی پھیر دیا جائے۔ فرمایا جائز ہے پوچھا کہ حضرت اس کے جائز ہونے کی دلیل کیا ہے۔ فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی نکوار پر سونے کا پانی پھیرا تھا اور صدیق اکبرؓ کا یہ فعل ہمارے لئے دلیل ہے۔ اب وہ شیعہ تھے انہوں نے جب صدیقؓ کا نام سنا ان کے تن بدن کو آگ لگ گئی کہتے تھے کہ حضرت آپ ان کو صدیقؓ کہتے ہیں؟..... صدیقؓ کہتے ہیں؟ امام صاحبؑ نے فرمایا وہ صدیقؓ ہیں..... صدیقؓ ہیں..... صدیقؓ ہیں..... جو ان کو صدیقؓ نہیں مانتا وہ دنیا میں بھی جھوٹا ہے اور آخرت میں بھی جھوٹا ہے (۱)۔

(۱) اشک الغمر فی معرفۃ الانرشیہوں کی مشہور و معروف کتاب ہے: عن عروہ بن عبد اللہ قال سالت ابا جعفر محمد ابن علی علیہ السلام عن حلیۃ السوف فقال لا باء بہ و قد حلی ابوبکر الصديق وصی اللہ عنہ سبعۃ قلت ففوق الصديق قال لو تب و شہ و استقبل القلۃ و قال نعم الصديق نعم الصديق نعم الصديق فمن لم یقل فلہ الصديق فلا صدق اللہ لہ فوالا فی الدنیا والاخرۃ (اشک الغمر ج ۲ ص ۱۳۱ طبع جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ)

مدح مہاجرینؓ و انصارؓ و اہل سنت

اس کے بعد حضرت امام باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن پاک مکتوباً انھما یمسواں پارہ سورۃ حشر کوئی اس میں پہلے مہاجرینؓ کا ذکر ہے لیسلسقراء المہاجرین سے آیت شروع ہوئی ہے۔ اور یہ ساری آیت پڑھ کر مہاجرینؓ کا ذکر آپ نے سنایا اور ان سے پوچھا کہ تم میں سے کوئی مہاجرینؓ میں شامل ہے ان (حاضرین) میں؟ جو اللہ کے دین کے لئے اللہ کے نبیؐ کے ساتھ گھر بھی چھوڑ کر آگئے اپنی ساری جائیداد اور مال بھی چھوڑ کر آگئے کیا تم میں کوئی مہاجر ہے؟ کہا جی نہیں! پھر آپ نے انصارؓ والی آیت پڑھی جنہوں نے ان مہاجرینؓ کو جو گھر چھوڑ کر آگئے تھے رشتہ دار یاں چھوڑ کر آگئے تھے آت ہی گھر سے گھر مانگ کر دیا مال سے مال مانگ کر دیا اور ان کو اس طرح سنایا کہ آج تک ان کا نام انصارؓ ہے کہ انہوں نے اللہ کے نبیؐ اور نبیؐ کے ساتھی مہاجرینؓ کی مدد کی تھی۔ اور پھر پوچھا کہ کیا تم ان مدد کرنے والے انصارؓ میں شامل ہو؟ کہنے لگے نہیں۔ فرمایا دیکھو نجات پانے والی تین ہی جماعتیں قرآن نے ذکر کی ہیں۔

مہاجرینؓ: جنہوں نے اللہ کے دین کے لئے سب کچھ چھوڑ دیا۔

انصارؓ: جنہوں نے ان کی پوری پوری مدد کی دین میں۔

اہلسنت والجماعت: اور تیسرے وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ان کے لئے دعا کریں مانگتے ہیں کہ ”اے اللہ ان کے بارے میں ہمارے دل میں میل نہ آئے نہ مہاجرینؓ کے بارے میں نہ انصارؓ کے بارے میں“ تو امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ تم نے اقرار کیا کہ تم مہاجرینؓ میں سے نہیں؟ تو تم نے یہ بھی اقرار کیا کہ تم انصارؓ میں سے نہیں اور اب میں کہتا ہوں کہ تم اس تیسری جماعت میں سے بھی نہیں ہو جو نجات پانے والی ہے اور اسی جماعت کو اہل سنت والجماعت کہا جاتا ہے۔ جن کا دل صحابہؓ کے میل سے پاک ہے بلکہ صحابہؓ کی محبت سے منور ہے۔ اس کی اگلی آیت میں مرتبین کا ذکر ہے تو امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب پنا چلا

کہ جب تم ان جماعتوں میں سے کسی میں بھی نہیں ہو نہ مہاجرین میں نہ انصار میں نہ ان کے لئے دعائیں کرنے والوں میں تو تم یقیناً کچھ منافقوں کی جماعت میں شامل ہو۔

ذکر توحید

اسی طرح سورۃ جمعہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے عجیب ترتیب رکھی سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کا ذکر فرمایا:

يَسْبَحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (البقرہ: ۱۰)

یہ ہماری انسانوں کی فطرت ہے کہ کوئی عجیب چیز نظر آئے تا عجیب بات تو زبان سے فوراً ”سبحان اللہ“ نکل جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”اے انسان صرف تو ہی میری قدرتوں پر حیران نہیں عرش سے فرش تک جتنی مخلوقات ہیں وہ ساری میری قدرتوں کو دیکھ کر ”سبحان اللہ“ ہی پڑھ رہی ہیں:

يَسْبَحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (البقرہ: ۱)

ترجمہ: ”سب چیزیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں (قالا یا حانا) اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں۔“

اور فرمایا آسمان و زمین کی ساری مخلوق سبحان اللہ پڑھ رہی ہے الملک اللہ تعالیٰ بادشاہ ہیں لیکن آگے فرمایا وہ قدس بھی ہے کیونکہ جس کو تھوڑی سی قوت بھی مل جائے تا وہ پھر بعض اوقات ظلم پر اتر آتا ہے اللہ تعالیٰ کی حکومت اتنی زبردست ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی حکومت ظلم سے پاک ہے وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

حکومت کی مثال

اسی لئے علماء کرام نے حکومت کی مثال ”لاٹھی“ سے دی ہے اگر یہ لاٹھی عقلمند کے ہاتھ میں ہوگی تو وہ اس لاٹھی سے گھر کی حفاظت کرے گا چوروں کو مارے گا ڈاکوؤں کو مارے گا جو گھر میں نقصان کرنے والے ہیں ان کو

مارے گا۔ اور یہی لاٹھی بچے کے ہاتھ میں آجائے تو گھر کے برتن توڑتا پھرتے گا کبھی وہ برتن توڑ دیا لاٹھی مار کر کبھی وہ برتن توڑ دیا۔ اسی طرح جب حکومت کی لاٹھی عقلمندوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے تو وہ ملک کی حفاظت کرتے ہیں اور ملک کے دشمنوں پر لاٹھی چلاتے ہیں اور جب بے عقلوں کے ہاتھ میں آجائے تو وہ اپنے ہی ملک میں لاٹھی چلائی شروع کر دیتے ہیں۔

حقیقی بادشاہت اللہ کی ہے

فرمایا الملک اللہ تعالیٰ حقیقی بادشاہ ہے اور بادشاہی صرف اللہ تعالیٰ کی ہے یاد رکھیں یہ ہماری بادشاہیاں کیا ہیں؟ ایک آدمی بادشاہ بن جاتا ہے فرض کرو سکندر کی طرح ”بخت نصر کی طرح ساری دنیا کا بادشاہ بن جائے اگرچہ اس کے دماغ میں ہوا بھر جائے گی کہ میں بہت بڑا بادشاہ ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے جسم کا بادشاہ بھی نہیں وہ اپنا پورا جسم تو کجا جسم کے ایک بال پر بھی اس کی حکومت نہیں علماء لکھتے ہیں کہ:

یہ جوانی کا سیاہ بال سفید ہونے لگ گیا ہے وہ اپنی پوری حکومت کی طاقت کو لگا کر جاتی ہوئی جوانی کو روک نہیں سکتا اور آتے ہوئے بڑھاپے کو روک نہیں سکتا تو اس کی کیا حکومت ہے؟ ایک فرور ہے، نکتہ ہے اس میں وہ تو اپنے ایک دانت کا بھی مالک نہیں دانت ہے اس کے منہ میں اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں۔ ذرا اس کو یاد کروئے ”درد شروع ہو جاتا ہے چیختا ہے چلاتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہیں اس کے دانت کو شفا نہیں ہوتی۔“

حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ

واقعہ یاد آدیا حضرت سلیمان علیہ السلام ان کا تخت ہوا اڑا کر لئے پھرتی تھی ایک جگہ دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی بڑی محنت سے اپنی زمین میں کام کر رہا ہے ہوا کو حکم دیا کہ ذرا تخت نیچے اتار دیاں تخت نیچے اتار دیا اب وہ بڑے میاں جو تھے وہ تو

بچتے ہی جا رہے ہیں اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ یا اللہ میں کس زبان سے تیرا شکر ادا کروں کہ اللہ کا مغفرت میری زمین پر اترتا ہے۔ بڑا شکر یہ ادا کر رہا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا اور اللہ کے نبی کا بھی شکر یہ ادا کر رہا ہے سلیمان علیہ السلام نے پوچھا بڑے میاں کیا نام ہے؟ اس نے کہا میرا نام سلیمان ہے اس کا نام بھی سلیمان تھا۔ کہنے لگے یا اللہ عجیب بات ہے مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ تو بھی سلیمان میں بھی سلیمان مجھے تو خدا نے اتنا دیا انسانوں پر بھی حکومت ہے جنوں پر بھی حکومت ہے پرندوں پر بھی بادشاہی ہے اور تو بھی سلیمان ہے اور یہ دو کنال زمین میں مرمر کر کام کر رہا ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا اچھا مانگ جو مانگا ہے۔ یا میاں سلیمان کہنے لگے حضرت آپ نے مانگئے کے لئے ایک بنی ۱۰ روزہ دکھائی ہے کہ وہاں سے مانگا کرو اس لئے ہیں تو ہیں۔ سے مانگتا ہوں (سلیمان علیہ السلام) فرما نے لگے کہ (آج مجھ سے بھی کچھ مانگو بڑے میاں توحید میں پکے تھے کہا اچھا آپ سے مجھ مانگوں؟ فرمایا ہاں۔ میری جو جوانی جاچکی ہے وہ واپس لاؤں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ بات میرے بس میں نہیں ہے اور کچھ مانگو! جی پھر ادا کیا مانگوں؟ آنے والی موت مجھ سے مل جائے مجھے موت نہ بھی آئے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا بڑے میاں یہ بات بھی میرے بس میں نہیں ہے۔ جب یہ سنا تو بڑے میاں! اجدے میں گر گئے اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ یا اللہ تیری نعمتوں کا میں شکر ادا نہیں کر سکتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا بڑے میاں کس نعمت کا شکر ادا کر رہے ہو؟ کہنے لگے حضرت! تین ہی زمانے ہیں ایک گزر گیا ہے۔ ایک آنے والا ہے۔ ایک یہ زمانہ سال ہے۔ گزرا ہوا زمانہ جو نکل گیا ہے اس کو نہ آپ واپس لا سکتے تیرا نہ میں واپس لا سکتا ہوں۔ آنے والا جو زمانہ ہے نہ اس کو میں ٹال سکتا ہوں نہ آپ ٹال سکتے ہیں! اب یہ جو زمانہ حال ہے اس پر میں اللہ کا شکر ادا کر رہا ہوں کہ یا اللہ تیرے کس احسان کا شکر یہ ادا کروں کہ صرف دو کنال کا حساب میں نے دینا ہے۔ اور آپ نے مزارے ملک کا حساب دینا ہے جا کے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرا حساب کتاب کا پچا کر رکھا ہے۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

اس لئے میرے پیر و مرشد شیخ انصاری حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بیٹا توحید و طرف سے ہوتی ہے ایک تویہ یقین رکھنا کہ میرا اللہ کے سوا کوئی نہیں اور دوسرا یہ یقین بھی رکھنا کہ میں بھی اللہ کے سوا کسی کا نہیں۔ فرمایا یہ دونوں باتیں پکی ہوگئی تو اس کو توحید کہتے ہیں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

معنی اللہ گفت است آں سیبویہ
پلھون فی حوائجہم لہیہ

کہ لفظ اللہ کا معنی ہے امام سیبویہ نے بتایا ہے کہ وہ ذات ساری دنیا (جس کے پاس) اپنی حاجتیں لیکر حاضر ہو جائے ہر ایک کی حاجت پوری کر سکتی ہے سب کا حاجت روا سب مشکل کشا (صرف اللہ ہے) فرماتے ہیں:

انبیاء و اولیاء در وقت درد
جملہ تالان پیش آں دیان فرد

انبیاء علیہم السلام کو دیکھیں ذرا مشکل آتی ہے تو اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ کھڑے کرتے ہیں اولیاء اللہ کو کوئی پریشانی آتی ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا مانگ رہے ہیں تو (شہدہ کہ آیت میں) پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کا ذکر فرمایا۔

توحید کے بعد حضور ﷺ کا ذکر

پھر توحید کے بعد آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر فرمایا:

هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم (الحجہ: ۲)

ترجمہ: ”وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں ان ہی (کی قوم) سے (یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا۔“

یہ وہی خدا کے آخری پیغمبر ہیں جن کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو اہلسنت کہتے ہیں کیونکہ ہم ان کے طریقہ پر مرنے کو اپنی دنیا اور آخرت کی نجات کا باعث سمجھتے ہیں۔ کامیابی کا باعث سمجھتے ہیں۔ تو حضرت پاک ﷺ کا ذکر فرمایا۔ اللہ کے پاک پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا۔ جس نے نبیوں کی تاریخ کا تھوڑا سا بھی مطالعہ کیا ہو اس کو حضرت پاک کی نبوت میں شک نہیں ہو سکتا۔

افضلیت حضرت محمد ﷺ

اگر یہودی اس لئے موئی علیہ السلام کو نبی مانتا ہے کہ ان کی لاشی لگی اور دیا کا پانی پھٹ گیا تو سیدہ آمنہ کے لال کی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اگر یہودی یہ کہتا ہے کہ موئی علیہ السلام نبی ہیں کہ انہوں نے لاشی ماری پتھر پر اور:

فانفجرت مہ اثنتا عشرة عینا (ابقر: ۹۰)

ترجمہ: "بس فوراً اس سے پھوٹ اٹھے بارہ چشمے۔"

بارہ چشمے جاری ہو گئے تو آمنہ کے لال کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے۔

معجزات عیسیٰ علیہ السلام

اگر عیسائی کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے سچے نبی ہیں علی الزھر آیا اور اس کا جنازہ جاری تھا اٹکی والدہ کا نام بھی مریم تھا علی الزھر کی والدہ کا۔ اس نے دوتے ہوئے عرض کیا حضرت ایک ہی جنازہ فوت ہو گیا۔ فرمایا رکھو جنازہ!

فم باذن اللہ

اللہ کے حکم سے اٹھ (کر) بیٹھ..... علی الزھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔

ایک گودھی آیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے سر پر یوں ہاتھ پھیرا اور جسم پر وہ تندرست ہو گیا۔ ناشن کا اندھا آیا اور عیسیٰ علیہ السلام نے یوں آنکھوں پر مبارک ہاتھ پھیرا اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمادی یہ معجزے برحق ہیں ہم بھی مانتے ہیں

لیکن علی الزھر کا زندہ کرنا کیا تھا یہ روح (جان) جس جسم میں رہتی ہے اس سے محبت ہو جاتی ہے پھر اس کا نکلنے کو کبھی نہیں چاہتا۔ اس لئے موت کے وقت کو نزع کا عالم کہتے ہیں نا کیونکہ فرشتہ اس کو نکالنا چاہتا ہے یہ چھینکتا ہے کہ میں یہیں رہو گی اب عیسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی یا اللہ یہ روح اس جسم میں آجائے۔ جس سے بڑی محبت اور پیار ہے اس کو تو روح فرشتے نے چھوڑی (وہ) آگئی۔

حضور ﷺ کا معجزہ

لیکن حضرت رسول اقدس ﷺ ایک لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے اس میں کبھی ہان کا تصور ہی نہیں تھا۔ ایک بڑھیا نے عرض کیا بڑی اماں نے کہ حضرت آپ اس لئے وعظ کھڑے ہو کر فرماتے ہیں تاکہ آواز دور تک جائے تو اگر منبر بنا دیا جائے آپ اس پر بیٹھ کر وعظ فرمائیں تو دور تک آواز بھی چلی جائے گی اور آپ کے کھڑے ہونے کی پریشانی بھی ختم ہو جائے گی۔ منبر جب رکھا حضرت جب منبر پر تشریف فرما ہوئے تو رونے لگے جیسے کی آواز آ رہی ہے دیکھا تو وہ لکڑی کا ستون چنچ رہا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت ﷺ اترے اور جا کر اس پر یوں ہاتھ رکھا تو جیسے بچہ سسکیاں لے کر رو رہا ہوتا ہے اور ماں اس کے سر پر ہاتھ رکھتی ہے تو بچہ دو سسکیاں لے کر خاموش ہو جاتا ہے۔ وہ دو سسکیاں لیکر خاموش ہو گیا فرمایا کیا بات ہے؟ بولا حضرت! آپ نے مجھ سے جدائی اختیار فرمائی یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا حضرت نے فرمایا پھر کیا کروں؟ دو چیزوں میں سے ایک مان لو یا تو میں دعا کرتا ہوں جنت میں تو درخت کر دیا جائے اور میری جنت میں رہے تو۔ اور یا ابھی دعا کروں کہ یہیں تو سرسبز درخت ہو جائے اور تجھے دو مہرہ سال میں پھل لگا کریں۔ اب دیکھو ہم تو دنیا کو پسند کرتے ہیں جلدی مل جائے آخرت کا انتظار کون کرے اللہ تعالیٰ نے اس لکڑی میں کیسی چیز پیدا فرمائی کہ کہنے لگا حضرت! میں آخرت کو پسند کرتا ہوں دنیا کے مقابلہ میں لیکن دنیا میں اتنی درخواست میری قبول فرمائیں کہ اپنے منبر کے نیچے دُفن

کر دیں تاکہ آپ کا قرب مجھے نصیب رہے۔

معجزہ عیسیٰ علیہ السلام اور معجزہ حضور ﷺ

اس اندھے کی جو آنکھ درست ہوئی تھی وہ اپنی جگہ پر ٹھیک تھی سارے اس کے کنکشن (Connection) صحیح تھے ہاتھ پیرا آرام آگیا لیکن حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ حضرت کے صحابی ہیں احد کے میدان میں پہاڑی پر کافروں نے گھیرا ڈالا ہوا ہے۔ کہیں سے پتھر آ رہے ہیں کہیں سے تیر آ رہے ہیں اور یہ سامنے کھڑے ہیں کبھی ہاتھ (آگے) کر دیتے ہیں کبھی سر آگے کر دیتے ہیں تاکہ حضرت پاک کی حفاظت رہے۔

اور جو تکلیف ہو مجھے ہو جائے ایک تیر آ کر کپٹی پر لگا اور اس تیر کی وجہ سے آنکھ کا ڈیلا نکل کر وہ دور جاگرا۔ لیکن انہوں نے ذرا ہجر پر و انہیں کی کھڑے رہے۔ جب (ہنگ) ختم ہو گئی اسکے بعد وہ سب (آنکھ کے) کنکشن ٹوٹ چکے تھے وہ اٹھا کر لائے اور لا کر عرض کیا حضرت میری آنکھ ضائع ہو گئی ہے۔ حضرت پاک نے وہ آنکھ وہیں رکھی لعاب مبارک لگایا اور فرمایا:

اللہم اکسها جمالا

”اے اللہ اسکے حسن و خوبصورتی میں فرق نہ آئے۔“

حضرت قتادہ بن نعمان فرماتے ہیں نہ یہ آنکھ کبھی دکھنے آئی اور نہ اس کی نظر میں کوئی کمزوری محسوس ہوئی۔ معجزہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بھی برحق ہے لیکن یہ معجزہ اس سے کم نہیں ہے۔ بہر حال یہ تو ایک وسیع مضمون ہے میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سارے نبیوں سے افضل ہیں۔

انگریزوں کی سازش

انگریز جب اس ملک میں آیا۔ اس نے دیکھا کہ یہاں مذہبی احساسات بہت تیز ہیں اس لئے ان کی مذہبی لڑائی کرواؤ۔ ہندو مسلم لڑائی کرواؤ آپس میں۔

تاکہ ان کی طاقت کمزور ہوتی رہے اور ہم حکومت کرتے رہیں اس کے لئے خود حکومت برطانیہ نے انگریز حکومت نے شاہ جہاں پور میں ایک بہت بڑا منظرہ رکھا۔^(۱) سارے وینوں کے نمائندے وہاں پہنچے۔

حضرت قاسم العلوم والخیرات کی دین سے محبت

مسلمانوں کی طرف سے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نافوقی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند۔ حضرت گو بخارہ اور گھٹنے پر چھوڑا نکلا ہوا ہے۔ چل نہیں سکتے اچھی طرح اور جیب میں کرایہ نہیں مولانا ملک المصوّر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلا یا۔ فرمایا کہ ابوالصوّر چلو اور بتاؤ کہ محمد قاسم آ رہا ہے یہ نہیں کہا کہ میرے پاس کرایہ نہیں ہے پیدل چل دیتے بخارہ بھی ہے دوسری بھی ہے جہاں بالکل گرنے والے ہو جاتے ہیں تو بیٹھ جاتے ہیں اور بیٹھ کر دفن پڑھتے ہیں اور دعا کیا کرتے ہیں؟ یا اللہ! قاسم کے گناہوں پر نظر نہ کرنا قاسم تو گناہ گار بندہ ہے یا اللہ! ایسا نہ ہو کہ میری زبان میں کوئی رکاوٹ نہ آجائے میرے گناہوں کی وجہ سے۔ لوگ بیوقوف ہیں یہ سمجھیں گے شاید اللہ کا سچا دین جو بیٹھنا ہو گیا ہے کیونکہ قاسم کی زبان نہیں چلی اے اللہ! اپنے سچے دین کی لاج رکھنا! اے اللہ! اپنے سچے نبی کی لاج رکھنا! قاسم کے گناہوں پر نظر نہ کرنا اپنے سچے دین پر نظر نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ میری زبان میں رکاوٹ ہو اور کافر یہ سمجھیں کہ اسلام چٹا نہیں۔

تمام ادیان کے مناظر مہبوت

یہ پھر اٹھ کر چل دیتے چلتے چلتے وہاں پہنچے اب جتنے عیسائی، یہودی، پارسی، مجوسی بڑے بڑے ان کے مناظر آئے ہوئے تھے جب دیکھا کہ مولانا تفتیح گئے ہیں سارے ڈرے کہ یہاں بات کون کرے گا حضرت کے سامنے سب مل کر سوچنے لگے۔

(۱) اس تمام مناظرہ کی روایت اور تفصیل ”مباحثہ شاہ جہاں پور“ میں ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت قاسم العلومؒ کی دلیل

اور پھر مثال دیکر سمجھایا۔ دیکھو آپ پر کار رکھتے ہیں کاغذ پر دائرہ لگاتے ہیں نا۔ تو سب سے پہلے جو نقطہ لگتا ہے وہ مرکز ہے لیکن دائرہ لگتا رہتا ہے مرکز نظر نہیں آتا وہ نیچے چھپا ہوتا ہے پر کار کے۔ جب دائرہ مکمل ہو جاتا ہے تب پر کار اٹھتی ہے وہ نقطہ لگنے میں اول (ہے) اور نظر آنے میں آخر ہے فرمایا اسی طرح ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مرکز دائرہ نبوت ہیں دائرہ مرکز کا فیض ہوتا ہے مرکز دائرہ کا محتاج نہیں ہوتا اسلئے ہمارے نبی پاک جیسے ہمارے نبی ہیں سارے نبیوں کے بھی نبی ہیں۔

صحابہؓ کا ذکر

انکے بعد آپ ﷺ کے پاکباز صحابہؓ کا تذکرہ آیا سورۃ جمعہ میں اور صحابہؓ کے تذکرے کے بعد صحابہؓ کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ جس طرح ہمارے نبیؐ پاک سارے نبیوں سے افضل ہیں ہمارے نبیؐ پاک کے صحابہؓ (اور اہل بیت) ہمارے نبیوں کے صحابہؓ (اور اہل بیت) سے زیادہ شان والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے دین کے لئے قربانیاں بھی زیادہ ہی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انکے درجات بھی بہت بلند فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا:

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ (البقرہ: ۱۰۰)

”اللہ ان سے راضی ہے اور یہ صحابہؓ اللہ سے راضی ہیں۔“

حالانکہ علماء حضرات بھی موجود ہیں۔ یہ رضا جنت میں داخلہ کے بعد آخری مرتبہ کی ہے۔ جب سب لوگ جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کچھ مانگو تو وہ مانگیں گے فرمایا ایک بات رہ گئی ہے وہ ہے میری رضا جو میں تمہیں دے رہا ہوں تو باقی ساری مخلوق کو تو رضا جنت میں ملے گی اور صحابہؓ کو یہ نعمت اللہ نے دنیا میں ہی عطا فرمادی۔

کہ کیسے جان چھڑائیں۔ (طے ہوا کہ) یوں کر وہ سارے مل کر حضرت کے پاس چلیں انکا شکر یہ بھی ادا کریں اور درخواست بھی کریں کہ حضرت پہلی تقریر آپ کر لیں کیونکہ (اگر) حضرت کی تقریر آخر میں ہوئی تو یہ ہماری کی کرانی ساری باتوں کو توڑ کر رکھ دیگا۔ یہ پہلی تقریر کر لیں گے اس کے بعد (ہمارے) جو منہ میں آئے گا (ہم) کہتے رہیں گے یہ ڈر تو نہیں ہوگا کہ کوئی ہماری تردید کرے گا بعد میں سارے اکٹھے ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت بڑی مہربانی شکر یہ بہت خوش ہوئی آپ شرف لائے۔ ہم سارے مل کر آپ کو ایک اعزاز دینا چاہتے ہیں وہ یہ کہ پہلی تقریر آپ فرمائیں۔

حضرت قاسم العلومؒ اور تشریح فلسفہ نبوت

حضرت نے مسکرات ہوئے فرمایا پہلی میں آخری نبیؐ کا انتہی ہوں میری تقریر سب سے آخر میں ہوتی ہے۔ میرے نبیؐ پاک کو آخری نبیؐ ہیں وہ سارے کہنے لگے حضرت دلیل سے آپ سے کون جیت سکتا ہے اسی بات کو تو ہم دور ہے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ تقریر پہلے کریں فرمایا کہ نہیں میرے نبیؐ آخری ہیں مجھ سے پہلے نبیساویوں کی باری ہے ان سے پہلے یہودیوں کی باری ہے ان سے پہلے ہندوؤں کی باری ہے زرتشتوں کی باری ہے یہ سارے جب باری باری آجائیں گے میرے نبیؐ پاک آخری نبیؐ ہیں آخر میں میری تقریر ہو جائے گی۔ اب وہ سارے منتیں کریں کہ حضرت آپ ہماری درخواست قبول فرمائیں آخر حضرت نے فرمایا کہ میرے نبیؐ اول الانبیاء بھی ہیں اور آخر الانبیاء بھی ہیں عالم ارواح میں سب سے پہلے نبوت میرے نبیؐ پاک کو ملی ہے اور دنیا میں سب سے آخر میں آپ پیدا ہوئے ہیں۔ تو چونکہ آپ سارے نبیوں میں اول بھی ہیں اس لئے میں اول تقریر کروں گا اور چونکہ میرے نبیؐ آخری ہیں انشاء اللہ وہی تقریر آخری ہوگی کسی کے لئے کچھ چھوڑ دینا نہیں کہنے کے لئے..... کہ بعد میں کوئی اٹھ سکے۔

امام اعظمؒ کی پیشین گوئی

اس کے بعد:

و آخرین منهم لما يلحقوا بهم (البرہ ۳)

اس میں سیدنا امام اعظمؒ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی ہے۔ نبی پاکؐ کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو ”اہلسنت“ کہتے ہیں۔ صحابہؓ جو مانتے ہیں اپنے آپ کو ”والجماعت“ کہتے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو ”حقّی“ کہتے ہیں۔ اسی ترتیب سے سورۃ جمعہ میں ذکر آ رہا ہے۔ تو سیدنا امام اعظمؒ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کا اسم گرامی یہاں نہیں ہے۔ جیسے خلفائے راشدین کی پیشین گوئی قرآن میں ہے لیکن نام نہیں ہے تو کیسے یہ چلا کہ یہاں امام ابوحنیفہؒ مراد ہیں۔ دیکھو اوپر آیا تھا:

هو الذي بعث في الامم رسولاً منهم

تو نام حضرت کا نہیں آیا، لیکن ایک لفظ ”امین“ کا۔ اہل عرب میں جو رسول ہے رسول تو ۳۱۳ ہوئے تقریباً۔ تو اہل عرب میں پیدا ہونے والے رسول ایک ہی ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اسی طرح یہاں لفظ آیا آخرین کا۔ جب امین اہل عرب ہیں تو آخرین اہل عجم ہوئے۔ اب اللہ کے نبی پاکؐ کی سنت کو چار اماموں نے مرتب کیا ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ”امین“ میں شامل ہیں آخرین میں نہیں کیونکہ یہ عرب کے ”شیبانی“ قبیلہ سے ہیں۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ بھی عرب ”طلحی“ قبیلہ سے ہیں یہ عجم سے نہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی عرب کے قبیلہ سے ہیں یہ آخرین میں سے نہیں ہیں۔ ایک امام ابوحنیفہؒ ہیں جو اہل عرب سے نہیں اہل عجم سے ہیں اور اہل فارس میں سے ہیں تو معلوم ہوا کہ اس آیت کے کامل ترین صدیق سیدنا امام اعظمؒ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

نعت رسول مقبول ﷺ اور سلیمان علیہ السلام

دیکھئے ہمارے نبی پاکؐ کا اسم گرامی پہلے کسی نبی کا نام یہ نہیں تھا ”محمد“ ﷺ۔ محمد کا معنی کیا ہے؟ سراپا تعریف۔ بائبل میں سلیمان علیہ السلام کی کتاب ہے ”غزل الغزلات“ اس میں سلیمان علیہ السلام حضور پاک ﷺ کی نعت پڑھ رہے ہیں کہ وہ اللہ کا حبیب ہے وہ دس ہزار میں ممتاز ہے۔ حضرتؑ نے مکہ شریف فتح فرمایا تو پورے دس ہزار صحابہؓ ساتھ تھے نہ ایک زائد تھا نہ ایک کم تھا۔ تعریف کرتے آ رہے ہیں آگے عبرانی میں ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

”کہ میں جس محبوب کی تعریف کر رہا ہوں“ نعت پڑھ رہا ہوں

ان کا نام نامی اسم گرامی محمدؐ ہے ﷺ

اب جو عبرانی بائبل ہے اس میں آج بھی ”محمدیم“ کا لفظ موجود ہے، لیکن اردو میں انہوں نے ترجمہ کر دیا:

محمد ﷺ کا ترجمہ

”وہ سراپا عشق انگیز ہے“ (غزل الغزلات ۱۶:۵)

ترجمہ تو ظالموں نے بڑا کمال کا کیا کہ سر سے لیکر پاؤں تک حسن ہی حسن ہے جہاں نظر پڑے وہیں عشق کرنے کو جی چاہتا ہے۔ جس ادا پر نظر پڑے اس سے محبت کرنے کو جان قربان کرنے کو جی چاہتا ہے۔ تو ترجمہ انہوں نے کیا ہے لفظ محمد کا وہ سراپا عشق انگیز ہے۔ اور آپؐ جو یوں والے ہیں اس لئے ہمارا اہل سنت والجماعت کا اعتقاد ہے کہ جو یوں اور حسن کا تعلق ہے ہی اللہ کے پاک نبیؐ سے جو کام اللہ کے نبیؐ سے ثابت ہو جائے وہ اچھا ہے۔ جو ان سے نسبت نہیں رکھتا وہ بدعت ہے۔ اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

نعمانؒ کی وجہ تسمیہ

اسی طرح ہمارے امامؑ کا نام کیا ہے نعمانؒ۔ کیا نام ہے

(نعمان سامعین) نعمانِ نعت سے اسمِ مبارک ہے نعت سے۔ یعنی بہت بڑی اللہ کی نعت۔ تو اللہ کی بہت بڑی نعت تو اللہ کا دین ہے:

اليوم اكملت لكم دينكم والتممت عليكم نعمتي

ووضيت لكم الاسلام ديناً (المائدہ ۳)

ترجمہ: "آج کے دن تمہارے لیے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لیے پسند کر لیا۔"

سب سے بڑی نعت اللہ کا دین ہے اور امام ابوحنیفہؒ اسکو سب سے پہلے مدین کروانے والے لکھوانے والے تھے اس لیے ان کا نام نعمان ہوا کہ خدا کی نعت کو قیامت تک کے لئے محفوظ کر لیا۔ ایک چیز بھی ضائع نہیں ہونے دی

دین اسلام کا جو دوسرا نام تھا اس کا دوسرا نام ملتِ حنیف ہے:

والتبع ملۃ ابراهيم حنیفاً (البقرہ ۱۲۵)

ترجمہ: "اور وہ ملتِ ابراہیم کا اتباع کرنے والا۔"

اسلئے آپؐ کی نسبت ابوحنیفہؒ ہوئی ابو کہتے ہیں آپؐ کو جو پہلے ہوتا ہے اولاد بعد میں آتی ہے تو چونکہ دینِ حنیف کی تدوین امامِ صاحبؒ سے ہوئی اس لیے ان کی کنیت ابوحنیفہؒ قرار دے دی گئی۔ تو نعمان کہتے ہیں سب سے بڑی نعت کو تو اس لئے آپؐ کا نام نعمان ہے۔ کیونکہ مکمل دین کو آپؐ نے قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا۔

نعمان کا ایک اور معنی

نعمان کا دوسرا معنی لکھا ہے ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "الغیرات الحسان" میں (۱) کہ نعمان اس خون کو بھی کہتے ہیں جو جسم میں گردش کر رہا ہے اب دیکھئے یہ خون

(۱) التفرغ: علی انہ العمان ولبہ سرّ لطیف اذ اقبل العمان الدم الذي به قوام البدن و من لثة دھب معصیہ الی اللہ الروح فالو حیضاً رحمۃ اللہ بہ قوام الفلک و من مشا مذاکرہ و عو یضاً لہ اوبت احمر طرب الزیج الشقیق و الار حوان یضمر الھمزۃ فالو حیضاً رحمۃ اللہ طاست حلالہ و بلع الغایۃ کمالہ او صلال من العنہ فالو حیضہ نعمۃ اللہ علی خلقہ و تحفہ ال عبد التکبر و البداء و الاضافۃ وحذلکنا لعمیر ذلک سادر و قال ابن مالک حذلقنا و التباہیان و اعترض علی ان کبیرہ ابو حنیفۃ مونت و هو الناسک و المسلم مائل الی الدین الحق۔ (الغیرات الحسان فصل من فی امرہ)

بالوں تک بھی پہنچ رہا ہے اسی لیے یہ بڑھ رہے ہیں نہ نشوں تک بھی پہنچ رہا ہے دل و دماغ تک بھی پہنچ رہا ہے۔ امامِ عظیمؒ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے کتاب و سنت کا خون جو ہے یہ "سہتات" مہابت تک پہنچا اور ایک ایک بات تک آپؐ نے سنت پہنچا دی ہے۔ سنت کی یومی وضاحت فارسی میں لے کر آپؐ کا اسم گرامی نعمان ہے۔

ایک اور معنی

تیسرا معنی لکھا ہے کہ "نعمان" جو ہے عرب میں ایک گھاس ہوتی ہے سرخ رنگ کی جس کی خوشبو کی میلوں تک پہنچتی ہے تو امامِ صاحبؒ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے نبی پاکؐ کی سنتوں کی خوشبو شرق سے لیکر مغرب تک پہنچتی ہے۔ اسلئے آپؐ کا اسم گرامی نعمان ہے۔

نو یاد رکھیں جس طرح ہمارے ہی چشمہ سارے نبیوں کے نبی ہیں ہمارے امامؐ ہمارے امام ہیں۔

شافعیوں اور حنفیوں کی بحث

ایک دفعہ سچم شافعی اور سچم حنفی بحث کرنے لگے کہ بحث امام شافعی کی شان زیادہ ہے یا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک محدث بیٹھتے تھے وہ انیسٹھے فرمایا بھی میں بھی اس بحث میں شامل ہوتا ہوں کچھ باتیں میں آپؐ سے پوچھتا ہوں یہ بتائیے کہ خود آپؐ کے اماموں نے رائے دی ہے ایک دوسرے کے بارے میں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی کے بارے میں کوئی رائے دی ہو یا امام شافعی نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں رائے دی تو دونوں فریقوں نے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ نے نہ امام شافعیؒ کو دیکھا نہ امام شافعیؒ کی کتاب دیکھی کیونکہ ۱۵۰ ہجری میں ان کا اتصال ہوا۔ یہ پیدا ہوئے اس نے کہا اچھا تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہؒ کی کتابیں دیکھیں۔ کہا جی نہیں دیکھیں۔ انہوں نے کہا میں پڑھ کے کیا فرمایا کیونکہ امام کی رائے امام کی ہوگی نہ کہا انہوں نے کہا تھا:

من اراد ان ینصح فی الفقہ فہو عبال ابی حنیفہ

(تاریخ بغداد ۱۳۶ ص ۳۶۰)

قیامت تک آنے والے لوگ جو ہیں وہ جب تک امام ابوحنیفہؒ کو "ابائی" نہ مانیں گے ان کی نسل نہ بنیں گے اس وقت تک۔ عین کی سمجھ حاصل نہیں کر سکتے تو محدث نے کہا آپ شافعی ہیں آپ کے امام نہ جو رائے امام ابوحنیفہؒ کے مارے میں دی ہے آپ اسکو تسلیم کر لیں۔ پھر پوچھ آپ کے امام کے استاذ کتنے ہیں دونوں بتائیں۔ انہوں نے بتایا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ۲۰۰۰ ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے استاذ کتنے ہیں؟ کہا کہ ۳۰۰۰ استاذ ہیں امام ابوحنیفہؒ کے۔ فرمایا کہ یہاں بھی امام ابوحنیفہؒ کا مقام بہت اونچا ہے۔ فرمایا درخت اپنے پھل سے بھی پہچانا جاتا ہے کہ اس کے شاگرد کیا کر رہے ہیں امام شافعیؒ کے کتنے شاگرد ہیں؟ اور کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا وہ ہیں یونانی اور عربی۔ ایک ایک مدرسہ میں درس دے رہے ہیں سبق پڑھا رہا ہے جبکہ دوسرا دوسرے مدرسہ میں سبق پڑھا رہا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد وہ کیا کام کر رہے ہیں وہ کتنے ہیں؟ کہا سینکڑوں ہیں۔ کوئی عدالت خالی نہیں جہاں امام ابوحنیفہؒ کا شاگرد بیج نہ ہو پوری اسلامی حکومت میں کوئی مدرسہ نہیں جہاں امام ابوحنیفہؒ کا شاگرد استاذ نہ ہو کوئی مسجد ایسی نہیں جہاں امام ابوحنیفہؒ کا شاگرد امام نہ ہو۔

امام اعظمؒ کے صرف ایک شاگرد کا فیض

ایک دفعہ ہارون الرشید کا دل چاہا کہ ذرا ملک کی سیر کریں۔ وہ Russia کے علاقہ کی طرف نکلا خراسان کے علاقہ میں جب پہنچا تو وہاں دیکھا کہ بڑی دنیا بینی ہے بڑے لوگ بیٹھے ہیں بیگم بھی پاکی میں بیٹھی تھی اُس نے دیکھا کہ اتنی دنیا اس کے لباس الگ الگ ہیں، شکیں الگ ہیں، بولیاں الگ الگ ہیں یہ یہاں کس لئے جمع ہیں سارے (ہارون الرشید نے کہا) یہ کرواتے ہیں پوچھا کیا ہو رہا ہے یہاں؟ (لوگوں نے کہا) یہاں امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں جن کا نام ہے علی بن عاصم اور وہ اللہ کے نبیؐ کی حدیث پڑھا رہے ہیں بیٹھ کر۔ ملکہ نے کہا کتنی کراؤ کتنے آدمی ہیں؟

ایک رستا لیا بہت بڑا وہ ناپتے گئے ایک رسے کے جتنے سامنے آئے ان کو گنا اور سرکاری کتنی کا اندازہ یہ تھا کہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار لوگ بیٹھے ہیں۔ درمیان میں سینکڑوں آدمی آواز آگے بچانے والے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے ایک شاگرد کا فیض یہ ہے۔ ایک لاکھ ساٹھ ہزار لوگ وہاں اللہ کے نبی پاک ﷺ کی احادیث پڑھ رہے ہیں۔ جب میں نے تاریخ کا یہ واقعہ پڑھا تو مجھے تاریخ کا دوسرا واقعہ یاد آ گیا۔

سیدنا دانیال علیہ السلام کا قصہ

حضرت دانیال علیہ السلام اور "بخت نصر" کا قصہ۔ بخت نصر بہت بڑا بادشاہ ہوا ہے اس نے خواب دیکھے کچھ اور نجومیوں کو بلایا کہ میرے خواب کی تعبیر دو۔ اس نے کہا خواب بتاؤ ہم تعبیر دیتے ہیں۔ اس نے کہا میں خواب بتاؤنگا تم کچھ نہ کچھ بولنا شروع کر دو گے میں تعبیر اس کی مانوں گا جو اپنے علم کے زور سے میرا خواب بھی خود بتائے اور تعبیر بھی خود بتائے۔ کہا جی ہم تو نہیں کر سکتے۔ بادشاہ غصے میں آ گیا اس نے کہا ساری دنیا لوٹ لوٹ کے کھانی ہے کہ ہم غیب جانتے ہیں لوگوں کو بتاتے رہتے ہو اور میرا ایک خواب نہیں بتا سکتے۔ دو ہفتے کی مہلت ہے۔ اگر دو ہفتہ میں خواب نہ بتایا تو سب کو قتل کر کے ٹکڑے کر کے ہل میں بچھاؤ دونگا۔ اب وہ جو بڑا نجومی تھا وہ نہ کھانا کھائے نہ کچھ۔ بنی بار بار پوچھے اب جی کھانا نہیں کھاتے۔ کہا بنی بس میں نے جو کھانا کھانا کھا لیا۔ گھر والے سارے پریشان آخر بنی روئے لگی اب جی آپ بتائیں چار دن ہو گئے ہیں آپ نے کھانا نہیں کھا لیا۔ کہا بنی تجھے کیا بتاؤں تو بھی سکر پریشان ہو جائے گی چلو مجھے پریشان رہنے دو۔ کہا نہیں اب جی کہتے ہیں کہ دیوار سے بھی مشورہ کر لینا چاہئے۔ آخر آپ نے بتایا بادشاہ کو خواب آیا ہے وہ ہمیں کہتا ہے کہ خواب بھی خود بتاؤ۔ اب اگر نہ بتائیں یہ چار دن گزر گئے ہیں۔ گیارہ دن رہتے ہیں۔ موت نظر آ رہی ہے روز سامنے۔

بنی نے کہا اب جی مسئلہ حل ہو گیا سمجھو۔ یہ تو کوئی مشکل ہی نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ کیسے حل ہو گیا۔ کہا اب جی میں کنوئیں پر پانی لینے جاتی ہوں۔ جہاں اس کنوئیں پر

وہ عورتیں بچیاں بھی آتی ہیں جو قید ہیں بنی اسرائیل کی۔ قید میں آئی ہوئی ہیں ان میں دو میری سہیلیاں ہیں۔ وہ بتاتی ہیں کہ میرے اباجی اللہ کے نبی ہیں "دانیال علیہ السلام"۔ تو میں آج پانی لینے جاؤنگی میں روٹگی وہاں بیٹھ کے کہ آپ کے اباجی نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خواب بتا دیں نبی کو تو بتا دیں گے وحی کے ذریعے۔ میں جا کے روٹگی آج۔ خیر وہ لگتی اس نے جا کر نبی سہیلیوں سے کہا "میں نے کہا ٹھیک ہے ہم اباجی سے درخواست کریں گی۔ صبح ہی گئی انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا اباجی نے رات دعا مانگی تھی اور صبح فرما ہے تھے اللہ تعالیٰ نے خواب بھی وحی کے ذریعہ بتا دیا اور تعبیر بھی سمجھا دی۔ تو اپنی سہیلی کو کہہ دینا کہ بخت نصیب ہے باز لے تو میں اس کو خواب بھی سناؤں گا اور تعبیر بھی سناؤں گا اس نے کہا (بادشاہ سے) تجویز کیا کہ آپ کا خواب اور تعبیر حضرت دانیال علیہ السلام بتائیں گے۔ بادشاہ کو ضرورت تھی۔ دانیال علیہ السلام آواز ملا۔ اب ہاں طریقہ یہ تھا کہ خواب کو لکھتے تھے وہاں سے جب بادشاہ نظر کرتا تو آنے والا تھا۔ جب وہ آتا تھا تو بادشاہ کے لئے۔ جب تک بادشاہ کا آجی، اکر مر نہ اٹھتا تو کہتے تھے "مر جائیں" چھ گھنٹہ گزر جائیں وہ اٹھتے نہیں۔ حضرت دانیال علیہ السلام (تعبیر بتا دے میں گئے)۔ سیدھے آ رہے ہیں شور مچ گیا مجھ کو نہیں کیا۔ مجھ کو نہیں کیا۔ فرمایا تم تو یہ سجدے منانے کے لئے آئے ہیں۔ ہم تو ایک اللہ کو سجدہ کیا کرتے ہیں۔ اب دربار میں نے کہا "مجھوں نے کہا کہ حضرت آپ کی عزت بادشاہ ملامت ختم ہو جائے گی"۔ دوسرے بھی سجدہ نہیں کریں گے۔ بادشاہ کو غصہ آ گیا۔ کوئی ضرورت نہیں خواب پوچھنے کی۔ دانیال کو مجھے شیعہوں کے آگے بھیج دے وہ شیعہ رکھے ہوئے تھے یہ بھی ایک سزا کا طریقہ تھا وہ (شیعہ) کئی دن بھوکے رہتے۔ پھر کسی کو بھیج دے وہ ایک ایک دینی رکے لے جاتے۔ لے گئے اب ان کو (شیعہ کے چنچر کے) احاطے میں داخل کیا دروازہ بند کیا پھر کمرے کے اوپر چڑھ کر جھٹ کے دروازہ اٹھایا جس سے شیر نکلے تھے۔ اب شیر نکلے بھاگتے ہوئے آئے اور حضرت کے پاؤں چاٹ رہے ہیں کوئی دم بارہا ہے کوئی آگے پاؤں چوم رہا ہے۔ انہوں نے آکر بادشاہ کو بتایا کہ حضرت شیر جو ہیں وہ تو بڑا چارہ کر رہے ہیں

ان کو۔ کہا کتنے دن کے بھوکے ہیں کہا میں کچھ دن کے بھوکے ہیں۔ تو پھر بھی نہیں کھا رہے؟ جی نہیں کھا رہے کہا میں خود جا کے دیکھتا ہوں۔ آیا اور آکر کہا کہ دانیال تیرا خدا بڑی قدرتوں والا نظر آتا ہے۔ تیرا خدا بڑی مہارت و رہے ان کو لے آئے پوچھا کہ پھر خواب بتائیں میرا۔

بادشاہ کا خواب اور اس کی تعبیر

انہوں نے بتایا کہ تو نے ایک بت دیکھا ہے جس کا سر آسمان کو لگا ہوا ہے اور سر سونے کا تھا بت کا سینہ جو ہے پیش کا تھا اس کے دونوں بازو تانے کے تھے اور یہ گھنٹوں تک لوہے کے تھے اور نیچے ٹہلی کا تھا۔ کہا ٹھیک ہے میں نے یہی دیکھا تھا پھر دیکھا کہ اوپر آسمان سے ایک پتھر گرا ہے اس نے اس بت کو چورا چورا کر کے رکھ دیا کہا بالکل میرا یہی خواب تھا فرمایا کہ بت بہت پرست قوم ہیں سونے کا سر تو ہے بت کا۔ یہ دو دونوں علاقے ہیں یہ اسرائیل کا علاقہ ہے یہ دونوں فارس اور بصریا ہیں۔ یہ علاقہ یمن کا ہے یہ سارے علاقوں میں بت پرستی ہو رہی ہے وہ جو دیکھا پتھر اوپر سے گرا ہے وہ خدا تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن پاک آسمان سے نازل ہوگی جو یہاں سے بت پرستی کا جنازہ نکال دے گی۔

بادشاہ کا دوسرا خواب اور اس کی تعبیر

(اس نے کہا) ایک خواب اور دیکھا تھا کیا؟ کہ ایک بہت بڑا درخت اگا ہوا ہے میرے صحن میں اور ایک پتھر آیا اس نے اس درخت کو چورا چورا کر دیا اس کا ایک پتہ گرا اور وہ گر کر ایک طرف پڑا رہا تھوڑی دیر کے بعد وہ پتہ سبز ہو گیا اور پھیلا شروع ہو گیا اور پھر میں نے دیکھا کہ اتنا پھیلا کہ دنیا کی ہر قوم کے لوگ اس کے سائے میں کھڑے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ ہاں میرا خواب یہی تھا حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا کہ ۷۰ درخت تھے جو پتہ ہے تیرے نبی میں ایک شخص ہوگا جو آخری نبی ﷺ کی سنت کو مرتب کرنے کا اس کا نام "ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ" ہوگا وہ

اور دنیا کے لوگ جو ہیں وہ اس کے تقلید میں آ کر اللہ کے نبی ﷺ کی سنتوں پر عمل کیا کریں گے۔ تو یہ علی بن عاصم کا واقعہ جب میں نے پڑھا تو مجھے یہ بھی تاریخ کا واقعہ یاد آیا جو ”مقدمہ کتاب التعلیم“ میں درج ہے تفصیل کے ساتھ۔

ہماری تین نسبتیں

تو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یہ امام اعظم ہیں یہ ان کا لقب ہے کسبت آپ کی ابوحنیفہ ہے۔ اور آپ کا اسم گرامی نعمان ہے تو ہمارے یہ امام ہیں جن کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو ”حنفی“ کہتے ہیں۔ اب پھر کبھی ہم اللہ کے نبی کی طرف نسبت کر کے اپنے آپ کو ”اہل سنت“ کہتے ہیں صحابہ کی طرف نسبت کر کے ”والجماعت“ اور امام صاحب کی طرف نسبت کر کے ”حنفی“۔ ان تین نسبتوں کا فائدہ کیا ہے؟ اللہ کے نبی دین کے لانے والے ہیں کہہ دو دین کے (لانے والے..... سامعین) صحابہ دین کے پھیلانے والے اور امام ابوحنیفہ دین کے لکھوانے والے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں صحابہ نے وہی دین پھیلایا جو اللہ کے نبی لیکر آئے تھے یا نیا بنا کر پھیلایا (وہی پھیلایا..... سامعین) امام نے وہی لکھوایا جو صحابہ سے ملا یا نیا بنا کر لکھوایا (وہی لکھوایا..... سامعین) جو کہتا ہے کہ صحابہ نے نبی کا دین بدلا وہ بڑا رافضی ہے جو کہتا اماموں نے نبی کا دین بدلا یہ چھوٹا رافضی ہے۔ نہ صحابہ دین بدلنے والے ہیں (بلکہ) وہ دین کے پھیلانے والے ہیں نہ ائمہ دین کے بدلنے والے ہیں (بلکہ) وہ دین کے لکھوانے والے ہیں۔ تو ہم اہل سنت والجماعت حنفی ہیں۔ سورۃ جمعہ میں ان تینوں کا ذکر تفصیل کے ساتھ آ گیا۔ نبی پاک کا بھی صحابہ کا بھی اور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی۔

تمام دنیا میں فقہ حنفی غالب ہے

اس کے بعد فرمایا:

وآخرین منهم لما یلحقوا بہم وهو العزیز الحکیم (المائدہ: ۳)

کہ اللہ بڑا غالب اور جنسوں والا ہے۔ دو صفیں اللہ نے ذکر فرمائیں اس سے پتا چلا کہ یہ تینوں چیزیں دنیا میں غالب رہیں گی، اللہ کے نبی کی نبوت بھی غالب رہے گی، صحابہ کی عظمت بھی غالب رہے گی اور فقہ حنفی بھی غالب رہیں گی۔ ہمیشہ دو تہائی اہل سنت حنفی رہے ہیں شروع سے۔

ہر جگہ قانون اسلامی فقہ حنفی کی شکل میں ہے

اور پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ دنیا میں جہاں بھی قانون اسلامی نافذ ہوا ہے وہ فقہ حنفی کی شکل میں نافذ ہوا ہے۔ صحابہ (کے دور) میں خلافت راشدہ تھی انہوں نے دین اسلام کو محفوظ رکھا۔ صحابہ کے بعد ان کی وراثت میں پھر جتنے بادشاہ ہوئے ہیں سارے کے سارے حنفی۔ عباسی خلافت ہے (جو) تقریباً ساڑھے تین سو سال رہی سب کے سب قاضی حنفی تھے۔ دو سو سال خوارزمی خلافت رہی سارے (قاضی) حنفی تھے دو سو سال سلجوقی رہے سارے حنفی تھے ساڑھے تین سو سال عثمانی خلافت (رہی) سارے کے سارے حنفی تھے۔ تقریباً بارہ سو سال حرمین شریف کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے حنفیوں سے کروائی۔ آج کل وہاں جلی ہیں وہ بھی اہل سنت والجماعت ہیں۔ تو مقصد یہ ہے کہ غلبہ دین اسلام کا جہاں بھی فتوحات ہوئیں صحابہ کے بعد جہاں بھی کوئی ملک فتح ہوا تو اس کے فاتح حنفی ہیں۔ یاد رکھیں اور یہ جتنی بھی آپ کو دین کی بہار نظر آ رہی ہے۔ الحمد للہ یہ حنفی بزرگوں کی محنتوں کا نتیجہ ہے۔

حضرت سید معین چشتی اجمیریؒ کی تبلیغ

حضرت سید معین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اکیلے راجستھان میں پہنچے اور جب حضرت کا جنازہ اٹھا تو ۹۰ لاکھ کافر آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ یہ ایک سنی (حنفی) بزرگ کی محنت کا نتیجہ ہے۔ جہاں بھی یہ دین پہنچا ہے اہل سنت والجماعت بزرگ وہاں دین کو لے کر آئے ہیں۔ اپنے وطن چھوڑ کر پہنچے ہیں۔

حضرت داتا گنج بخشؒ کا واقعہ

سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ خود لکھتے ہیں اپنی کتاب ”کشف المحجوب“ میں ”میں دمشق میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر تھا قرآن پاک کی تلاوت بیٹھا ایک طرف کر رہا تھا جب تھک گیا نیند آگئی سو گیا تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں خانہ کعبہ شریف میں بیٹھا ہوا ہوں اور جناب نبی اقدس ﷺ ایک دروازے (باب بنی شیبہ) سے خانہ کعبہ میں داخل ہو رہے ہیں اور حال کیا ہے ایک بوڑھا آدمی ہے اور آپ ﷺ اس بوڑھے کو بچوں کی طرح (شفقت کے ساتھ) چارہ ہیں اس کا پاؤں اٹھا کر آگے رکھتے ہیں پھر دوسرا رکھتے ہیں پھر تیسرا۔ میں اٹھا خواب میں مصافحہ کیا۔ مصافحہ کر کے میں نے پوچھا حضرت ﷺ یہ بوڑھے کون ہیں؟ فرمایا

امامک و امام اہل دیارک ابو حنیفہ

یہ تیرے امام اور جس علاقے میں تو نے اسلام پھیلایا لاہور کے علاقے میں اس پورے ملک کے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ ہیں۔“ (کشف المحجوب ص ۱۳۳)

ایک اور خواب

ایک اور آدمی نے خواب دیکھا کہ حضرت پاک ﷺ شریف لے جا رہے ہیں۔ رسول اقدس ﷺ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان کے پیچھے چل رہے ہیں۔ جہاں سے حضرت پاک اپنا قدم اٹھاتے ہیں امام بخاری اپنا قدم وہاں رکھتے ہیں۔ یہ خواب بھی سید علی ہجویریؒ نے اپنی کتاب میں لکھا اس کے بعد فرماتے ہیں:

”اس خواب اور اس خواب میں بڑا فرق ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ارادے سے قدم اٹھا کے رکھ رہے ہیں لیکن امام ابوحنیفہؒ نے اپنا ارادہ اللہ کے نبیؐ کے سامنے ختم کر دیا۔ جہاں اللہ کے نبیؐ قدم رکھتے ہیں وہ وہیں قدم رکھتے ہیں وہ ”فانی الرسل“ کے مقام پر ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ارادے سے پیچھے چلے

جا رہے ہیں۔“

عند اللہ مقبولیت کا علم

اب دیکھئے وحی تو کوئی آئی نہیں کہ بتا چلے کہ کونسا (بندہ) اللہ کو زیادہ پیارا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک قاعدہ بتا دیا قرآن پاک میں:

ان الذین اسأوا وعملوا الصلحت سیجعل لهم الرحمن ودا

(مریم: ۹۶)

کہ اللہ تعالیٰ محبوبیت پیدا کر دیں گے دلوں میں۔ اللہ تعالیٰ کے نبیؐ خود اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

”اللہ تعالیٰ جب کسی سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو فرماتے ہیں کہ اعلان کر دو فلاں بندہ میرا محبوب ہے فرشتہ بھی اس سے محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں اس کا اثر پھر زمین پر ہوتا ہے اللہ والوں کے دل اس کی طرف مائل ہوجاتے ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں۔“

اللہ والوں کے ہاں اس کا مقبول ہو جانا۔ یہ اللہ کے ہاں قبول ہونے کی دلیل ہے۔ اب دیکھئے صحابہؓ کی نسبت جو ہمارے دلوں میں ہے وہ اسی منادی کا نتیجہ ہے نا اس اعلان کا اسی طرح انہما بعدگی جو محبت ہے وہ بھی اسی اعلان کا نتیجہ ہے کہ یہ حضرات اللہ والوں کے یہاں مقبول ہیں۔ یہ دلیل ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی مقبول ہیں اور ان سب میں زیادہ مقبولیت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ہے۔ اس لئے اس کی وجہ سے آپ سب سے زیادہ عند اللہ مقبول ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی تقلید میں اپنے نبیؐ پاک کی سنتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)۔

توحید یوں کی حقیقت توحید

سوال نمبر: چند لوگ جو خود کو توحید ی کہتے ہیں باقی سب لوگ ان کی نظر میں مشرک

ہیں یہ لوگ حنفی مسلک کے امام کے چھ نرا نہیں پڑھتے؟
جواب: یہ جو آپ کے کیاڑی میں توحید کی کہلاتے ہیں ان کو توحید کی تعریف ہی نہیں آتی۔ ایک افشاری میں ہم ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ عزیر صدیقی ہے ایک۔ اس نے روزہ ہمارے ساتھ افشار کیا نماز ہمارے ساتھ نہیں پڑھی۔ کھانا کھانے پھر آ بیٹھا۔

میں نے پوچھا: جناب کون ہیں؟
کہنے لگا: جی مجھے عزیر صدیقی کہتے ہیں۔

میں نے کہا: ایک تو سنا یہاں کوئی عزیر یزدی بھی ہے کوئی؟
میں ہی ہوں۔

مجھے کہتا ہے جی توحید جو سمجھی ہے وہ کیپٹن عثمانی نے سمجھی ہے۔ میں نے کہا عثمانی کو توحید کی "نا" کے پہلے فقط کا مطلب بھی نہیں آتا۔ میں نے کہا جا اس سے کھدو اگر لا۔ توحید کی تعریف کیا ہے؟ (اس وقت عثمانی زندہ تھا)۔ عثمانی نہیں لکھ سکتا۔ تین دن بعد میرے پاس آیا کہ جی اس کو توحید کی تعریف نہیں آتی۔ میں نے بتایا:

"یہ دنیا عالم اسباب ہے ہم اسباب میں بندھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت جو ہے قرآن اس کو "کن فیون" کہتے ہیں۔ میں نے یہ اپنے دستخط بھی کرنے ہوں تو کاغذ چاہئے سیاہی چاہئے قلم ہاتھ میں چاہئے اتنے اسباب جمع ہو گئے تو ہم دستخط کریں گے۔ لیکن وہاں "کن" کہنے کی ضرورت نہیں ارادہ ہوا سارے آسمان بن گئے۔ تو "ما فوق الاسباب" کسی کو قادر مان کر اس کی جو تعظیم کی جائے گی اس کو عبادت کہتے ہیں اور تعظیم تو باپ کی بھی ہم کرتے ہیں لیکن اسکو "تحت الاسباب" مان کر کرتے ہیں ہیر کی بھی کرتے ہیں استاذ کی بھی کرتے ہیں یہ "تحت الاسباب" ہے۔ جس میں "ما فوق الاسباب" قدرتیں مانی جائیں اور پھر اسکی جو بھی تعظیم کی جائے گی اس کو عبادت کہتے ہیں اور ایک ہی ہستی کو ماننا کہ ایک ہی

اس لائق ہے اس کو "توحید" کہتے ہیں۔

تو وہ لوگ تو بے چارے نہ شرک کا معنی جانتے ہیں نہ توحید کا معنی جانتے ہیں۔

تعویذ کی حقیقت

سوال نمبر ۲: قرآنی آیات یا اسمائے حسنی سے بے ہوئے تعویذ کو پہننے والے کو شرک کہتے ہیں؟ آیا اس طرح کا تعویذ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ تو ان سے پوچھیں کہ آپ کو کس نے بتایا کہ قرآن (کی آیات) کا (بنا ہوا) تعویذ جو ہے وہ شرک ہے۔ "صحیح ابن حبان" میں حدیث ہے کہ ایک عورت حضرت عائشہؓ کو دم کر رہی تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کتاب اللہ سے دم کیا کرو۔ صحیح ابن حبان میں یہ روایت موجود ہے۔

اور یاد رکھیں کہ تعویذ جو ہے یہ دنیاوی طریقہ علاج ہے۔ یہاں ایک دفعہ میں نے کہیں تقریر کی کسی علاقے میں تو ساتھ آٹھ آئے بُنی دازھیوں والے سر سے نیچے پاؤں سے نیچے۔

آکر کہنے لگے۔ جی دین میں تعویذ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

میں نے بڑے غصے دین کے ساتھ تعویذ کا کیا تعلق ہے تمہیں دین کا معنی آتا ہے سے کہا: میں نے کہا بتاؤ کیا ہے؟ اب انہیں معنی نہ آئے

پھر میں نے سمجھایا: کہ دنیا اور دین دو لفظ ہیں۔ جو کام موت سے پہلے کے نفع نقصان کیلئے ہم کرتے ہیں اس کو دنیا کا کام کہا جاتا ہے اور جو اس لئے کرتے ہیں کہ اس کا عذاب یا ثواب موت کے بعد ملے گا تو یہ دین کا کام ہوتا ہے۔ میں نے سمجھایا ابھی طرح۔

اب میں نے پوچھا: آپ ہی بتائیں کہ تعویذ لوگ اسلئے لیتے ہیں کہ قبر کا عذاب نہ ہو یا اسلئے لیتے ہیں کہ دوسرے نہ ہو کیا خیال ہے؟ موت سے پہلے کے نفع نقصان کیلئے لیتے ہیں یا بعد کیلئے۔ تعویذ اسلئے لیتے ہیں کہ بل صراط سے آسانی سے گزر جائیں؟ یا اسلئے لیتے ہیں کہ بخدا نہ ہو؟ تو یہ جس طرح موت سے پہلے کی تیاری جو ہے اس کیلئے طب ہے اس طرح ایک طریقہ علاج یہ (بدریعہ تعویذ) بھی ہے جس طرح کیلئے ہر نیکی یا (مثیلٹ) کا نام حدیث میں نہیں کہ (Neurobean) کا نام حدیث میں آئے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ کیونکہ اللہ کے نبی پاکؐ نے فرمایا:

انتم اعلم بامروءناکم

(صحیح مسلم ج ۲، ص ۲۰۲، ابن ابی شیبہ)

”کہ دنیا کے تجربات تمہیں زیادہ ہیں۔“

اس لئے جہاں دنیا دین سے ٹکرانے لگے گی آپ تجارت کرتے ہیں سارے جس طرح چاہیں کریں لیکن جہاں سو دیا جائے گا اب یہ آپ کی تجارت دین سے ٹکرائے گی وہاں شریعت روک دے گی کہ یعنی اے ختم یہ طریقہ غلط ہے۔ آپ لباس پہنتے ہیں جیسے چاہیں نہیں دنیا کا کام ہے۔ لیکن جہاں تجھ کو کافروں والا لباس آجائے گا وہاں شریعت روک دے گی کہ اب یہ نہیں ہے۔ اس طرح آپ دوا (استعمال) کرتے ہیں جو دوا آپ کو فائدہ مند ہو لیکن جہاں اس میں حرام کی ملاوٹ آجائے گی پھر شریعت روک دے گی کہ یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح تعویذ ہے دم ہے جو جائز ہے آپ کرتے رہیں جہاں شرکیہ بات ہوگی اس کو شرک کہا جائے گا ورنہ انکو شرک نہیں کہا جائے گا تو یہ ایک طریقہ علاج ہے۔ کہ جیسے یہودیوں کے احبار و بہان کا قرآن حدیث میں ذکر آتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جس چیز کو چاہے حلال کہتے تھے جس کو چاہتے حرام کہتے تھے۔ یہ جو آپ کی ”عثمانی پارتی“ ہے یہ یہودیوں کے علاوہ

کی طرح جس کو دل چاہتا ہے کافر و مشرک کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ انکے پلے میں کچھ نہیں یہ ان احبار و بہان کے وارث ہیں۔

حقیقت عذاب و ثواب قبر

سوال نمبر ۳: یہ لوگ قبر کے عذاب کے منکر ہیں کہتے ہیں عذاب برزخ دی جاتی ہے؟ جواب: اصل میں یہ قبر کے ہی منکر ہیں نا ہم نے وہاں ایک پمفلٹ شائع کیا تھا کہ عثمانوں کی قبر کہاں ہے؟ میں نے یہ لکھا تھا کہ:

”منکرین قرآن“ قرآن کا انکار کرنے والا عثمانی فرقہ قرآن کو نہیں مانتا“ قرآن اسی قبر کو قبر کہتا ہے قتل الانسان ما اکفرہ“ (عص ۱۷) مارا جائے انسان کتنا ناشکرا ہے خود اس عثمانی نے ”عذاب برزخ“ عص ۳۰ پر یہ آیت لکھی ہے۔ یہ انسان جو ناشکری کرتا ہے اسی جسم کے ساتھ کرتا ہے یا خواب والے جسم کے ساتھ کرتا ہے؟ منمن ائی ششی خلقه (عص ۱۸)، اللہ نے کس چیز سے پیدا کیا“ من نطفۃ“ ایک بوند سے تو بوند سے جسم یہ والا بنا ہے یا خواب خیال والا بنا ہے۔ خلقه فقدرہ“ (عص ۱۹) اللہ نے ماں کے پیٹ میں بنایا اور اندازے سے بنایا دیکھو دونوں آنکھیں ایک جیسی ہیں یا نہیں ایک اتنی بڑی اور ایک اتنی چھوٹی دونوں بازو ایک جیسے ہیں۔ دونوں ٹانگیں ایک جیسی ہیں تو ماں کے پیٹ میں جو جسم بنایا یا خواب و خیال والا بنا۔ ثم السبیل یسره (عص ۲۰) پھر ماں کے پیٹ سے پیدا کس کا راستہ آسان فرمادیا۔ تو ماں کے پیٹ سے یہ جسم پیدا ہوا خواب و خیال والا۔ ثم اساتہ فاقدرہ (عص ۲۱) پھر اس کو موت دی تو موت اس جسم کو آتی ہے یا کسی اور جسم کو یہ جسم جہاں رکھا جاتا ہے اس کو قبر کہاں ہے۔ ثم اذا شاء انفسره (عص ۲۲) قیامت کو یہی جسم اٹھے گا؟ کافروں کو یہی شبہ تھا نا کہ من یحبی العظام

وہی دمیم (پیش) ۸۰ء) کہ (بوسیدہ) مدینہ کو ن زندہ کرے گا تو اگر یہ جسم نہیں ہوتا تو اللہ فرماتے ہیں کہ جسم نے تو اٹھنا ہی نہیں! قل بحیثیہا الذی انشاہا اول مفرد (پہلی ۷۵ء) اب دیکھو یہاں قرآن نے بتا دیا کہ جہاں یہ جسم رکھا جاتا ہے اس کو قبر کہتے ہیں اور اس کا معنی منکر ہے۔ قرآن میں ہے کہ لا نقيم علی قبرہ (التوبہ ۸۴)، حضرت علیؓ پاک کہیں تکین میں نہیں چلے گئے تھے۔ منافق کی قبر پر کھڑے ہونے کے لئے ساتواں زمینوں سے بیچے اسی قبر پر کھڑے ہوئے تھے حصی ذرسم المقابر (اکثر ۲۱)، تو یہ زیارت کرنے اسی قبر پر گئے تھے باجین ملین میں گئے تھے۔ اور جب یہ خود پڑھتے ہیں کہتے ہیں (اعبہ اللہ اور کعبہ) جو رسالہ ہے اس میں لکھتا ہے کہ قبروں پر چراغ جانا جائز نہیں تو لوگ کس قبر پر چراغ جالتے ہیں اس پر یا کسی اور پر کہتا ہے کہ قبروں کو سجدہ کرنا جائز نہیں خود تو اسی کو قبر کہتا ہے لیکن جب عذاب قبر کی بات آتی ہے کہتا ہے کہ یہ قبر نہیں اب جس چیز کو قرآن قبر کہتا ہے یہ قرآن کا منکر اس کو قبر نہیں مانتا متواتر احادیث جس کو قبر کہتی ہیں یہ ان کو قبر نہیں مانتا فقہاء جس کو قبر کہتے ہیں یہ اس کو قبر نہیں مانتا یہ قرآن کا بھی منکر احادیث متواترہ کا بھی منکر فقہاء کے اجماع کا بھی منکر پوری امت کا منکر کا فریک اس کو قبر کہتے ہیں۔ وہ کو جو ہے نجاست کھانے والا وہ عثمانی سے زیادہ سیانا ہے۔ کیونکہ قرآن نے بتایا کہ قبر کا طریقہ یہی بحث فی الارض (المائدہ ۳۱) ہے یا بحث فی العلیین مسیحین ہے فی الارض ہے نا اللہ کے نبی کا حجر اس عثمانی سے زیادہ سیانا تھا کیونکہ اس قبر کے ساتھ کا ہے اس کو یہاں سے قبر کے عذاب کی آواز سنائی (دے رہی تھی) اس لئے یہ عثمانی جو ہے اولنک کا لانعام بل ہم اصل (الاعراف ۱۷۹) یہ جانوروں سے

بھی گیا گزرا انسان ہے۔ اب جب نہ قرآن کی مانے نہ سنت کو مانے نہ اجماع کو مانے نہ کسی چیز کو مانے آخر ہم تک آکے پھر کہتے کیا ہیں ہم دعا کرتے ہیں تم آمین کہو ان کو کہتے ہیں: "یا اللہ! جو اس قبر کو قبر نہیں مانتے ان کو یہ قبر نصیب نہ کرنا بالکل"۔ (آمین) پھر کہتے ہیں: "کیونکہ جی ہمارے لئے بد دعا کرتے ہیں۔ اب یہ (عثمانی) اسی قبر میں پڑا ہوا ہے نا؟ جس کو یہ قبر نہیں مانتا تھا آخر اس کو کیوں وہاں پہنچا گیا ہے؟"

دینی امور پر اجرت کی حقیقت

سوال نمبر ۴: کہتے ہیں ولا تشعروا بآیاتی لئلا قليلاً امام کا دینی تعالیم پر پیسہ لینا حرام ہے۔

جواب:

یہ دیکھو آگے پیچھے سے قرآن کی آیت پوری پڑھتے ہی نہیں یہ تو ان کے لئے ہے یہودیوں کے لئے یکتون الكتاب بایدہم فلم یقولون هذا من عند اللہ (البقرہ ۷۹) جو لئے لیکر "کمال عثمانی" کی طرح اس پر پیسہ لے لیا کرتے تھے۔ ان کو کہا گیا تم جو کما رہے ہو۔ یہ کمانی تمہاری حرام ہے۔ اور یہ جو ہے حضرت فاروق اعظم کے زمانے سے بطریقہ مقرر تھا کتابوں میں موجود ہے میں نے ایک سے پوچھا۔ لے لے کا تھا "فداء المرتان" اس نے لکھا تھا دینی امور پر اجرت حرام ہے وہ اصل لینے کا ہے (پہلے یہاں رہتا تھا) آج کل وہیں رہتا ہے۔ تو مجھے جب ملا رسالہ لیکر آیا کہتا جی دیکھو قرآن نے کیا لکھا ہے:

ولا تشعروا بآیاتی لئلا قليلاً (البقرہ ۳۱)

"اللہ کی آیتوں کو تھوڑی رقم کے بدلے نہ پہنچو۔"

میں نے کہا اب زیادہ متخواہو لے لیا کریں میں نے کہا تو نے یہ آیت کہاں سے لی ہے؟ کہتے لگا قرآن پاک سے میں نے کہا (قرآن کہاں) سے لیا تھا؟ اس نے کہا خرید لیا تھا؟ میں نے کہا تو خود مجرم ہے۔ اللہ نے روکا تھا کہ آیتیں

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
استغفر الله تعالى ربی من کفی ذنب واتوب الیه

(مت) خریدنا! تو تو خود قرآن کا منکر ہے۔ تو نے خود خرید کر کیوں لیا! تو کہہ کہ یا اللہ جبرئیل کے ذریعے بھیج دیں مجھے کیونکہ خریدنا تو ناجائز ہے۔ اب یہ جو قرآن پاک بدر لوگوں کو دیتے ہیں خرید خرید کے ولا تشعروا و سآیاتی لئلا قلبلا کے مخالف ہیں یا نہیں۔ تو یہ خود تو قرآن کے منکر ہیں ہر بات میں۔ اس لئے بے چارے ادھر گئے ہوئے ہیں۔ اور پھر میں نے اس سے پوچھا۔ مولویوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں پروانہ فروشوں کے پیچھے کیوں نہیں گئے ہو؟ اسلامیات پڑھا کے تنخواہ لیتے ہیں۔ دہی تو قرآن کی آیتیں پڑھاتے ہیں نا وہاں۔ ان کو آپ کیوں نہیں کہتے کہ آپ کی تنخواہ حرام ہے۔ مولوی کے پیچھے کیوں گئے ہوں صف؟ عربی نیچر جو ہیں انکوں میں ان کو آپ کیوں نہیں کہتے تمہاری تنخواہ حرام ہے؟ اور یہ میں نے کہا صرف علما کے پیچھے اب گئے ہوئے ہیں۔

عثمانی کا امام احمد ابن حنبل پر کفر کا فتویٰ

سوال نمبر ۵: یہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو مشرک کہتے ہیں اور کہتے ہیں

کہ رفع یدین کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

جواب: تو انکے ہاں جیسے محاورہ ہے کہ "ساوین میں کہ" ساوین کے اندر ہے، ہر ایسا سوچتا ہے "ساوین میں ہر طرف ہریالی ہوتی ہے؟ تو جو ساوین میں اندھا ہو جائے اسکو ہر طرف ہریالی نظر آتی ہے تو ان مشرکوں کو ہر طرف مشرک ہی مشرک نظر آتے ہیں کیونکہ یہ خود مشرک ہیں۔ ان کو نہ توحید کی تعریف آئے نہ شرک کی تعریف۔ ان کو آتی ہے۔ تو اس لئے امام احمد بن حنبل اگر ان کو مشرک نظر آتے ہیں تو وہ اس لئے کہ خود مشرک ہیں ان کی جینک ہی مشرکوں والی ہے۔ "وہ جینک رنگ کا ہے وہ امام احمد بن حنبل" کا رنگ نہیں ہے۔ رہا یہ کہ "رفع یدین" کے بغیر نماز نہیں ہوتی تو اس پر آپ ان سے پوچھیں:

"ایک حدیث لا دیں حضرت ﷺ نے فرمایا: ہو کہ رکوع کی رفع یدین کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ہم وہی لاکھ روپیہ انعام دیں گے۔"

محبت الہی کی نشانی

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده
ولا نوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعده!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم.

بسم الله الرحمن الرحيم.

ان الذين آمنوا وعملوا الصالحات سيجعل لهم الرحمن ودا.
صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسولہ النبی الکریم و نحن
على ذلك لمن الشاهدين والساكرين والحمد لله رب
العالمين . رب الشرح لي صديري ويسر لي امري . واحلل
عقدة من لساني يقفها اقولی . رب زدني علما و ارزقني
فهما . سبحانك لا علمنا الا ما علمتنا انك انت العليم
الحكيم . اللهم صلي على سيدنا و مولانا محمد و على
آل سيدنا و مولانا محمد و بارک و صل عليه .

تمہید

دوستو بزرگو! میں نے آپ کے سامنے قرآن پاک کی سورہ مريم کی آخری
رکوع کی ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں کی
ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ شروع فرمایا سب سے پہلے نبی حضرت آدم
علیہ السلام میں اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔

آپ کے بعد اب کوئی نبی اس دنیا میں پیدا ہونے والا نہیں ہے۔ باقی جتنے
انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں۔ حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ تک۔ ان سب کو نبی
مان لینے سے ایمان پورا ہو جاتا ہے۔ لیکن رسول القدس کو صرف نبی ماننے سے
ایمان پورا نہیں ہوتا جب تک آپ کو آخری نبی نہ مان لیا جائے۔

آخری نبی کا معنی

اس لئے ختم نبوت کا مفہوم یہ بتا دے بنیادی عقیدہ میں سے ہے۔ آخری کا
معنی کیا ہے۔ آج کل فقہوں کا دور ہے اس میں بھی لوگوں نے بحثیں شروع کر دیں کہ
ختم کا کیا معنی ہے؟ (آخری..... منحن)۔ آخری کا کیا معنی ہے؟ یاد رکھیں! ختم
نبوت کا مطلب جو علماء، بھانپا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ایسے نبی کا آنا حضرت محمد رسول
اللہ ﷺ کے بعد جس سے نبیوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے وہ ختم نبوت کے خلاف
ہے۔ مثلاً قرآن پاک کے بارے میں پوچھا جاتا ہے کہ قرآن پاک کی کل کتنی
سورتیں ہیں؟ تو آپ کہتے ہیں کہ ایک سو چودہ (۱۱۴) پہلی سورت کوئی ہے؟ سورہ
فاتحہ۔ آخری سورت کوئی ہے؟ سورہ الناس۔ اب پہلی ساری سورتیں بھی قرآن مجید
میں موجود ہیں تو پھر بھی اس سورہ (والناس) کے آخری ہونے میں کوئی فرق نہیں
آتا۔

کیوں! اسلئے کہ پہلی ساری سورتوں کے قرآن مجید میں موجود ہوتے ہوئے
بھی اس سورت کا نمبر ایک سو چودہ ہوا ہے اور ان سورتوں کو ماننے سے سورتوں کی

تعداد میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی تعداد اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ مبنی علیہ السلام اگر دوبارہ تشریف لے آئیں تو نبیوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہی رہتی ہے۔ اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ لیکن اگر رسول اقدس ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو اور اس کو نبی مان لیا جائے تو پھر تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ایک ہو جائے گی۔ ایسے نئے نبی کا آنا ختم نبوت کے خلاف ہے۔

دین دشمنوں کا دھوکہ

عام طور پر دین دشمن دھوکہ دیتے ہیں کہ مسلمانوں کے یہ وہ عقیدے آپس میں متضاد ہیں۔

۱۔ سری طرف ان کا یہ عقیدہ ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت مبنی علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے۔ ہم مسلمان کہتے ہیں کہ مبنی علیہ السلام پہلے انبیاء مجہم السلام میں سے ہیں۔ آپ (مبنی) کے آنے سے نبیوں کی تعداد میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔ یہ الفاظ ہم روزانہ استعمال کرتے ہیں۔

دیکھئے! آپ ہمہ جہت سے لئے تشریف لائے جو آخر میں آکر بیٹھ جائیں اس کے بارے میں کہیں گے کہ آنے والوں میں یہ آخری ہے۔ لیکن اس کے آخری ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ جو پہلے آئے ہیں وہ تقریباً سب فوت ہو چکے ہیں۔ اسلئے اس کو آخری کہا جا رہا ہے۔ اس کے آخری ہونے کے خلاف وہ ہے جو اس کے بعد آیا اور جس کے آنے سے مسجد میں جتنے لوگ پہلے موجود تھے ان کی کھنٹی میں اضافہ ہو گیا۔ اس طرح اگر کوئی سووت ایک سو پندرہویں بن جائے تو وہ اہلناں کے آخری ہونے کے خلاف ہے لیکن پہلی سواریں بھی قرآن پاک میں موجود ہیں۔ یہ اس کے آخری ہونے کے خلاف نہیں۔

عینی علیہ السلام کا زندہ ہونا ختم نبوت کے خلاف نہیں

حضرت عینی علیہ السلام کی حیات اور ان کی دوبارہ آمد کا عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ ہاں کوئی نیا نبی دنیا میں پیدا ہو جائے جو پہلے انبیاء کی فہرست میں شامل نہیں۔ اس کا آنا یقیناً ختم نبوت کے خلاف ہے۔ جب نبی اقدس ﷺ آخری نبی ہیں تو ظاہر ہے کہ اب کوئی نبی تو آسان سے آنے والی نہیں۔ اب کیسے پتہ چلے کہ فلاں شخص اللہ کے ہاں مقبول ہے یا نہیں؟ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ایک اصول بتا دیا کہ جب وحی کا دروازہ بند ہو جائے۔ وحی دنیا میں آتی بند ہو جائے گی اس کے بعد یہ پتہ چلا کہ کون خدا کے ہاں مقبول ہے اور کون نہیں۔ اس کا کیا طریقہ ہوگا۔

دنیا میں تو یہ قبول ہونے کا علم

جیسے انسان اورم سے کسی نے یہ سوال پوچھا کہ حضرت انسان گناہ کرتا ہے گناہ کے بعد وہ پچھتا تا ہے پھر وہ تو یہ کرتا شروع کرتا ہے کیا دنیا میں انسان کو پتہ چل سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی توبہ قبول کر لی ہے یا نہیں؟ نبی تو کوئی نہیں آئے گی کہ جسکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ بتا دیں کہ میں نے تیری توبہ قبول کر لی ہے۔

مولانا نے فرمایا کہ ہاں دنیا میں بھی پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری توبہ قبول کر لی ہے یا نہیں۔ پوچھا کہ حضرت کیسے پتہ چل سکتا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر گناہ کی طرف سے مومن کے دل میں ایک نفرت رکھی ہوئی ہے۔

دیکھئے! خنزیر حرام ہے۔ اب مسلمان زبان سے بھی اس کا نام لینے کو عیب خیال کرتا ہے لیکن اسلام میں جتنا خنزیر حرام ہے اتنی ہی شراب حرام ہے۔ اب جس آدمی نے دنیا میں پہلی مرتبہ شراب پی۔ یقیناً اس کے ضمیر نے اس وقت اس پر لعنت کی ہوگی۔ اس نے پیئے وقت ادھر ادھر دیکھا ہوگا کہ کوئی مجھے دیکھ رہا ہے یا نہیں۔ لیکن شراب پینے کے بعد دوبارہ۔ بارہ پی۔ توبہ اس کے دل سے شراب کی وہ

نفرت نکل گئی۔ اب وہ لوگوں میں پیچہ کر فخر یہ بیان کرتا ہے کہ میں نے شراب پی ہے اب اس نے اگر تو یہ شروع کر دی تو یہ کرتا رہا۔ اس کے دل میں اگر شراب کی اتنی ہی نفرت پیدا ہو جائے جتنی خنزیر کی ہے تو یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توہ قبول کر لی ہے۔ اور اگر یہ نفرت دنیا میں رہتے ہوئے پیدا نہیں ہوتی تو پھر اسے مزید توہ کرنی چاہئے کیونکہ ابھی اسکی توہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوئی۔

دیکھئے! ایک آدمی شراب پیتا ہے۔ اسی شراب پینے والے سے اگر آپ کہیں کہ یہ خنزیر کا گوشت ہے کھاؤ۔ تو وہ آپ کا سر پھاڑنے کو آئے گا۔ حالانکہ شریعت میں دونوں کی حرمت برابر ہے کوئی فرق نہیں ذرا برابر بھی فرق نہیں پینے والے کی طبیعت میں فرق ہے کہ اس کے دل سے شراب کی نفرت نکل گئی ہے۔ جبکہ خنزیر کی نفرت ابھی اسی طرح باقی ہے۔ اس لئے دنیا میں یہ پہچان کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں توہ قبول فرمائی ہے یا نہیں۔

مولانا رحمہ فرماتے ہیں کہ اس فیہ بیان یہ ہے کہ وہ گناہ جو پہلے کر چکا ہے اس کا دل میں خیال آئے تو دل میں ملن پیدا ہو کہ یہ گناہ میں نے نیوں کیا تھا؟ ایسا مجھ سے کیوں ہوا تھا؟ جب گناہ کے بارے میں ایسی نفرت پیدا ہو جائے گی تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توہ قبول فرمائی ہے۔

کون اللہ کے ہاں مقبول ہے کون نہیں؟

اسی طرح دنیا میں یہ اصول کہ کون شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے اور کون نہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس سے محبت فرماتے ہیں اس کے بارے میں شریعت جبرائیل علیہ السلام کو یہ حکم فرماتے ہیں کہ عرش پر اعلان کر دو کہ فلاں آدمی سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں اس کے بعد ساقی آسمانوں پر ترتیب دار منہ دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتے ہیں تو سارے آسمانوں کے فرشتے اس سے محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ اسی منادی کے اثرات زمین پر آتے ہیں تو زمین پر رہنے والے

ایک لوگوں کے دلوں میں بھی اللہ تعالیٰ اس شخص کی محبت پیدا فرما دیتے ہیں۔ بڑے بڑے اولیاء اللہ کے دل اس کی طرف جھک جاتے ہیں۔ بڑے بڑے علماء کے دل اس کی محبت سے بھر جاتے ہیں۔ اور دنیا اس کی محبت کی طرف جھک جاتی ہے۔

دین دار طبقوں کا کسی کی محبت کی طرف جھک جانا۔ وہی فخر ہونے کے بعد اب یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے۔ اسی اصول پر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے دین اور اپنے نبی پاک ﷺ کی سنت کو مرتب کرنے والوں میں سے چار اماموں کو اپنی مقبولیت عطا فرمائی کہ جن کی طرف اولیاء اللہ جھکے، محدثین جھکے، فقہاء جھکے، مفسرین جھکے، بادشاہ جھکے اور عوام بھی جھکے۔

ان چار ائمہ میں سے جس کو اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ مقبولیت عطا فرمائی وہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

اولیاء اللہ امام اعظم کے مقلد

حضرت ابو طالبی بازرید بسطامی سید علی جویری بابا فرید الدین گنج شکر مجدد الف ثانی، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری بڑے بڑے اولیاء اللہ کے حالات کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو وہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مقلدین میں نظر آتے ہیں۔ امام اعظم کی تقلید سے باہر نکلنا بے دینی ہے۔

مبدأ و معاد (جو کمالات امام ربانی کے ساتھ شائع ہوئی ہے) میں حضرت مجدد الف ثانی اپنا ایک عجیب واقعہ ذکر فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ بات آتی تھی کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ اگر پڑھی لی جائے تو یہ زیادہ اچھا ہے نہ پڑھنے کے کیونکہ پڑھنا پھر بھی ایک کام ہے اور کام کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ملے گا۔ اور نہ پڑھنا یہ کوئی کام تو نہیں ہے اس لئے اس فیہ پر اللہ تعالیٰ سے کچھ ملنے کی امید نہیں۔ تو خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے جہاں کچھ ملنے کی امید ہو وہ کام کرنا زیادہ بہتر ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ کئی سالوں تک یہ بات میرے دل

میں کھٹکتی رہی لیکن اس کے باوجود ایک۔ دہن پوری عمر میں میں نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی۔ کیوں نہیں پڑھی؟ فرماتے ہیں کہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مقلد ہوں اور آپ کی تقلید سے باہر نکلنے کو میں بے دینی سمجھتا ہوں دل میں جو یہ کھٹک پیدا ہوتی رہی اس پر میں کنٹرول کرتا رہا۔ جس طرح انسان مجاہدہ کرتا ہے مشقت برداشت کرتا ہے اسی طرح میں اس کو مجاہدہ سمجھتا رہا۔ اس مجاہدہ ہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ بات کھول دی کہ واقعاً سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مسلک قوی ہے۔ وہ حدیث مبارکہ بھی میرے سامنے آگئی۔ جس میں نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اجر ملتا ہے۔ اور جو سنتا ہے اسے اللہ تعالیٰ دو اجر عطا فرماتے ہیں۔

(مہاجر، ماہ، اردو، ص ۱۵۰)

فاتحہ کے علاوہ امام کے پیچھے کیوں نہیں پڑھتے؟

پھر میرے دل میں یہ بات بھی آئی کہ قرآن پاک کی سورتیں تو کل ایک سو پودہ ہیں۔ ایک سو تیرہ سورتیں کوئی امام بھی (نماز والے) امام نے پیچھے پڑھنے کی اجازت دینے کو تیار نہیں ہے۔ تو اگر یہی قیاس کرنا ہے کہ پڑھنے پر کچھ ملے گا تو صرف فاتحہ کے بارے میں یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے بلکہ آگے بھی سوچ جاری رہنی چاہئے کہ ساری سورتیں امام کے پیچھے پڑھنی چاہئیں۔ جب قرآن پاک کی ایک سو تیرہ سورتوں کے بارے میں سب ائمہ کا اتفاق ہے کہ یہاں نہ پڑھنے پر بھی اللہ تعالیٰ اجر عطا فرماتے ہیں تو اس سورۃ کے بارے میں بھی سوچنا چاہئے۔

وسوسہ ڈالنے والے کو جواب

ایک بات چلتے ہوئے غرض کروں۔ آج وسوسوں کا دور ہے۔ لوگ داؤں میں وسوسے پیدا کرتے ہیں۔

میں ایک جگہ تقریر کیلئے گیا ایک نوجوان میرے پاس آیا اس نے کاغذ پر لکھا

۱۲۱۔ اتفاقاً کہ حنفی مذہب میں مسئلہ یہ ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے کہنے لگا۔ حضرت یہ آپ کا مسئلہ ہے نا؟ اور کہنے لگا کہ میں بھی حنفی ہوں اس مسئلہ کی ایک حدیث مجھے کاغذ پر لکھ دیں۔ میں نے کہا کہ یہ ہمارا مسئلہ ہی نہیں۔

کہنے لگا کہ آپ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں پڑھتا۔ اس نے کہا کہ پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ ہمارا مسئلہ نہیں؟ میں نے کہا کہ یہ مسئلہ ہمارا نہیں ہے جو کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔

ہماری فقہ کی کسی کتاب میں یہ مسئلہ قطعاً مذکور نہیں ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز پوری ادا ہو جاتی ہے۔ انہیں کوئی نقص نہیں رہتا۔ اس نے پوچھا کہ پھر مسئلہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ پہلے ہمارا مسئلہ سمجھو یہ لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے کا عجیب انداز ہے کہ ایک آدمی کسی نوجوان سے پوچھتا ہے کہ آپ نماز پڑھ آئے ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ جی پڑھ آیا ہوں۔

اچھا آپ نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھی تھی؟ کہتا ہے کہ میں نے تو نہیں پڑھی۔ پھر وہ خود سے لقمہ دیتا ہے کہ اس کا مطلب ہوا کہ آپ کے نزدیک فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ یہ خود ایک بات اسے بتا کر۔ تاکید کرالیتا ہے۔ اس کے بعد کہتا ہے کہ جہاں ایک حدیث لاؤ جس کا ترجمہ یہ ہو کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ خود اس کا اپنا بنایا ہوا مسئلہ ہے ہماری فقہ کا یہ مسئلہ بالکل نہیں ہے آپ سوچیں گے کہ ہم فاتحہ پڑھتے تو نہیں پھر مسئلہ کیا ہے؟ میں عرض کرتا ہوں۔

خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا

اب آپ جمعہ کے لئے شریف لائے ہیں۔ سنن کبریٰ تینٹی ج ۳ ص ۹۶ اور مدونہ کبریٰ..... ج ۱ ص ۷۰ میں امام مالکؒ اپنی سند سے یہ روایت بیان فرماتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں لا جمعة الا بخطبة۔ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا اور آپ سب اس بات کو مانتے ہیں کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔ میں آپ سے

پوچھتا ہوں کہ آپ سب کو خطبہ جمعہ یاد ہے؟ (نہیں..... سامعین) تو پھر کیا ہم خطبہ جمعہ حجت میں ڈال کر لائیں۔ کہ جب خطیب صاحب خطبہ پڑھیں تو ہم اپنے پاس سے لکھا ہوا خطبہ اوپر دیکھ کر پڑھ لیں۔ یعنی خطیب زبانی پڑھے گا ہم ناظرہ پڑھ لیں گے۔ کیونکہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔

کیا آپ خطبہ نہیں پڑھیں گے؟ (نہیں..... سامعین)

جب آپ جمعہ پڑھ کر واپس تشریف لے جائیں گے آپ سے کوئی پوچھے کہ آپ جمعہ خطبہ والا پڑھ کر آئے ہیں یا بغیر خطبہ کے آپ کیا کہیں گے؟ کیونکہ آپ نے خود تو خطبہ پڑھا نہیں ہوگا۔ اب اگر کوئی آپ سے کہے کہ آپ نے خود خطبہ نہیں پڑھا اس سے پتہ چلا کہ آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ ہو جاتا ہے۔ تو آپ خود ہی بتائیں کہ کیا یہ آپ کا مسئلہ ہے؟ (نہیں..... سامعین) بالکل نہیں ہے۔ مسئلہ یہ نہیں ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح ایک اذان ایک محلے کے لئے کافی ہے۔ ہم باجماعت نماز پڑھ کر گئے ہیں۔ اذان صرف ایک مؤذن نے کہی ہے۔ باقی ہم میں سے ہر ایک نے اذان اپنی دی نہیں۔

کبھی بھی ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم بغیر اذان کے نماز پڑھ کر آئے ہیں نماز باجماعت میں اقامت صرف ایک آدمی نے کہی ہے۔ سب نے تو اپنی اپنی اقامت نہیں کہی نا؟

ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ اقامت ساری جماعت کے لئے ہے۔ قد قامت الصلوٰۃ۔ اب کوئی ہم سے پوچھے کہ آپ نے خود اقامت کہی تھی؟ ہم یہ کہیں گے کہ ہم میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی اقامت نہیں کہی تھی۔

اب اس کا نتیجہ اگر کوئی کاغذ پر لکھ دے کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کا مسئلہ یہ ہے کہ اقامت کے بغیر جماعت ہو جاتی ہے اذان کے بغیر جماعت ہو جاتی ہے۔ تو اس نے آپ کے ذمہ الزام لگایا ہے۔ کیونکہ یہ آپ کا مذہب یا مسئلہ نہیں ہے۔ اسی طرح ہمارا یہ مسئلہ نہیں ہے کہ فاتحہ اور سورۃ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ اکیلے آدمی کی نماز بغیر سورۃ فاتحہ کے نہیں ہوتی۔ ہاں امام کے پیچھے امام

کی پڑھی ہوئی سورۃ فاتحہ سب کی طرف سے ہو جاتی ہے جس طرح:

☆..... مؤذن کی اذان سب کی طرف سے ہوگی۔

☆..... اقامت کہنے والے کی اقامت سب کی طرف سے ہوگی۔

☆..... خطبہ دینے والے کا خطبہ سب کی طرف سے ہو گیا۔

اس طرح امام کا پڑھا ہوا قرآن پاک (سورۃ فاتحہ اور دیگر سورتیں) سب کی طرف سے ہو گیا۔

اب ہمارے مسئلے کو کوئی اس طرح لکھ دے کہ آپ یہ حدیث دکھائیں کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا چونکہ امام کی پڑھی ہوئی قرأت سب کی طرف سے ہو جاتی ہے۔ تو بات واضح تھی۔ ہم یہ حدیث پیش کرنے کو تیار ہیں۔ یہی ہمارا مسلک ہے۔

امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

من كان له امام فقرأه الامام له قراءة.

(فتح القدیر - ج ۱ ص ۲۳۹ سنہ ۱۰۸۰ھ - ج ۳ ص ۲۳۹)

(عطا الامام محمد - ص ۹۱ مسئلہ امام اعظم - ص ۶۱)

”جس کا امام ہو تو“ امام کی پڑھی قرأت ہی اس مقتدی کی قرأت ہے۔“

جو ہمارا مسئلہ ہے۔ وہ تو بالکل حدیث کے الفاظ مبارک میں آ رہا ہے۔ لیکن ایک مسئلہ خود گھر کر ہمارے ذمہ لگ دیتا۔ اور اس پر یہ کہنا کہ یہی الفاظ ہوں۔ حالانکہ یہ مسئلہ ہماری فقہ میں ہے اور نہ ہی ہمارا یہ مسئلہ ہے۔ آج کل وسوسے ڈالنے کا بھی ایک عجیب انداز ہے۔

بہر حال میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اس وقت عند اللہ مقبولیت کی جو دلیل ہے وحی کے نازل نہ ہونے کے بعد وہ یہ ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کا جھکاؤ جس طرف ہو جائے۔ بڑے بڑے اولیاء اللہ بڑے بڑے محدثین بڑے بڑے فقہاء کا جھکاؤ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کی طرف ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے مقلدین دو ٹولت ہیں

حضرت مجدد الف ثانیؒ بھی فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلدین دو ٹولت مسلمان ہیں^(۱)۔ یعنی تمام مسلمانوں کے اگر تین حصے کئے جائیں تو دو حصے مسلمان صرف اور صرف امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلدین ہیں۔ جن میں بڑے بڑے اولیاء اللہ بھی ہیں۔ نبی اقدس ﷺ نے ایک حدیث پاک میں فرمایا دین کے غلبہ کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں میری امت میں اس وقت تک دین غالب رہے گا جب تک جہاد اور فتویٰ الدین رہے گا۔ (بخاری، ج ۸، ص ۸۲۸، مسلم، ج ۲، ص ۱۳۳)

آپ حیران ہوں گے کہ ان دونوں باتوں میں امامت اور پیشوائی کا مقام صرف حنفیوں کو ہی حاصل ہے۔ کیونکہ جہاد بادشاہ اور خلیفہ کی ماتحتی میں ہوتا ہے۔ تاریخ اسلامی اٹھا کر دیکھیں کہ ہزار میں سے ۹۹۹ نو سو ننانوے بادشاہ حنفی گذرے

(۱) حضرت امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وائے ہزار وائے اربعہ ہائے ہزار ایساں وائے اتر ہائے قاسد ایساں۔ بانی فقہ ابو حنیفہ است اور فقہ ابو مسلم راشد احمد۔ ورویل باقی ہم شرکت دارند ہائے رزق صاحب غناہ است دیگر ای سر حوالے دے اند۔ با جود اسلام امیں مذہب سرا امام شافعی کو یا محبت ذاتی است و بزرگ میدانہ لہذا اور بیٹھے اعلیٰ قالہ تھید مذہب آدمی تمام۔ انچہ کچم دیکھ کر راہا با جود و ظلم کمال تھوئی در جب امام ابی حنیفہ در کج ظلال می یام۔ والا مرالی اللہ سبحانہ۔

(مکتوبات شریف، مکتوب نمبر ۵۵، فقرہ دوم)

ترجمہ: "الحسوس! ہزار الحسوس! ان کے تعصب ہزاروں ان کی نظر قاسد پر فقہ کے بانی ابو حنیفہؒ ہیں اور اعلیٰ فقہ کے تین حصے آپ کے لیے مسلم رکے ہیں اور باقی چھاتی میں دوسرے حضرات آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ جس میں صاحب غناہ وہ ہیں اور دوسرے ان کے عیال ہیں۔ مذہب نقلی کے التزام کے باوجود امام شافعی کے ساتھ مجھے گویا ذاتی محبت ہے اور ان کی محبت اور بزرگی کا خاک ہوں۔ اس لیے بعض نقلی عیال میں ان کے مذہب کی تھید کرتا ہوں۔ لیکن کیا کروں دوسرے حضرات کو کو ظلم اور کمال تھوئی کے باوجود امام ابو حنیفہؒ کے مقابلہ میں بچوں کے رنگ میں پاس ہوں۔"

ایک مقام پر مزید فرماتے ہیں:

سواد اعظم اہل اسلام متبعان ابی حنیفہ علیہم السلام۔ (مکتوبات شریف، ص ۳۴، فقرہ دوم)

ترجمہ: "اہل اسلام میں سے سواد اعظم مقلدین ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی جماعت ہے۔"

(محمد تقی مدنی)

ہیں۔ ہزار میں سے نو سو ننانوے ننانوے فیصد میں نہیں کہتا۔ اس کا مقصد یہ ہوا کہ ان بادشاہوں اور خلفاء نے جہاں جہاں بھی جہاد کیا۔ وہ جہاد دین کی سر بلندی کیلئے تھا اور جب ہم فقہ کو دیکھتے ہیں تو فقہ کے باقی امام بھی یہ بات ماننے کیلئے تیار نظر آتے ہیں کہ اس فن (فقہ) میں ہمارے پیشوا امام سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ ہی ہیں۔

امام مالکؒ کا فتویٰ فقہ حنفی کے مطابق

امام مالکؒ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے زمانہ میں ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں بیٹھے ہیں۔ امام لیث بن سعد جو پورے مصر کے بہت بڑے مفتی تھے یہ حضور کے روضہ پاک کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ روضہ رسول ﷺ کی حاضری کے بعد امام مالکؒ کی طرف گئے۔ امام مالکؒ فتویٰ دے رہے تھے۔ امام لیث دیکھتے ہیں کہ امام مالکؒ نے جتنے فتوے دیئے ہیں وہ سب فقہ حنفی کے موافق تھے۔ امام مالکؒ سے کہنے لگے کہ آپ تو باطل عراقی بنتے جا رہے ہیں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی فقہ پر فتوے دے رہے ہیں۔

امام مالکؒ نے فرمایا کہ مجھے امام صاحبؒ کی فقہ کے ساتھ ہزار مسائل پہنچے ہیں میں ان پر فتویٰ دیتا ہوں۔ امام مالکؒ نے فرمایا اسے لیث بن سعد ابو حنیفہؒ کے لئے اللہ تعالیٰ نے علم کے دروازے کھول دیئے تھے اس لئے علم ان کے پاس تھا۔

امام ابو حنیفہؒ امام اوزاعیؒ کی نظر میں

امام اوزاعیؒ شام کے ملک میں رہتے تھے۔ امام عبد اللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں جب علم حاصل کرنے کے بعد اپنے ملک شام میں پہنچا تو امام اوزاعیؒ نے پوچھا کہ عبد اللہ تم بہت عرصہ باہر رہے ہو۔ کہاں گئے ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں دین کا علم حاصل کرنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ کہنے لگے کہاں کہاں گئے؟ میں نے بتایا کہ مکہ مکرمہ رہا۔ مدینہ منورہ رہا کو فہ میں رہا بصرہ میں رہا اور دین کے علم کی تکمیل کرتا رہا۔ امام اوزاعیؒ نے فرمایا عبد اللہ سنا ہے کہ کوفہ میں ابو حنیفہؒ تھی

کوئی شخص ہے اور وہ قیاس سے دین میں مسائل داخل کرتا ہے کہیں تم اس کے پاس تو نہیں گئے تھے؟ امام عبداللہ بن مبارک تو شاگرد ہی امام اعظم ابو حنیفہؒ کے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب میں نے امام اوزاعیؒ کی زبان سے یہ بات سنی تو چونکہ امام اوزاعیؒ بھی بہت بڑے امام تھے۔ مجتہد تھے اسلئے میں انکی بات سن کر خاموش رہا۔ واپس گھر آ گیا۔ جب میں نماز ادا کرنے کے لئے گیا تو میں اپنے ساتھ فقہ حنفی کے چند اوراق ساتھ لے گیا۔ ان اوراق پر ہر مسئلہ کے شروع میں لکھا تھا۔ قال نعمان۔ کہ نعمان نے یوں فرمایا۔ میں جب مسجد میں جا کر وہ اوراق پڑھنے لگا تو امام اوزاعیؒ نے پوچھا عبداللہ کیا پڑھ رہے ہو؟ میں نے کہا دینی مسائل ہیں۔ فرمانے لگے ذرا مجھے بھی دکھاؤ۔ میں نے امام اوزاعیؒ کو وہ کاغذ دے دیئے۔ امام اوزاعیؒ ان کو پڑھنے لگے۔ دو تین مسئلے پڑھنے کے بعد پوچھنے لگے کہ عبداللہ یہ نعمان کون بزرگ ہیں؟ میں نے کہا حضرت میں علم حاصل کرنے گیا تھا وہاں ایک بزرگ تھے میں نے ان سے علم حاصل کیا ہے امام اوزاعیؒ پھر پڑھنے لگے اور پھر کہا کہ یہ بزرگ کہاں رہتے ہیں؟ وہ مسائل جو کئی سالوں سے میرے ذہن میں کھنک رہے تھے دل کسی ایک طرف مطمئن نہیں ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس (نعمان) کے لئے علم کا دروازہ ایسے کھول دیا ہے کہ اس نے وہ مسائل بڑے صاف کر دیئے ہیں۔ پھر میں نے یہی کہا کہ حضرت یہ ایک بزرگ تھے جن سے میں پڑھتا رہا۔ فرمایا عبداللہ! اگر ان کے اور مسائل بھی آپ کے پاس ہیں تو مجھے ضرور دینا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ اگلی نماز کے لئے جاتے وقت میں کچھ اور مسائل ساتھ لے گیا۔ اسی طرح تین دن تک ہوتا رہا۔ امام اوزاعیؒ وہ مسائل پڑھتے بڑی تحریف فرماتے بار بار پوچھتے کہ یہ بزرگ کہاں رہتے ہیں؟ ان کا تعارف کیا ہے؟

کہتے ہیں کہ تیسرے دن میں نے عرض کیا کہ حضرت! یہ وہی ابو حنیفہؒ ہیں جن کے بارے میں آپ سخت فرما رہے تھے۔ اب دیکھئے وہ زمانہ خیر القرون کا ہے ان لوگوں کے دلوں میں تعصب نہیں تھا۔ جب امام اوزاعیؒ نے عبداللہ بن مبارکؒ کی زبان سے یہ الفاظ سنے کہ یہ نعمان تو وہی ابو حنیفہؒ ہیں تو انہوں نے جلدی

سے وہ کاغذات جو وہ پڑھ رہے تھے۔ ایک تپائی پر رکھے اور خود دو رکعت نفل نماز کی نیت باندھ لی نفل نماز ادا کرنے کے بعد انہوں نے ان الفاظ میں دعا کرنی شروع کی کہ ”اے اللہ تعالیٰ مجھے کسی نے امام اعظم ابو حنیفہؒ کے بارے میں غلط اطلاع دی تھی جو کچھ آج تک میں نے ان کے بارے میں اپنی زبان سے کہا ہے۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں۔ اے اللہ! تو اے امام اعظم ابو حنیفہؒ کے درجات اور بلند فرما اور ان کے علم میں اور برکت عطا فرما۔“

وہ مسائل جو ہمارے ہاں سال ہا سال سے حل نہیں ہو رہے تھے وہ مسائل ان کے ہاں حل شدہ ہیں۔ دیکھئے! ان لوگوں میں ضد اور تعصب بالکل نہیں تھا۔ بڑے بڑے محدثین اور فقہاء اس طرف مائل تھے۔

یہ جو حضرت ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ دو چیزوں کی برتری سے دین اسلام کی برتری رہے گی۔ کیونکہ مجاہدین کا کام ہوتا ہے ملک گیری۔ وہ ملک کافروں سے چھین کر اسلامی حکومت میں شامل کرتے ہیں۔ اب جب وہ علاقہ اسلامی حکومت میں آ گیا۔ اب ضرورت ہے کہ وہاں اسلامی قانون نافذ کیا جائے اور اسلامی قانون نافذ کرنے والے فقہاء اسلام ہوا کرتے ہیں اس لئے اسلامی قانون جہاں نافذ ہوگا وہاں ہی اسلام کی برتری ہوگی۔ نبی اقدس ﷺ نے برتری کے لئے جو دو باتیں ارشاد فرمائیں ان دونوں میں سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلدین کو امامت اور پیشوائی کا مقام حاصل ہے۔

ہندوستان فتح کرنے والے کو جنت کی خوشخبری

پھر خاص طور ہمارے علاقہ کے لئے۔ نسائی شریف صحاح ستہ کی کتاب ہے اس میں ایک باب ہے۔ اس کا نام ہے باب ”غزوۃ الہند“۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا

کہ ہندوستان کو فتح کرنے والے جو لوگ ہو گئے ان کو اللہ تعالیٰ جنت کی بشارت عطا فرماتے ہیں^(۱)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر جہاد کا یہ واقعہ میری زندگی میں ہوا تو میری خواہش ہے کہ میں ضرور جہاد میں شریک ہوں گا۔ تاکہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس طرح اور بہت سے بشارت میں نے پوری دیکھی ہیں اس میں بھی میں حقدار ہو جاؤں اور حصہ دار بن جاؤں اور اگر میرے بعد ایسا واقعہ پیش آیا تو ان لوگوں کو میری طرف سے مبارک دے دیتا۔

اب آپ اندازہ لگا لیں کہ کتنے بادشاہوں نے اس ملک کو فتح کیا ہے (خواہ) وہ غوری خاندان سے تعلق رکھتے ہوں۔ ایک خاندان سے تعلق رکھتے ہوں مغلیہ خاندان سے تعلق رکھتے ہوں۔ سوری خاندان سے تعلق رکھتے ہوں یہ سب کے سب خفی تھے ان میں سے ایک بھی غیر خفی نہیں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پاک جو مسند امام احمد میں مولہ سندوں سے اور سنن نسائی میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ اس سے یہ پتہ چلا کہ اس ملک کا جہاد اور جو مجاہدین و فائقین ہیں ان کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی طور پر بشارت فرمائی تھی اور اس ملک کے فائقین نے زافعی ہیں اور نہ غیر مقلد ہیں۔ نہ متکبرین حدیث میں نہ کسی اور فرقے والے ہیں بلکہ اس ملک کے فائقین صرف اور صرف خفی ہیں۔ ان آیات اور احادیث سے حلیہ کی عند اللہ مقبولیت کا پتہ چلتا ہے۔

ہندوستان کے بڑے بڑے محدث خفی تھے

اپنے تو اپنے بیگانے جو بظاہر مخالف ہیں ان لوگوں کے سامنے بھی جب

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

عصا بقاء من عصی احر (عصا اللہ من النار عصاة نعر والہد و عصاة تکون مع حسبی بن مریم

(مسند امیر ۲۲۰ ص ۲۰۲ نائ ۲۳ ص ۲۰۲) (مجمع غفری ص ۲)

ایک جگہ جی آئیں تو انہوں نے بھی اقرار کیا۔

تاریخ اہل حدیث مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے جو سیالکوٹ میں بیٹھ کر لکھی۔ اس میں میاں نذیر حسین دہلوی سے پہلے محدثین کا ذکر آیا ہے۔ سید علی حسینی ہون شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہوں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہوں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ہوں شاہ رفیع الدین محدث دہلوی ہوں شاہ عبدالقادر محدث دہلوی ہوں یہ جتنے بزرگ گزرے ہیں۔ جنہوں نے اس ملک (برصغیر) میں حدیث نبوی کی خدمت کی ہے۔ یہ سارے کے سارے خفی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔

دو (غیر مقلد مولوی) اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ امرتسر میں (اس وقت ابھی پاکستان نہیں بنا تھا) آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس ہوئی تھی۔ تین ماہ پہلے ہی ہمیں مضمین بھیج دینے گئے کہ کس کس مضمون پر تقریر کرنی ہے۔ ہمارے دوستوں کا جلسہ عموماً اختلافی مسائل پر ہی مبنی ہوا کرتا ہے۔ مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی فرماتے ہیں کہ مجھے مضمون یہ دیا گیا۔ کہ ایمان گھٹنا بڑھتا ہے یا نہیں؟

کہتے ہیں کہ اس مضمون کو تیار کرنے کے لئے میں الماری سے کتابیں نکال کر تیاری کرنے لگا۔ اب جوں جوں میں کتابوں کا مطالعہ کر رہا ہوں میرے دل میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے طرف سے میل اور کدورت پیدا ہوتی جا رہی تھی میں سوچتا ہوں کہ قرآن کی آیت میں تو آ رہا ہے کہ ایمان بڑھتا ہے اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ایمان نہیں بڑھتا نہ گھٹتا ہے۔ آخر قرآن پاک کے خلاف امام اعظم ابوحنیفہؒ نے مسئلہ کیوں بیان فرمایا؟ میرے دل میں یہ بات بڑھتی جا رہی تھی اور امام صاحبؒ کے لئے میرے دل میں کدورت پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ حالانکہ (اس میں قصور امام صاحبؒ کا نہیں تھا۔ مولانا کی اپنی سمجھ کا قصور تھا امام اعظم ابوحنیفہؒ نے جو مسئلہ بیان فرمایا ہے اس میں فقہ اکبر میں ساتھ ہی یہ الفاظ موجود ہیں کہ ایمان یا اعتبار مومن پہ کے نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جتنی چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے اس بارے میں نبی اور اسی سب برابر ہوتے ہیں۔

مثلاً نبی ایک خدا کو مانتا ہے تو ولی بھی ایک ہی خدا مانے گا۔ تین نہیں مانے

گا۔ محمد بھی ایک ہی خدا کو مانے گا دو کو نہیں مانے گا گنہگار آدمی کو بھی ایک ہی خدا پر ایمان رکھنا ہے۔ یہ نہیں کہ بڑے لوگ ایک خدا مانیں اور چھوٹے دو خدا مانیں۔ یا بڑے لوگ چار خدا مانیں اور چھوٹے دو خدا مانیں ایسا نہیں ہوتا۔

اسی طرح اگر نبی اقدس ﷺ اور باقی سارے نبی فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو سب اولیاء اللہ کو بھی فرشتوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے اور گنہگاروں کو بھی فرشتوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ امام صاحب کا مسئلہ اصل میں یہ ہے کہ ایمان جتنی چیزوں پر رکھنا ضروری ہے ان میں سب برابر ہیں۔

رہا یہ مسئلہ کہ قرآن پاک میں جہاں یہ آتا ہے کہ ایمان بڑھا اس کا کیا مقصد ہے؟ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ ایمان والی باتیں آہستہ آہستہ نازل ہوئیں۔ مثلاً پہلے تو حید و رسالت پر ایمان رکھنا ضروری تھا۔ لیکن انچوں نمازوں کی فرضیت ابھی نازل نہیں ہوئی تھی۔ جب انچوں نمازوں کی فرضیت نازل ہوگئی تو اب ایمانیات میں ایک چیز بڑھ گئی تا۔

اس کے بعد روزوں کی فرضیت کا حکم آ گیا تو اب ایمانیات میں ایک چیز اور بڑھ گئی۔ یہ اس دور کے اعتبار سے ہے کہ جب ابھی ایمانیات کے مسائل نازل ہو رہے تھے۔ لیکن جب دین کامل ہو گیا اور وہ فہرست مکمل ہوگئی اب اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

امام صاحب کا مسئلہ یہ تھا کہ جس کو مولانا ابراہیم میراں لکھنو سمجھ نہ سکے اور اس کو انہوں نے قرآن اور حدیث کے مخالف سمجھنا شروع کر دیا۔ ان کے دل میں ملال آیا۔ فرماتے ہیں کہ وہ پہر کا وقت ہے۔ آستان پر پادل کا کوئی ٹکڑا بھی موجود نہیں۔ لیکن میرے کمرے میں گھپ (سخت) اندھیرا چھا گیا۔ میرے کمرے میں کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔ میں حیران تھا کہ باہر سورج ہے روشنی ہے اور میرے کمرے میں بالکل تاریکی چھا گئی۔

میرے دل میں اس وقت یہ ڈالا گیا کہ یہ اس کہ دورت اور میل کی محبت ہے جو تیرے دل میں امام اعظم ابو حنیفہ کے بارے میں پیدا ہوئی۔ فرماتے ہیں کہ

جب یہ بات میرے دل میں آئی تو میں نے رو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنی شروع کر دی۔ میں نے کہا اے اللہ تبارک و تعالیٰ تیرے کامل ولی اور اولیاء اللہ کے امام کے بارے میں آئندہ کبھی بھی اپنے دل میں میل نہیں لائیں گا۔ اس بار مجھے معاف کر دیا جائے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ میں رو رہا تھا۔ اللہ کی بارگاہ میں توبہ نہ کر رہا تھا۔ اندھیرا دوزخ دوزخ کے باہر نکلا جا رہا تھا۔ پھر فرماتے ہیں کہ ایسا نور چمکا کہ جسکے سامنے دو پہر کے سورج کی روشنی ماند پڑ گئی۔ میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ یہ امام اعظم ابو حنیفہ کی عقیدت کا نور ہے اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اب کوئی امام اعظم کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔ حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ جو صحابہؓ کی شان میں گستاخی کرتا ہے وہ بڑا رافضی (شیعہ) ہے اور جو ائمہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے وہ چھوٹا رافضی (شیعہ) ہے۔

جب یہ کتاب شائع ہوئی۔ "تاریخ اہلحدیث" جس میں مولانا نے یہ سب کچھ لکھا تو غیر مقلدین نے مولانا سے کہا کہ اس کتاب تاریخ اہلحدیث کو شائع کرنے پر آپ کے کتنے روپے خرچ ہوئے ہیں تاہم وہ سارا معاوضہ آپ کو دے دیں اور اس کتاب کو جلا دیا جائے۔ آئندہ جب دوسرا ایڈیشن اس کتاب کا شائع ہو تو اس میں یہ واقعہ آپ بالکل نہ لائیں۔

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی نے فرمایا کہ آپ اگر دہلی سے لیکر سیالکوٹ تک سونے کے ڈھیر لگا دیں تو پھر بھی میں یہ واقعہ اپنی کتاب سے نکالنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ اختصار و نہ علی عابری۔ فرمایا میں نے جو کچھ عالم بیداری میں دیکھ لیا ہے اس میں مجھ سے جھگڑا کرتا ہے سو ہے۔ اندازہ لگائیں کہ جن لوگوں کے دل کی حس بیدار ہے ان کو پتہ چلتا ہے کہ ائمہ کی شان میں گستاخی کرنا کتنی بڑی محبت ہے۔

مولانا عبدالباق غزنوی اور امام ابوحنیفہؒ

مولانا داؤد غزنوی کی سوانح عمری لاہور ہی سے شائع ہوئی ہے ان کے بیٹے ابو بکر غزنوی نے شائع کی ہے۔ اس میں واقعہ موجود ہے کہ یہ غزنوی خاندان پہلے امرتسر میں آباد تھا مولانا داؤد غزنوی کے والد مولانا عبدالباق غزنوی وہیں رہتے تھے آپ کا مدرسہ تھا اس مدرسہ میں ایک بڑی عمر کا طالب علم بڑی کتابیں پڑھنے والا رہتا تھا اس کا نام عبدالمعلیٰ تھا۔

جیسے عام طور پر مدارس میں یہ ہوتا ہے کہ جو بڑے طالب علم ہوتے ہیں وہ مدرسہ میں سبق بھی پڑھتے ہیں اور کسی قریشی محلے کی مسجد میں نماز بھی پڑھا دیتے ہیں۔ اگر تقریر کر سکتے ہوں تو کہیں جمعہ بھی پڑھا دیتے ہیں امرتسر محلہ تیلیاں والا کی ایک مسجد میں یہ طالب علم عبدالمعلیٰ نماز بھی پڑھا دیتا تھا اور جمعہ کو تقریر بھی کرتا تھا۔ اس نے جمعہ کی تقریر میں یہ بات کہی کہ امام ابوحنیفہؒ سے میں زیادہ عالم ہوں۔ کیونکہ امام ابوحنیفہؒ کو صرف سترہ (۱۷) حدیثیں یاد تھیں اور مجھے بہت سی حدیثیں یاد ہیں۔ اب یہ اپنا اپنا ذہن ہوتا ہے۔ یہ لوگ (غیر مقلد) سمجھتے ہیں معنی حدیثیں اس کتاب میں آئی ہیں شاید اتنی ہی اسکو یاد تھیں۔

(چنانچہ غیر مقلدین کے ایک اور آدمی گذرے ہیں عبدالحق بناری جو اس فرقہ کے اصل بانی ہیں۔ انہوں نے ایک دن یہ بیان کیا کہ صحابہؓ کے علم سے ہمارا علم بہت زیادہ ہے۔ لوگوں نے پوچھا کیسے؟ کہنے لگا کہ حدیث کی کتابیں اٹھا کر دیکھ لو کسی صحابیؓ سے پانچ حدیثیں مروی ہیں۔ کسی سے سات، کسی سے دس۔ کسی سے بارہ۔ اور ہم نے سینکڑوں حدیثیں پڑھی ہیں۔ اس لئے ہمارا علم حدیث صحابہؓ کے علم سے زیادہ ہے۔

اسی طرح امام عبدالمعلیٰ نے بھی یہ گستاخی کی کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کو تو صرف سترہ (۱۷) حدیثیں آتی تھیں۔ اور ہمیں بہت سی حدیثیں یاد ہیں۔ جو لوگ اس مسجد میں جمعہ پڑھا رہے تھے۔ ان میں غیر مقلدین بھی تھے۔ ان میں بعض لوگوں کو یہ بات

پہنہ نہ آئی۔ چنانچہ انہوں نے آکر مولانا عبدالباق غزنوی کے پاس شکایت کی کیونکہ یہ عبدالمعلیٰ کے استاد تھے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کے شاگرد نے جمعہ کی تقریر میں امام صاحبؒ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ پوچھا کیا گستاخی کی ہے؟ انہوں نے کہا کہ حضرت اس نے یہ کہا ہے کہ امام صاحبؒ کو تین حدیثیں آتی تھیں اور ہمیں تو بہت سی حدیثیں آتی ہیں

دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمیں گستاخی سے محفوظ رکھے (آمین)

پرسوں کی بات ہے کہ میں گوجرانوالہ میں تھا۔ ایک آدمی میرے سامنے آیا ایک ڈاکٹر صاحب ہیں وہاں جو کہ غیر مقلد ہیں۔ کانچ کے تین چار لڑکے اس سے دوائی لینے گئے۔ پتار تھے اس نے دوائی دی اور ان لڑکوں سے پوچھا کہ آپ نماز پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں جی نماز تو پڑھتے ہیں۔ ٹوپیاں وغیرہ سر پر نہیں۔ تبلیغی جماعت کے ساتھ بھی ان طلباء کا تعلق تھا۔

اس ڈاکٹر نے کہا کہ آپ کی تو نماز ہی نہیں ہوتی۔ اور فقہ حنفی کی کتاب پر پیشاب کرنا جائز ہے۔ یہ اس ڈاکٹر کے الفاظ تھے۔ انہوں نے کہا کہ فقہ پر پیشاب کرنا جائز ہے کیا نبی اقدس ﷺ نے فرمایا ہے؟ ہم تو اتنے بڑے عالم نہیں ہیں لیکن ایک حدیث ہم نے کانچ کی کتاب میں بھی پڑھی تھی حضرت ﷺ کا فرمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اسے قلعہ بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ تو فقہ کو بڑا اچھا سمجھتے ہیں آپ اس پر پیشاب کرنے کو کیوں تیار ہیں؟ اس نے کہا کہ فقہ حنفی پر پیشاب کرنا جائز ہے۔ اب ان طلباء کو اس بات پر بڑا دکھ ہوا۔ وہ مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں گئے۔ وہاں جاکر مولوی صاحب سے ملے اور انہوں نے کہا کہ وہ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ کوئی ہم سے بات نہیں کر سکتا۔ میں نے اتنے مولویوں کو بھگا یا ہے۔ وہ بھاگ جاتے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ جا کر اس ڈاکٹر سے نکھولاؤ۔ اب جب یہ نکھوانے گئے۔ چونکہ کانچ کے لڑکے تھے اس کے سر ہو گئے کہ ہمیں لکھ کر دو۔ اس نے بات یہ لکھی کہ فقہ حنفی کی کتاب قدری میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ کوئی جانور سے برائی کرے تو اس پر حد نہیں ہے۔ ایسی کتاب جس

میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہوا اس پر پیشاب کرنا بالکل جائز سمجھتا ہوں۔

مدرسہ میں مشتاق علی شاہ صاحب ہیں۔ وہ فقہ کی کتاب قدوری اور حدیث کی کتاب ابن ماجہ ترمذی وغیرہ ترجمہ والی لکھ چکے ہیں اب وہاں اور بھی لوگ اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ فقہ حنفی کی کتاب قدوری وہ کتاب ہے جو قرآن پاک کی آیت سے شروع ہو رہی ہے۔ اب اس کتاب پر جو پیشاب کرے گا تو کیا قرآن پاک کی اس آیت پر پیشاب نہیں جائے گا؟ سب نے کہا کہ یقیناً جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اس نے جویہ لکھا ہے کہ قدوری پر پیشاب کرنا جائز ہے۔ تو کیا اس سے قرآن کریم کی گستاخی نہیں ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ بالکل گستاخی ہوئی۔ مشتاق شاہ صاحب نے قدوری میں نبی اقدس ﷺ کی احادیث دکھائیں اور پوچھا کہ جب کوئی آدمی قدوری پر پیشاب کرے گا تو کیا ان احادیث پر پیشاب نہیں پڑے گا؟ سب نے کہا کہ یقیناً پڑے گا۔

شاہ صاحب نے کہا کہ جس مسئلہ کی بنیاد پر اس نے یہ بات کہی ہے وہ مسئلہ بعیدہ حدیث کی کتاب ابن ماجہ میں بھی موجود ہے تو کیا اگر اس مسئلہ کی بناء پر اس کتاب پر یہ پیشاب کرنا چاہتا ہے تو حدیث کی کتاب پر بھی پیشاب کرے گا؟ وہاں بھی یہ الفاظ ہیں۔ من اتی بھیمۃ فلاحہ علیہ۔

یہی مسئلہ صحاح ستہ کی کتاب ترمذی شریف..... میں ۲۲۹ اور ابن ماجہ..... میں ۱۸۷ میں بھی ہے۔ من اتی بھیمۃ فلاحہ علیہ۔ اصل بات یہ ہے کہ ان بے چاروں کو فقہ کی سمجھ تو ہے ہی نہیں۔ شریعت اسلامیہ میں گناہ کبیرہ کی دوسرا کیں ہیں۔ ایک حد۔ دوسری تعزیر۔ جہاں حد نہ ہو وہاں تعزیر لگتی ہے۔ حد نہ ہونے کا معنی یہ نہیں ہوتا کہ کام جائز ہے یا کوئی بھی سزا نہیں۔ مثلاً فقہ اور حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی شراب پی لے تو اس پر (۸۰) کوڑے حد لگے گی۔ کتنے کوڑے؟ (۸۰) کوڑے..... سامعین! اب کسی حدیث کی کتاب میں آپ کو یہ نہیں ملے گا کہ اگر کوئی پیشاب پی لے تو کتنے کوڑے حد ہے۔ آپ کو کہیں بھی ایک کوڑا حد نہیں ملے گی۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ پیشاب پینا جائز ہے؟ (بالکل نہیں..... سامعین) کسی

حدیث کی کتاب میں یہ نہیں ملتا کہ اگر کوئی مسلمان کہلانے والا خنزیر کا گوشت کھالے تو کتنے کوڑے حد جاری ہوگی۔ لیکن کیا اس کا مطلب ہے کہ یہ جائز ہے؟ (نہیں..... سامعین) اس کو تعزیر لگے گی اس نے گناہ کیا ہے۔

فقہ میں تو یہ اصول لکھا ہے کہ من ارتکب بھیمۃ۔ جس نے کوئی ایسا گناہ کیا ایس فی حد مقدر۔ جس میں کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ فیعزور اس پر تعزیر لگائی جائے گی۔ یہ قدوری سے لیکر ہر ایک تک میں موجود ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ دیکھو۔ ڈاکٹر صاحب تم نے یہ جو بات کہی ہے۔ اب تم بتاؤ کہ ترمذی شریف پر تو پیشاب کرنے کے لئے تیار ہو؟ ابن ماجہ شریف جو حدیث کی کتاب ہے اس پر پیشاب کرنے کے لئے تیار ہو؟ لوگوں نے اس ڈاکٹر کو گھبرایا کہ تو رات دن یہاں گستاخیاں کرتا رہتا ہے فقہ کے بارے میں۔

آخر کار اس نے معافی مانگنی شروع کردی اور تحریری طور پر یہ لکھ کر دیا کہ میں نے جو بات کہی تھی وہ غلط تھی اور میں اپنی ہلکت تسلیم کرتا ہوں۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس نے خدا سے ڈر کر نہیں بلکہ لوگوں سے ڈر کر یہ بات لکھی لیکن لوگوں کا ذہن تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ یہ گستاخیاں کرتا ہے۔ ان کی حالت یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے تحریر کر دیتے ہیں بعد میں پھر وہی گستاخیاں شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح اس عبداللہ نے بھی گستاخی کی کہ مجھے امام اعظم ابوحنیفہؒ سے زیادہ احادیث یاد ہیں۔ جب اس کے استاد مولانا عبدالباقی کے پاس یہ بات پہنچی تو انہوں نے فوراً ناظم مدرسہ کو بلایا اور فرمایا کہ عبداللہ کا نام فوراً مدرسہ سے خارج کر دو (یہ مولانا عبدالباقی غیر مقلد مولانا داؤد غزنوی غیر مقلد کے والد تھے) اور آج کے بعد عبداللہ مدرسہ میں پڑھنے نہ آئے۔ ہم اسے پڑھانے کے لئے تیار نہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یہ شخص عنقریب مرتد ہو کر مرے گا مولانا کے کہنے پر اس کو مدرسہ سے نکال دیا گیا مسجد سے نکال دیا گیا اور مولانا کے کہنے کے مطابق وہ ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا مرزا کی ہو گیا جب لوگوں نے مولانا کی بات پوری ہوتے دیکھی تو لوگ مولانا کے پاس آئے اور آ کر کہا کہ حضرت یہ بات تو واقعتاً پوری ہو گئی ہے لیکن غیب کا علم تو

اللہ تعالیٰ کو ہے آپ کو کیسے پتا چلا؟ فرمایا جب تم لوگوں نے عبدالمعلیٰ کی گستاخی کا ذکر میرے سامنے کیا تو میرے ذہن میں فوراً بخاری شریف کی حدیث قدسی آگئی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب جس شخص نے میرے ولی کو دکھ پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کے خلاف میرا اعلان جنگ ہے۔

(داؤد قرظوی ص ۱۹۱-۱۹۲)

اللہ والوں کو ستانے کی سزا

حضرت مجدد الف ثانی "بیٹھے تھے۔ اللہ والوں کے مخالف بھی بہت ہوتے ہیں۔ لوگوں نے کسی عورت کو بھیجا اس نے مجدد صاحب کو آکر گالیاں دینا شروع کر دیں بہت مزید بیٹھے ہیں۔ اب ان مریدین کو غصہ آ رہا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے ان کو روکا۔ فرمایا اس کو کچھ نہیں کہنا وہ پھر اجازت مانگتے ہیں کہ حضرت یہ گالیاں بک رہی ہے۔ فرمایا اجازت نہیں ہے۔ اس کے بعد بیٹھے بیٹھے فوراً ایک آدمی کو فرمایا کہ اٹھ کر اس کے منہ پر زور سے پتھر مارو۔ اس نے اٹھنے میں دیر کر دی۔ آسان سے بجلی گری اور وہ عورت مر گئی۔ مجدد صاحب نے مرید کو ڈانٹا فرمایا۔ دیکھو تم نے دیر کر دی۔ میں اس عورت کو۔ حاف کر رہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی غیرت کو جوش آ گیا۔ اب میں اس جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے چاہتا تھا کہ میری طرف سے میرا مرید اسکو مار دے تاکہ اس طرف سے بدلہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے قہر میں یہ نہ پکڑی جائے اب تیری اس دیر کی وجہ سے یہ سزا اس کو ملی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی غیرت کو جوش آتا ہے کہ جب کوئی اللہ والوں کو ستاتا ہے۔ مولانا عبدالجبار فرماتے ہیں کہ جب یہ حدیث میرے ذہن میں آئی تو میرے ذہن میں یہ بات حدیث پاک کے موافق بالکل جم گئی کہ اب اس شخص کے خلاف اللہ تعالیٰ نے اعلان جنگ کر دیا ہے۔ اور جنگ کے موقع پر ہر فریق کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ دوسرے فریق کا زیادہ سے زیادہ نقصان کرے۔ بڑے سے بڑا اس کا نقصان کرے اور مسلمان کے پاس ایمان سے زیادہ کوئی قیمتی چیز نہیں ہے۔ میرے ذہن

میں یہ بات آئی کہ اب اس کا ایمان سلامت نہیں رہے گا۔

حلالہ کا مسئلہ

اسی طرح کا ایک اور عبرت ناک واقعہ شامی شریف کی تیسری جلد باب التہنیر میں مذکور ہے۔

آج کل بھی ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں ایک آدمی کے بارے میں آتا ہے کہ وہ آیا اور کہتا ہے کہ بیوی کو تین طلاق سمجھانے والا لاکھ سمجھانے کا ایک طلاق دے لو۔ اگر تم بہت ہی غصے میں ہو تمہیں بھی سوچنے کا موقع مل جائے گا۔ اس میں تم رجوع بھی کر سکتے ہو۔ بعد میں نکاح بھی کر سکتے ہو۔ لیکن غصہ میں کہتا ہے کہ نہیں میں نے تو تین ہی طلاقیں دینی ہیں۔ کم تو دینی ہی نہیں اب جب تین طلاقیں دے دیں۔ اب اس کے بعد بھاگتے ہیں کوئی خفی عالم اس کو یہ فتویٰ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ یہ بیوی تم رکھ سکتے ہو بغیر شرعی نکاح حلالہ کے۔

اب وہ غیر مقلدین کے پاس بھاگتے ہیں۔ وہاں جاتے ہیں ان سے فتویٰ ملتا ہے کہ یہ بیوی جائز ہے۔ یہ تو بالکل حرام حلال کا مسئلہ ہے۔

ایک غیر مقلد مولوی صاحب مجھے ایک دن کہنے لگے کہ آپ کے مذہب میں حلالہ ہے؟ میں نے پوچھا کون سا۔ ہمارے ہاں تو حلالہ بالکل مکروہ تحریمی ہے۔ حلالہ اس نکاح کو کہا جاتا ہے کہ نکاح کے اندر یہ شرط ہو کہ میں اس شرط پر یہ عورت تیرے نکاح میں دے رہا ہوں کہ تو ایک دفعہ محبت کے بعد اس کو طلاق دے دینا اور وہ قبول کرنے والا کہے کہ میں واقعتاً اس شرط پر اس عورت کو قبول کر رہا ہوں۔ اس کو نکاح حلالہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہمارا کوئی بھی نکاح خواں ایسا نکاح نہیں پڑھتا آپ خدا جانے حلالہ کس کو کہتے ہیں۔

کہنے لگا کہ یہ بھڑکھی ہے تو حلالہ۔ میں نے کہا آپ جو ساری عمر لوگوں سے "حرامہ" کرواتے ہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ کا زنا۔ کہنے لگا کہ اصل میں ہم تو فتویٰ اسلئے دے دیتے ہیں کہ چلو کچھ نہ کچھ تو ہو جائے گا۔ آخر اس نے اپنی بیوی لے لو جانی ہے

اگرچہ ہم فتویٰ نہ دین۔ اسلئے ہم فتویٰ دے دیتے ہیں کہ چلو کچھ نہ کچھ تو ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ کچھ نہ کچھ نہیں بلکہ بہت کچھ ہو جاتا ہے۔ کہنے لگا کیا؟ میں نے کہا کہ آپ فتویٰ بھی نہ دیتے پھر بھی وہ میاں بیوی کی طرح رہتے تو کم از کم ساری عمر انکا ضمیر ان کو ملاصقت تو کرتا کہ گناہ کر رہے ہیں اور وہ اس گناہ کو گناہ سمجھ کر کرتے۔ گناہ کو گناہ سمجھ کر کرنا گناہ ہے لیکن گناہ کو حلال سمجھ کر کرنا کفر ہے۔ انسان کا ایمان چلا جاتا ہے۔ تم نے بیوی تو اسکے ساتھ بھیج دی لیکن ایمان تو دونوں کا برباد کر دیا۔

ایک اور واقعہ

ایک واقعہ آتا ہے کہ امام ابو بکر جرائی جو امام ابو حفص کبیرؒ کے شاگرد ہیں۔ امام ابو حفص کبیرؒ امام محمدؒ کے شاگرد ہیں۔ اور امام محمدؒ امام اعظم ابو حفصؒ کے شاگرد ہیں۔ انکے سامنے ایک فتویٰ آیا کہ ایک حنفی نے کسی شافعی المذہب سے رشتہ طلب کیا۔ اس نے کہا کہ میں اس شرط پر لڑکی کا رشتہ دوں گا کہ تم رفع یدین کرنا شروع کر دو اور امام کے پیچھے فاتحہ شریف پڑھا کرو۔ اس نے کہا کہ مجھے منظور ہے۔ اس نے رفع یدین بھی شروع کر دی اور امام کے پیچھے الحمد شریف بھی پڑھنی شروع کر دی اور نکاح ہو گیا۔ فتویٰ پوچھا گیا کہ یہ نکاح ہو گیا ہے یا کہ نہیں؟ شافعی شریف میں لکھا ہے کہ امام ابو بکر جرائیؒ نے تھوڑی دیر سر جھکا کر غور فرمایا اور اس کے بعد فرمایا کہ نکاح ہو گیا۔ لیکن سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ مرتے وقت اس شخص کو ایمان اور کلمہ نصیب نہیں ہوگا۔ یہ بات سن کر تمام حاضرین کانپ اٹھے کہنے لگے حضرت یہ کیسے؟ فرمایا وہ جس مسلک کو حق سمجھتا تھا اس کو اس نے مردار دنیا کے لئے چھوڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی اس طرح ناقدہ دی جو کرے اور نعمت کی ناشکری کرے۔ اللہ کا قانون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی وہ نعمت چھین لیا کرتا ہے۔ یہ نہایت خطرناک بات ہے مولانا عبدالجبار غزنوی نے بھی عبدالعلی طالب علم کے بارے میں یہی فرمایا کہ اس حدیث قدسی کی وجہ سے میں نے کہا تھا کہ یہ شخص اب مرتد ہو کر مرے گا اور ایسا ہی ہوا۔ عبدالعلی مرتد ہو کر مرا۔ (داؤد غزنوی..... ص ۱۲۹)

ایک اور واقعہ

اسی طرح کا ایک واقعہ اہل ۱۳ مئی ۱۹۳۵ء کے اخبار میں میں نے پڑھا۔ یہ اخبار گوجرانوالہ سے شائع ہوتا تھا۔ اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ مولانا محمد ابراہیم جو کہ صوبہ بہار کے تھے۔ آرا شہر ہے صوبہ بہار میں۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب آردی۔ وہ بھی غیر مقلد تھے اور اسی علاقے کے بہت بڑے ولی کامل۔ حنفی المسک حضرت مولانا محمد علی صاحب منکیرؒ می گزرے ہیں۔ بہت بڑے ولی بھی تھے اور بہت بڑے عالم بھی تھے صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے ان کے بڑے عجیب و غریب واقعات آتے ہیں۔

جب قادیانیت کا فتنہ پھیلنے لگا تو حضرتؒ نے اپنے تمام خلفاء کو یہ لکھ دیا تھا کہ آج کے بعد قادیانیت کی تردید فرض ہے اگر تجدید رہ جاتی ہے تو وہ جائے۔ نوافل و وظائف میں کمی ہو جاتی ہے تو بے شک ہو جائے لیکن قادیانیت کی تردید بہت ضروری ہے۔

وہیں منکیرؒ میں ایک قادیانی ڈاکٹر تھا حضرتؒ نے جب تقریر فرمائی تو اس نے بھی سنی بڑی مؤثر تقریر تھی۔ وہ دہوتا ہوا آیا اور کہنے لگا حضرت بات یہ ہے کہ میں قادیانی ہوں آپ کی تقریر سے میرا دل بڑا بے چین ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اطمینان قلب کے لئے کوئی اور بات بھی سامنے آجائے تاکہ میں پورے اطمینان سے اس مسلک کو چھوڑ دوں فرمایا عقائد میں اطمینان تو کتاب و سنت میں ہوتا ہے کشف و کرامات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس نے کہا حضرت صرف اسلئے تاکہ اطمینان ذرا قوی ہو جائے۔ فرمایا اچھا تمہارے پاس مرزا قادیانی کی کوئی کتاب ہے اس نے کہا جی بہت سی کتابیں ہیں۔ فرمایا کوئی کتاب لے آؤ۔ پھر حضرت نے اس کتاب کو ہاتھ میں پکڑ کر داپس کر دیا فرمایا کہ آج یہ کتاب رات کو تیکے کے نیچے رکھ کر سو جانا۔ تو وہ تیکے کے نیچے رکھ کر سو گیا تو کہتا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں وہی کتاب پڑھ رہا ہوں۔ جہاں جہاں مرزا قادیانی اپنا ذکر کرتا ہے۔ وہاں وہاں مثلاً وہ ”میں“

لکھتا تو ”میں“ کا لفظ نہیں بلکہ خنزیر کی شکل بنی ہوئی ہے۔

جو صفحہ النسا ہوں یہی کیفیت ہے کہ جہاں جہاں مرزا قادیانی کا ذکر ہے اس کتاب میں۔ وہاں خنزیر کی شکل بنی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ اسی وقت میری آنکھ کھل گئی میں نے اٹھ کر اللہ کی بارگاہ میں رونا شروع کر دیا۔ یہ بہت بڑے ولی کامل تھے۔

مولانا مونگیر دہلی کے ہاتھ پر غیر مقلد مولوی کی توبہ

مولانا مونگیر دہلی جج کے لئے تشریف لے گئے اسی سال مولانا محمد ابراہیم صاحب آردی بھی جج کے لئے تشریف لے گئے۔ وہ جو غیر مقلد عالم تھے تو لکھا ہے کہ آپ مکہ مکرمہ میں حرم پاک میں حجرا اسود کے پاس کھڑے تھے یعنی حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیر دہلی تو مولوی محمد ابراہیم صاحب آردی جو انہی کے صوبہ کے تھے۔ انہیں کے علاقہ کے تھے۔ یہ روتے ہوئے مولانا محمد علی کے پاس آئے اور آکر مولانا محمد علی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے کہ حضرت میں آج آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنے آیا ہوں آج تک جو کچھ میں نے امام ابوحنیفہؒ اور حنفیت کے بارے میں کہا ہے میں توبہ کرتا ہوں اور میں مسلک حنفی آپ کے ہاتھ پر یہاں حرم پاک میں حجر اسود کے پاس کھڑے ہو کر قبول کرتا ہوں۔ مولانا محمد علی فرماتے ہیں کہ میں نے دو تین مرتبہ اسے دیکھا کہ یہ وہ شخص ہے کہ ہمارے پورے صوبہ بہار میں سب سے زیادہ فقہ حنفی کے خلاف بولنے والا ہے اور سب سے زیادہ امام ابوحنیفہؒ کے خلاف وسوسے ڈالنے والا ہے۔ آج یہاں حرم پاک میں روتا ہوا آ رہا ہے۔

آخر وجہ کیا ہے؟

مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تم کہاں سے آرہے ہو وہ کہنے لگا حضرت میں مدینہ منورہ سے آ رہا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ اس توبہ کا پس منظر کیا ہے تم کیوں توبہ کر رہے ہو؟ تم تو امام ابوحنیفہؒ کے سخت مخالف تھے۔ مولانا محمد ابراہیم آردی نے بیان کیا کہ حضرت میں روضہ اطہر پر حاضر ہوا وہاں میں بیٹھا صلوات و سلام عرض

کرتا رہا کافی دیر تک میں وہاں بیٹھا رہا مجھے وہاں بیٹھے بیٹھے آدھ آگئی میں خواب میں گیا دیکھتا ہوں کہ بہت عالی شان باغ ہے اور اس میں ایک بہترین مکان ہے اس میں تخت بچھا ہوا ہے اور آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اس تخت پر تشریف فرما ہیں۔ آپ ﷺ کے دائیں طرف چاروں خلفاء با ترتیب بیٹھے ہیں۔ اگے بالکل ساتھ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں دوسرے نمبر پر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ تیسرے نمبر پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اور چوتھے نمبر پر حضرت علی کرم اللہ وجہ ہیں اور آپ ﷺ کے بائیں طرف چاروں ائمہ ترتیب کے ساتھ بیٹھے ہیں آپ کے بالکل قریب سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ ہیں دوسرے نمبر پر امام مالکؒ ہیں تیسرے نمبر پر امام شافعیؒ ہیں اور چوتھے نمبر پر امام احمد بن حنبلؒ ہیں۔ میں نے خواب میں یہ ترتیب دیکھی ہے۔ جملہ مترند کے طور پر عرض کرتا ہوں۔

آپ ﷺ دین کی تکمیل کا اعلان کرنے والے۔ یہ چاروں خلفاء ہیں جنکے ذریعے دین کو تکمیل نصیب ہوئی:

• ولیمکن لہم دینہم الذی ارضی لہم۔ (النور: ۵۵)
اور جس دین کو (اللہ نے) ان کے لیے پسند فرمایا (یعنی اسلام) اسکو میں (کے نفع آخرت کے) لیے قوت دے گا۔

یہ چاروں ائمہ وہ ہیں جنکے ذریعے دین کو تدوین نصیب ہوئی انہوں نے مسائل کو کتابوں میں مرتب کروا دیا تاکہ اللہ کے نبی کی سنت پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔

مولانا محمد ابراہیم آردی کہتے ہیں کہ لوگ قطار بنا کر جا رہے ہیں اور آپ ﷺ سے مصافحہ کر کے باہر آتے ہیں۔ میں جب سامنے دروازے پر بیٹھا تو مجھے سامنے سے ہٹا دیا گیا اور اندر جانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اب میں پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ کا چہرہ انور جب نظر آیا تو میں نے رد کر کہا کہ حضرت میرا کیا گناہ ہے؟ کہ آپ کے رد دولت پر حاضر ہو کر بھی مصافحہ سے محروم ہوں۔ تو آپ ﷺ نے جلال سے چہرہ انور دوسری طرف موڑ لیا۔ میں وہاں کھڑا روتا رہا۔ کافی دیر کے

بعد پھر حضرت کا چہرہ انور سامنے نظر آیا تو میں نے پھر ردِ عرض کی کہ حضرت اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ وہ کونسا گناہ مجھ سے ہوا ہے جس کی وجہ سے آپ مجھ سے ناراض ہیں تو میں اس سے توبہ کر لوں۔ میں گنہگار ہوں آپ کو اللہ نے رحمتِ لہا لعلین بنایا ہے انسان کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو آپ تو رحمتِ لہا لعلین ہیں۔ آپ مجھے بتا دیں تاکہ میں توبہ کر لوں۔ حضرت نے پھر چہرہ انور جلال سے یوں پھیر لیا کہتے ہیں میں روتا رہا۔ لوگ جاتے رہے مصافحہ کرتے رہے۔ پھر تھوڑا سا خلا ہوا تو میں نے چہرہ انور پر نظر ڈالی اور میں نے رد کر کہا حضرت آپ مجھے فرمائیں کہ کون سی وجہ ہے۔ جس وجہ سے مجھے مصافحہ کی اجازت نہیں۔ بلکہ اندر آنے کی بھی اجازت نہیں ہو رہی۔ حضرت نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ تم سے ناراض ہیں۔ جب آپ ﷺ نے یوں فرمایا۔

مولانا ابراہیم آروٹی کہتے ہیں کہ میں نے یوں ہاتھ باندھے ہوئے تھے میں نے وہی ہاتھ امام صاحب کی طرف پھیر دیئے۔ میں نے کہا حضرت! اللہ نے آپ کو اتنا بڑا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ اور بڑوں کا حوصلہ بھی بہت بڑا ہوتا ہے آج تک میں نے جو کچھ آپ کی شان میں بکا ہے میں بالکل توبہ کرتا ہوں اور آپ مجھے معاف فرمادیں آئندہ میں کبھی اس قسم کی گستاخی نہیں کروں گا۔ آج میں نے جو آپ کا مقام دیکھا ہے۔ اس مقام کے بعد تو ویسے بھی زبان آپ کے خلاف نہیں چل سکتی۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اچھا میں نے معاف کر دیا تو جب امام ابوحنیفہؒ نے یہ فرمایا تو پھر مجھے اندر جانے کی اجازت ہوئی اور میں نے نبی اقدس ﷺ سے مصافحہ کیا۔

کہتے ہیں کہ اسی وقت جب میری آنکھ کھلی تو میں مدینہ منورہ سے سیدھا یہاں آ رہا ہوں اور آپ کے ہاتھ پر میں غیر مقلدیت سے توبہ کرتا ہوں۔ پچھلا جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دیں۔ آپ بھی میرے لئے دعا فرمائیں۔ آئندہ کبھی میں ایسے لوگوں کی شان میں بالکل بدزبانی نہیں کروں گا۔ (کمالات... ۱۷)

ایک کتاب میں میں نے عجیب بات پڑھی۔ فرمایا کہ بعض نیک لوگوں میں

بھی بعض اوقات آپس میں کوئی رنجش ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں دونوں کے دونوں بخشے ہوئے جنتی ہوتے ہیں۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں کہ آخرت میں سب کی بخشش ہوگی۔ دنیا میں تھوڑا سا بدلہ ہو جاتا ہے۔

وہاں لکھا ہوا تھا کہ جن لوگوں نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے خلاف کچھ لکھا ان میں اگر کوئی بڑا آدمی تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ کیا کہ دنیا میں اس کی تقلید جاری نہیں ہونے دی۔ اب یہ تقلید جاری ہونا تو بہت بڑا فیض ہے تا۔ خود نبی اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میں سب نبیوں پر فخر کروں گا۔ بعض نبی اس حالت میں تشریف لائیں گے کہ اکیلے کھڑے ہوں گے ایک آدمی بھی اس پر ایمان نہیں لایا ہوگا۔ ایک بھی امتی نہیں ہوگا۔ کسی کے ساتھ ایک امتی ہوگا کسی کے ساتھ دو کسی کے ساتھ پانچ کسی کے ساتھ سات اور سب سے زیادہ امتی میرے ساتھ ہوں گے جو جنت میں جانے والے ہوں گے۔ اس لئے میں سارے نبیوں پر فخر کروں گا۔

جس طرح نبیوں کو اپنی امتوں پر فخر ہوگا اسی طرح اگر کو اپنے مقلدین پر فخر ہوگا۔ ہم فقہ حنفی کے موافق جنتی نمازیں پڑھتے ہیں۔ جتنا اجر اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرما رہے ہیں اتنے ہی درجات امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بھی بلند فرما رہے ہیں۔

جنت میں خفیوں کی ساٹھ صفیں

خواجہ محمد پارسا بزرگ گدڑے ہیں انہوں نے کشف میں دیکھا کہ حدیث پاک میں جو آتا ہے کہ میدانِ قیامت میں جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ میں نے حالت کشف میں دیکھا کہ میدانِ قیامت قائم ہے اور جنت میں جانے کے لئے لوگوں نے صفیں بنالی ہیں۔ میرے دل میں آیا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جنتیوں کی صفیں ایک سو بیس ہوگی آج کتنی ہی کر لیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے جب کشتی کی تو واقعہ ایک سو بیس صفیں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان میں چالیس صفیں پہلے سارے نبیوں کے امتیوں کی ہوں گی اور اسی (۸۰) صفیں صرف امت محمدیہؐ کی ہوں گی۔ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بھی کشتی کی کہ واقعہ چالیس صفیں پہلے امتیوں کی ہیں اور

اسی (۸۰) صفیں حضرت پاک ﷺ کی امت کی ہیں۔

کہتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ ان میں سے یہ پتہ چلاؤں کہ خفیوں کی کتنی صفیں ہیں۔ کیونکہ خفیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ اسی (۸۰) صفوں میں سے ساٹھ صفیں خفیوں کی ہیں اور میں صفیں باقی ائمہ کے مقلدین کی ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ جن لوگوں نے امام صاحبؒ کے خلاف کوئی بات لکھی۔ آخرت میں اللہ نے ان کو کوئی سزا نہیں دینی لیکن دنیا میں یہ ہوا کہ ان کی تقلید جاری نہیں ہوئی اور یہ اتنا برا نہیں ہوتا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کو یہ اتنا برا اجر بول رہا ہے۔ ایسے اجر سے وہ لوگ محروم کر دیے گئے۔

دیکھئے : حکومت کسی پر خوش ہو اور اسے دس مربے زمین الاٹ کر دے۔ کہ یہ دس مربے زمین تیری ہے۔ دوسرے آدمی کو وہ زمینیں قید نہ ہی کرے۔ لیکن جب اس کو کچھ بھی نہ ملے مگر یہ حسرت تو ہوگی کہ اس کو اتنا انعام ملا ہے اور مجھے یہ انعام نہیں ملا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اور صحیح بخاری شریف کی حدیث پاک میں جو قانون بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ جب وحی بند ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نئی وحی نازل نہ ہو تو یہ پتہ چلانا کہ کون اللہ کے ہاں مقبول ہے اور کون مقبول نہیں ہے اسکا ایک ہی قاعدہ قرآن و حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ کے نیک بندے یعنی اولیاء اللہ کا دل جس آدمی کی طرف مائل ہو جائے یہ اللہ کے ہاں مقبولیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ حدیث پاک کے مطابق یہ مقبولیت زمین پر بعد میں آتی ہے عرش پر پہلے ہوتی ہے۔ آسمانوں پر اس مقبولیت کا اعلان پہلے ہوتا ہے۔ جب عرش سے لیکر فرش تک اس کی مقبولیت عبادت ہوگئی۔ اب اس میں شک نہیں کرنا چاہئے۔

تمام فقہوں میں فقہ حنفی اور سلسلوں میں سلسلہ قادریہ کی مقبولیت

اس لئے بعض نے یہ عجیب بات لکھی ہے کہ فقہ میں فقہ حنفی اور سلسلوں میں سلسلہ قادریہ ان دونوں کو پروردگار نے مقبولیت بخشی ہے۔ سلسلہ قادریہ سب سے

زیادہ دنیا میں پھیلا ہے۔ فقہ کے مسلکوں میں سب سے زیادہ مسلک حنفی پھیلا ہے ہم جیسے گزہ گاروں کو اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرنا چاہئے کہ ہم مسلک حنفی ہیں اور سلسلہ ہمارا قادری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی فقہ کو اتنی مقبولیت عطا فرمائی کہ اس فقہ کے مطابق ساری دنیا میں نمازیں پڑھی جارہی ہیں۔ فقہ کے مسائل کو دیکھ کر روزے رکھے جارہے ہیں۔ لوگ فقہ کے مسائل کو دیکھ کر حج کر رہے ہیں۔ فقہ کے مسائل دیکھ کر لوگ زکوٰۃ دے رہے ہیں۔ فقہ کے مطابق دراشتیں تقسیم ہو رہی ہیں۔ تمام زندگی کے مسائل کا حل فقہ میں موجود ہیں۔ روح کی صفائی دل کی صفائی حضرت غوث الاعظم پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ کے طریقہ کار کے مطابق لوگوں کی اصلاح ہو رہی ہے جہاں دونوں نعمتیں اکٹھی ہو جائیں۔ وہاں کہتے ہیں۔ نور علی نور۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے ہم اس بارے میں شکر گزار ہیں کہ ہم مسلک حنفی ہیں اور ہمارا سلسلہ بیت سلسلہ قادریہ ہے اور یہ دونوں اللہ کے ہاں مقبول ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں کی تابعداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

کیا گیارہویں دینی جائز ہے

حضرت مولانا بشیر احمد پسرورٹی نے فرمایا کہ کسی نے مجھ سے یہ پوچھا کہ حضرت گیارہویں دینی جائز ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ پہلے یہ بتاؤ کہ نماز پڑھنی جائز ہے؟ اس نے کہا کہ نماز کا کون انکار کرتا ہے۔ نماز پڑھنی تو جائز ہے۔ فرمایا اگر نمازی قبلہ کی طرف سے منہ بنا کر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ تو پھر؟ کہنے لگا پھر تو غلط ہے۔ فرمایا جس طرح نماز جیسی عبادت بھی صحیح طریقے سے کرے تو صحیح ہے اور اگر نماز جیسی عبادت کو غلط طریقے سے کرے گا تو غلط ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بزرگوں کا ایصال ثواب بھی اگر صحیح طریقے سے کیا جائے تو صحیح ہے اور اگر اس میں کوئی غلطی آ جائے تو غلط ہو جائے گا۔ اب اس نے پوچھا کہ حضرت اس میں صحیح طریقہ کیا ہے اور غلط طریقہ کیا ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا کہ دیکھو اس ملک میں پنڈت نہرو اور دوسرے پنڈت گذرے ہیں جو سیاسی طور پر بڑی اہم شخصیات تھیں اور لوگ سمجھتے تھے کہ سیاسی طور پر یہ لوگ بڑے عقلمند ہیں۔ لیکن یہ دونوں دینی طور پر اتنے بے وقوف ہیں کہ صبح اٹھ کر سورج کے سامنے پانی چھڑکا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ سورج آج ہمارے سامنے ٹھنڈے رہنا۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ کائنات کا نظام سورج کی وجہ سے چل رہا ہے۔ آج سورج کے سامنے چار پھینٹے مار دیئے سے ہمارا دن ٹھنڈا رہے گا دینی طور پر یہ لوگ اتنے بے وقوف تھے۔

ہمیں اگر اسلام کی نعمت آج نصیب ہے تو اس میں دو بزرگوں کا سب سے زیادہ حصہ ہے۔ ایک سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کا اور دوسرے حضرت غوث الاعظم پیران جبر سید عبدالقادر جیلانیؒ کا۔

ان لوگوں کی محنتوں سے یہ دین کی نعمت ہم تک پہنچی ہے اب جب کوئی آدمی احسان کرتا ہے تو خواہ مخواہ دل چاہتا ہے کہ اس کا کچھ نہ کچھ بدلہ دیا جائے۔ حضرت پسرورٹیؒ نے فرمایا کہ ہم اپنا پورا گھر اللہ کے نام پر خیرات کر کے ان دونوں بزرگوں کو ثواب پہنچا دیں تو یقین کریں کہ بھر بھی ہم نے ان کا حق ادا نہیں کیا۔ کیونکہ ہم نماز پڑھ رہے ہیں تو یہ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے ہون کی ہے۔ ان سے ہمیں نماز پڑھنے کے مسائل ملے ہیں۔ فرمایا ان بزرگوں کے ہم نے حالات پڑھے ہیں۔ انہوں نے دین کی اشاعت میں کبھی سال کے بعد یا مہینے کے بعد کوئی دن مقرر نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ بھی چاہتے ہیں کہ ان کو ایصال ثواب زیادہ سے زیادہ ہوتا رہے کوئی تاریخ مقرر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دن رات کے چوبیس گھنٹے یہ دروازہ کھلا رکھا ہے۔ جس قدر آپ کو توفیق ہو اللہ کے نام پر دیکر اس کا ثواب حضرت پیران جبر سید عبدالقادر جیلانیؒ - حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کو بخشیں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً قبول فرمائیں گے۔ تمہارے بھی اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ یہ طریقہ تو درست ہے۔

اس نے پوچھا کہ غلط طریقہ کیا ہے۔ فرمایا غلط طریقہ یہ ہے کہ کوئی یہ سمجھے (معاذ اللہ) کہ اللہ تعالیٰ نے اتنے عرصے سے یہ دنیا بنا رکھی ہے اب اللہ تعالیٰ کچھ

کمزور ہو گئے ہیں۔ سارے کام خود نہیں کر سکتے اس لئے کچھ کام تقسیم کر دیئے ہیں۔ کہ بارش تم برس دیا کرتا۔ اور بیٹے تم دے دیا کرتا۔ اس نیت سے کوئی نذر دے یا قربانی کرے تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ یہ اللہ کا حق ہے۔ یہ ایسے لوگوں کا حق نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوئی اس نیت سے کرتا ہے تو یہ طریقہ غلط ہے۔ ہاں اس نیت سے کہ ان لوگوں کی محنتوں سے دین کی نعمت ہم تک پہنچی ہے۔ اور آج ہمیں کلمہ نصیب ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت نصیب ہے۔ نماز پڑھنی نصیب ہے۔ اللہ کا نام لینا نصیب ہے۔ یہ بات دل میں رکھ کر پھر اللہ کا نام لیکر ان کو ثواب بخشا جائے تو یہ یقیناً درست طریقہ ہے۔ اس لئے فرمایا کہ بھل نہیں کرنا چاہئے۔ جتنا زیادہ ہو سکے اللہ تعالیٰ کے نام پر انسان کو خرچ کرنا چاہئے اور اپنے محسنوں کے احسان کا کچھ نہ کچھ بدلہ دینا چاہئے۔ خلاصہ اس آیت کریمہ کا جو میں نے پڑھی تھی یہی ہے کہ عند اللہ مقبولیت کی جو دلیل کتاب و سنت میں موجود ہے۔

نیک لوگوں کے دلوں کا کسی طرف جھکاؤ یہ مسلک حنفی اور سلسلہ قادریہ میں سب سے زیادہ پائی جاتی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اسی مسلک اور سلسلہ سے وابستہ رکھے اور ان کے فیوض و برکات سے ہمیں مستفیض فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

استغفر اللہ تعالیٰ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ.

(بشکریہ مجموعہ خطبات اکابر)

تمہید

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کا جو مسئلہ ہے یہ اصل میں چار دینیوں سے متعلق ہے۔ یہودیت، عیسائیت، اسلام اور قادیانیت۔ چاروں دین یہ مانتے ہیں کہ وہ مسیح آنے والے ہیں ایک جھوٹا مسیح ہوگا جس کو ”دجال“ کہتے ہیں اور ایک سچا مسیح ہوگا۔ اب یہودی یہ کہتے ہیں کہ عازا اللہ مسیح علیہ السلام یعنی عیسیٰ علیہ السلام دجال تھے۔ کیونکہ یہ بات بھی چاروں مذہبوں میں تھی کہ سچا مسیح قتل نہیں ہوگا جھوٹا قتل ہوگا اب وہ کہتے ہیں چونکہ ہم نے صلیب پر مار دیا ہے مسیح علیہ السلام کو مریم کے بیٹے کو اس لئے وہ دجال تھا وہ سچا مسیح نہیں تھا۔ عیسائی ان کی بات مانتے ہیں۔ اکثر فرتے عیسائیوں کے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوئے صلیب پر پھر دوبارہ زندہ ہوئے۔ مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ وہ صلیب پر مرے۔

مسیح علیہ السلام کی پیدائش خرق عادت ہے

تو اصل میں پہلی جو بات ہے یہاں سوچنے والی وہ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام ہیں انسان ہی لیکن ان کی پیدائش خرق عادت ہے۔ اس لئے ان کے حالات کو عام انسانوں پر قیاس کر کے سمجھنا مشکل ہے۔

عادت اور خرق عادت

تو پہلے عادت اور خرق عادت کی بات ذہن نشین ہو جانی چاہئے۔ ایک عادت اللہ ہے ایک اللہ کی خاص قدرت ہے خرق عادت۔ عادت یہی ہے کہ سانپ سمیٹنے کے اندے سے پیدا ہو۔ اور خرق عادت یہ ہے کہ مثلاً یہ لاشی سانپ بن جائے۔ اب یہ اگرچہ خرق عادت بنا ہے۔ لیکن یہ ہے سانپ ہی خدا نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ جی چونکہ عام عادت سے الگ ہے اس لئے خدا ہے یا خدا ہی میں کچھ حصہ دار ہو گیا ہے۔ وہ ہے سانپ ہی لیکن خرق عادت ہے۔ آدم علیہ اسلام خرق عادت ہیں بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے حضرت حوا خرق عادت ایک مرد سے پیدا ہوئے اور

حیات مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده ولا
نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!
فساعدوا بالله من الشيطان الرجيم.
بسم الله الرحمن الرحيم.

وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا
فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن
وما قلود يقيناً بل رفعه الله اليه و كان الله
عزيزاً حكيماً.

صديق الله مولانا العظيم وبلغنا رسولہ النبی
الکریم و نحن علی ذلک لمن الشاہدین والشاکرین
والحمد لله رب العالمین رب اشرح لی صدري و يسر لی
امری و احلل عقدة من لساني يفقهوا قولي رب زدنی
علماً و ارزقنی فہما۔ سبحانک لا علمنا الا ما علمتنا
انک انت العلیم الحکیم۔ اللهم صلی علی سیدنا و
مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد و بارک
و سلم و صل علیہ.

حیات مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده ولا
نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!
لعاوذ بالله من الشيطان الرجيم.
بسم الله الرحمن الرحيم.

وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا
فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن
وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه و كان الله
عزيزاً حكيماً.

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسولہ النبی
الکریم و نحن علی ذلک لمن الشاہدین والشاکرین
والحمد لله رب العالمین رب اشرح لی صدری ویسر لی
امری واحلل عقدة من لساني یفقهوا قولی رب زدنی
علماً و ارزقنی فہماً۔ سبحانک لا علملنا الا ما علمتنا
انک انت العلیم الحکیم۔ اللہم صلی علی سیدنا و
مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد و بارک
و سلم و صل علیہ۔

تمہید

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات وفات کا جو مسئلہ ہے یہ اصل میں چار
دینوں سے متعلق ہے۔ یہودیت عیسائیت اسلام اور قادیانیت۔ چاروں دین یہ مانتے
ہیں کہ دوسخ آنے والے ہیں ایک جھوٹا مسیح ہوگا جس کو ”دجال“ کہتے ہیں اور ایک سچا
مسیح ہوگا۔ اب یہودی یہ کہتے ہیں کہ عازف اللہ مسیح علیہ السلام یعنی عیسیٰ علیہ السلام دجال
تھے۔ کیونکہ یہ بات بھی چاروں مذہبوں میں تھی کہ سچا مسیح قتل نہیں ہوگا جھوٹا قتل ہوگا
اب وہ کہتے ہیں چونکہ ہم نے صلیب پر مار دیا ہے مسیح علیہ السلام کو مریم کے بیٹے کو
اس لئے وہ دجال تھا وہ سچا مسیح نہیں تھا۔ عیسائی ان کی بات مانتے ہیں۔ اکثر فرقے
عیسائیوں کے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوئے صلیب پر پھر
دوبارہ زندہ ہوئے۔ مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ وہ صلیب پر مرے۔

مسیح علیہ السلام کی پیدائش خرق عادت ہے

تو اصل میں پہلی جو بات ہے یہاں سوچنے والی وہ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام
ہیں انسان ہی لیکن ان کی پیدائش خرق عادت ہے۔ اس لئے ان کے حالات کو عام
انسانوں پر قیاس کر کے سمجھنا مشکل ہے۔

عادت اور خرق عادت

تو پہلے عادت اور خرق عادت کی بات ذہن نشین ہو جانی چاہئے۔ ایک
عادت اللہ ہے ایک اللہ کی خاص قدرت ہے خرق عادت۔ عادت یہی ہے کہ سانپ
سکھتی کے انڈے سے پیدا ہو۔ اور خرق عادت یہ ہے کہ مثلاً یہ لاٹھی سانپ بن
جائے۔ اب یہ اگرچہ خرق عادت بنا ہے۔ لیکن یہ ہے سانپ ہی خدا نہیں کہ ہم یہ
کہیں کہ جی چونکہ عام عادت سے الگ ہے اس لئے خدا ہے یا خدائی میں کچھ حصہ
دار ہو گیا ہے۔ وہ ہے سانپ ہی لیکن خرق عادت ہے۔ آدم علیہ السلام خرق عادت
ہیں بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے حضرت حوا خرق عادت ایک مرد سے پیدا ہوئیں اور

عادات کو عادات پر قیاس کرتے ہیں جبکہ خرق عادات پر قیاس چلائی ہی نہیں۔

خرق عادات کی مثالیں

دیکھئے مثال کے طور پر اب عادت یہ ہے کہ آدمی تاجینا ہو گیا، جھلی آگئی آپریشن سے جھلی بننا دی جائے یا دوا نہیں ست وہ دوبارہ دیکھئے گئے۔ خرق عادت یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کی قمیض رکھ دی جائے اور یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہو جائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ پھر جائے اور مرثیٰ کی آنکھیں روشن ہو جائیں۔ یہ خرق عادات چیزیں ہیں اللہ کے اختیار میں ہیں۔ ان (لوگوں) کے اپنے اختیار میں یہ نہیں ہیں۔

خرق عادات میں قیاس نہیں چل سکتا

اب آپ دیکھو اس میں قیاس نہیں چل سکتا۔ یعقوب علیہ السلام یقیناً باپ ہیں جبکہ یوسف علیہ السلام بیٹے ہیں۔ اور باپ کا مقام اونچا ہوتا ہے۔ یعقوب علیہ السلام یقیناً اپنا چہرہ انور باحقوں سے دھوئے ہوئے لیکن ان کے مبارک ہاتھ گلے سے بھی بیٹائی نہیں آری اور یوسف کی قمیض رکھنے سے بیٹائی آگئی تو یہاں قیاس نہیں ہو سکتا۔ سیدہ مریم دلیہ ہیں اور زکریا علیہ السلام نبی ہیں اب ولیہ کو بے مومنا پھل مل رہا ہے اور نبی کو نہیں مل رہا۔ نبی اس کو دیکھ کر جوش میں آگئے ہیں کہ جب اس کو بے مومنا پھل مل سکتا ہے تو مجھے بھی بے مومنا پھل مل سکتا ہے اب اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول فرما رہے ہیں ان کو بے مومنا بیٹا دے رہے ہیں۔ یہاں قیاس بالکل نہیں چلتا۔ یہ یقینی بات ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب ہیں اور سیدہ عائشہؓ ان کی محبوبہ ہیں لیکن سیدہ عائشہؓ کو خاوند ہوتے ہوئے بیٹی بھی نہیں دی اللہ نے اور سیدہ مریم کو بغیر خاوند کے بیٹا دیا ہے۔ اب کوئی یوں کہے کہ سیدہ عائشہؓ کا مقام بہت اونچا ہے اس لئے ہم نہیں مانتے کہ سیدہ مریم کو بیٹا بغیر خاوند کے ملا ہوگا۔ تو خرق عادات میں قیاس نہیں چلتا۔ تو ایک تو یہ بات خرق عادات قیاس میں نہیں آتی عادات قیاس میں آتی ہے۔

خرق عادات میں افراط و تفریط

دوسرا خرق عادات میں آج کل جو افراط اور تفریط ہو رہی ہے ایک فریق تو سرے سے انکار کر رہا ہے کہ ہو ہی نہیں سکتا دوسرا فریق کتابیں لکھ رہا ہے ”ذکر“ لکھ دی کسی نے، کسی نے ”الدیوبندیہ“ لکھ دی کہ دیکھو جی یہ سارے مشرک ہیں یہ یوں مانتے ہیں یوں مانتے ہیں۔ یہ دونوں طرف سے افراط و تفریط ہو رہی ہے۔

خرق عادات کے بارے میں چار نکات

خرق عادات کا بارے میں چار لفظ یاد ہو جائیں تو پھر کوئی شبہ ہی نہیں رہتا۔

☆ خرق عادات میں اختیار نہیں

خرق عادات میں نبی یا ولی کا اختیار نہیں ہوتا۔ بالکل انکی مثال خواب ہے۔ چونکہ کشف کا تجربہ ہر آدمی کو نہیں ہوتا خواب کا تجربہ ہر آدمی کو ہوتا ہے اب خواب جو آتا ہے اس میں خواب دیکھنے والے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔

میرا اپنا واقعہ

میں سنایا کرتا ہوں (اپنا واقعہ کہ) چھٹی جماعت کا امتحان تھا سالانہ۔ ریاضی کا پرچہ تھا۔ (امتحان سے ایک رات پہلے) خواب میں پرچارچہ نظر آیا۔ اسی طرح ترتیب سے۔ پھر میں دسویں تک امتحانہ پڑھتا جاؤں امتحانوں تک کہ یا اللہ نظر آجائے مگر بالکل نظر نہیں آیا تو خواب (خرق عادات) میں اختیار نہیں ہوتا۔

☆ خرق عادات میں دوام نہیں

اسی طرح وحی میں الہام میں کشف میں کرامات میں معجزہ میں ولی یا نبی کا اپنا اختیار نہیں ہوتا اور اس میں دوام نہیں ہوتا کہ اگر ایک خواب آج نظر آ گیا اگر کسی اور دن ضرورت پڑے گی تو پھر نظر آ جائیگا۔ اس میں دوام نہیں ہوتا۔ اللہ کے اختیار میں ہوتا ہے۔

دوام نہ ہونے کی چند مثالیں

وہ دن بھی ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے اور چودہ سو صحابہؓ یراب ہو گئے اور وہ بھی ہے کہ حضرت ﷺ ختم فرما رہے ہیں حالانکہ جس کے اختیار میں ہو اس کے لئے ختم کرنا جائز تو نہیں ہے نا۔ تو دوام نہیں ہے اللہ تعالیٰ چاہیں تو مکہ میں حضرت ﷺ تشریف فرما ہیں اور بیت المقدس نظر آرہا ہے اور جب اللہ تعالیٰ نہ دکھانا چاہیں تو چند منٹوں پر حضرت عثمانؓ کے بارے میں خبر آئی کہ ان کو شہید کر دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر کو مان کر بیعت لے رہے ہیں جہاد کے لئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں نہیں دکھایا چند منٹوں کے فاصلہ پر۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہوتا ہے نہ اس میں دوام ہوتا ہے نہ کشف میں اختیار ہوتا ہے۔

☆ خرق عادات میں کلیت نہیں

اس میں کلیت نہیں ہوتی کہ اگر ایک ولی کے لئے کچھ ظاہر ہوا ہے تو سب ولیوں کے لئے مان لیا جائے کہ یہی کچھ ہوگا۔ (یہ غلط ہے)

ایک مثال

اب دیکھئے اس کی ایک مثال بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ:

”بھڑیا انسان کی طرح بات کر رہا ہے؟ بتل انسان کی طرح بات کر رہا ہے۔“

اب بتل کے لئے بتل کی طرح بولنا اس کے اختیار میں ہے لیکن انسان کی طرح بولنا اس کے اختیار میں نہیں۔ پھر یہ کہ اس کے یہ بھی اختیار میں نہیں کہ جب چاہے بتل کی طرح بولے جب چاہے انسان کی طرح بولے دوام بھی نہیں پھر ایک بھڑیئے اور بتل کا سن کر یہ مان لینا کہ سارے بھڑیئے اور بتل انسانوں کی طرح بولتے ہیں یہ کلیت ہے۔ تو خرق عادات میں نہ اختیار ہے نہ دوام ہے نہ کلیت ہے۔

☆ کرامات میں قطعیت نہیں

اور خاص طور پر کرامات میں تو قطعیت بھی نہیں ہوتی، معجزہ اگر قطعی الثبوت ہوگا تو اس میں قطعیت آجائے گی لیکن کرامات وغیرہ میں قطعیت بھی نہیں ہوتی۔ تو یہ چار باتیں ہوں ذہن میں تو پھر یہ سارے نئے قسم ہو جاتے ہیں۔

مسلم اور عیسائی ذہنیت کا فرق

اب اس کی عام فہم مثال عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں۔ قرآن پاک یقیناً عیسائیوں کے گمراہ ہونے کے بعد دنیا میں نازل ہوا ہے اور عیسائیوں کی گمراہی میں معجزات عیسیٰ کا بڑا دخل تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے معجزات قرآن سے نکالے نہیں کہ اس وجہ سے گمراہ ہوئے تھے لہذا انہیں نکال دیا جائے کیونکہ اس میں نہ تو خدا کا کوئی قصور تھا (معاذ اللہ)۔ نہ عیسیٰ علیہ السلام کا قصور تھا، قصور تو عیسائی ذہنیت کا تھا۔ اب یہی جب معجزات مسلمان پڑھتے ہیں تو چونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ معجزہ اللہ کی قدرت ہے اس لئے ان کو ہر معجزہ دلیل توحید نظر آتا ہے۔ ہر معجزہ اللہ کی قدرت دکھائی دیتا ہے تو ان کی توحید پختہ ہوتی ہے۔ یہی معجزہ جب عیسائی بیان کرتا ہے اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کا اقتدار ثابت کرتا ہے تو وہ ہر معجزے سے شرک نکال رہا ہے۔ تو قصور معجزہ کا نہیں بلکہ عیسائی ذہنیت کا ہے۔

اب وہ ”زلزلہ“ والا یا غیر مقلدین جتنی بھی کتابیں لکھ رہے ہیں دیوبندیوں کے خلاف خواہ تبلیغ نصاب (فضائل اعمال) کے خلاف ہوں یا دوسری کتابوں کے خلاف اس میں اور کوئی بھی بات نہیں (سوائے ذہنیت کے فرق کے)۔

صاحب ”الدیوبندیہ“ کی عیسائی ذہنیت

جب ”الدیوبندیہ“ کتاب میرے پاس لائے اور میں نے دیکھی تو میں نے کہا کتاب میں تو کوئی بات ایسی نہیں جو قابل جواب ہو۔ البتہ جو باہر (ناپاک) نام لکھا ہوا ہے (مصنف کا) یہ قابل اصلاح ہے کہ طالب حسین کی جگہ طالب مسیح لکھا

ہوتا۔ تو بس سادہ جواب یہی ہے کیونکہ ہم اپنے بزرگوں کی کرامات کو پڑھتے ہیں اسلامی ذہن سے۔ اس لئے خدا کا فضل سمجھتے ہیں تو ہمیں ہر ہر کرامت اللہ کا فضل نظر آتی ہے۔ خدا کی قدرت نظر آتی ہے اللہ کی توحید نظر آتی ہے۔ اس نے چونکہ ہمارے بزرگوں کی کرامات کو عیسائی ذہن سے پڑھا ہے تو قصور اس کی عیسائی ذہنیت کا ہے۔ اس کا علاج ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذہن کو عیسائیت سے ہٹا کر اسلام پر لے آئے تو پھر یہی کرامات اس کو دلیل توحید نظر آئیں گی۔

عثمانی یارٹی و جال کی ایجنٹ ہے

چونکہ قیامت قریب ہے و جال نے آنا ہے۔ اس لئے کپٹن عثمانی و جال کا ایجنٹ بن گیا ہے پہلے کہا ایسا نہیں ہو سکتا، نہیں ہو سکتا۔ بس اب جب و جال آئے گا اس کے ہاتھ پر خوارق ظاہر ہونگے استدراج کے طور پر تو پھر عثمانی کہیں گے کہ ہمارا اللہ میاں آ گیا ہے۔ دیکھو نا! یہ وہ کام دکھا رہا ہے جو عام انسان نہیں دکھا سکتے تو سارے اسکے مرید بن جائیں گے جا کے۔ تو اس لئے اسدی بڑیا عثمانی ہوئے سارے و جال کے ایجنٹ ہیں اس کے آنے کی تیاری ہو رہی ہے۔ ذہن سازی ہو رہی ہے کہ و جال آئے تو اس کو فوج تیار مل جائے۔ تو خیر یہ بات تو ضمنی طور پر آگئی (اب میں موضوع سے متصل ہوتا ہوں)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو ہیں ان کی پیدائش چونکہ خرق عادات ہے اس لئے ان کو عام حالات پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن یہ کہنا بھی غلط ہے کہ چونکہ خرق عادت سے پیدا ہوئے ہیں تو وہ معاذ اللہ خدائی میں شریک ہیں نہ یہ اذنی خدائی میں شریک ہے نہ وہ ساپ خدائی میں شریک ہے۔ کوئی بھی خرق عادات چیز خدائی میں شریک نہیں۔ قدرت ساری اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہے اور چونکہ ان میں مسیح جبرئیل کا اثر ہے

فصلحنا فیہا من روحنا (الانبیاء: ۹۱)

”اور پھر ہم نے ان میں (بواسطہ جبرئیل) اپنی روح پھونک دی۔“
تو اس لئے جبرئیل کے اثرات تھے کہ آپ پھونک مارتے تھے تو اللہ تعالیٰ زندگی

عطا فرما دیتے۔ چونکہ جبرئیل روح القدس ہیں نا۔ تو مریم کی وجہ سے والدہ کی وجہ سے ان کو دنیا میں رہنا بھی ضروری تھی اور پھر جبرئیل کے مقام پر بھی جانا ضروری تھا۔ کیونکہ جبرئیل کی عمر تو بہت لمبی ہے تو اگر ان کو لمبی عمر ملی ہے تو وہ بھی خرق عادات جبرئیل کی وجہ سے کہ جبرئیل کے نقشہ کا یہاں اثر ہے۔

مسئلہ حیات مسیح

اب رہا یہ مسئلہ کہ وہ اس وقت حیات ہیں یا نہیں؟ تو یہودی اور عیسائی تو ان کی وفات کے قائل ہیں صلیب پر قرآن پاک ان کے بعد نازل ہوا ہے عیسائی اب کہتے ہیں کہ وہ زندہ موجود ہیں۔ قرآن پاک جب بعد میں آیا تو اس نے عیسائیوں کی اصلاح کی عیسائیوں کے جو بھی غلط عقیدے تھے وہ کہتے تھے خدا تین ہیں قرآن نے صاف کہا:

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثہ (المائدہ: ۷۳)

”بلاشبہ وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تین میں کا ایک ہے۔“

وہ کہتے ہیں مسیح علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں قرآن نے کہا:

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسیح ابن مریم (المائدہ: ۷۴)

”بے شک وہ لوگ کافر ہو چکے جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم ہیں۔“
صلیب کا اقرار کرتے تھے قرآن نے صاف کہا کہ صلیب نہیں ہوئی۔ اگر اس حیات کا عقیدہ بھی غلط ہوتا تو قرآن صاف لفظوں میں اس حیات کو رد کر دیتا۔ جس طرح عیسائیوں کے باقی غلط عقائد کو رد کیا۔ قرآن پاک جو آیا ہے آخر میں سب میں فیصلہ دینے کے لئے اس لئے قرآن پاک نے فیصلہ میں بتایا:

وما قتلوه

”مسیح علیہ السلام کو کسی نے جان سے نہیں مارا“

انگریزی میں لفظ *kill* اور عربی میں ”قتل“ دونوں ہم معنی ہیں۔ کسی کو جان سے مار دیا جائے گا گھونٹ کر مار دو گھوارے سے گلوے کر دو آگ میں جلا دو پانی میں

غرق کر کے مارا وہ اس کو انگریزی میں Killa کہتے ہیں عربی میں ”قل“ کہتے ہیں۔
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کسی نے جان سے نہیں مارا۔ اس کا رد کر دیا قرآن پاک
نے آگے ترقی کر کے فرمایا کہ جو ذریعہ بتاتے (مسیح علیہ السلام کے) قتل کا فرمایا:

وما صلیوہ

”ان کو سرے سے لٹکڑی پر لٹکایا ہی نہیں گیا۔“

میں گے تو تب جب صلیب پر لٹکیں گے۔

اب دیکھو قرآنی قرآن میں مانتا بالکل وہ کہتا ہے دو چہرہ ہوں کہ درمیان صلیب پر
لٹکایا گیا یہودیوں کی بات مانتا ہے اور وہ (یعنی مسیح) صلیب پر ادا ہوا ہو گیا۔ اب
قرآن نے بتایا:

وما قتلوہ

”مسیح علیہ السلام کو کسی نے جان سے نہیں مارا۔“

وما صلیوہ

”اور کسی نے مسیح علیہ السلام کو سرے سے لٹکڑی پر لٹکایا ہی نہیں۔“

اب یہ شور مچا کہ یہ جو سب یہودی عیسائی کہہ رہے ہیں کہ صلیب پر فوت ہوئے تو یہ
کہاں سے ہوا؟

ایک مناظرہ

چنانچہ ایک مناظرہ میں ایک پادری مجھ سے کہنے لگا کہ تو اتر بردین میں
حجت ہے اور قرآن نے تو اتر کا انکار کر دیا ہے۔ عیسائیوں اور یہودیوں دونوں میں یہ
بات متواتر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر مرے۔

میں نے کہا: آپ نے تو اتر کا لفظ کسی مولوی سے سنا تھا معنی بھی پوچھ لیتا تھا۔ یہ تو اتر
نہیں تھی افواہ تھی جس کو انگریزی میں (Base less) کہتے ہیں بے بنیاد بات۔
افواہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ ہر ایک کے منہ پر ہے۔ بات پھیل جاتی ہے فرق یہ ہوتا
ہے انگریزی میں اس کو (Base less) کہتے ہیں اس لیے کہ اس کی کوئی بنیاد نہیں

ہوتی۔ جبکہ تو اتر کی بنیاد ہوتی ہے کہ جہاں مسیح علیہ السلام کو صلیب دیا گیا اسنے لوگ
اس کو دیکھنے والے ہوئے اور پہچاننے والے ہوئے اور اگر بیان کرتے تو پھر تو ہوتا
تواتر۔ اور وہاں تو مسیح کو پہچاننے والا کوئی ہے ہی نہیں کیونکہ جو گرفتار کرنے گئی ہے وہ
رومی پولیس ہے وہ مسیح کو جاتی ہی نہیں تھی اس لئے اس کے شاگردوں کو رشوت دینی پڑی
کہ ہٹا کر مسیح کون ہے؟ اور ہائی شاگرد سارے بھاگ گئے تھے۔ تو مسیح کے پہچاننے
والا آدمی وہاں سرے سے کوئی ہے ہی نہیں۔ اس لئے تو اتر تو کچھ یہاں کم از کم وہاں
دیکھنے والے چاہئیں وہ بھی نہیں ہیں جو جانتے ہوں کہ یہ مسیح ہے تو اس لئے اللہ تعالیٰ
نے بتایا یہ نہیں کہا کہ صلیب نہیں ہوئی واقعہ صلیب متواتر ہے لیکن اس صلیب پر جو مرا
ہے۔ وہ مسیح ہے یہ افواہ ہے تو اتر نہیں ہے فرمایا:

وما قتلوہ وما صلیوہ اب ”لکن“ آیا ”لکن“ سے پہلے جس بات کی نفی ہوتی ہے
”لکن“ کے بعد اثبات ہوتا ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ کیا آج ڈاکٹر علامہ خالد محمود
صاحب آئے ہیں یہاں جامعہ مسجد الفلاح میں؟ آپ کہیں نہیں لیکن مفتی رشید
صاحب اب کیا مطلب ہوا کہ (علامہ صاحب تو نہیں آئے لیکن مفتی صاحب) آئے
ہیں جس طرح نفی پہلے ہے اسی طرح اثبات ہوا۔

(انوار ۱۵۷)

وما قتلوہ وما صلیوہ ولكن شبه لهم

”حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو صلیب پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو
گیا۔“

کہ کسی کو مارا ضرور ہے صلیب پر لیکن وہ مسیح نہیں تھا ”مثلی مسیح“ تھا میں ترجمہ مثلی کیا
کر رہا ہوں کہ وہ مسیح سے ملتی جلتی ایک شکل تھی وہ کوئی ”مثلی مسیح“ تھا اب یہ بات تو
ذہن میں صاف ہوگئی کہ مسیح علیہ السلام جو ہیں ان کو صلیب پر مارا نہیں گیا وہ مسیح علیہ
السلام سے ملتی جلتی شکل تھی جس کو صلیب پر مار دیا گیا۔ اب لوگوں میں یہ افواہ پھیلا
دی گئی تاکہ لوگ یہ سمجھیں مسیح علیہ السلام مار دیئے گئے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے صاف فرما
دیا کہ جو اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح علیہ السلام مرے ہیں صالحہم بہ من علم ان
کا نام و نشان تک کہیں نہیں۔ اور تو اتر کی بنیاد ظلم پر ہوئی ہے۔ اس لئے وہ ایک افواہ

ہے جو انہوں نے پھیلا دی تھی غلط افواہ تھی۔ اب یہ بات تو صاف ہوگئی کہ مسیح علیہ السلام تو صلیب پر نہیں مرے بلکہ کوئی ”مثیل مسیح“ صلیب پر مرنا تھا۔ لیکن مسیح علیہ السلام کو کسی نے دیکھا نہیں کہ گئے کہاں؟ فرمایا:

وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ (اشعراء: ۱۵۷-۱۵۸)

”اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو خدا نے تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھایا۔“

مسیح علیہ السلام کو یقیناً کسی نے نہیں مارا قتل کیا بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھایا۔ اب بسل کے بعد دفع کا لفظ آیا ہے۔ دفع کا معنی کا صید ہے۔ یعنی جس وقت وہ کسی ”مثیل مسیح“ کو سولی دے رہے تھے اس سے پہلے مسیح اٹھائے جا چکے تھے۔ اب اس سے پہلے زمانہ واضح میں حضرت مسیح علیہ السلام اٹھائے جا چکے تھے۔

منظرہ میں مرزائی کا سوال

ایک مناظرہ میں مجھے

مرزائی کہنے لگا: جی دفع کے کتنے معنی ہوتے ہیں؟

میں نے کہا: دس کروڑ ہونگے۔

لیکن یہاں ایک ہی معنی بننا ہے یہاں کوئی اور معنی نہیں بنتا۔ دنیا میں کوئی زبان ایسی نہیں جس میں حقیقت اور مجاز کا مسئلہ نہ چھڑتا ہو۔ لفظوں کے حقیقی معنی بھی ہوتے ہیں مجازی معنی بھی ہوتے ہیں۔ لیکن یہ سارا جھگڑا اسی وقت تک ہے جب آپ لفظ کو آیت سے نکال کر الگ رکھ کر بحث شروع کر دیں۔ اب ایک لفظ ”شیر“ ہے میں کہتا ہوں یہاں اس سے ”دندہ“ مراد ہے۔ کتنا شیر ہے آگے پیچھے کچھ نہیں لکھا اور آپ مجھے کہتے ہیں کہ یہاں اس سے ”بہادر آدمی“ مراد ہے۔ اب میں بھی شیر پڑھ رہا ہوں اور آپ مجھے شیر پڑھ رہے ہیں ہم ساری عمر بھی پڑھتے رہیں تو فیصلہ کوئی نہیں ہوگا کیونکہ یقیناً وہ ہزاروں شیروں میں مجازی طور پر بھی استعمال ہوا ہے اور حقیقی معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔

باطل فرقوں کا شیوہ

تو ان باطل فرقوں کا دھوکا یہی ہوتا ہے کہ یہ سیاق و سباق سے لفظ الگ رکھ کر بحث شروع کر دیتے ہیں اگر وہ سیاق و سباق میں رہیں تو پھر جھگڑا ہوتا ہی نہیں اب یہی لفظ شیر ہے اب میں فقرہ لکھتا ہوں کہ یعنی:

”چڑیا گھر میں شیر کا بچہ اٹاؤ گیا اس نے دیکھنے والے پر حملہ کر دیا وہ بے چارہ اسپتال پہنچنے سے پہلے ہی توڑ گیا۔“

یہاں سب سمجھ جائیں گے کہ شیر بمعنی دندہ مراد ہے۔ لاکھوں جگہ بھی شیر بمعنی بہادر آدمی آیا ہوتا ہے پورا فقرہ سننے کے بعد وہ سارے یہی کہیں گے کہ یعنی یہاں شیر بمعنی دندہ مراد ہے۔ یہاں بہادر آدمی مراد نہیں۔

اب میں نے دوسرا فقرہ لکھا کہ:

”کہو مجھے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں ہمارا شیر غلغلہ کر کے السٹج پر پہنچ چکا ہے ابھی بیان شروع کرے گا۔“

اب کروڑوں جگہ شیر بمعنی دندہ آیا ہو لیکن یہ سیاق و سباق بتا رہا ہے کہ یہاں بہادر آدمی مراد ہے دندہ مراد نہیں کیونکہ وہ (شیر دندہ) تقریر نہیں کرتا، نیچر نہیں دیتا۔

تو میں نے کہا کہ مجازی و حقیقی معنی ہر زبان میں ہوتے ہیں لیکن سیاق و سباق سے معنی متعین ہوتا ہے لفظ کو وہاں سے اٹھا کر اس کمرہ میں لے جائیں اور پھر بحث شروع کر دیں تو ساری عمر بھی بحث کرتے رہیں تو کوئی فائدہ نہیں۔

اب جو کچھ یہاں ماحول ہے اسی کو آپ سامنے رکھیں کہ ہم یہاں بیٹھے ہیں دو آدمی آتے ہیں بڑے پریشان کیا کیا ہے؟ جی وہ چودھری صاحب تھے نا؟ دشمن آج ان کو قتل کرنے آگئے تھے۔ انہوں نے گھیراؤ کر لیا مین موقع پر ان کا ایک دوست آیا وہ ان کو کار میں اٹھا کر لے گیا اب یہاں کوئی بچہ کوئی پاگل بھی نہیں کہے گا کہ یعنی چودھری کو تو قتل کر دیا تھا ان کا دوست ان کی روح کو کار میں رکھ کر لے گیا

اس کو قتل کر دیا تھا چونکہ دو شیخ اہل حدیث صاحب تھے ان کی صفت شیخ الحدیث کو کار میں رکھ کر لے گئے کیونکہ وہ ایمانی تھے لہذا ان کو قتل کر دیا لیکن ان کی ایمانی اے صفت جو تھی اس کو کار میں رکھ کر لے گئے کوئی پاگل بھی دنیا میں ایسا نہیں ملے گا جو اس بات کا انکار کرے کہ وہ جس جسم کو قتل کرنے آئے تھے اسی جسم اور روح کو زندہ کار میں بخاکر لے گئے ہیں اس کے علاوہ اور کوئی مطلب کسی کے ذہن میں آ سکتا ہی نہیں ہے تو میں نے کہا رفیع کے لاکھوں معنی بھی ہوں لیکن یہ سیاق و سباق بتا رہا ہے کہ یہاں رفیع سے مراد جسمانی رفیع ہے اسی لئے مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہاں "جسمانی رفیع" مراد ہے اب یہ بات بھی پوری ہوگئی کہ مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اغتالیا۔

ایک مضمون

اب ایک مضمون۔ رہ گیا کہ جب وہ اغتالے گئے تو:

کل نفس ذائقۃ الموت (آل عمران ۱۸۵)

"ہر زبان کو موت کا مزہ چکھتا ہے۔"

آخر یہ تو سب کے لئے وعدہ ہے نا۔ اب یہ وعدہ ان کے لئے بھی پورا ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو وہیں ہوتا ہے یا پھر وہ زمین پر آئیں گے؟ یہ ابھی سوال ذہن میں باقی ہے اللہ تعالیٰ نے جواب دیا:

وان من اهل الكتاب الا یؤمنن بہ قبل موتہ (انعام ۱۵۹)

"اور ان میں سے کوئی اہل کتاب میں سے محمد وہ ایمان لائیں گے ان پر ان کی موت سے پہلے"

اب اہل کتاب زمین پر ہستے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ یقیناً ضرور ضرور یہاں نازل ہوں گے جہاں اہل کتاب ہستے ہیں تو یہاں ان کا آنا ثابت و دور با ہے زمین پر اور یہاں یہ ایک ہی آیت قرآن میں ہے جہاں ان کے لئے لفظ موت آیا ہے لیکن اس زمانہ کو قتل موت کا زمانہ کہا جا رہا ہے اس پر اس مناظر نے مجھے کہا کہ یہ عموم کا صیغہ ہے تو جتنے اہل کتاب مرتے جا رہے ہیں اب صلی علیہ السلام نہیں آئے تو ان کا کیا

ہے گا؟ میں نے کہا آپ کو نہ بات کرنے کا سلیقہ ہے نہ بات سمجھنے کا سلیقہ ہے ایک آدمی کہتا ہے کہ قاری صاحب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا دے تو میں پورے مدرسہ کے اساتذہ کی دعوت کروں گا قاری صاحب نے دعا فرمادی اب دس سال کے بعد بیٹا ہوا اس دعا کا مطلب یہ نہیں کہ جس دن دعا ہوئی ہے اس دن سے دس سال تک نہ یہاں کوئی نیا استاد آئے نہ پرانا جائے نہ کوئی نیا پیدا ہو نہ کوئی پرانا فوت ہو بلکہ جس دن یہ بیٹا پیدا ہوگا اس دن جو یہاں کا اساتذہ ہوگا اس کی دعوت کرنی ہوگی۔ اور سارے اس کا مطلب یہی سمجھیں گے تو جب مسیح علیہ السلام دوبارہ نازل ہوں گے اس کے بعد یا جہاد یا اسلام اور کچھ باقی نہیں رہے گا اس وقت لوگ ان پر ایمان لائیں گے اب دو کب نازل ہوں گے؟ یہ اس آیت میں ذکر نہیں دوسری آیت میں ہے:

انہ لعلم للساعة (الزمر ۳۱)

"کہ چٹیک صلی علیہ السلام قیامت کی علامات میں سے ہیں۔"

اس سے یہ پتہ چلا کہ وہ قیامت کے قریب نازل ہوں گے تو قرآن پاک نے یہ ساریاں یہودیوں کے خلاف جو فیصلہ سنایا ہے اس میں ان کے رفیع کو باطل مانا ہے زندہ مانا ہے۔

یہاں میں ایک بات عرض کر رہی ہوں جس سے میرا مناظرہ ہوا تھا اس کا نام محمد رضا تھا (پہلے وہ غیر مقلد تھے بعد میں) مرزا کی بنا۔ ان کا مبلغ تھا پوری زندگی وقف تھی اس کی۔ انجیل برنباں بیچنے ہمارا ایک ساتھی چلا گیا رہوئے تو یہ اس کے ساتھ کنبہ لگے مناظرہ کر لود کہنے لگے مجھے کتنا آتا نہیں آپ اذکار و آجائیں کرا یہ میں دے دوں گا آنے جانے کا وہ اذکار کیا (اور آکر کہتے لگا) کہ میں نے حیات مسیح پر اکتیس مناظرے کئے ہیں آج تیسواں ہے میں نے کہا اللہ خیر کرے گا میں نے کہا آپ ایسا کریں آپ وہاں اپنے عربی کے پاس جائیں میں پچیس آدمی ساتھ لائیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں مجھے کہیں کہ میں ایسا تھا رہا نہ جتنے آدمی آپ لائیں گے ہم اس سے دو کم بھانسیں گے تاکہ کچھ پر کوئی رعب نہ ہو ہماری مجلس کا۔ ہم مسجد میں بھی نہیں بیٹھیں گے بلکہ دوکان پر بیٹھیں گے بیٹھ گئے۔

میں نے کہا: ویکٹوریام پیٹھی میں بات اس طرح کریں کہ ان بے چاروں کا فائدہ ہو۔ اس بات کو ہم دونوں مانتے ہیں کہ مسیح نے آتا ہے البتہ اختلاف یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں جو مسیح پہلے آئے تھے انہوں نے ہی آتا ہے مرزا کہتا ہے کہ وہ (مسیح) فوت ہو گئے ہیں اب کوئی مثل مسیح آئے گا۔

کہنے لگا: جی بالکل ہم یہی کہتے ہیں۔

میں نے کہا: دیکھیں اس کو مثال سے سمجھیں ایک آدمی جا کر عدالت میں درخواست دیتا ہے کہ زید فوت ہو گیا ہے میں اس کا وارث ہوں اس کی جائیداد میرے نام پر منتقل کر دیجئے تو عدالت اس سے دو چیزیں مانگے گی (۱) زید کی موت کا سرٹیفکیٹ لاؤ اگر وہ فوت ہو گیا ہے تو (۲) تو کیا لگتا ہے اس کا؟ اب تمہارے ذمہ بھی دو سرٹیفکیٹ ہیں۔ آخر عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ مرزا کو بھٹاتا ہے یا نہ؟ تو پہلے تو یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں ماضی کا صیغہ ہو اور یہ کہ وہ فوت ہو چکے ہیں جس عدالت میں رکھ دی جائے وہ آیت یا حدیث وہ حج مانے کہ یہ موت کا سرٹیفکیٹ ہے دوسرا سرٹیفکیٹ یہ کہ مرزا مسیح علیہ السلام کا کیا لگتا ہے؟

مولانا جانندھری فرما رہے تھے کہ میں ایک مرتبہ سفر میں تھا تو ایک مسجد تھی میں نے سوچا چلو نماز پڑھ لیں دو رکعت۔ وضو تو ہے ہی تین آدمی بیٹھے ہیں ایک آدمی کہنے لگا عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں دو آدمی کہتے ہیں نہیں ہوئے ہیں وہ کہتا ہے ہو گئے ہیں وہ کہتے نہیں ہوئے ہیں (بس اتنی بات) فرمانے لگے کہ میں سلام پھیر کر قریب ہو گیا ان آدمیوں کے کیونکہ ان میں ایک آدمی بے ایمان لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا: کون فوت ہو گیا ہے؟

کہنے لگا: عیسیٰ علیہ السلام۔

میں نے کہا: اچھا مجھے پتہ ہی نہیں چلا دعا کرو میں نے ہاتھ اٹھائے اور منہ پر پھیر لیا پھر میں نے کہا: اگلی بات کرو اب کیا ہے؟ وہ تو کام ہو گیا ہے ہم نے دعا مانگ لی ہے۔

کہنے لگا: مرزا جی مسیح موعود ہیں۔

میں نے کہا: کیسے؟

کہنے لگا: اور کون مسیح موعود ہے؟

میں نے کہا: میں

کہنے لگا: آپ کیسے مسیح موعود ہیں؟

میں نے کہا: میں مسلمان مسیح نہیں بن سکتا اس کا فرنے ہی مسیح بننا ہے؟

جب مولانا نے اتنی بات کی وہ مرزا کی اٹھ کر بھاگے مولانا اس کو پکڑیں وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئی جاننے والا آ گیا ہے میں نے جب اس سے یہ کہا کہ یہی دو سرٹیفکیٹ پیش کریں اب اس نے جو سرٹیفکیٹ پیش کیا پہلے آیت پڑھی:

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران: ۱۳۳)

”اور محمدؐ کمرے رسول ہی ہیں“ آپؐ سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔“ میں نے کہا: سرٹیفکیٹ اچھا ہے نام ہی نہیں ہے عیسیٰ علیہ السلام کا اس میں آج تک ایسا سرٹیفکیٹ دیکھا نہیں کہ جس کا سرٹیفکیٹ ہو اس کا نام ہی نہ ہو۔ (اب وہ مرزا کی ترجمہ کرتا ہے):

”نہیں ہیں محمدؐ رسول“ مرچکے آپؐ سے پہلے سارے رسول“

اب وہ دوکان کتابوں کی تھی۔ میں نے کہا بھی جس کا وضو ہے قرآن ترجمہ والا اٹھا لو۔

میں نے کہا: یہ ”سارے“ کس کا ترجمہ کیا ہے؟

کہنے لگا: یہاں جمع کا صیغہ نہیں ہے؟

میں نے کہا: جمع تو تین پر بھی آتی ہے۔ قرآن میں ہے:

يَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ (البقرہ: ۱۱)

”اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق۔“

تو کیا سارے ہی نبی قتل ہوئے۔ ایک بھی طبعی موت نہیں مرا؟ اور موت کس کا ترجمہ کیا ہے؟

کہنے لگا:

خلت کا۔

میں نے کہا: واذا خلوا الى شياطينهم (البقرہ: ۱۳) کا مطلب کیا ہے؟

کہنے لگا:

(اپنا ترجمہ اٹھایا) اور گزر چکے آپ سے پہلے کئی رسول۔
میں نے دیکھا: یہاں (لفظ) ”مکتی“ ہے ترجمہ میں۔ اب سب نے آنکھوں سے
دیکھا ترجمہ میں یہاں ”سب“ نہیں ہے۔

کہنے لگا:

(جلدی سے) کل نفس ذائقۃ الموت۔ کیا یہ موت کا
منطقیت نہیں ہے۔

میں نے کہا:

اچھا ہر کی موت کا منطقیت ہے؟

کہنے لگا:

جی ہاں سب کا۔

میں نے کہا:

بس ایک دفعہ پڑھ لی ہے دوبارہ نہ پڑھنا میرے سامنے۔

کہنے لگا:

کیوں؟

میں نے کہا:

میں تیری بیوی کو لکھ کر بھیج رہا ہوں کہ تیرا شوہر مر گیا ہے تو آگے

نکاح کر لے اور جائیداد پر قبضہ کر کے بیٹھ جا۔

کہنے لگا:

کیوں؟ ایسا نہیں ہو سکتا۔

میں نے کہا:

جب تیری موت کا منطقیت نہیں ہے تو یہ عیسیٰ علیہ السلام کی

موت کا منطقیت کہاں سے بن سکتا ہے۔ اور میں نے کہا وہ تو

دعہ موت ہے

کہنے لگا:

اچھا جی میں وہ آیت پڑھتا ہوں جس میں نام ہوگا عیسیٰ علیہ

السلام کا۔

میں نے کہا:

پڑھو۔ مکتی تو ہم چاہتے ہیں وقت ضائع نہ کرو۔

کہنے لگا:

وَاذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنِي مَتَوَلَّيْكَ اَنْتَ وَمَتَوَلَّيْكَ الْوَالِدُ

(آل عمران: ۵۵)

یہ آیت پڑھ کے لوگوں کو خطاب کر کے کہتا ہے کہ دیکھو مولوی بڑے ضدی
ہوتے ہیں کچھ بات کا ماننا ان کی قسمت میں ہوتا ہی نہیں۔ ہر شہر میں ہر گاؤں میں
ایک رجسٹر چوکیدار کے پاس ہوتا ہے موت اور پیدائش کا رجسٹر اس میں لکھا ہوتا ہے
متوفی فلاں متوفی فلاں متوفی فلاں۔ آپ بتائیں کہ اس مطلب کیا ہوتا ہے۔ لوگوں

نے کہا مرا ہوا۔ تو آپ سارے مان رہے ہیں کہ معنی مرا ہوا ہے لیکن حمال ہے کہ یہ
مولوی مان جائیں یہ بالکل نہیں مانیں گے۔ بچے بچے کو پتہ ہے کہ اس کا معنی مرا ہوا
ہوتا ہے لیکن یہ مولوی بالکل نہیں مانیں گے۔

میں نے کہا: میں تو مانتا ہوں۔

کہنے لگا: آپ مانتے ہیں۔

میں نے کہا: بالکل۔

کہنے لگا: پھر سر منطقیت بن گیا یا نہیں؟

میں نے کہا: بن گیا۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا نہیں بنا۔

کہنے لگا: پھر کس کی موت کا بنا ہے؟

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی موت کا بنا ہے۔

کہنے لگا: وہ کیسے؟

میں نے کہا: ترجمہ کرو۔

و معنی اور اذ معنی جب قال اللہ کہا اللہ نے (اللہ کہہ رہے

ہیں) یا عیسیٰ اے عیسیٰ ' انی متوَلَّيْكَ ' بے شک میں مرا ہوا ہوں۔ کیونکہ

تو نے تو جو کیداروں والا معنی لگاتا ہے ناں۔ لہذا اللہ کی موت کا منطقیت بن گیا ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا سر منطقیت نہیں بنا ہے۔

کہنے لگا: میں نے اکتیس بتیں منظرے کئے ہیں کہیں کبھی مجھے یہ جواب

دیا ہی نہیں۔

میں نے کہا: اب تو جواب ہو گیا نا۔

کہنے لگا: یہ اسم فاعل ہے۔

میں نے کہا: اب ترجمہ کر یہ تو مستقبل ہو گیا۔ یہاں ہے موت دوں گا یہ تو میں

بھی مانتا ہوں کہ قیامت سے پہلے موت ان کی آئی ہے۔ ابھی

یہ سر منطقیت نہیں بنا میں نے کہا: دیکھو اب اس آیت کا ترجمہ

مجھ سے سنو۔ اس سے پہلے کیا ہے:

و مکروا و مکروا و الله خیر الماکرین (آل عمران: ۵۴)

”اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والے ہیں۔“

یہودی مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے تیار ہیں اور انہوں نے قتل کی تدبیر بھی شروع کر دی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو بچانے کی تدبیر کر رہے ہیں۔ لازمی بات ہے کہ اللہ کی تدبیر بہترین تدبیر تھی۔ ان یہودیوں کی تدبیر میں چار چیزیں تھیں:

(۱)..... مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرنا ہے۔

(۲)..... مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھانا ہے۔

(۳)..... پھر ان کی لاش کو ذلیل کرنا ہے۔

(۴)..... ان عتیوں کا مقصد کیا تھا کہ آپ کا ماننے والا کوئی نہ رہ جائے۔

اب جو ترجمہ قادیانی کرتے ہیں یا مگرین حیاتِ مسیح کرتے ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟

واذ قال الله یاعیسیٰ انی متوفیک

عیسیٰ علیہ السلام بیٹھے ہیں، یہودی قتل کرنے آرہے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ تسل دے رہے ہیں کہ عیسیٰ نکل کر (تجے) میں ماروں گا تو اللہ تو یہودیوں کے ساتھ مل گیا، یہودیوں کے ذمہ کوئی کام تو نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ تسل دے رہے ہیں کہ یہودیوں نے کیا مارتا ہے میں مارتا ہوں تجھے۔

میں نے کہا: یہ نہیں پہنچا بات تھی کہ یہودی مسیح کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔

اللہ نے کہا: انی متوفیک

میں تجھے اپنے قبضہ میں لے لوں گا وہ تجھے گرفتار کرنا تو کجا تیرے قریب بھی نہیں آسکیں گے۔ سورۃ مائدہ میں آیت ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام پر احسان فرمائیں گے۔

واذ کلففت بنی اسرائیل عنک (المائدہ: ۱۱۰)

”اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے (یعنی تمہارے قتل و ابلاک سے) بعض رکھا

تھا۔“

”عن“ عربی زبان میں Preposition (حرف عطف ہے) یہ Both (دونوں) کے لئے آتا ہے۔ کہ ان کو قریب بھی نہیں آنے دینگے ان کو دور بھی رکھیں گے کہ قریب آکر مسیح کو گرفتار ہی کرتے تو اللہ تعالیٰ احسان جتلائیگے کہ میں نے ان کو تیرے قریب بھی نہیں آنے دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قبضہ میں لے لیا:

اذ قال الله یا عیسیٰ انی متوفیک (آل عمران: ۵۵)

”جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں نے لوں گا تجھ کو۔“

اب وہ جسم اور روح کو قتل کرنا چاہتے تھے تو اسی جسم اور روح کو اللہ نے اپنے قبضہ میں لے لیا اب گرفتاری کے بعد وہ صلیب پر چڑھانا چاہتے تھے اللہ نے کہا میں آسمان پر چڑھاؤں گا:

ورافعک الی

میں تمہیں اپنی طرف اٹھاؤں گا اب یہ تدبیر ہے نا ان کی تدبیر کامیاب نہیں ہو سکی اللہ کی تدبیر کامیاب ہو گئی اللہ نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ ان کی تدبیر تھی کہ مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھائیں گے اور اللہ کی تدبیر یہ تھی کہ آسمان پر چڑھائیں۔

ورافعک الی و مطہرک من الذین کفروا (آل عمران: ۵۵)

”اور اٹھاؤں گا اپنی طرف اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں۔“ وہ جو صلیب پر آپ کی نقش خراب کرنا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان سے پاک رکھا اور ان کے گندے ہاتھ اوپر پہنچے ہی نہ سکے اور سارا وہ کھیل یہ کس لئے کھیل رہے تھے کہ آپ کے نام لیوا دنیا سے مٹ جائیں تو فرمایا:

وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ (آل عمران: ۵۵)

”اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں“ ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ منکر ہیں۔“

میں تیرے تابعداروں کو ہمیشہ ان یہودیوں پر غالب رکھوں گا۔ تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کی تدبیر جو یہودیوں کے مقابلہ میں تھی اب اس میں وہ شور مچی کرتے ہیں کہ جی

مصلوب ایک کے کنی معنی ہوتے ہیں۔ تو وہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ایک لفظ کے دودو تین تین معنی ہوتے ہیں لیکن جب تک اس لفظ کو الگ کر کے دیکھیں گے تو آپ کی لڑائی کبھی بھی ختم نہیں ہوگی جب کسی (سیاق و سباق) کے ساتھ رکھیں گے تو جن لوگوں سے آپ متوفی کے معنی کے اختلاف نقل کرتے ہیں ان سب کا اتفاق ہے و افعلک میں رفع جسمانی مراد ہے زندہ ان کو اٹھا لیا گیا۔ اس لئے جس معنی میں اتفاق ہے اس میں اتفاق رہتا جائے جس میں اختلاف ہے اس میں کوئی ایسا معنی لیا جائیگا جس سے اختلافی معنی ختم ہو جائے اس لئے جنہوں نے جو بھی معنی کیا لیکن انہوں نے اس اتفاق کو نہیں چھوڑا۔ یہ جو باطل پرست ہوتے ہیں یہ اتفاق کو چھوڑ دیتے ہیں اختلاف کو لے کر شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ دیکھو ایک کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے رفع یدین کی ایک کہتا ہے نہیں کی۔ اب کوئی کہے کہ آپ نے سرے سے نماز ہی نہیں پڑھی یہ تو بات غلط ہے نا۔ حالانکہ جو کہتا ہے رفع یدین کی وہ بھی کہتا ہے کہ نماز پڑھی آپ ﷺ نے۔ جو کہتا ہے رفع یدین نہیں کی وہ بھی کہتا ہے کہ نماز پڑھی آپ ﷺ نے۔ نماز پڑھنے پر اتفاق ہے دونوں کا لیکن اس کی صفت میں اختلاف ہے۔ اسی طریقے سے اختلاف یہ ہوا کہ کسی علیہ السلام کو جب جبریل امین لے جا رہے تھے اس وقت آپ کی حالت کیا تھی؟ بعض کہتے ہیں کہ اس وقت آپ بیدار تھے، بعض کہتے ہیں کہ آپ پر نیند کی حالت طاری کردی تھی۔ تاکہ آپ پریشان نہ ہوں کیونکہ آدمی عجیب بات دیکھ کر محسوس کرتا ہے نا، بعض کہتے ہیں فقی موت طاری کردی تھی پھر وہاں جا کر زندہ کر دیا گیا۔ اسی لئے متوفی کے تین معنی لیتے ہیں۔ اب جو کہتے ہیں کہ متوفی کا معنی ہے کہ آپ کو زندہ رکھا گیا اس کا تو میں نے ترجمہ کیا اسی طرح پھر آپ کو جبریل اٹھا کر لے گئے۔

ور افعلک الی

جو کہتے ہیں آپ پر نیند کی حالت طاری تھی یہاں ایک معنی ہو سکتا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ جب اٹھا کر لے جا رہے تھے تو آپ نیند کی حالت میں تھے لیکن وہ محض حیات جسمانی کے قائل ہیں۔

جو کہتے ہیں کہ اس وقت موت طاری کردی تھی کئی بھی اس بات کے قائل ہیں کہ وہاں جا کر آپ زندہ ہیں تو جنہوں نے متوفی کے معنی بیان کئے ہیں انہوں نے حیات اور رفع کا مسئلہ نہیں چھوڑا۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ تو اب اختلافی لفظ کو لینا اور اتفاق کو چھوڑنا یہ کسی دین و دنیا کا اصول نہیں۔ اس لئے ہماری بنیاد و افعلک پر ہے بل دفعہ اللہ الیہ پر ہے اور پھر یہ جو رفع ہے میں نے پھر اس کے بعد آیت و ما فقلوہ و ما وصلوہ سنائی تھی۔

میں نے کہا: دیکھو اس نے تشریح کی تھی چوکیداروں کے رجسٹرے میں تشریح کرتا ہوں صحیح بخاری شریف سے۔

صفات و نزول مسک علیہ السلام

حضرت ﷺ نے فرمایا:

ان من اهل الكتاب الا لبسوا من به قبل موته ويوم القيامة يكون عليكم شهيداً۔ (نساء، ۱۵۹)

اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ رہے گا مگر وہ حضرت یسعیٰ پران کی موت سے پہلے ضرور ایمان لائے گا اور اقیامت کے دن وہ ان پر گواہی دیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ یہ آیت پڑھ رہے ہیں کہ اس آیت سے مسک علیہ السلام کا زندہ ہونا ثابت ہے اور یہ زمانہ قبل موت کا زمانہ ہے۔ وہ پوری میں نے حدیث پڑھی:

والذی نفسی بیدہ لبوشکن^(۱)

اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ اتنے سچ ہیں کہ کافر بھی آپ کو صادق اور امین

(۱) سید کاظم میرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لبوشکن ان یقول فیکم ان مرید حکماً عدلاً فیکسر الصلب و یصل العزیر و یصل العرب

صلح العرب

(صحیح بخاری، ص ۸۹۰، ج ۱)

(محمد ظفر علی مد)

کہتے ہیں۔ وہ بغیر قسم کے بھی بات ارشاد فرمائیں تو اس کے سچا ہونے میں ذرا بھر شک نہیں ہو سکتا اور جہاں اللہ کے پیغمبر قسم کھا رہے ہیں اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔

ان یبذل فیکم عیسیٰ بن مریم

”ضرور بالغرور نازل ہونگے تم میں عیسیٰ ابن مریم“

اور قرآن و سنت میں یہی فرق ہوتا ہے۔ ایک چیز قرآن واضح کرتا ہے دوسری چیز سنت واضح کرتی ہے۔ رفع وہاں قرآن میں آگیا تھا نزول یہاں آگیا۔ اب دونوں مل کر کیا ہوگا یعنی رفع کس کا ہوا تھا؟ عیسیٰ ابن مریم کا اور نزول بھی عیسیٰ ابن مریم کا ہوگا۔ تو رفع اور نزول کا ایک پہلو قرآن بیان کر رہا ہے۔ دوسرا پہلو متواتر حدیثیں بیان کر رہی ہیں تاکہ بات پوری کی پوری سمجھ میں آجائے:

ان یبذل فیکم عیسیٰ بن مریم

تم میں ضرور نازل ہونگے عیسیٰ۔ مرزا قادیانی نہیں۔ بن مریم۔ بن گھسیٹی نہیں۔ مرزا کی والدہ کا نام گھسیٹی تھا تا’ پھر سسرال میں آکر چراغ بی بی رکھ لیا تھا۔ والدین کے ہاں گھسیٹی تھا۔

مسیح بین الفریقین مسلم ہونگے

جب وہ آئیں گے تو حکم بن کر آئیں گے۔

اب لفظ حکم پر غور کریں حکم وہ ہوتا ہے جو مسلم بین الفریقین ہو انہوں نے حکم بننا ہے عیسائیوں یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان۔ مرزے کو تو عیسائی حکم نہیں مانتے نہ یہودی حکم مانتے ہیں نہ مسلمان حکم مانتے ہیں۔ تو وہی مسیح ہونا چاہئے جو اسرائیلیوں میں سے ہوتا کہ فریقین ان کو حکم مائیں تو مسیح علیہ السلام جب نازل ہونگے دوبارہ تو وہ حکم بن کر آئیں گے اور حکم مسلم بین الفریقین ہوتا ہے اس لے مرزا جو ہے یہ تو بالکل مسیح نہیں بن سکتا۔

ایک لطیفہ

ماستر تاج انصاری تقریر کر رہے تھے یہ لوگ بعض لطیفے بڑے عجیب سناتے ہیں کہ گاؤں کا نمبردار آ رہا تھا اس زمانہ میں نمبردار کی بڑی قدر تھی آج کل تو کونسلر بن گئے ہیں تا۔ وہ لوگ سارے سلام کر رہے ہیں چودہری صاحب! السلام علیکم! ایک میراثن جاری تھی ساتھ اس کا بچہ تھا اس نے دیکھا کہ اس آدمی کی بڑی عزت ہے تو بچہ ماں سے پوچھتا ہے امی یہ کون ہے؟ ماں نے کہا بیٹا یہ نمبردار ہے۔ بچے نے کہا: امی جب یہ نمبردار مرجانیگا پھر کون نمبردار بنے گا۔ ماں نے کہا: اس کا بیٹا۔ بچے نے کہا: اگر بیٹا مر گیا پھر۔ ماں نے کہا: اس کے خاندان میں سے کوئی۔ بچے نے کہا: امی اگر اس کا سارا خاندان مر گیا پھر۔ اب ماں بھی کہ بیٹا یہ بیٹے کا خواب دیکھ رہا ہے۔ تو ماں نے کہا: بیٹا ساری دنیا کے نمبردار بھی مرجاسن تو میراثن کا بیٹا نمبردار نہیں بنے گا۔

مسیح عادل ہونگے

تو فرمایا اسی طرح مسیح نے تو حکم بن کر آتا ہے۔ مرزا نے تو حکم بننا ہی نہیں نہ مسلمان مائیں نہ یہودی مائیں نہ عیسائی مائیں یہ حکم کیسا ہے؟

حکما عدلا

”اور وہ بالانصاف ہوگا“

یہ نہیں کہ ۵۰ جلدوں کی قیمت لے کر ۵۰ جلدیں دے دے۔ (مرزا نے کہا) بھی دیکھو صفر کا فرق ہے اور صفر کی کوئی قیمت نہیں۔ اس لئے کسی قادیانی کی پہچان کرنی ہو کہ سچا ہے کہ منافق ہے تو اس کا ایک لاکھ روپیہ لے کر ایک روپیہ واپس کر دو کہ صفر کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ اگر وہ خوشی سے قبول کر لے تو کم از کم قادیانی تو سچا ہے اور اگر وہ قبول نہ کرے تو کہنا کہ:

”کجنت تو تو کا فر بھی پکا نہیں ہے۔“

قتلِ خنزیر

بقتل الخنزیر

”تو مسیح علیہ السلام خنزیروں کے قتل کا حکم دے دیں گے۔“

کیونکہ توریت و انجیل میں لکھا تھا کہ خنزیر حرام ہے انہوں نے خنزیر کو حلال کر لیا اس لئے مسیح علیہ السلام حکم دینگے سب خنزیر ختم کر دیں گے پھر کوئی خنزیر دنیا میں باقی نہیں رہے گا۔ اس لئے میں کہا کرتا ہوں کہ قادیانیوں نے ہم سے کیا مناظرہ کرنا ہے ایک خنزیر ہی اس کے سامنے آکر کرکڑا ہے کہ اگر تمہارا مرزا مسیح ہوتا تو میں دنیا میں نہ ہوتا تو دنیا میں جتنے خنزیر ہیں ایک خنزیر ہی مرزے کے بھونے بونے کی دلیل ہے۔

خنزیر کا مرزائی مطلب

مجھ سے ایک مرزائی کہنے لگا خنزیر کا مطلب کیا ہے؟ میں نے کہا: مرزا قادیانی بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ خنزیر سے مراد ہے ”پنڈت لکھ رام“۔ وہ تادیبیں بھی کرتے ہیں تاہذا میں نے کہا مرزا قادیانی بھی ہو سکتا ہے۔

کہنے لگا: پنڈت لکھ رام مرزا کی پیشین گوئی سے مرگیا تھا۔

میں نے کہا: یہ بات بالکل غلط اور جھوٹ ہے بلکہ مرزا پنڈت لکھ رام کی پیشین گوئی سے مرے۔

پنڈت لکھ رام کون ہے؟

پنڈت لکھ رام ایک ہندو تھا پشاور میں مرزا یہ کہتا تھا کہ اسلام ایک زندہ دین ہے بانی ادیان مردہ ہیں۔ اسلام کے زندہ دین ہونے کی دلیل کیا ہے؟ کہ اس میں نبی اور ولی پیدا ہو رہے ہیں۔ ہندوؤں میں کوئی ولی اور نبی نہیں آ رہا اس لئے کرامت اور معجزے ظاہر ہو رہے ہیں۔ لہذا ہمارا دین زندہ ہے۔ تو پنڈت لکھ رام نے کہا کہ میں آپ کا کوئی معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ مرزا نے کہا دو سال رہو میرے پاس آ کر اور دو سال کا خرچہ بھی جمع کراؤ اگر دو سال میں کوئی معجزہ ظاہر نہ ہوا تو پھر میں

تجھے دو سال کا خرچہ واپس دے دوں گا اور معجزہ ظاہر ہوا تو پھر تجھے قادیانی ہونا پڑیگا۔ پنڈت نے کہا ٹھیک ہے اس نے دو سال کا خرچہ بینک میں جمع کر کے رسید ایک امین کے پاس رکھوا دی۔ اور خود چلا گیا اب وہ آ کر اس چوک پر تقریر کر رہا ہے اس چوک پر تقریر کر رہا مرزا کے خلاف۔ مرزا نے جو کتاب لکھی تھی براہین احمدیہ کہ ۵۰ جلدیں لکھو لگا اور اسلام کی صداقت پر تین سو دلائل ہونگے۔ جس کا کوئی کافر تو نہیں کر سکتا اور انہیں سچی پتی چار جلدیں لکھ رام نے اس کے رد میں پوری مشکوٰۃ کی حنفی کی باریک خطہ والی کتاب لکھی ہے ”تکذیب براہین احمدیہ“ کوئی مرزائی آج تک اس کا جواب نہیں لکھ سکا۔ پھر دوسری کتاب اس نے لکھی ”کلیات آریہ مسافر“ اس میں اس نے قرآن پاک پر بھی اعتراضات کئے لیکن مرزا اس کا جواب بالکل نہیں دے سکا۔ ”تکذیب براہین احمدیہ“ میں نے اس کا مطالعہ کیا تھا پھر وہ میں مولانا بشیر احمد صاحب پسرورٹی کی لاہوری می می ہے۔ اور ”کلیات آریہ مسافر“ جو ہے یہ بہادر پور میں جو اوراق کی لاہوری می ہے اس میں ہے۔ میں نے دیکھی ہیں دونوں کتابیں تو وہ لکھ رام ہندو تھا وہ اس (مرزا) کو بات نہیں کرنے دیتا تھا اس لئے اس (مرزا) نے پیشین گوئی کی کہ لکھ رام جو ہے وہ بہت بڑھ رہا ہے تو اس پر عذاب نازل ہوگا۔ لکھ رام نے پیشین گوئی کی کہ مرزا ہیضہ کو عذاب کہتا ہے خدا کا یہ پیسے سے مرگیا۔ یہ میری پیشین گوئی ہے اب وہ تو مرزے کے جمبوز کر دو عذاب سے نہیں مرا اس کو قتل کر دیا گیا قتل تو ہوتے رہتے ہیں لوگ لیکن مرزا یقیناً پیسے سے مرے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ مرزا پیسے سے نہیں مرے پیسے ہی دست اور تے آ رہی تھی۔ ہیضہ نہیں تھا۔ لیکن یہ ایسی عجیب قوم ہے کہ اپنے نبی کی آخری بات بھی نہیں مانتی۔ مرزا کا جو سر تھا غیر مقلد میر ناصر نواب اس نے اپنی Autobiography (خودنوشت سوانح حیات) لکھی ہے خود ”حیات ناصر“ چھوٹی ہی کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ:

”جب لاہور میں مرزا صاحب بیمار تھے تو میں وہاں بیمار پری کے لئے گیا تو میں نے پوچھا کہ مرزا صاحب طبیعت کیسی ہے؟ تو مرزا نے جواب دیا کہ مجھے ”وبائی ہیضہ“ ہو گیا ہے۔ (مرزا نواب میر ناصر لکھتا ہے کہ) یہ آخری بات تھی جو

پھر مسلمان ان کی جنازہ پڑھیں گے اور ہم یہاں سے چار انھیں گے میں: ابو بکرؓ، مرثیہ اور عیسیٰ علیہ السلام^(۱)۔ اب دیکھو یہ کتنی واضح بات ہے ہم نے اوکاڑہ میں ایک وفد پمفلٹ شائع کیا تھا کہ:

”عیسیٰ علیہ السلام کی موت و حیات کا فیصلہ نہایت آسان ہے کہ قبر مسیح کا فیصلہ ہو جائے۔“

قبر مسیح علیہ السلام کے بارے میں احادیث میں خود مرزا نے بھی یہ مانا ہے کہ:

”عیسیٰ علیہ السلام حضور پاکؐ روضہ میں دفن ہوئے۔“ (مکشی نوح ص ۱۵)

ایک لطیفہ

ایک دفعہ میں بازار میں گیا۔ اب کشتی نوح تھی بالکل پاکت ساز کی ایک مرزائی کی جیب میں رکھی تھی وہ مجھ سے کہنے لگا جی آپ مرزا کو مسیح نہیں مانتے میں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا میں اس وقت مانو گا مسیح کو فوت شدہ جب ان کی قبر آپ مجھے مدینہ منورہ میں دکھا دیگے۔ اس وقت مان لوں گا کہ وہ فوت ہو گئے۔ جیسے ہم حضور پاکؐ کا روضہ پاک وہاں دکھاتے ہیں صدیق اکبرؓ کا روضہ پاک وہاں دکھاتے ہیں فاروق اعظمؓ کی قبر مبارک وہاں دکھاتے ہیں اسی طرح جب چوتھی قبر آپ ہمیں وہاں دکھا دیگے اس دن ہم مان لیں گے کہ بھئی عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور مسلمانوں کا اس مسئلہ پر کتنا اتفاق ہے۔ اس بات المؤمنینؓ ہیں کہتے صحابہؓ ہیں اب کس کا دل یہ نہیں چاہتا تھا کہ اللہ کے نبیؐ کے پاس جگہ باقی ہے اور یہ جگہ مجھے مل جائے۔ لیکن سب کا یہ یقین تھا کہ یہ جو جگہ بچی ہے یہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے۔

(۱) ... عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ہزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیئزج ویولد ویمکت عیسا واربعم سنہ ثم یموت فیلدفن معی فی قبری فاروق الاور عیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بن ابی بکر و عمر۔

(رداوا ابن الجوزی فی کتاب الوقوف کتاب الاذاعہ ص ۱۷۰: ۱۷۱: ۱۷۲) (محمد ظفر مٹھی ص ۸۸)

تے بڑے بڑے سلاطین اسلام گزرے ہیں کیا ان کا دل نہیں چاہتا تھا کہ یہ جگہ جو ملنی ہے یہ مجھے مل جائے کس کی خواہش نہیں تھی لیکن سب کو یہ پتہ تھا کہ یہ جگہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے۔ اتنا قطعی اور یقینی اجماع اس بات پر ہے میں نے کہا مرزا اگلی مانتا ہے کہ عیسیٰ کی قبر وہاں بنے گی۔

زرانی کہنے لگا: مجھے دکھاؤ؟

وہ پاکت ساز تھی چھوٹی سی کشتی نوح باریک نکھائی والی میں اسکو یوں یوں کیوں مجھے صفحہ لے لے وہ مرزائی شور مچائے غلط ہے لاؤ دے دو کتاب۔

میں نے کہا: نہیں مل جائیگا انشاء اللہ۔ ایک دفعہ میں ساری نظر پھر تار گیا مگر نہیں ملی۔ پھر میں نے دوسری مرتبہ نظر پھیری مگر نہیں ملی۔

مرزائی نے کہا: جھوٹ بولتا ہے تو نہیں ہے اس میں۔

میں نے کہا: ہے اس میں۔ تیسری دفعہ میں نے ذرا دُور سے دیکھا تو حوالہ مل گیا میں نے کہا ویکہ یہ ہے۔ مرزائی نے دیکھا اور کتاب جیب میں ڈال لی میں نے کہا اب مانتا کیوں نہیں ہے؟

تو حیات و وفات مسیح کے مسئلہ کا فیصلہ تو اللہ کے نبیؐ نے ایسا بتا دیا ہے ہم اسی ان مائیں گے مسیح علیہ السلام کی وفات جس دن مدینہ منورہ میں روضہ پاک میں عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہمیں دکھا دی جائے۔

حیات و نزول مسیح پر انبیاء کا اجماع

پھر معراج کی رات حضور پاکؐ نے جو جماعت کرائی انبیاء علیہم السلام کو وہاں جو گفتگو ہوئی وہاں یہ سوال بھی آیا کہ قیامت کب آئے گی۔ تو سب نبیوں نے کہا کہ قیامت کا خاص علم ہمیں نہیں ہے۔ مسند احمد میں یہ حدیث ہے۔ تو سب نے کہا اس کا پتہ نہیں تو اس سے پتہ چلا کہ انبیاء عالم الغیب نہیں ہوتے اس پر تمام انبیاء کا اجماع ہے۔ البتہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

’مجھے اتنا بتایا گیا ہے کہ میں قیامت کے قریب (دجال کے قتال کے لیے) دنیا میں

نازل ہوا گا۔ اور مجھے اللہ نے طاماتِ قیامت میں سے قرار دیا ہے^(۱)۔
تو سب نبیوں نے یسعی علیہ السلام کی حیات اور نزول کو تسلیم کیا لہذا اس پر
بھی تمام نبیوں کا اجماع ہے۔

ایک دھوکہ

یہاں ایک دھوکہ عام طور پر دیا جاتا ہے چونکہ اس زمانہ میں دھوکے زیادہ
ہیں جو بھی کسی مسئلہ کا انکار کرتا ہے تو باطل فرمتے والے کہتے ہیں تم حنفی ہونا۔
تو حضرت امام ابوحنیفہؒ سے دکھاؤ امام شافعیؒ سے دکھاؤ۔ حالانکہ امام ابوحنیفہؒ اور امام
شافعیؒ کا اختلاف عقائد میں نہیں ہے فروعی مسائل میں ہے جو مسئلہ اہلسنت
والجماعت کی عقائد کی کتابوں میں آیا وہی مسلک امام ابوحنیفہؒ کا ہے وہی امام
مالکؒ کا ہے وہی امام شافعیؒ کا ہے وہی امام احمدؒ کا ہے۔ اس لئے اب چونکہ یہ
فروعی مسئلہ نہیں (بلکہ عقائد کا مسئلہ) ہے لہذا فروعی کتابوں میں اس کے ذکر کی
ضرورت نہیں۔ اب وہ کہیں گے جی ابوحنیفہؒ سے دکھاؤ۔ حالانکہ امام ابوحنیفہؒ سے
دکھاتے ہیں ”فقہ اکبر“ میں ہے کہ یسعی علیہ السلام نازل ہوئے^(۲)۔

(۱)۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عن عبد اللہ بن مسعود رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ قال لقيت ليلية اسرى بي
ابراهيم وموسى وهبى قال هذا اكروا امر الساعه فرودوا امرهم الى امرهم فقال لا علم لي بها
فرودوا الامر الى موسى فقال لا علم لي بها فرودوا الامر الى عيسى فقال اما وجها فلا يعلمها الا الله
تعالى ذلك ولهم عهد الى ربى عز وجل ان الدجال خارج قال ومعى لفسان فلا دار اى ذاب كما
يلوب الرصاص قال ليهلك الله (وفى رواية اخرى ماجه: قال: لا نازل لاهله)

(ابن ماجہ: ۳۰۹ ص ۳۰۹، سنن ابی داؤد: ۳۴۵، مستدرک حاکم: ۳۸۸، معجم الباری: ۱۳، ص ۷۷)

(۲)۔ حضرت سیدنا امام اہم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ:

وخرج الدجال وأصبح وأصبح وطلع الشمس من مغربها ونزل هبى ابن مریم
عليه السلام من السماء و سائر علامات يوم القيامة على ما ورد به الإجماع الصحيح على كل
والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم (شرح فقہ اکبر ص ۱۳۹)

لیکن یہ میں نے مثال اس لئے بتائی کہ بعض اوقات ایسے مطالبے کرتے ہیں جو غلط
حکم کے مطالبے ہوتے ہیں۔ یعنی عقائد کے مسئلوں کے لئے عقائد کی کتابوں سے
حوالہ پوچھو۔ فروعی مسئلہ کے لئے فروعی مسئلہ کی کتاب سے حوالہ پوچھو۔ تو اس لئے
جب یہ عقائد کا مسئلہ ہے تو اس میں اہلسنت والجماعت کی عقائد کی کتابوں کا حوالہ دینا
چاہئے۔

یہ بات ہے حیات و نزول مسیح پر تمام ائمہ اور تمام صحابہؓ کا اتفاق ہے۔ ”تخصیص
الخبیر“ میں یسعی علیہ السلام کی حیات پر ابن جریرؒ نے جو عبارت نقل کی ہے وہ بڑی جامع
مانع اور اجماع پر بڑی واضح عبارت ہے اور بھی عبارتیں مولانا لدھیانویؒ نے ”تختہ
قادیانیت“ میں نقل فرمائی ہیں۔ تو بہر حال یہ مسئلہ بالکل اجماعی مسئلہ ہے۔
المصنفی ”امام فروعی“ کی کتاب ہے ”اصول کی“ فروع الرحمن کے ساتھ چھپی
ہے تو اس میں اجماع کی بحث کے شروع میں انہوں نے بڑی عجیب بات لکھی ہے جو
اس زمانہ میں نہایت اہم بات ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

”دلائل کی ترتیب کیا ہے؟ مجتہد کے لئے دلائل کی ترتیب ہے کتاب اللہ
سنت رسول اللہ اجماع امت اور قیاس۔ لیکن ہمارے لئے دلائل کی ترتیب یہ ہے
کہ سب سے پہلے دیکھا جائیگا کہ مسئلہ پر اجماع ہے کہ نہیں۔ اگر اس مسئلہ پر اجماع
ہے ہمارے لئے پہلی ترتیب یہی ہے۔ کیونکہ قرآن کی آیت میں نسخ کا احتمال ہے
حدیث میں نسخ کا احتمال ہے اجماع میں نسخ کا کوئی احتمال نہیں ہے۔ ان میں کوئی
تاویل ہو سکتی ہے جبکہ اجماع میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔ تو فرماتے ہیں کہ اگر کسی
مسئلہ میں اجماع مل جائے اب اگر کسی آیت کا مطلب آپ کو ایسا سمجھ میں آ رہا ہے کہ
یہ اجماع کے خلاف ہے تو آپ کا یقین کر لیں کہ آپ کی سمجھ غلط ہے۔ کیونکہ اجماع
”معصوم من الخطأ“ ہوتا ہے۔ اگر آپ کو کسی حدیث کا ایسا معنی ذہن میں آ رہا ہے جو
اس اجماع کے خلاف ہے تو یقین کر لیں کہ میری سمجھ غلط ہے اجماع غلط نہیں ہے۔“

تو اس لئے قرآن کی آیت اجماع سے نہیں ٹکرائے گی بلکہ آپ کا فہم
ٹکرائے گا۔ تو آپ اپنے فہم کو اجماع کے مطابق کریں کیونکہ اجماع معصوم ہے

جبکہ آپ کا ذہن معصوم نہیں ہے۔ تو یہ قاعدہ اس دور میں پہلے تو فروعات پر اختلافات ہوتے تھے آج کل اجماعی مسائل کا انکار شروع ہو گیا ہے تو یہ قاعدہ جو ہے نہایت اہم قاعدہ ہے اس کو سامنے رکھنا چاہئے۔ کیونکہ جب اجماع ہو گیا تو یہ حجت قاطعہ ہے اس میں اس کی کسی نفی بحث کی ضرورت ہے ہی نہیں۔ اگر کوئی قرآن کی آیت یا اس اجماع کے خلاف بیان کر رہا ہے تو کیا یقین ہے کہ یہ آیت حدیث کا غلط مطلب بیان کر رہا ہے کیونکہ یہ معصوم نہیں اجماع معصوم ہے۔

باطل فرقوں کا شیوہ

ان کی ایک بڑی بیماری یہ ہوتی ہے باطل فرقوں میں کہ وہ اپنے عقائد کی مکمل کتاب نہیں لکھتے۔ کیوں؟ اس لئے کہ جس عقیدہ میں انہوں نے لڑائی کرنی ہے وہ انہوں نے عجیب و غریب شرطیں لکھتی ہوتی ہیں جی قرآن کی آیت ہو قطعی الدلالت۔ کسی نے ذرا ابھر اس کی دوسری تاویل پیش نہ کی ہو وہ پیش کریں۔ اب اگر وہ دوسرے عقیدے بھی لکھیں تو پھر ہم ان سے کہہ سکتے ہیں کہ جو شرط آپ نے لکھی ہے اپنے پہلے پانچ عقیدے اس شرط پر ثابت کر کے دکھائیں ذرا۔

ایک آدمی تعلیم الاسلام پڑھا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ جی فلاں عقیدہ آپ ثابت کریں قطعی الثبوت آیت سے۔ عقیدوں کے لئے قرآن ہونا ضروری ہے اور قطعی ہونا ضروری ہے میں نے کہا قرآن ہونا ہی ضروری نہیں قطعیت ہونا ضروری ہے۔ یہ تعلیم الاسلام تو کیوں پڑھا رہا ہے؟ جس میں لکھا ہے کہ حضرت کے والد کا نام عبد اللہ تھا یہ قرآن میں ہے؟ لکھا ہے کہ والدہ کا نام بی بی آمنہ ہے یہ قرآن میں ہے؟ یہ کہ آپ کا مزار مدینہ میں ہے؟ قرآن میں ہے؟ ذرا نکال؟ یا یہ انکار کا یہ عقیدے عقیدے نہیں ہیں۔ عقیدے کے لئے قطعیت ضروری ہے جو عقیدہ ضروریات دین میں ہو وہ تو متواتر ہونا چاہئے اور جو ضروریات اہلسنت والجماعت میں سے ہو اسے مشہور ہونا چاہئے۔ کیونکہ ضروریات دین کا منکر کافر ہے اور ضروریات اہلسنت والجماعت کا منکر بدعتی ہے۔

اب دیکھئے تقدیر نے اپنے عقائد کی کوئی کتاب نہیں لکھی صرف تقدیر نے رہے ساری عمر۔ کیونکہ انہوں نے غلط شرطیں لگا لی تھیں لوگوں کو غلط دعوے دیتے تھے اگر وہ پوری کتاب لکھ دیں تو پھر آدمی پوچھ سکتا ہے کہ جس شرط پر ابو عقیدہ چاہتے ہیں اس پر تو باقی سارے دین کا انکار کرنا پڑے گا۔ اسی طریقہ سے ہے کیمزئی والا اس نے اپنے عقیدہ کی کوئی کتاب نہیں لکھی وہ کہتا ہے عقیدے بڑا اہم ہوتے ہیں تو صرف ایک ہی عقیدہ کیوں اہم ہے باقی کیوں اہم نہیں ہیں؟ اگر اہل سارے عقیدے لکھے گا تو پھر غلط شرطیں نہیں لگا سکتا۔ غلط دعوے نہیں دے اب وہ آیت کا غلط ترجمہ کرے گا اس کا ترجمہ اجماع کے خلاف ہوگا۔ تو یہ کبھی اہل سارے عقائد اور پورے اعمال نہیں لکھتے۔ اس لئے ان کے عقائد کی مکمل کوئی کتاب نہیں ہوتی۔ تنہا نمادی ہو یہ لوگ ہوں دوچار مسئلوں میں شرارت کریں گے لیکن مرجا کے مگر اپنے مکمل عقائد کی کتاب نہیں لکھیں گے۔ کبھی ضرورت پڑ جائے گی جوت (کے بیان) کی ہماری کتابوں سے دیکھ کر بیان کر دیتے۔ اور اسی طرح عقیدے بھی۔ لیکن خود کبھی نہیں لکھیں گے۔ تو اس لئے ان کا فریب ہوتا ہے ان بچنے کے لئے ان سے کہیں کہ کبھی آپ پہلے اپنے مکمل عقیدہ کی کتاب ہمیں دیں ہے؟

باطل فرقوں کو چیلنج

جس طرح حدیث جبریل ہے اس میں تین شعبے دین کے آئے ایمان اسلام احسان۔ ہم ایمانیات پر اپنی مکمل کتاب پیش کرتے ہیں جبکہ غیر ایمانی وغیرہ کوئی کتاب اپنی ایمانیات کی پیش نہیں کر سکتا۔ ہم احکام و اعمال پر مکمل نہیں پیش کرتے ہیں پیدائش سے موت تک ہر عمل کا حکم اور احسان اور تصوف پر اپنی مکمل کتاب پیش کرتے ہیں دین کے تین شعبے ہمارے پاس مکمل ہیں لیکن فرقوں کے پاس کچھ نہیں ہوتا ہے۔ لہذا لوگوں کو یہی سمجھانا چاہئے کہ دین کا کل جن کے پاس کامل ہے ان سے بات کرو اور جن کے پاس کامل ہے ہی نہیں

شیطان کی طرح ہیں۔ جیسے شیطان ماءِ اظہی کی آدھی بات اور اس میں دس جھوٹ ملا کر کبواس شروع کر دیتا ہے۔ یہ بھی آدھا حوالہ ہماری کتاب سے اچکتے ہیں اور دس جھوٹ ملا کر آگے پھیلاتا شروع کر دیتے ہیں۔ تو شیطان والا کام یہ لوگ کرتے ہیں انسانوں والا کام تو ان میں ہے ہی نہیں۔

تو حیاتِ مسیح علیہ السلام کے مسئلہ میں وما قتلوه وما صلبوه۔ زیادہ سے زیادہ فلسفاً توفیتی۔ یہاں ایک بات تو یہ یاد رکھیں جتنے مفسرین ہیں انہوں نے اذ قال اللہ یاعیسیٰ الہی متوفیک پر تو ”توفی“ کے معنی میں اختلاف کیا ہے اقوال نقل کئے ہیں لیکن ”فلسفاً توفیتی“ پر کسی مفسر نے (رفعتی) رفع کے علاوہ کچھ نہیں لکھا۔ یہ خاص طور پر یاد رکھنے والی بات ہے وہاں رفعتی (رفع) کے علاوہ کسی نے کوئی بات نہیں کی وہاں سب کا اتفاق ہے۔ فلسفاً توفیتی کا مطلب رفعتی ہے۔

قادیانیوں سے میں یہی کہا کرتا ہوں کہ ماحول کو دیکھو کہ آپ کی ”توفی“ کہاں ہوئی ہے۔ ان لوگوں میں جو تثلیث کے قائل تھے جو عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو خدا مانتے ہیں وہ کشمیر میں نہیں رہتے تھے جہاں مرزا کہتا ہے وہ بیت المقدس میں رہتے تھے۔ تو جو ”توفی“ بیت المقدس میں ہوئی اور رفع سے پہلے ہوئی تو وہ ”توفی“ قبض والی ہے اپنے قبضہ میں لینے والی وہ موت والی تو ہو سکتی ہی نہیں۔ اس لئے سب نے یہاں اس کا معنی رفعتی لیا ہے۔ تو قیامت کا ذکر ہے اور قیامت سے پہلے وفاتِ مسیح کے ہم قائل ہیں بلکہ ”توفیتی“ ماضی کا معنی ہے بحث یہ نہیں کہ قیامت سے پہلے موت آئے گی یا نہیں اس کے تو ہم پہلے سے قائل ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

استغفر الله تعالى من كل ذنب واتوب اليه

عظمتِ سیدنا امامِ اعظم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبی بعده

ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

یسبح الله ما فی السموات وما فی الارض وهو العزیز

الحکیم هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم

آیتہ ویزکیهم ویعلمهم الكتاب والحکمة وان کانوا من قبل

لفی ضلالم مبین وآخرین منهم کما یلحقوا بهم وهو العزیز

الحکیم ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل

العظیم۔ صدق الله العظیم وبلغنا رسولہ النبی الکریم رب

اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدہ من اللسانی

یفقهو اقولی رب زدنی علماً وارزقنی فهماً۔ سبحانک لا

علم لنا الا ما علمتنا انک انت العظیم الحکیم۔ اللهم صلی

علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد

و بارک وسلم وصل علیہ۔

تمہید

دوستو! بزرگو! آج آپ کے اشتہار میں جلسے کا عنوان ہے "امام اعظم کا نفرنس" (امام اعظم کون ہیں؟) ان سے ہمیں کیا چیز ملی ہے؟ ہم ان کی تقلید کیوں کرتے ہیں؟

لفظ امام کی تحقیق

"امام" کا لفظ جو ہے آپ روزانہ استعمال کرتے ہیں ابھی آپ نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی ہے تو جو آگے مصلیٰ پر کھڑے تھے آپ ان کو کہتے ہیں امام تو مصلیٰ پر امام ایک تھا یا چار تھے اگر ایک تھا تو پھر یہ تقلید شخصی ہو جائے گی چار ہونے چاہئیں ایک رکعت ایک امام کے پیچھے دوسری دوسرے کے پیچھے تیسری تیسرے کے پیچھے چوتھی چوتھے کے پیچھے ہم نے تو ساری نماز ایک کے پیچھے پڑھ لی یہ شرک تو نہیں ہو گیا؟ اب میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے اور آپ کے امام نے مل کر عبادت کس کی کی ہے؟ اللہ تبارک و تعالیٰ کی؟ اگر کوئی آپ کو یہ کہے بھائی! اس مسجد میں ایک امام جو تھا وہ اللہ کو سجدہ کر رہا تھا اور پچھلے سارے مقتدی اللہ کو سجدہ نہیں کر رہے تھے بلکہ اپنے امام کو سجدہ کر رہے تھے تو یہ بات سچ ہے یا جھوٹ ہے؟ (جھوٹ..... سامعین) کبھی آپ کے دل میں دوسرہ بھی پیدا ہوا کہ ہم خدا کو سجدہ نہیں کر رہے اپنے امام کو سجدہ کر رہے ہیں یہ اللہ کی عبادت ہے امام بھی خدا کی عبادت کر رہا ہے اور مقتدی بھی خدا کی عبادت کر رہا ہے لیکن امام کے پیچھے پیچھے اس کی تابعداری میں یہی نماز اگر آپ گھر پر پڑھتے تو آپ کو ایک نماز کا ثواب ملتا ایک سجدہ کا ثواب ملتا یہی سجدہ آپ امام کے پیچھے اسی مسجد میں کریں جہاں پانچ وقت نماز جماعت سے پڑھی جاتی ہے لیکن جمعہ نہیں ہوتا تو ایک نماز کا ثواب ستائیس نمازوں کے برابر ملتا ہے اور اگر ایسی جامع مسجد میں جاکر نماز پڑھیں کوئی بھی نماز ہو پانچوں میں سے تو ایک نماز کا ثواب پانچ سو نمازوں کے برابر ملتا ہے جب آپ نے

گھر میں سجدہ کیا تھا سجدہ تو کیا اللہ کو امام کے پیچھے سجدہ کیا تو کس کو کیا (اللہ کو..... سامعین)۔ وہاں گھر میں ایک سجدہ کا ثواب یہاں پانچ سو کے برابر تو امام کے پیچھے ہونے کی قیمت اللہ بڑھا رہا ہے یا ہم بڑھا رہے ہیں (اللہ بڑھا رہا ہے..... سامعین) تو تقلید اور اجتہاد کا مسئلہ یہی ہوتا ہے یہاں ہم امام کے پیچھے خدا کی عبادت کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ کے ساتھ مل کر ہم خدا کی اطاعت کرتے ہیں۔

وہاں خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت ہے جیسے یہاں امام بھی اور مقتدی بھی اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اسی طرح وہاں امام ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں اور ہم ان کی تابعداری میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں تو یہ امام صاحب مسجد میں یہاں مقرر ہیں اللہ نے مقرر کر کے بھیجے ہیں یا رسول اللہ ﷺ نے مقرر کئے یا مقامی لوگوں نے؟ (سامعین..... مقامی لوگوں نے مقرر کئے ہیں) مقرر آپ نے کئے لیکن اب ان کو امام مان لیا ان کے پیچھے نیت باندھ لی اب اس امام کی مخالفت کرنے سے ناراض اللہ تعالیٰ ہوں گے اور اللہ پاک کے رسول ﷺ ناراض ہوں گے۔

عام فہم مثال

امام صاحب ابھی رکوع میں ہیں آپ سجدہ میں چلے گئے آپ کو کھڑے کھڑے قرآن کی آیت یاد آگئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نیکوں میں آگے بڑھنا چاہیے تو ابھی امام رکوع میں ہے آپ نے سوچا کہ سجدہ بھی نیکی ہے گناہ تو نہیں ہے امام کو رکوع میں چھوڑ کر آپ سجدہ میں چلے گئے اب کیا آپ کو ہزار گنا زیادہ ثواب ملے گا؟ پانچ سو سے بھی زیادہ؟ کیونکہ آپ نے امام سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خیال رکھا زیادہ ثواب ملے گا؟ مولانا صاحب کہتے ہیں نہیں کہ خطرہ ہے کہ اس کا منہ گدھ سے کی طرح نہ بن جائے۔

اب دیکھئے امام کی مخالفت کرنے والے کو گدھا اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ فرما رہے ہیں یا ہم خود کہہ رہے ہیں؟ (اللہ کے نبی ﷺ فرما رہے ہیں..... سامعین)۔

آیت کی وضاحت

یہ جو آیتیں میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں اس آیت میں پہلے پہلے ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کا تذکرہ ہے:

”هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم“ (الجمہ: ۲) پھر آپ ﷺ کے پاک باز صحابہؓ کا تذکرہ ہے جن کا آپ ﷺ نے تذکرہ فرمایا ”ويسزكهم“ جن کو ہم ”والجہات“ کہتے ہیں اور پھر ”وآخرين منهم لما يلحقوا بهم“ (الجمہ: ۳) اس میں ہمارے امام صاحبؒ کی پیشین گوئی ہے۔

ان تینوں کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ کیا فرما رہے ہیں ”ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء“ (الجمہ: ۳) آمنہ کے درجہ تہم ﷺ کے سر پر نعم نبوة کا تاج سجانا یہ اللہ کا ہی فضل ہے آمنہ کے درجہ تہم ﷺ نے درخواست نہ دی تھی اور صحابہؓ میں کسی کو صدارت کا تاج، کسی کو عدالت کا تاج، کسی کو سخاوت کا تاج، کسی کو شجاعت کا تاج، کسی کو سیاست کا تاج، یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور سیدنا امام اعظمؒ کو یہ مقام عطا فرمایا کہ قرآن پاک میں ان کی پیشین گوئی کا ذکر آجائے اور اسی فیصد (۸۰٪) امت محمدیہ آپ کی تقلید میں خدا تعالیٰ کی عبادت کرے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

تو یہی فرمایا ”ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم“ (الجمہ: ۳) تو نبی پاک ﷺ کا ذکر بھی آگیا، صحابہؓ کا بھی اور امام صاحبؒ کا بھی اور آخر میں گدھوں کا ذکر بھی آگیا ”يحمل اسفارا“ (الجمہ: ۵) تو یہ تین پہلے ذکر آئے تو انہوں نے دین کے کام کئے اللہ کے پاک نبی ﷺ دین کے لانے والے اور صحابہؓ دین کے پھیلانے والے امام اعظمؒ دین کے لکھوانے والے تو یہ تینوں کام دین کو لانا، پھیلانا اور لکھوانا مکمل ہو گئے جو تعمیر دین سے تعلق رکھتے ہیں تو بعد میں تخریب کا رآہی جایا کرتے ہیں تو تخریب کار لوگوں میں سے کچھ نبی ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں، کچھ صحابہؓ کی مخالفت کرتے ہیں اور کچھ امام اعظمؒ کی مخالفت کرتے ہیں۔

تفسیر عثمانی اور سعودی حکومت

دیکھئے آج کل سعودی حکومت کی کوشش یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دین کی کتابیں پھیلانی جائیں قرآن پاک زیادہ پھیلایا جائے اب موقع تھا اس بات کا کہ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارا ترجمہ صحیح ہے وہ آگے آئیں۔ سب ترجمے اردو زبان کے ان کے سامنے رکھے گئے ان کا باقاعدہ ایک بیچ بیچا مفتی صاحبان کا کہ انہوں نے ان کے تمام تراجم کو عربی میں کر کے سنے انہوں نے کسی غیر مقلد کا ترجمہ پاس نہیں کیا سوائے تفسیر عثمانی کے یہ جو میرے ہاتھ میں ہے یہ دیکھئے باقاعدہ شاہ فہد کی مہر لگی ہوئی ہے اس پر۔ ساری دنیا میں تقسیم ہوتا ہے اب موقع تھا یہ کہنے کا کہ حنفیوں کو قرآن و حدیث نہیں آتا ہمیں آتا ہے تو چاہیے تھا کہ وہ اپنا ترجمہ پیش کرتے کہ ہمارا ترجمہ یہ ہے تو سارے ترجمے چیک ہوتے وہاں کے لوگ جو تھے حالانکہ اس بیچ میں ان کے لوگ بھی موجود تھے لیکن ان سب نے کہا اگر صحیح ترجمہ قرآن پاک کا ہے تو شیخ المہندؒ کا ہے اور اگر صحیح حاشیہ ہے تو مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کا اب یہ لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر شائع ہو رہا ہے شاہ فہد اس کو تقسیم فرما رہے ہیں۔

تفسیر عثمانی اور متذکرہ آیت کی تفسیر

جو آیت کریمہ میں نے پہلی ہی اس میں دیکھئے کیا لکھا ہے جس کو شاہ فہد تقسیم کر رہے ہیں۔ ”وآخرين منهم لما يلحقوا بهم“ میں نے کہا یہ امام صاحبؒ کی پیشین گوئی ہے یہ لکھتے ہیں یعنی یہی رسول دوسرے آنے والے لوگوں کے واسطے بھی ہیں جن کو مبداء، معاد اور شرائع سماویہ کا پورا اور صحیح علم نہ رکھنے کی وجہ سے ان پر مذہبی کہا جائے مثلاً فارس، روم، چین اور ہندوستان برادری میں شامل ہو گئیں اور پھر انہی میں سے ہو گئیں۔

قرآن میں امام صاحبؒ کی پیشین گوئی

شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ لکھتے ہیں حق تعالیٰ نے اول عرب پیدا کئے اس

دین کو تھانے والے عرب نے قربانیاں دیں صحابہؓ نے جان مال و دین تک قربان کر دیا، پیغمبر پاک ﷺ کیلئے برادرانِ ایک چھوڑ دیں فرمایا اہل حق تعالیٰ نے عرب یہاں کے اس دین کو تھانے والے جیسے عجم میں ایسے کامل لوگ اٹھے حدیث میں ہے جب آپ سے و آخر میں منہم لما بلغوا بیہم کی نسبت سوال کیا گیا تو سلمان فارسیؓ کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر ظلم یا دین ثریا پر جانچنے تو اس (سلمان فارسیؓ) کی قوم کا فرد وہاں سے بھی لے آئے گا۔ شیخ جمال الدین سیوطیؒ جو شافعی المذہب ہیں انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ اس پیشین گوئی کے بڑے مصداق امام اعظم ابو حنیفہ نعمانؒ ہیں (تفسیر عثمانی حاشیہ نمبر ۷) اب یہ توضیح ہے جس میں امام اعظمؒ لکھا گیا ہے اس پیشین گوئی کا مصداق امام اعظمؒ قرار دیا گیا ہے اور شاہ فہرہ پوری دنیا میں اسی قرآن کو چھیلا رہے ہیں اس قرآن مجید میں دوسری جگہ سورۃ محمد کی آخری آیت کریمہ یوں ہے۔

هَاتِمٌ هَؤُلَاءِ نَدْعُونَ لِشِقْوِا فِی سَبِيلِ اللّٰهِ سَيَتَمُّ دَوْمٌ لَّوْكَ كَمْ تَمُّ كَوَا تِے
جس خرق کر دے اللہ کے راست میں لسنکم من یبخل ومن یبخل فلانما یبخل عن
نفسہ پھر تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جو نہیں دیتا اور جو کوئی نہ دے گا سونہ دے گا
اپنے آپ کو واللہ الغنی وانتم الفقراء اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے تم محتاج ہو و ان
تقولوا یستبدل قوموا غیرکم کم لہم لا یقولون امانا لکم اگر تم بچھاؤ گے تو بدل
دے گا اللہ اور لوگ تمہارے سوا وہ نہ ہوں گے تمہاری طرح اس پر مولانا لکھتے ہیں۔
"یعنی اللہ تعالیٰ جن حکمتوں سے بندوں کو مصلحت پر خرچ کرنے کا
حکم دیتے ہیں اس کا حاصل ہوتا تم پر کچھ منحصر نہیں۔"

شیخ سعدی کا فرمان

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ:

مست منہ کہ خدمت سلطان کی کنی

مست ازو ششاس کہ بخدمت بداشت

اگر مجھے بادشاہ نے اپنی خدمت کے لئے قبول فرمایا ہے تو اس پر احسان نہ کرنا کہ اگر میں نہ ہوتا تو بادشاہ کو پانی کون پلاتا اگر میں نہ ہوتا تو بادشاہ کا بستر کون بچھاتا اگر میں نہ ہوتا بادشاہ کے جوتے کون اٹھاتا فرمایا کہ تو ایک طرف ہو ہزار آدمی یہاں اس کی خدمت کے لئے آئے کہ تیار ہیں تیرا بادشاہ پر احسان نہیں بلکہ بادشاہ کا احسان ماننا چاہیے کہ بادشاہ نے تجھے اپنی خدمت کے لئے قبول فرمایا ہے۔ اس طرح مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جو دین پر خرچ کرنے کی ترغیب دیتے ہیں تو وہ اللہ پر احسان نہیں ہم پر احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کچھ خدمت جو ہے قبول فرمائی ہے اور ہمیں موقع دیا ہے کہ تو فرمایا فرض کیجئے اگر تم بخل کرو اور اس کے حکم سے روگردانی کرو تو تہواری جگہ دوسری قوم کھڑی کر دے گا جو تہواری طرح پیش نہ ہوگی بلکہ نہایت فراخ دلی سے اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کے راستے میں خرچ کرے گی۔

بہر کیف اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت پوری ہو کر رہے گی ہاں تم اس سعادت سے محروم ہو جاؤ گے۔

فرمان نبوی ﷺ اور امام اعظمؒ

حدیث میں ہے صحابہؓ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ دوسری قوم کون ہے جسکی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے آپ نے حضرت سلمان فارسیؓ (کے سر) پر ہاتھ رکھ کر اشارہ فرمایا خدا کی قسم اگر ایمان ثریا (ستارے) پہ جانچنے تو فارس کے لوگ وہاں سے بھی اس کو اتار لائیں گے۔ (بخاری و بیہم بحوالہ مقدمہ کتاب اعلام ص ۷۷) الحمد للہ صحابہؓ کرامؓ نے اس سے نظیر ایثار اور جوش ایمانی کا ثبوت دیا کہ ان کی جگہ دوسری قوم لانے کی نوبت نہ آئی فارس والوں نے اسلام میں داخل ہو کر ظلم اور ایمان کا وہ شامدار مظاہر کیا اور ایسی زبردست دینی خدمات سر انجام دیں جنہیں دیکھ کر ہر شخص کو لاچار قرار کرنا پڑا کہ بیک حضور ﷺ کی پیشین گوئی کے موافق یہ قوم بھی جو بوقت ضرورت عرب کی جگہ پر کھڑی تھی ہزار بار علماء و ائمہ سے قطع نظر کہ تمہارا امام اعظم ابو

بڑا امام کس کو کہا جائے گا اور جو آپ کے نام کے ساتھ امام اعظم کا لفظ آتا ہے ماضی حیران ہوں گے کہ یہ ایسا مشہور ہے کہ شیعہ کی کتابوں میں ملتا ہے حنفی کتابوں میں بھی ملتا ہے ماضی حیران ہوں گے کہ یہ ایسا مشہور ہے کہ شیعہ کی کتابوں میں ملتا ہے حنفی کتابوں میں بھی ملتا ہے اور حنبلی کتابوں میں بھی ملتا ہے گویا سب اس پر اتفاق کرتے ہیں۔

غیر مقلدوں کا اعتراف حقیقت

ہمارے غیر مقلدوں کی یہ کتاب "سبیل الرسول" تقریباً ہر گھر میں ہوتی ہے دیکھئے اس نے بھی یہی لکھا ہے حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ جب خدا کسی سے کام لینا چاہتے ہیں تو اس کی طبیعت میں رنجان اور میلان پیدا کر دیتے ہیں آپ کی طبیعت نے ایک نکتہ لپٹا رکھا تھا آپ تحصیل علم کی طرف مائل ہو گئے حافظہ بلا کا تھا طبیعت علم کو ایسے جذب کرتی تھی جسے آپ پانی کو۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا کا فعل آپ کے شامل حال تھا اس کو منظور تھا ان کو دنیا میں علم کا ایک خاص مرتبہ عطا کرتے اور زمانہ کا مجتہد بنائے آپ کی طبیعت کی صفائی کا پاکیزگی دین میں پارسانی مشہور تھی دماغ بڑا مضبوط حافظہ باکا قوت استدلال بڑی زبردست تھی تائید از دی سے آپ علم کی مہر ان کو پہنچ گئے آپ کے ہم عصر لاجل مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے علم کی خوبیوں اور بلندیوں کے سبب آپ امام اعظم کے لقب سے مشہور ہو گئے بہت سے لوگوں نے آپ سے علم کی دولت پائی آپ کے شاگرد امام علم کے مرتبہ کو پہنچ گئے جن میں امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر مشہور ہیں۔

امام اعظم کا تقویٰ اور خدا خونی

آپ بڑے عابد زاہد خدا ترس متقی پرہیزگار تھے ہر وقت خوف الہی سے لبریز رہتا تھا اللہ کے حضور تضرع کرتے رہتے تھے اور بہت کم بولتے تھے بڑے سلیم الطبع، بلند اخلاق پسندیدہ طبیعت، منکسر المزاج، منہ زار، بار عالم باعمل اور فرشتہ خصلت انسان تھے تقویٰ اور خوف خدا آپ کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا

خليفة کا وجود اس پیشین گوئی کی شرط پر کافی ہے بلکہ اس بشارت عظمیٰ کے کامل اور اول مصداق امام صاحب ہی رضی اللہ عنہم و رضاعتہ اب آپ اندازہ لگائیں قرآن پاک کی ان دو پیشین گوئی کا مخاطب صرف حنفی نہیں بلکہ شافعی بھی اور شافعیہ حنبلی ہے جو یہ قرآن کو تقسیم کر رہا ہے تو وہ صیح کر رہا ہے یا غلط کر رہا ہے؟ (صحیح کر رہا ہے سائنس)

امام اعظم درخت کیا ہیں

حرم پاک میں بیٹھ کر تو سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ کو اللہ نے وہ شرف عطا کیا کہ ان کی پیشین گوئی قرآن مجید میں موجود ہے جب کہ کسی اور امام کی پیشین گوئی کا اشارہ قرآن پاک میں موجود نہیں اور یاد رکھو کہ خلفاء راشدین کی پیشین گوئی قرآن میں ہے یا نہیں؟ یقیناً ہے لیکن کسی خلیفہ کا نام نہیں کہ وہاں صدیق اکبر کا نام ہو فاروق اعظم کا نام ہو لیکن اس پیشین گوئی کے مطابق جب یہ خلفاء بنے تو سب نے مان لیا کہ اس پیشین گوئی کے مصداق یہی تھے اس طرح اس پیشین گوئی میں اگرچہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ کا قرآن میں نام نہیں لیکن اس دن سے لیکر آج تک ایسا بڑا امام پیدا ہوا ہی نہیں جس نے دین کو مکمل طور پر مرتب اور مدون کر لیا ہو صرف چار امام ہیں جنہوں نے مکمل طور پر دین کو مرتب اور مدون کر لیا۔

امام اعظم ابو حنیفہ پھر ان کے شاگرد امام مالک پھر ان کے شاگرد امام شافعی پھر ان کے شاگرد امام احمد بن حنبل ان میں امام احمد بھی شیبانی قبیلے کے عربی النسل ہیں فارسی النسل نہیں امام شافعی بھی مطلبی قبیلے کے عربی النسل ہیں فارسی النسل نہیں امام مالک بھی اصبحی قبیلے کے عربی النسل ہیں فارسی النسل نہیں ایک ہی امام سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ ان چاروں میں فارسی النسل ہیں اگر ان چاروں میں فارسی النسل ہوتے شاید پھر ایکشن یا ٹیکشن کی ضرورت پڑتی کہ اس پیشین گوئی کا مصداق کون ہے اب جگہ جگہ ایک ہے سیٹ بھی ایک ہے امیدوار بھی ایک ہے سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ تو جن کا ذکر یعنی امام صاحب کا قرآن پاک میں آجائے تو ان

نے شان یہ ہے کہ جن کا ان کے ساتھ تھوڑا سا بھی تعلق ہو گیا تو قیامت تک ان کا نام زندہ رہے گا سندر اعظم اور بھی بہت سے بادشاہ گزرے ہیں ان کے بارے میں کسی مورخ نے نہیں لکھا کہ ان کو دودھ پلانے والی عورت کا نام کیا تھا لیکن جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو ایک دن بھی دودھ پلایا اس کا نام بھی قیامت تک زندہ رہ گیا حلیہ کی بچی نے لوریاں دیں ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کو اس بچی کا نام بھی زندہ رہ گیا ہے قیامت تک کے لئے رسول پاک ﷺ کی زبان مبارک سے مزاحاً کوئی جملہ نکلا ہے وہ بھی قیامت تک محفوظ ہو گیا ہے۔

ایک صحابی کو بلایا بی بی اجمہ میں لے کر آ رہے تھے آپ نے فرمایا یا ابابکرؓ! علماء کرام جانتے ہیں میں ان کی کینیت مشہور ہو گئی اور کینیت اتنی مشہور ہو گئی کہ نام کے اندر اشتباہ ہو گیا ہے کوئی محدث کچھ بتاتا ہے کوئی کچھ بتاتا ہے کوئی کچھ بتاتا ہے۔ اسی طرح حضرت علیؓ کو فرمایا قسم یا ابابکرؓ! اسی طرح ان کی کینیت ابوتراب پوری دنیا میں مشہور ہو گئی اس طریقہ پر آپ نے جس امام کے ساتھ امام اعظمؓ فرمادیا تو اس امام کے ساتھ اعظمؓ بھی لازم ہو گیا اپنے بھی امام اعظمؓ کہتے ہیں بیگانے بھی امام اعظمؓ کہتے ہیں حضرت کی زبان سے نکلا ہوا جملہ ایسا ثابت ہوا واقعات میں کہ امام مالکؓ بھی امام ہیں امام شافعیؓ بھی امام ہیں امام احمدؓ بھی امام ہیں اور ان کے مقلد کہیں صرف ایک ایک ملک یا دو دو ملک میں ہیں وہ امام جس کے مقلد ہیں پوری دنیا میں پائے جاتے ہیں جس طرح پہلے نبی برحق تھے لیکن وہ ایک ایک ہستی کے لئے تھے اور ہمارے نبی ﷺ ساری دنیا کے نبی اسی طرح دوسرے امام ایک ایک علاقہ کے امام ٹھہرے اور ہمارے امام سیدنا امام ابوحنیفہؒ پوری دنیا کے امام ٹھہرے، اسی لئے ان کو امام اعظمؓ کہا جاتا ہے۔

حنفیوں اور شافعیوں کی بحث

ایک مرتبہ حنفیوں اور شافعیوں میں گفتگو ہو گئی کہ کن کا امام شان والا ہے شوق ہوتا ہے تاہر کسی کو اپنے امام کی شان بڑھانے کا ایک محدث بیٹھے تھے انہوں نے

دیانہ آپ کی مسلم تھی اس لئے اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں امام ابوحنیفہؒ کس درجہ کے باکردار نیک، متقی خدا ترس اور شیت ایزدی سے لرزہ بر اندام رہنے والے انسان تھے کیا ان سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ انہوں نے دانستہ حدیث کے خلاف قیاس اور آراء کے دفتر تیار کئے ہوں ہرگز نہیں اب یہ حکیم صاحب کی کتاب ہے ہمارے غیر مقلد دوستوں کے ہر گھر میں موجود ہے انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کو امام اعظمؓ لکھا ہے اور ساری خوبیاں تسلیم کی ہیں اب آپ اب بھی حیران ہوں گے کہ آپ کو امام اعظمؓ کہا جاتا ہے وہ اس لئے کہ حدیث پاک میں آیا ہے:

عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ ﷺ قال اعظم الناس نصیبا فی الاسلام اہل فارس (اعظم النصیب فی الاسلام اہل فارس) لو کان الایمان فی الثریا لتناولہ رجال من اہل فارس او کما قال رسول اللہ . ایک اور روایت میں ہے:

ان الایمان لو کان معلقا بالعرش کان منکم من یحصلہ پھر سلمان فارسیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:

لو کان العلم بالثریا لتناولہ رجال من اہل فارس^(۱)

یا سلمان احب المجاہدین واحب العربین احب الفراء ابوحنیفہؒ نے اپنی تاریخ میں سولہ مرتبہ اس حدیث کو روایت کیا ہے تو پاک پیغمبر ﷺ

(۱) امام ہال الدین السیوطی شافعیؒ اور ابن جریر طبریؒ نے یہ کہ

المول لدیشر ﷺ بالامام امی حنفی فی الحدیث الذی اخرجہ فی الحلیۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لو کان العلم بالثریا لتناولہ رجال من ابناء فارس واخرج الشیرازی فی الالقاب عن قیس ابن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لو کان العلم معلقا بالثریا لتناولہ قوم من ابناء فارس وحدث ابی ہریرۃ اصلہ فی صحیحی البخاری ومسلم

کہا ایک بات کرتا ہوں تم میں سے دوسرے شور مچاتے ہیں تو بات ہمیں کیا سمجھ آئے گی ایک بات کرے وہ ہم سنیں پھر دوسرا بات کرے وہ ہم سنیں ایسے فیصلہ ہو سکتا ہے اس نے کہا پہلے میرے بھی چند سوال ہیں پہلے ان کا جواب ہو جائے پوچھا جی کیا ہے؟ اس نے کہا تم امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہو تم امام شافعیؒ کے مقلد ہو تو مقلدین کیا بیان کریں کس کا امام شان دالا ہے پہلے دیکھیں کہ امام نے نہ بیان کر دیا ہو تو شافعیوں سے پوچھا امام شافعیؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں کوئی رائے دی ہے فرمایا ہاں امام شافعیؒ فرماتے ہیں جتنی کتابیں دو اونت اٹھاتے ہیں اتنی کتابیں میں نے امام محمدؒ سے امام ابو حنیفہؒ کی پڑھیں تو پڑھنے کے بعد کوئی نتیجہ نکال فرمایا ہاں امام شافعیؒ نے فرمایا قیامت تک آنے والے لوگ دین کی سمجھ کے اعتبار سے امام ابو حنیفہؒ کی نسل ہیں اور وہ اصل ہیں۔

دین سمجھ نہیں آ سکتا جب تک امام ابو حنیفہؒ کو اباجی نہ کہا جائے کہتے ہیں تاکہ:

ولی را ولی شامد

مجتہد کو مجتہد ہی پہچان سکتا ہے ہمیں کیا پتہ مجتہد کیا ہے پھر حنفیوں سے پوچھا بھی کوئی امام ابو حنیفہؒ نے رائے امام شافعیؒ کے بارے میں دی ہو انہوں نے کہا امام ابو حنیفہؒ نے امام شافعیؒ کو دیکھا ہی نہیں جس رات امام ابو حنیفہؒ کی وفات ہے اس رات امام شافعیؒ کی پیدائش ہے^(۱)۔

(۱) حکمت خداوندی بھی عجیب ہے کہ جس سال کوئی نابالغ عمر اور کمزری شخصیت دنیا سے روانہ ہوتی ہے اسی سال ایسے بگڑے مصر کا سال ولادت ہوتا ہے جو ان گزری ہوئی شخصیات کے طبعی و عقلی جانشین ہوتے ہیں مثال کے طور پر:

☆ سیدنا امام ابو حنیفہؒ ۵۰ھ میں وفات پائی تو اسی سال حضرت امام شافعیؒ پیدا ہوئے۔

☆ امام شافعیؒ ۲۰۳ھ میں فوت ہوئے تو اسی سال حضرت امام مسلمؒ پیدا ہوئے۔

☆ حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ ۱۲۳۶ھ میں فوت ہوئے تو اسی سال حضرت حمیدؒ السلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ پیدا ہوئے۔
(محمد ظفر مغلانی)

ایک لطیفہ

بعض کتابوں میں عجیب لطیفہ لکھا ہے کہ خنئی شافعی بات کرنے لگے بھی دیکھو ہمارا امام آیا تو تمہارا چلا خنئی کہنے لگے جب تک ہمارا امام تھا تمہارا امام ڈرتا تھا آتا نہیں یہ گیا تو وہ آیا ہے ایک دوسرے بزرگ بیٹھے تھے انہوں نے کہا یہ ائمہ کی تو ہیں بے یوں کہو ایک امام کیا تو اس کی جگہ دوسرا آ گیا تاکہ کام چلتا رہے تو ایسی باتیں نہ کرو۔

تو پھر اس محدث نے کہا شافعیوں بات تو سامنے آ گئی جب تمہارے امام اس کو امام مان رہے ہیں تو تم کیوں مکالمہ کرتے ہو کہا چلو آگے بات بڑھالیں کہ بڑی مشہور بات ہے دنیا اس کو مانتی بھی ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے امام شافعی کے شاگرد کہتے ہیں اور کیا کر رہے ہیں کہ جی وہ شاگرد ہیں مشہور مزمزی اور برائتی مدرسوں میں پڑھا رہے ہیں فرمایا ٹھیک ہے۔

اچھا جی امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد کہتے ہیں اور کیا کر رہے ہیں بتایا گیا کہ چار سو تو عدالتوں میں بیٹھ جاتے اور چھتیس شاگرد وہ ہیں جو قاضیوں کو فریڈنگ دینے کی اہلیت رکھتے ہیں اور دنیا کے کسی کوئے میں کوئی مدرسہ ایسا نہیں جس میں امام صاحبؒ کا شاگرد امامت یا حدیث یا درس افتد نہ دے رہا ہو انہوں نے فرمایا بھی مقابلہ ہو جتا ہی نہیں کس بات پر بحث کر رہے ہو تو اسی لئے امام اعظم ابو حنیفہؒ کو امام اعظمؒ کہا جاتا ہے کہ حضرت پاک ﷺ کی زبان مبارک سے اعظم کا نکلنا ہوا جملہ کوائف نے اتنی شرف قبولیت فرمائی کہ اللہ نے ہر مقام پر امام اعظمؒ کو امتیازی شان عطا فرمائی۔

عبادت میں دیکھو تو چار اماموں میں صرف ایک امام ملے گا جس نے چالیس سال عشاء کے وضو کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی اب یہ کرنا مشکل ہے لیکن کرنے والے پر اعتراض آسان ہے گزشتہ سال میں کراچی گیا تو میں اندر بیٹھا ہوا تھا ایک غیر مقلد دوست باہر تھا اس نے کسی سے کہا میں نے اندر جانا ہے سنا ہے مولانا

امام صاحبؒ کی استغناء

ایک دفعہ خلیفہ نے کہا امام صاحبؒ کو پیسے بھیجے جائیں امام صاحبؒ کو پتہ چلا آپ نے فرمایا ان کو کہہ دینا امام صاحبؒ نے آج یوں نہیں چپ کا روزہ رکھا ہے وہ ہزار روپیہ لیکر آیا امام صاحبؒ خاموش رہے وہ رکھ کر چلا گیا امام صاحبؒ نے اس کے جانے کے بعد اس میں پرچی لکھ کر رکھ دی یہ خلیفہ کی امانت ہے اسکو امانت میں رکھ دیا جائے بیٹے کو وصیت فرمادی جب میرا انتقال ہو جائے تو جیسے باقی امانتیں واپس کر دو گے ویسے ہی یہ خلیفہ کی امانت بھی واپس کر دینا۔

امام صاحبؒ کی آخری دو وصیتیں

امام صاحبؒ نے آخری وصیتیں دو فرمائی تھیں ایک یہ کہ مجھے اس قبرستان میں دفن نہ کرنا دوسرا یہ کہ یہ ہزار روپیہ واپس کر دینا تو جب وہ ہزار روپیہ لیکر پہنچا اور پیش کیا تو ساتھ یہ بھی کہہ دیا امام صاحبؒ نے یہ وصیت کی ہے اس قبرستان میں دفن نہ کرنا یہ غصہ کیا ہوا ہے تو خلیفہ مفسور کہتا ہے امام صاحبؒ تو زندہ تھا پھر بھی ہم تجھ سے بچ نہیں سکتے تھے اب تو مر گیا ہے لیکن پھر بھی تو نے معاف نہیں کیا اب یہ تیری وصیت قیامت تک زندہ رہے گی اور ہماری یہ بددیانتی ہمیشہ کے لئے باقی رہے گی کہ یہ لوگ غاصب تھے تو نے مرکزِ مگر بھی میں معاف نہیں کیا آپ نے ہمیشہ یہ دیکھا ہے جس کا زیادہ رعب دبدبہ ہو جائے حکومت اس کو دبانے کی کوشش کرتی ہے کہیں یہ حکومت کے لئے مسئلہ نہ بن جائے جیسے کافر مغرِیز کہتے ہیں اسلام تلوار کے ذریعے پھیلا ہے فقہ حنفی حکومت کے ذریعے پھیل گیا ہے۔

فقہ حنفی عالمگیر فقہ ہے

عجب بات یہ ہے امام صاحبؒ نے دونوں دور پاسے ہیں اموی دور بھی عباسی دور بھی حکومتوں نے بھی آپ کو کوڑے لگائے ہیں اور عباسیوں نے آپ کو زہر دیکر شہید کیا ہے وجہ کیا تھی حکومتیں نہیں چاہتی تھیں امام صاحبؒ کی فقہ اتنی

امین صاحب آئے ہوئے ہیں میں نے ان سے باتیں پوچھنی ہیں اس نے کہا پہلے مجھ سے پوچھ بعد میں ان کے پاس جانا اس نے کہا امام صاحب جو ساری رات عبادت کرتے تھے یہ بدعت نہیں ہے اس نے کہا قرآن میں ہے والذین بیسٹون لربہم سجدا وقیاما (الفرقان ۶۳) اس کا ترجمہ تم سناؤ کہ اللہ کے نیک بندے ساری رات قیام اور سجدہ میں گزارتے ہیں امام صاحبؒ نے اگر اس آیت پر عمل کر لیا تو کون سا گناہ ہو گیا تم اگر عمل نہیں کر سکتے تو کم از کم کرنے والے کو برا تو نہ کہو اس نے کہا یہ تو ہوئی ٹھیک بات میں نے کہا میری ایک بات کا جواب دو وہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ جب بھی حدیث نیکے تو غسل کرتے اور دو رکعت نفل پڑھتے تھا یہ سنت ہے یا بدعت ہے کیا کسی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے بات کہنے سے پہلے غسل کرتے ہوں اور نفل پڑھتے ہوں یہ تم بتاؤ سنت ہے یا بدعت ہے تو اب اسے میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں رہی میں سے واپس چلا گیا۔

تو خیر ایک دوست مجھ سے کہنے لگا اب چالیس سال عبادت کرتے رہے تو بیوی کے حقوق کیسے ادا کئے ہوں گے میں نے کہا آپ ان کی بیوی ہیں یا بیوی کے وکیل ہیں آپ کو کیا ہے مطالبہ تو دہی کرے جس کا حق ضائع ہو رہا ہو کیا ابھی امام صاحبؒ کی بیوی نے فرمایا کہ میرا حق پورا نہیں ہو رہا ہے اور امام صاحبؒ کی اولاد ہوئی یا نہیں؟ ہوئی ہے تو حق ادا کئے بغیر ہوئی ہے تو مقصد یہی ہے کام کرنا مشکل ہوتا ہے اس کام پر اعتراض کرنا آسان ہوتا ہے خود سے تو کام ہوتا نہیں لیکن کرنے والے کو برا ثابت کر دیا جائے ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کا لقب صادق اور امین مشہور تھا ایسے ایماندار تھے کہ کافروں نے آپ کے پاس امانتیں رکھیں اور امام صاحبؒ کا وصال جس دن ہوا ہے اس دن پانچ لاکھ کی امانتیں امام صاحبؒ کے گھر میں پڑی ہوئی تھیں اور اعتراض امام صاحبؒ کی امانت پر وہ کرتا ہے جس کو کوئی پانچ روپے دیکر اتنا اعتماد نہیں کرتا کہ وہ واپس کر دے گا وہ اس آدمی پر اعتراض کرتا ہے کہ جس کے اس زمانے میں پانچ لاکھ امانتیں رکھی ہوئی تھیں اور امام صاحبؒ محدثین پر خرچ کرتے تھے۔

کھیل جائے اور ان کا اثر و رسوخ ہو جائے لیکن فقہ حنفی زمانے کی ضرورت تھی جس طرح مدرس کو نصاب کی ضرورت ہے، قاضی کو فیصلوں کی ضرورت ہے حکومت کی مخالفت کے باوجود ہر مسجد میں فقہ حنفی پہنچ رہی تھی ہر عدالت میں فقہ حنفی پہنچ رہی تھی ہر جگہ فقہ حنفی پہنچ رہی ہے حکومتیں مخالفت کر رہی تھیں ابھی آپ نے مجھ سے پہلے سنا سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور پوری نماز کا حساب ہوگا امام صاحبؒ کو چھوڑ کر یہ اپنی پوری نماز نہیں ثابت کر سکتے۔

تبلیغی دوست کا مکالمہ

ہمارا ایک تبلیغی ساتھی تھا لاہور ہوٹل میں جگہ نہیں ملی انگ کہیں جگہ ملی اس کے قریب ہمارے دوستوں (یعنی غیر مقلدوں) کی مسجد تھی تو وہ ایک آدھ نماز اور چھٹی کے دن اس کو دو تین نمازیں پڑھنے کا موقع ملا بہت بڑی مسجد تھی کہتے ہیں ایک دن جب میں گیا نماز پڑھنے لگا تو وہ تین ساتھی میری طرف ٹور کر کے دیکھنے لگے میں نے کہا آج خیر نہیں ہے میں نے سوچا یہ مجھے بلائیں گے مناسب ہے میں خود ہی کیوں نہ چلا جاؤں میں نے جا کر السلام ٹیکہ کہا کہنے لگے بڑی خوشی ہے تم جوانی میں نماز پڑھتے ہو لیکن یہ نبیؐ والی نماز نہیں ہے اسی والی نماز ہے اس نے کہا جی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے، میں نبیؐ نہیں ہوں اسی ہوں، اسی ہوں تو اسی والی نماز پڑھوں گا! اس نے کہا نہیں یہ نماز مکہ مدینہ والی نہیں کوئی والی ہے اس نے کہا یہ تو خیر مجھے نہیں پتہ ہر شہر کی نماز انگ ہوتی ہے مکہ کی اور ہے مدینہ کی اور ہے کوفہ کی اور ہے میں تو اوکاڑہ رہتا ہوں مجھے اوکاڑہ والی نماز سکھا دیں کہتا ہے جب اوکاڑہ کا نام سنا تو کہا اچھا تو شیطان کے پاس جاتا ہوگا اس نے کہا آپ نے اس کو کیسے شیطان کہا؟ وہ تو فقہ کو مانتا ہے حدیث میں ہے: فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد

(ترمذی شریف۔ ج ۲ ص ۹۳، سنن ابن ماجہ۔ ص ۲۲)

شیطان تو فقہ کا انکار کرتا ہے اور وہ تو فقہ کو مانتا ہے تو آپ نے ماننے والے کو کیسے شیطان کہہ دیا؟ اس نے کہا دیکھنا تو اس کے پاس جاتا ہے کہتا ہے اس کے پاس

جاتا ہوں تو حدیث ہی سن کے آیا ہوں کچھ اور سن کر تو نہیں آیا اس نے کہا ہمیں بحث نہ کرو تم حج نماز سکھ لو میں نے کہا سکھاؤ اس نے صلوات الرسول سالکونی صاحب کی کھولی اور رفقہ یں کرنے کی دو تین حدیثیں دکھا دیں میں نے نماز باہر پڑھ لی اور نماز پڑھنے کے بعد اندر چلا گیا جا کر چار دفعہ رفقہ یں کیا چار رکوع کیا اس کے بعد آ کر بیٹھ گیا انہوں نے پوچھا نماز پڑھ لی میں نے کہا جی پڑھ لی انہوں نے کہا پوری تو نہیں پڑھی میں نے کہا پوری تو اسی والی تھی آپ نے اتنی ہی بتائی ہے میں نے سوچا میرے لئے تو کام آسان ہو گیا دو رکوع کر لیا کروں گا چار مرتبہ رفقہ یں کیا پوری تو آپ نے بتائی نہیں پہلے مجھے نماز کی شرطیں بتا دو تھیں ہیں؟ کہنے لگے دیکھنا اس کے پاس جاتا ہے جا مولانا درخواستی کو لا اس نے کہا جی مجھے سکھا دیں پھر میں مولانا اوکاڑہ کی کو لے آؤں گا مولانا درخواستی کو تو آتی ہے جاؤ مولانا عبداللہ انور کو لاؤ کہا مولانا نماز میں نے سیکھنی ہے میں حاضر ہوں اور سکھائیں پوری پہلے شرطیں بتائیں نماز کی شرطیں کتنی ہیں؟ وہ کہاں سے آئیں امام اعظمؒ کا دامن پکڑیں تو شرطیں آئیں خیر وہ چلے گئے اب یہ کالج کے لڑکے ہیں ان کو کوئی پچھڑے تو اللہ بچائے شام کے وقت ہم ڈیڑھ سو (۱۵۰) لڑکے چلے گئے اقامت ہو رہی تھی ان کی صف سے آگے آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا دیکھو پہلے ہم نماز پڑھتے تھے آپ نے کہا یہ صحیح نہیں ہے اب ہمیں صحیح نماز سکھاؤ تو پھر نماز پڑھنے دیں گے اب وہ منہیں کر رہے جب در زیادہ ہوئی مصلیٰ پر ہمارا لڑکا کھڑا ہو گیا ہم نے نماز پڑھائی انہوں نے علیحدہ پڑھی اور سنتیں نہیں پڑھیں چلے گئے ہم نے کہا سنتیں وغیرہ پڑھیں گے ہم پھر مکمل نماز سیکھیں گے پھر عشاء کے وقت ہم چار سو آدمی چلے گئے انہوں نے دروازہ اندر سے بند کر دیا ہم باہر کھڑے ہو گئے مولوی چار بھی ہوں تو چار سو دیکھنے والے بوجاتے ہیں کہ کبھی مولوی کو ہو کیا گیا ہے ادھر بازار کے آدمی بھی آ گئے کیا ہو گیا ہے ہم ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہیں کہ خدا کے لئے اللہ کے نبیؐ والی نماز سکھا دیں اور وہ اندر سے ہاتھ جوڑ رہے ہیں اللہ کے لئے ہماری جان چھوڑ دو ہم کہتے ہیں تم کہتے تھے تمہاری نماز ہوئی نہیں کہنے لگے تمہاری ہوئی

نہیں ہمیں آتی نہیں۔ تو ہمیں یہ حال ہے۔

ہم سچے اہل حدیث بننے کو تیار ہیں

امان میں ایک مرتبہ ایک لڑکا میرے پاس آ گیا جی ہمیں بہت تنگ کرتے ہیں ایک دن اس سے بات کر لو آپ کا کیا مقصد ہے یہی مقصد ہے ناں کہ اہلحدیث بن جاؤ تو تم ایک مرتبہ کبہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں میں اہلحدیث ہونے آ گیا ہوں غصہ سے بات نہیں کرنی لیکن سچا اہلحدیث بننا ہے میں نے کہا جس دن تکبیر اولیٰ سے سلام تک نماز سکھا دو گے اس دن سچا اہلحدیث بننا ہے میں نے میں ابھی چیخا ہوں ابھی آپ سکھا دیں ابھی میں اہلحدیث بن جاؤں گا آپ سال کے بعد سکھائیں میں سال کے بعد آ جاؤں گا لیکن اتنی دیر غلط نماز پڑھوں تو گناہ آپ کو ہوگا اور مولانا نے ان سے پوچھا کہ امام تکبیر تحریرہ اونچی کہتا ہے اس کو میں نے بتایا کہ کہنا میں اکثر نماز میں تو اکیلا پڑھتا ہوں اکیلا تکبیر تحریرہ اونچی کہے یا آہستہ ذرا اس کی حدیث سنا دو وہاں تو اذاکبر فکبر وا ہے یہاں تو اتنا بھی نہیں سنا سکتا اگرچہ اگلے مسئلہ کی حدیث انہیں نہیں آئی چار دن کے بعد وہ لڑکا میرے پاس آیا کہنے لگا مولوی صاحب پہلے وہ میرے پیچھے پیچھے پھرتے تھے اب میں ان کے پیچھے پیچھے پھرتا ہوں میں کہتا ہوں بھئی جس دن تم مجھے پوری نماز حدیث سے سنا دو گے میں اہل حدیث ہو جاؤں گا مجھ سے حنفیہ بیان لے لو اسنام لکھوا لوصیہا چاہیے ہو کر لو اور پہلے میں یہی بات پوچھتا ہوں جب آدمی اکیلا نماز پڑھتا ہے تو فرض سے پہلے سنتیں پڑھنی پڑتی ہیں تو تکبیر اولیٰ میں اونچی کہوں یا آہستہ وہ مجھ سے لڑ پڑتے ہیں میں فون کرتا ہوں ان کے در سے میں بھئی اس مسئلہ کی حدیث کہاں ہے مجھے بتا دو تو وہ مجھے گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں میں ان کے پیچھے پیچھے پھرتا ہوں خدا کے لئے مجھے اہلحدیث بنالو اللہ کے واسطے مجھے اہلحدیث بنا دو لیکن اب وہ مجھے اہلحدیث نہیں بناتے پتہ نہیں بات کیا ہوگی گالیاں میں نے ان کو نہیں دیں اور ان سے صرف اتنی بات کہتا ہوں خدا نے پوری نماز کا حساب لینا ہے۔

چار مسئلے

ایک دن دولڑکے آ گئے کہنے لگے جی وہاں غیر مقلد مولوی صاحبان صرف قرآن مجید اور بخاری شریف لے کر بیٹھے ہیں کہتے ہیں میں آج صرف اس پر فیصلہ دوں ہے آپ چلیں یا کسی کو بھیجیں میں نے کہا کسی کو جانے کی ضرورت نہیں نماز آپ نے سیکھنی ہے آپ سیکھ آئیں پھر بعد میں ہم چلے جائیں گے کہنے لگا جی وہ کہتے ہیں پوری نماز نہیں سکھائی میں نے کہا کیا کہاں سے سکھو گے؟

چلو میں نے کہا یہ چار باتیں سیکھ آؤ باقی بعد میں بتی لیکن اسی ترتیب سے جس طرح نماز کی ترتیب ہے پہلا اختلاف سینے پر ہاتھ باندھنے کا ہے یہ بخاری شریف سے دکھا دیں؟ ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے اب وہ بخاری لے کر بیٹھے تھے جی حدیث کا پہلا اختلاف یہ ہے اب بخاری میں کہاں آپ تو کہتے تھے قرآن اور بخاری سے سب کچھ مسئلہ کا فیصلہ دو جائے گا یہ تو پہلے مسئلہ کا حل نہیں ہوا دوسرا مسئلہ جو ہے وہ قرآن کا ہے جی ۱۱۳ سورتیں آپ امام کے پیچھے نہیں پڑھتے صرف ایک پڑھتے ہیں تو پہلے بخاری سے دکھائیں جی ۱۱۳ سورتیں پڑھنی منع ہیں؟ کہاں سے دکھائیں پھر؟ اب ان کو بخاری کھول کر دکھائیں کہنے لگے جی رکھ دو آپ جی لیکر بیٹھے تھے ہم نے کہا تیسری بات آمین کا بھگڑا ہوتا ہے زیادہ رکعتیں ہم اکیلے پڑھتے ہیں کیا آدمی آمین بلند آواز سے کہے ذرا اس کی حدیث دکھا دیں؟ اور امام کے پیچھے ہم سترہ رکعتیں پڑھتے ہیں اور یہ گیارہ رکعات میں آمین آہستہ کہتے ہیں یہ ایسی حدیث دکھا دیں کہ مقتدی گیارہ رکعتوں میں آمین آہستہ کہے؟ تیسری یہ دکھا دو چھ رکعات میں بلند آواز سے کہیں؟ کہنے لگے جی نہیں حضور ﷺ نے آمین اونچی کہی تھی (ہم نے کہا) جی مقتدی بن کر یا امام بن کر (کہنے لگے) امام بن کر (ہم نے کہا) اس کی ہمیں ضرورت نہیں ہم تو مقتدی ہیں ہمیں مقتدیوں والے مسئلہ کی ضرورت ہے اکیلے نماز پڑھنے کا ہمیں طریقہ آتا چاہئے امام والی نماز کی ضرورت ہمیں نہیں ہے ہاں ہم مقتدی ہیں ہم سے مقتدی والی نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا نہ ہم امام

جس نہ ہم سے امام کی نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

چوتھا یہ کہ آپ چار رکعت میں دس جگہ رفع یدین کرتے ہیں اور اٹھارہ جگہ نہیں کرتے تو اٹھارہ زیادہ ہیں تو اٹھارہ کی نفی دس کا اثبات اور ساتھ ہمیشہ کا لفظ ہو مجھے کہنے لگے جی آپ نے ہمیں یہ اچھا نسخہ بتا دیا وہ روزانہ بخاری بخاری پکارتے ہیں پہلے سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث دکھاؤ کہ یوں ترتیب ہونی چاہئے کیونکہ ترتیب اللہ اور رسولؐ والی صحیح ہے جو اللہ اور رسولؐ والی ترتیب کو مانتا ہے وہ اسی ترتیب پر بات کرتے گا جو اللہ اور رسولؐ والی ترتیب نہیں مانتا وہ اس ترتیب پر بات کرنے کو تیار نہیں ہوگا تو عرض کر رہا تھا امام صاحب کو سب نے امام عظمؒ مانا۔

مسئلہ فاتحہ خلف الامام

سوال نمبر (۱): آپ امام صاحب کی تعریف بیان کرتے ہیں حالانکہ آپ کے لوگ بغیر فاتحہ کے نماز پڑھتے ہیں بخاری میں ہے بغیر فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی آپ بھی اپنے مسلک پر کوئی دلیل دیں؟

جواب: تو بھی ہم نے کس دن کہا ہے ہم بغیر فاتحہ کے نماز پڑھتے ہیں کبھی کسی حنفی نے کہا ہے ہم بغیر فاتحہ کے نماز پڑھتے ہیں؟ جو ہم کہتے ہیں وہ دیکھو جیسے روایت میں ہے لا جمعة الا بخطبة (سنن کبریٰ بیہقی..... ج ۳ ص ۹۶) کہ جمعہ بغیر خطبہ کے نہیں ہوتا آپ سارے خطبہ پڑھتے ہیں؟ (نہیں..... سامعین) پھر آپ باہر جا کر کہتے ہیں میں بغیر خطبہ کے نماز پڑھ کر آیا ہوں؟ بلکہ آپ کہتے ہیں خطبہ والا جمعہ پڑھ کر آیا ہوں جس طرح مؤذن کی اذان سب محلے والوں کی طرف سے ہو جاتی ہے کوئی نہیں کہتا ہم نے بغیر اذان کے نماز خلاف سنت پڑھی ہے ایک اقامت پوری جماعت کے لئے کافی ہے ایک سترہ پوری جماعت کے لئے کافی ہے تو کبھی ہم نے نہیں کہا ہم نے نماز بغیر فاتحہ کے پڑھی ہے جیسے خطیب کا خطبہ ہماری طرف سے ہو جاتا ہے یہ ہم نہیں کہتے بلکہ اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے:

من كان له امام فقرأه الامام له قراءة

(تح القدیر ج ۱ ص ۲۳۹ مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۹)

(نوطا امام محمد ص ۹۶ مسند امام عظم ص ۱۱)

جو امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو امام کی طرف سے پڑھا ہوا فاتحہ اور سورت اس کی طرف سے بھی ہو جاتی ہے ہاں ان کے ذمہ یہ ہے کہ امام کی قرات ایک سو تیرہ سورتوں میں کافی ہو جاتی ہے اور ایک سو چودہ میں نہیں ہوتی چونکہ ایک سو تیرہ سورتیں یہ بھی نہیں پڑھتے۔

ختم فاتحہ کا واقعہ

پچھلے رمضان میں آخری عشرہ کے اندر ختم قرآن ہوتا ہے اور بعض جگہوں میں تقریریں بھی ہوتی ہیں میری بھی ایک جگہ تقریر تھی ساتھ قریب ان غیر مقلدین کی مسجد بھی ہے یہ میرے ساتھ پھر رہے تھے کہنے لگے جی آج ہمارے ہاں بھی ختم قرآن ہے میں نے کہا ختم قرآن ہے یا ختم فاتحہ؟ (کہنے لگے اس کا کیا مطلب لی؟) میں نے کہا آپ نے تو فاتحہ پڑھی ہے قرآن تو اکیلے امام نے پڑھا ہے دعا یوں کرنی چاہئے یا اللہ امام صاحب کا پورا قرآن اور ہماری سورۃ فاتحہ قبول کرنا کہنے لگے نہیں جی جو امام نے پڑھی وہ ہماری طرف سے بھی ہوگی میں نے کہا پھر ایک سو پانچویں سورۃ نے کونسا قصور کیا ہے وہ نہیں ہوتی؟ ایک سو تیرہ ہو جاتی ہیں تو ایک سو پانچویں بھی ہو جاتی ہے دیکھو جتنی کبھی کسی حنفی نے کہا ہم نے بغیر فاتحہ کے نماز پڑھی ہے ہم نے کہا میں بغیر اذان بغیر اقامت بغیر خطبہ کے جمعہ پڑھ کر آیا ہوں ہم تو تھے نہیں پتا نہیں ہمارے اوپر جو بھلے الزام کیوں لگادیے جاتے ہیں تو بھی ہم اپنے مسئلہ کے ذمہ دار ہیں اس کے نہیں۔

نقد حنفی پر بہتان

وال نمبر ۲: آپ کے نقد حنفی میں گندے ترین مسائل ہیں کہ ماں بہن سے نکاح

کرواحد شری نہیں حالانکہ زانی پر حد ہے جواب دیں؟

جواب :- دیکھئے مسئلہ پورا سامنے آ جائے تو بات ویسے ہی ختم ہو جاتی ہے ہماری فقہی کا مسئلہ یہ ہے کہ ماں بہن سے نکاح کرنا تو اپنی جگہ پر رہا صرف اتنا کہنا کہ ماں بہن سے نکاح جائز ہے وہ اسی وقت کا فرمہ اور واجب التحصن ہے کسی مخفی سے پوچھ لیں۔

اب اہل بات ہمیں فقہی اس پر زنا کی حد میں لگوائی بلکہ مرتہ سمجھ کر قتل کرواتی ہے اور یہ کہتے ہیں نہیں مسلمان ہے مد لگائی جائے زنا کی قتل نہ کیا جائے۔

دلیل :- در مختار (ج ۳، ص ۱۷۹) کے یہ الفاظ ہیں ویسکون التضرع بالفضل کمن وجد جلا مع امر الا لا تحلل لہ ۱۷۹ اواداد میں بھی میرا ہے قتل کی

حضرت ابو بردہ ۱۷۹ کمنہ نے بیجا فلاں آدمی کو قتل کر دیا اس نے باپ کی بیوی سے نکاح کیا ہے تو قتل کرنا زنا کی حد میں امرہ آدمی کی حد ہے اب یہ کہتے ہیں کسی غیر

مقتلہ نے اپنی بہن سے نکاح کر لیا تو دونوں کو سو ۶ جوتے مار دو تاکہ دوسری مرتبہ وہ پھر کر لے اور اگر خدا خواست فقہی نافذ ہو جائے اسی وقت دونوں کو قتل کر دیا تو باقی

بہنیں کس کا منہ دیکھیں گی تو غیر مقتلہ کی بچہ دار بی بی نہ ہو جائے گی اس لئے وہ بچارے پریشان ہو جائے ہیں اب دیکھیں پورا مسئلہ بتائیں تو وضاحت ہو جائے گی۔

ایک مرتبہ وہ دوا کی سامان آ گئے دس بارہ اور آدمی بھی تھے در مختار رکھ لی دیکھو لکھا ہوا ہے حد نہیں ہے میں نے کہا آگے دیکھو کیا لکھا ہوا ہے تحریر ہے میں نے

کہا تحریر کیا ہے؟ کہ وہ تین لمبا چے مار دو کہنے لگا جی تحریر تو اتنی ہوئی ہے میں نے کہا یہ قانون کی کتاب ہے یہاں اتنا ہے اگلا باقی تحریر کا ہے اس میں لکھا ہوا ہے قتل کیا

جائے گا وہ کہنے لگا جی اسی کتاب میں لکھا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں اسی کتاب میں آگے لکھا ہے کہنے لگا وہ اب تک جھوٹ بولتے رہے ہیں کہ ان کی کتابوں میں ایسے

مسائل لکھے ہوئے ہیں پھر حد نہ ہونے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جائز ہے۔

منظرہ راولپنڈی

راولپنڈی کے منظرہ میں انہوں نے یہ عبارت پیش کی اس قسم کی عبارتیں

پیش کرتے رہتے ہیں حد نہ ہونے کا مخفی بھی تو کہتے ہیں جائز ہے اور بھی کہتے ہیں گناہ نہیں تو میں نے وہاں بھی پوچھا آپ سے بھی پوچھا ہوں کوئی آدمی شراب پی

لے مخفی حد ہے اسی کوڑے اور اگر کوئی پیشاب پی لے تو کتنے کوزے حد ہے؟ کوئی نہیں اب اندازہ لگاؤ شراب پینے پر حد ہے اور پیشاب پینے پر حد میں کوئی حد

نہیں۔ میں نے کہا یا تو حدیث دکھاؤ حد ہے یا تو پھر پی کر دکھا دو کیونکہ آپ کا مطلب یہ ہوتا ہے اگر حد نہ ہو تو کام جائز ہے تو دیکھئے پورا مسئلہ ہمارا یہی ہے نکاح کو

اگر جائز کہہ دے تو کافر ہے مرتبہ واجب القتل ہے ملہ حضرات موجود ہیں (فتح القدیر ج ۵، ص ۵۴) میں لکھا ہوا ہے ہمارے کسی مدرسہ سے فتویٰ منگوا لیں لکھا ہوا ہے

وہ مرتبہ کافر واجب القتل ہے دوسری بات آپ سے پوچھتا ہوں کہ نماز پانچ وقت پڑھتے ہیں فرض ہے اس کا حساب ہوتا ہے وہ تو اتنی نہیں ان کو اور یہاں کسی نے ماں

یا بہن سے نکاح کیا ہے؟ رقعہ آگیا ہے ماں یا بہن سے نکاح جائز کہا ہے کس نے کیا ہے؟ تو اللہ کے بندوں تم سے پوچھا جانا ہے جو تم کر رہے ہو نماز سب سے پہلے

پوچھی جاتی ہے نماز سکھاؤ کیا ہے اور کس طرح پوری نماز پڑھی جانی چاہئے؟ سوال نمبر ۳ :- امام شافعی کے نزدیک فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین فرض ہے اس

کو ترک کرنے والا امام شافعی کا منکر نہیں ہوگا اور اگر امام شافعی کی تقلید کی جائے تو امام ابوحنیفہ کی خلاف ورزی ہوگی اس سے بہتر ہے کسی کی تقلید نہ کی جائے؟

الجواب :- تو مطلب یہ ہے کہ نماز چھوڑ دی جائے یا حنفیوں والا شافعیوں والا مایکوں اور حنبلیوں والا طریقہ ان کا تو آپ کو پتہ لگ گیا ہے نہ کہ تقلید چھوڑنے کا

مقصد یہ ہے نماز چھوڑ دی جائے دین اسلام کو خیر آباد کہہ دیا جائے۔

باقی دیکھئے اللہ نے جتنے نبی بھیجے ہیں سارے برحق ہیں موی علیہ السلام برحق ہیں موی علیہ السلام برحق ہیں حضور اکرم ﷺ ہفتہ کے دن جمعہ کی نماز پڑھتے

تھے؟ نہیں تو موی علیہ السلام ہفتہ کی عبادت کرتے تھے آپ بھی ہفتے کی عبادت کرتے ہیں؟ (نہیں) سائمن) کیوں وہ برحق نہیں تھے؟ اچھا آپ اتوار کو موی

علیہ السلام والی عبادت کرتے ہو؟ (نہیں) سائمن) کیوں وہ برحق نہیں تھے؟

دیکھو برحق ہوتا بخدہ چیز ہے برحق ہم سب کو مانتے ہیں جن مسائل میں ہمارا اماموں
ت اختلاف ہے ہم ان میں اپنے مسائل کو ناسخ اور ان کے مسائل کو منسوخ اپنے
مسائل کو راجع اور ان کے مسائل کو مرجوح کہتے ہیں۔

جس طرح منسوخ پر عمل جائز نہیں اسی طرح مرجوح پر عمل جائز نہیں
پہلے اماموں کی تقلید چھوڑنے پر تو نمازی باقی نہیں رہے گی تو آپ کو پتہ چل گیا
انہی کو چھوڑ کر نماز ہے ہی نہیں۔

بابائے غیر مقلدیت کون؟

سوال نمبر ۳: غیر مقلدوں کے بانی کا نام اور ان کے مذہب کی اشاعت تاریخ
کے حوالہ سے بتائیں؟

جواب :- ان کے بانی کا نام عبدالحق ہے جو بنارس میں رہتا تھا عبدالحق بناری میاں
نذر حسین کے استاد مولوی عبدالحق نے (تحمیہ الظالمین ص ۳) لکھا ہے سو بانی
مہائی اس نئے بدعتی مذہب کا عبدالحق بناری ہے جو دھوکہ کیلئے شاہ اسماعیل شہیدؒ کی
جماعت میں شامل ہوا تھا اور شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اس کو جماعت سے نکال دیا تھا۔

بابائے مقلدین کا عقیدہ

وہ باتیں اس کی شاہ اسماعیل شہیدؒ کو پہنچیں پہلی یہ کہ صحابہؓ سے ہمارا علم
زیادہ ہے (استغفر اللہ) اس لئے کہ حدیث کی کتابوں میں کسی صحابی سے ایک حدیث
مروی ہے کسی سے دس مروی ہیں کسی سے بارہ مروی ہیں ہمیں تو ہزاروں حدیثیں یاد
ہیں دوسری بات اس نے یہ کہی اگر عائشہؓ حضرت علیؓ سے لڑ کر بے توبہ مری تو مرتد
مری۔ (کشف المحجوب ۴۲)

معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ

ایک دوسرے کا علم تا پنے کی ان کو عادت ہوئی ہے اس لئے یہ اکثر کہا
کرتے ہیں امام ابوحنیفہؒ کو تین حدیثیں یاد تھیں کوئی کہتا ہے کیا وہ یاد ہیں کوئی بڑا

ہی احسان کرے تو کہتا ہے سترہ یاد تھیں میں کہتا ہوں مگر بن حدیث ہے ہیں اگر امام
صاحبؒ کو سترہ حدیثیں یاد تھیں تو اس زمانے میں کسی کو اٹھارہ یاد نہیں تھیں بالکل
پکی بات ہے کیوں اسوی حکومت کی بھی کوشش یہ تھی امام ابوحنیفہؒ وزیر قانون بن
جائیں عباسی حکومت کی کوشش بھی تھی یہی امام ابوحنیفہؒ قاضی القضاۃ کا عہدہ لے لیں تو
حکومت اپنی رعایا میں جو سب سے تحوڑا پڑھا ہوا ہو اس کو وزیر قانون بناتی ہے؟
(نہیں۔ سامعین) جو سب سے زیادہ پڑھا ہوا ہو تو اگر کوئی امام اٹھارہ حدیثیں
پڑھے ہوتے تو حکومت کو کیا ضرورت تھی امام ابوحنیفہؒ کی منت کرنے کی۔

ایک لطیفہ

ایک غیر مقلد کہنے لگا امام صاحب کو تین حدیثیں آتی تھیں میں نے کہا
تھیں تیرہ سو سال تک نہیں نکلے دیا اگر چار آتی تو تیس تو تھیں قیامت تک نہ نکلے
دیتے اب ریا یہ کہ امام صاحبؒ کو آتی کتنی تھیں امام صاحبؒ کا وصیت نامہ چھپا
ہوا ہے وصایا امام اعظمؒ کچھ امام یوسفؒ کو وصیتیں فرمائیں کچھ اپنے بیٹے حمادؒ کو
وصیت فرمائیں جو بیٹے کو نصیحتیں فرمائیں ہیں ان میں اکیسویں وصیت میں فرمایا بیٹا
اہلسنت والجماعت کو لازم پکڑنا یہی جماعت نجات پانے والی ہے۔ (سبحان اللہ)
انہیں (۱۹) نمبر ۱) میں امام صاحبؒ نے بیٹے کو پانچ حدیثیں سنائیں فرمایا

(۱) والناس عشان نعمل بحمۃ احادیث جمعناہما حمۃ ما قالہ حدیث:

(الف) انما الاعمال بالنیات ولكل امری ما نوى

(ب) ومن حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعہ

(ج) لا یومس احدکم حتی یعہ لا ینہی لفسہ

(د) ان المحلل بین والحرام بین وبینہما مستہبات لا یملہن کثیر من الناس۔ فیس انفی

الشہات استبراء لہنہ وعرضہ ومن وقع فی الشہات وقع فی الحرام کراغ یدعی حول

الحمی یوشک ان یقع فیہ الا وان لكل ملک حمی الا وان حمی اللہ محارمہ الا وان فی

الحمد مضعۃ اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسد فسد الجسد کله وہی القلب

(هـ) المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ

(تم نظر مرقی عن)

(۶۵ ص)

(وصایا امام اعظمؒ)

جنا ہمارے نبی حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

(۱) اعمال کا واردہ عاریتوں پر ہے اور انسان کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی ہو۔

(۲) انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لائینی چیزوں کو ترک کر دے۔

(۳) تم دشمن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کر لو جو اپنے لیے کرتے ہو۔

(۴) حال بھی ظاہر ہے اور بیتنا حرام بھی ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان شبہ کی چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے جو جو شخص شبہات سے بچا اس نے دین اور آبرو کو محفوظ کر لیا اور جو شخص شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ جائے گا جیسا کہ چہ واپا ہاریز (کسی کھیت کی) باز کے قریب چرانے تو قریب ایسا ہوگا کہ اس کا ریوڑ کھیت میں بھی چرنے لگے گا۔ پھر فرمایا خبردار! بلاشبہ بادشاہ نے باز لگا دیا ہے اور اللہ کی باز حرام کردہ اشیا ہیں۔

(۵) کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔

یہ پانچ حدیثیں سنانے کے بعد فرماتے ہیں جتنا ان پانچ حدیثوں کو آئینے کی طرح رکھنا اور اپنے اعمال کا ان پانچ حدیثوں پر محاسبہ کرتے رہنا یہ پانچ حدیثیں ان پانچ لاکھ حدیثوں کا مخمور ہیں جو ہم نے یاد ہیں۔

ایک کہنے لگا ابھی امام صاحب کو حدیث کم آتی تھیں امام بخاری کے بارے میں سنا ہے ان کو تین لاکھ پانچ لاکھ آتی تھیں میں نے کہا پھر جس کو چھ لاکھ آتی تھیں ایک رکعت نماز کا طریقہ تو بتا کر نہیں گیا اور جس کو تین آتی تھیں ساری نماز پڑھنی سکھا گیا ہے تو اول تو نماز پوچھی جاتی ہے تو اگرچہ تین آتی تھیں نہیں نماز پوری سکھا گیا ہے چاہے ایک بھی آتی ہو۔ ہمیں خدا کی عبادت مکمل طریقہ سے بتایا ہے اور انکی کتاب میں ایک رکعت کا طریقہ بھی مکمل نہیں تو ہمیں کس کے پاس جانا چاہیے جو پوری نماز سکھائے یا جو تکبیر تحریر سے بھاگ جائے کیا خیال ہے؟ (پوری نماز سکھانے

والے کے پاس (سناہیں)۔

فیہ تقلید کی ہر ایک کے پیچھے نماز

مراٹھی کے پیچھے نماز جو جاتی ہے نزل الابرار (ج ۱، ص ۱۰۲) میں صاف لکھا ہوا ہے کہ امام بے وضہ تو اس کے پیچھے بھی نماز پڑھ لیا کہ وہ غسل فرض ہو پھر بھی پڑھ لیا کہ وہ ہمارے مولانا عین الدین کھنوی جو ابو کاڑھ کے ان (کی جماعت) کے امیر ہیں ان کا ایک قلمی نسخہ میرے پاس موجود ہے ان سے ایک آدمی نے مسئلہ پوچھا میں نے ان کا ایک مسجد نظر آئی ہاں چلا گیا نماز پڑھنے کے لئے جب صف میں کھڑا ہوا جماعت کے لئے سامنے لکھا: وہ مسجد حویہ تو آٹھ من آدمی وضو کر رہے تھے میں نے سچا اگر چھوڑ کر چلا جاؤں یہ کہیں پٹائی نہ کریں میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی اب نماز میری ہوئی یا نہیں؟ آئندہ بھی ایسا قطعہ پیش آئے تو کیا کیا جائے؟ مولانا نے فرمایا نماز ہوئی کیونکہ ہماری نماز کا تعلق امام کی نماز سے ہوتا ہی نہیں ہم طبعہ و فاقہ پر تھے ہیں۔

نزل الابرار (ج ۱، ص ۱۰۲) میں لکھا ہوا ہے کہ ایک آدمی نے جماعت کرائی اور جماعت کے بعد کہا دیکھو مجھے میں کا فر ہوں اب نماز ہو گئی لیکن یہ نہیں سمجھ آیا مولوی محمد یحییٰ صاحب اس خفی کو کا فر سے بھی زیادہ بدتر سمجھتے ہیں اگر واقعہ سمجھتے ہیں تو پھر اپنے دوستوں کو بھی سمجھائیں کہ خفیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی یہ ان کا اپنا مسئلہ ہے ان کی نہیں ہوتی تو ان کی کیسے ہو جاتی ہے اگر ان کی ہو جاتی ہے تو ہم انکم نماز گھر آ کر وہ اتنے لوگوں کے سامنے تو نہ دہرات جس مذہب کا مسئلہ ہو کہ کا فر کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اس کو نماز دہرائے کی کیا ضرورت ہے۔

سوال نمبر ۵: چار رکعت والی نماز میں اٹھاف درعت میں سوہ وقت تھو کہ واجب نہیں کہتے اگر کوئی آدمی صرف تسبیح پڑھتا کہے تو پھر لا صلوة الا مستحضر الکتاب پر عمل کیا نہیں

جواب - مسجد جب ارکعت تو نہیں مانا تو ایک ہوتی ہے اس لئے صاحب ہدایہ

نے لکھا ہے دوسری نماز میں جو ہم واجب کہتے ہیں یہ بطور دلالت انص سے کہتے ہیں کیونکہ وہ رکعتیں سفر میں بھی ساقط نہیں ہوتیں تیسری چوتھی رکعت میں ہمارے پاس دلائل میں یہ نہیں کہ ابو حنیفہؒ نے کہا بلکہ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایات موجود ہیں کہ وہ تیسری اور چوتھی رکعت میں بیعت پڑھ لیا کرتے تھے اور ہمارا مسئلہ کیا ہے پہلی دوسری میں واجب ہے تیسری اور چوتھی میں سنت ہے اگر کسی نے تیسری اور چوتھی میں پڑھی تو خلاف سنت ہے ہاں اگر بتانے کے لئے پڑھی تو گناہ سن ہے۔

عبدوں کی رفع یدین کی حقیقت

سوال نمبر ۶: بخاری میں ہے حضور ﷺ عہدہ میں رفع یدین نہیں کرتے تھے آپ نے عہدہ کی نفی کا مطالبہ کیا ہے معلوم ہوتا ہے آپ کو حدیث نہیں آتی ہے؟ رفع یدین کے منع کی حدیث سنائی؟

جواب :- بخاری میں یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ عہدہ میں رفع یدین نہیں کرتے تھے اور مجھے بخاری نہیں آتی یہ وضاحت کہ عہدہ کو جاتے ہوئے اور آتے ہوئے رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے ان جہج کے کسی اور کی روایت میں نہیں ہے مدینہ مکہ کی شان زیادہ ہے یا کسی اور شہر کی حضرت علیؓ فرماتے ہیں وکان رسول اللہ لا یفعل ذلک فی المسجد یہ ترجمہ نہیں عہدہ کو جاتے آتے نہیں کرتے تھے جیسے آپ نے کئی مرتبہ دیکھا بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ مصیبت اور پریشانی ہو تو عہدہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اس کی نفی ہے نہ کہ عہدہ کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی۔

کہ کے راوی اس حدیث کے سفیان ابن حبیبہ جن کے الفاظ یہ ہیں لا یسرع بین المسجدین بین السجدتین وہ جگہ ہے جہاں آپ دو عہدوں کے درمیان بیٹھتے ہیں اس میں رسول اللہ ﷺ ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کیا کرتے تھے تو معلوم ہوتا ہے رفقہ لکھنے والے کو بخاری نہیں آتی ہمیں الحمد للہ بخاری یاد ہے کہ وہ مدینہ والی حدیثوں کو چھوڑ کر یہ بھاگ رہے ہیں۔

پچھلی دفعہ جب میں آیا تھا تو ایک مضمون لکھا تھا جس میں دس حدیثیں

تھیں کہ رسول اللہ ﷺ عہدہ میں رفع یدین کرتے تھے اور ان حدیثوں کو خود ان کے ہمارے نے صحیح کہا ہے۔ یہ احادیث ہیں بھی آخری عمر کی حضرت وائل ابن حجرؒ اور حضرت مالک ابن حویرثؒ کی ہیں اور وہ فوٹو اسنیت کرا لیں اور ان سے پوچھیں کہ یہ دس حدیثیں صریح ہیں اس بات کی کہ رسول اللہ عہدہ میں رفع یدین کرتے تھے اور یہ صریح بھی نہیں اور آپ ان دس کو چھوڑ کر کیوں ان پر عمل کر رہے ہیں؟

شمشاد سلفی تہرائی کو مکمل نماز نہیں آتی

سوال نمبر ۸: آپ کے اشتہار میں لکھا ہوا ہے کہ آپ لالوہیت میں شمشاد سلفی سے مناظرہ کے خوف سے فرار ہو گئے تھے اگر یہ غلط ہے تو اس کے بارے میں کیس کیا جائے؟

جواب :- بات دراصل یہ ہے کہ لالوہیت میں گیا تھا وہاں میری تقریر تھی جب میں نے تقریر ختم کی تو دو آدمی میرے پاس آگئے انہوں نے کہا آپ وقت دیں شمشاد سلفی سے مناظرہ کا میں نے کہا شمشاد سلفی کو نماز نہیں آتی اس لئے وہ نہیں سکھاتا اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ آئیں اور جاسیں اسام پر لکھ دیں کہ اگر شمشاد سلفی پوری نماز نہ سکھایا ہم ختم ہو جائیں گے میں بھی لکھ دیتا ہوں اگر اس نے پوری نماز سکھادی تو میں غیر مقلد ہو جاؤں گا بس اتنی بات ہوئی ہے ادھر جب یہ بات ہوئی تو ان کے رنگ فق ہو گئے کیونکہ یہ انہیں بھی تھی پوری نماز آتی نہیں اب دیکھو میں لالوہیت میں تقریر کرنے کے لئے گیا تھا وہاں اگر میری شادی کر دیتے تو میں وہاں رہ جاتا آخر تقریر کر کے گھر تو جاتا ہی ہوتا ہے اب میں تقریر کر کے گھر جاؤں پیچھے سے یہ اشتہار چھاپ دیں کہ فرار ہو گیا ہے اب اس کا کیا کیا جائے اس کا کوئی حل دوگا کیا کیا جائے مفتی لطیف صاحب کو پتہ ہوگا کیا کیا جائے؟

چیلنج

میرا چیلنج ہے ان کو نماز نہیں آتی حدیث سے اپنی نماز ثابت نہیں کر سکتے کسی

میں دیکھتا ہوں وہ پتہ سبز ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد اور پھیلنا شروع ہو گیا اتنا پھیلا کہ میں نے اس کے سائے میں ہر قوم کو کھڑا دیکھا ہوا حیران ہوا عجیب خواب ہے حضرت دانیال علیہ السلام سے تعبیر پوچھی آپ نے فرمایا وہ جو درخت اور جڑ ہے تو اور تیری قوم ہے اور وہ جو پتھر گرا تھا وہ خدا کی آخری کتاب ہے جو تیرے دین کو ختم روئے گی اور وہ جو پتہ سبز ہوا تھا وہ تیری نسل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو امام ہوگا ساری دنیا اس کے واسطے ہے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گی چنانچہ سیدنا امام اعظمؒ اسی کی اولاد اور نسل سے ہیں تو جن کی اللہ تعالیٰ نے اتنی عظمت بنائی ہو شریا ستارے سے تقیہ دی ہو یعنی چاند پر تھوکنے سے تھوکر اپنے اوپر ہی آتا ہے ساری دنیا، ماحول اڑنا شروع کر دے کیا چاند گدلا ہو جائے گا؟

مجدد الف ثانی "کافرمان گرامی"

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں امام اعظمؒ کی گستاخی کرنے سے باز آجاء ساد اعظم کا دل دھکتا ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو شریا ستارہ کہا ہے اور ساری دنیا مل کر یہ عزت ان سے چھین نہیں سکتی۔

امام شعرانیؒ کا واقعہ

امام شعرانیؒ "ایک دن مراقبہ میں بیٹھے ہوئے ہیں شافعی المذہب ہیں ایک دن انہیں کے مذہب کا آدمی آیا اس نے تین چار کاغذ دیئے امام شعرانیؒ کو انہوں نے خود اپنا یہ واقعہ میزان الکبریٰ میں لکھا ہے فرمایا کہ یہ کاغذ دیکھ کر اس نے کہا میں نے کئی سال امام راضی کی کتاب میں رکھ کر فقہ حنفی کی چند نغضیاں نکالی ہیں امام ابو حنیفہؒ کی فقہ کی فرماتے ہیں میں نے اسے کہا کیا فائدہ ہوگا تجھے اول تو تیرے غلط کہنے سے غلط نہیں ہوئی کیونکہ اگر دوسرے مجدد کا اجتہاد خلاف ہو تو پہلے مجتہد کا اجتہاد غلط نہیں ہوتا اپنا اپنا اجتہاد ہے اور تیرا کہنا تو ایسے ہے جیسے بیج کے فیصلہ کو تیلی جھٹانے کی اس کی یا قدر ہوئی ہے چلو بالفرض غلط بھی ہوں ابو حنیفہؒ کو تو اس پر اجازت ملے گا تو کیوں اپنا

مناظرہ کی کیست سنا دیں جس میں انہوں نے تکبیر تحریر سے لیکر آخر تک حدیث سے نماز ثابت کی ہو تو یہ جیسے میں بارامیر نے سبکی کی ضرورت بھی نہیں ہے اور یہ تکبیر تحریر سے ہی بھاگ جائیں جس طرح یہاں بھاگ گئے ہیں تو میں بارامیر سے چیز سے دیکھو جی میں کہوں وہ بھاگ گئے اور یہ کہیں میں بھاگ گیا تو بات برابر رہی تا بات تو ہے نماز کی جس میں انہوں نے تکبیر تحریر سے لیکر سلام تک (تمام نماز) حدیث سے لکھا دی ہو پھر مجھے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے اور تمہیں لکھنے کی ضرورت نہیں ہم بارے سے یا نہیں بلکہ مجھے یہ رتھ لکھو تم ابھی نہ مقلد بنے ہو یا نہیں ٹھیک ہے نا لیکن اگر وہ ایسی کیست نہ لکھا کیسے پتہ آپ پوچھیں ابھی کس بات پر بارا ہے وہ سب سے پہلے نماز کا حساب دے گا یہ بارہ سال ہوئے پھر رشید صاحب نے ان چھ حدیثوں میں سے ایک کا جواب بھی نہیں دیا میں نے تین چار مرتبہ یاد دہانی کرائی جو ان کو اگر بارہ سال میں مل گئی ہو تو لادیں اور اُن دن میرا ان پر قرض ہے مولانا تیسویں ہیں ان کا جنازہ جائز ہوگا؟ اور کوئی ذر نہیں تو اپنا جنازہ جائز کرادو وہ حدیثیں پیش کر دتا کہ ان قرض اتر جائے اور آپ کا جنازہ جائز ہو جائے ورنہ میں آپ کی قبر پر بھی کھڑا ہوں کہوں گا جنازہ جائز نہیں ہے یہ لوگ میرے مقررہ مرتے ہیں تو میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے ہم الحمد للہ اہلسنت والجماعت ہیں ہمارے امام کی دشین گوئی قرآن مجید میں ہے شاہ فہد کہ سے بھوت شائع کر رہا ہے یا بیچ شائع کر رہا ہے؟ اس میں وہ جگہ میں نے آپ کو پڑھ کر سنا شاہ فہد کی مہر لگی ہوئی ہے اب مخالف جو بات مان رہا ہو وہ سچی ہوتی ہے یا نہیں یہ نامہ اعظم کو جو شان اللہ تعالیٰ نے مطلق کی ہے اب اس کو کوئی چھین نہیں سکتا۔

بخت نصر کا خواب

کتاب التعلیم میں لکھا ہے بخت نصر نے ایک دن خواب دیکھا میرے صحن میں ایک بہت بڑا درخت اگا ہوا ہے اوپر سے ایک پتھر گرا اس نے درخت کو چورا کر دیا اس کی شاخ نظر آتی ہے یہ بھی نظر آتی ہے نہ جڑ ایک پتہ رہا ہوا ہے کہتے

منہ کالا کر رہا ہے حدیث میں ہے مجتہد کو خطا پر بھی اجازت ہے۔

لیطفہ

ایک بادشاہ بڑا سختی تھا لیکن اس کا وزیر بڑا کنجوس کبھی چوس تھا تو ایک آدمی گیا دکان پر: بوتل سے ایک پیسے کی دال لی تو اس میں کبھی مری ہوئی تھی اس نے کہا اس میں کبھی مری ہوئی ہے دکاندار نے کہا کیا پیسے کی دال ہے اس میں تو کبھی مرے گی پانی تو نہیں مر سکتا تو امام غزالیؒ نے بڑے عجیب و غریب واقعات لکھے ہیں ایک کنجوس دوسرے کنجوس کو ملا پوچھا کبھی کیا حال ہے اس نے کہا میں بڑا فضول خرچ ہو گیا ہوں اس نے کہا کتنا؟ کہنے لگا ہر مہینہ میں ایک پیسہ کا گھی لیتا ہوں اور اسے برتن میں ڈال لیتا ہوں اسے دکھا دکھا کرتے دکھاتا رہتا ہوں دکھاتا دکھا کر دشمن اتار لیا اور اٹھی لگا کر تھوڑا سا سوچوں کو لگا لیا تاکہ ماغ تر رہے دوسرے کنجوس نے کہا کج بخت تیری دنیا بھی گئی تیرا دین بھی گیا قرآن میں نہیں ہے بڑا فضول خرچ شیطان کے بھائی ہوتے ہیں تو اپنا بھی دشمن ہے اپنی سہلسلوں کا بھی دشمن بن گیا ہے فضول خرچ کر رہا ہے اس نے کہا میں نے تو آج تک ایک پیسہ کا گھی نہیں لیا (پہلے کنجوس نے پوچھا) کیوں کیا تیرا دل نہیں کرتا؟ اس نے کہا کرتا ہے پھر کیا کرتا ہے کہنے لگا روٹی بغل میں لے لیتا ہوں گلیوں میں بھرتا ہوں جہاں اچھے مصالحے کی خوشبو آتی ہے وہاں روٹی دکھاتا ہوں اور خوشبو خوشگوار رہتا ہوں تو وزیر جو تھا جب بادشاہ ایک دن پیسہ خرچ کرتا اس کو سات دن بیچش لگتے جا کا بخود (وزیر نے پیسے خرچ) نہیں کیے بادشاہ نے خرچ کیے ہیں۔

ایک دن شاعر آیا اس نے بادشاہ کی شان میں نظم پڑھی بادشاہ خوش ہوا اس نے کہا اس کو ایک ہزار روپیہ انعام میں دو جب ادھر وزیر پر نظر پڑی تو وہ بیچارہ ہاتھ پیٹ پر رکھ کر بیٹھا تھا اور کہا اچھا میں مر رہا ہوں بادشاہ نے کہا بھروسے لوگوں میں میری عزت رکھو اس نے کہا ٹھیک ہے دو دو میں مر رہا ہوں بادشاہ سے کہا شاید یہ شاعر کسی کی نظر چوری کر آیا ہو پھر بادشاہ نے کہا بتا کیا عمل ہے؟ وزیر نے کہا شاعر کو

کہہ وزیر کی ایک بات کا جواب دو پھر پتہ چلے گا تو غسل مند ہے پھر ہزار روپیہ ملے گا بادشاہ نے کہہ دیا اس نے کہا ٹھیک ہے جی وزیر صاحب سوال پوچھئے سوال کیا کہ بادشاہ کے سارے جسم پر بال ہیں بتیلیوں پر بال کیوں نہیں ہیں؟ اس نے کہا جی اللہ نے بادشاہ کو بڑا سختی پیدا کیا ہے سخاوت کر کے بال جل گئے ہیں یہ بھی بادشاہ کی تعریف تھی بادشاہ نے کہا کہ کبھی اس کو دو ہزار ملے جائیں یک نہ شد دو شد وزیر نے کہا جی ایک اور سوال رہتا ہے میری بتیلیوں پر بال کیوں نہیں اس نے کہا بادشاہ سخاوت کرتا ہے تو جلتا ہے تو حد سے بتیلیاں ملتا ہے اس لئے تیرے بال سارے جل گئے ہیں اور اسی طرح یہاں بھی حال ہے اللہ تعالیٰ امام صاحب کو اجر دے رہے ہیں امام صاحب اجر لے رہے ہیں اور یہ بیچارے حد کی وجہ سے بتیلیاں مل رہے ہیں قیامت میں کیا بنے گا تم تکبیر تحریر سے بھاگنے والے اور وہ پوری نماز سکھا گیا کیسے کھڑے ہوں گے امام صاحب کے سامنے کہ مقابلہ میرا کرتے تھے اور آتی تکبیر تحریر نہیں تھی عجیب بات ہے مقابلہ کے لئے بہت تو ہوئی چاہیے لیکن گھر جا کر بیچارہ کہتا: دوکار اور مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی بھی یہی شعر پڑھتے آئے ہوں گے:

کیا شوخیوں دکھائے گا اے شتر جنوں

مدت سے ایک زخم جگر ہی سلا نہیں

مولانا عبدالغنی طارق ان کے مذہب پر تکبیر بھیر آئے ہیں اب وہ انشاء اللہ قیامت تک زندہ نہیں ہو سکتا اشتہار بھونے دے سکتے ہیں یہ بھی بھاگ گیا وہ بھی بھاگ گیا۔

سوال نمبر ۹: یہ لکھا ہے امام ابو حنیفہؒ سے پہلے لوگ کن کی تقلید کرتے تھے؟

جواب :- میں آپ سے پوچھتا ہوں امام صاحب سے پہلے کون سی کتاب پڑھتے تھے بخاری؟ مسلم ترمذی؟ یہ تو تھی نہیں حدیثیں یقیناً تھیں لیکن ان کو رواہ البخاری نہیں کہا جاتا تھا رواہ المسلم نہیں کہا جاتا تھا انہوں نے جمع کر دیا۔ قاری عاصم کی ضرورت تھی اس وقت بھی لیکن قاری عاصم تھے نہیں جیسے بخاری کی حدیث کہنا درست ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں بخاری سے پہلے حدیث تھی ہی نہیں کوئی امانت ہی

دیکھو حضرت محمد ﷺ کے زمانہ میں حضرت معاذؓ کی تقلید یمن میں ہوئی رہی یا نہیں؟ یمن والے عربی تھے ہم سے زیادہ قرآن کو سمجھتے تھے لیکن وہ بھی حضرت معاذؓ کی تقلید کر رہے ہیں (سنن ابی داؤد کتاب التقیہ، باب اجتہاد، ابی ذی النفع، اپنی طرف سے اجتہاد نہیں کر رہے حضرت ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی تقلید ہوئی رہی مکہ میں ہزاروں فتاویٰ ان کے ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق میں موجود ہیں جن میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے مسئلہ بتایا ہے بطور دلیل کے قرآن حدیث بیان نہیں لیا اور سنن واہب نے بغیر مطالبہ دلیل کے نقل کیا اسی کا نام تقلید ہے۔ مدینہ منورہ میں حضرت زید بن ثابتؓ کی تقلید (شخصی) ہوئی تھی بخاری شریف میں مدینہ کے لوگ حج کرنے گئے ابن عباسؓ سے مسئلہ پوچھا انہوں نے حضرت زیدؓ کے خلاف بتایا انہوں نے کہا ہم اپنے امام زیدؓ ابن ثابتؓ کا قول نہیں چھوڑیں گے یہی تقلید فیضی ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الفہم، باب ۱۱۰ ص ۱۸۰ تا ۱۸۱، افادت)

کونہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی تقلید ہوئی رہی ان کے اقوال سیکڑوں میں موجود ہیں بصرہ میں حضرت انسؓ کی پھر تابعین جن میں حضرت عطاءؓ کی مصنف عبدالرزاق بھری ہوئی ہے حضرت عطاءؓ کے فتاویٰ سے اور کونہ میں ابراہیم غنیؓ کی کتاب الامار ابی ذرؓ اور امام محمدؓ کی بھری ہوئی ہے بصرہ میں حضرت حسن بصریؓ کی اور مدینہ میں حضرت مجاہدؓ اور سعید بن مسیبؓ کی تو پہلے ان کی تقلید ہوئی تھی مگر چونکہ فقہ مدینہ میں ہوئی تھی جیسے بخاری مسلم وغیرہ لکھی ہوئی نہیں تھی تو بخاری مدینہ ہونے کے بعد بخاری کے نام سے پڑھائی جانے لگی اور اسی طرح جب فقہ مدینہ ہوئی پھر اس نام سے پڑھائی جانے لگی۔

سوال نمبر ۱۰۔ سعودیہ والی کتاب تو کہتے ہیں لیکن سعودیہ والی نمازیوں میں مانتے سعودیہ والے رٹ پڑھتے تو کرتے ہیں؟

جواب:- وہ تو شافعی المسلک ہیں مولانا نے فرمایا جب میں عمرہ کرنے کے لئے گیا تو پہلی صف میں صف چار آدمی رٹ پڑھ رہے تھے تیسری صف میں صرف ایک آدمی اور اس

چار میں شاید کہ ایک شاید ہو ایک شافعی ہو ایک حنبلی ہو ایک غیر مقلد ہو باقی ساری صف والے نہیں کر رہے تھے دیکھو مکہ اور مدینہ مرکز سے سب کا۔ حاجی صاحبان سینے میں وہاں ہاتھ چھوڑنے والے بھی جاتے ہیں ہاتھ باندھنے والے بھی جاتے ہیں کیونکہ مرکز میں سب چلے جاتے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ مکہ کو بنے ہوئے دس سال ہوئے ہیں یا بیس سال ۱۲۱۲ھ صاحب کے دور سے لیکر ۱۳۴۵ھ تک پورے تقریباً بارہ سال وہاں حنفی خدمت کرتے رہے ہیں عباسی دور میں سب ائمہ مدرس امام حنفی رہے ہیں اس دور میں مکہ تھا ہم تاریخ سے دیکھتے ہیں نمبر ۱۰ حنفیوں نے حج کرائے وہاں رہے پانچ سو سال میں ایک غیر مقلد کہ وہاں لا یستعبد ولا یفقد لہ اجتہاد کرنا جاتا ہو اور نہ وہ تقلید کرتا ہوا امام خلیفہ نہیں مدرس نہیں مسجد کا خادم نہیں کسی گلی کا عام آدمی ہو آپ ثابت کریں فی آدمی ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے اس سے بعد دو سو سال خوارزمی رہے (دو سو سال سلجوقی رہے وہ بھی کون حنفی تھے ایک فوق سمجھیں کہ بڑوں کے حوصلے بڑے ہوتے ہیں چھوٹوں کے حوصلے چھوٹے ہوتے ہیں نفی کیونکہ بڑی جماعت تھی انہوں نے چھوٹوں کے مصلیٰ بچھائے تھوٹے آئے تو انہوں نے بڑوں کے مصلیٰ اٹھادیے تو حوصلہ کی بات ہے اس کے بعد پانچ سو سال خلافت عثمانیہ رہی ترکی خلافت وہ سب کے سب حنفی تھے۔

ایک (غیر مقلد) کہنے لگا جی اللہ کا شکر ہے آٹھ سو سال تک چار صلی رہے ہیں اب ایک ہو گیا ہے میں نے کہا جب چار تھے اس وقت جمہور کوئی نہیں تھا اب ایک ہے تو جمہور اب بھی نہیں ہے۔

جب چار تھے تو حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی تھے اب ایک ہے تو حنبلی ہے سبھی وہاں کے کسی آدمی نے یہ کہا وہ حنفی نماز صحیح نہیں پڑھتے کہا ہو تو لاؤ۔

یہ جو یہاں شور مچاتے ہیں وہاں سے کھولا انہیں حنفی جو نماز پڑھتے ہیں صحیح پس بے کھولا انہیں پھر ان کے ساتھ ان کا کیا تعلق ہے دیکھو ایک ہوتا ہے خاصہ ایک انا ہے عرض عام رفع یدین ان کا خاصہ نہیں عرض عام ہے یہ تو شوافع میں بھی ہے۔ ان کا آٹھ تراویح ہے لیکن وہ آٹھ کو نہیں مانتے خاصہ ہے انہی نماز بتاؤ

پڑھتے ہیں لیکن وہ اس کو نہیں مانتے۔

لطیفہ

مولانا مطیع الرحمن در خواستی خان پور والے سارے تھے ایک جنازہ پر گئے
امام نے اونچی اونچی فاتحہ پڑھنی شروع کر دی لوگ جو کھڑے تھے وہ پریشان ہو۔
بعض لوگوں نے آواز میں دینا شروع کر دیں مولوی جی نماز نہیں جنازہ ہے نماز نہیں
جنازہ ہے انہوں نے سمجھا مولوی صاحب نے نماز شروع کر دی ہے حاجی صاحبان
بیسٹے ہیں ان سے پوچھو وہاں اونچی آواز سے جنازہ پڑھتے ہیں؟ نہیں آہستہ پڑھتے
ہیں وہ تین طاق کے بعد یہودی کو حرام کہتے ہیں اور یہ حلال کہتے ہیں ان میں اور ان
میں تو حلال حرام کا فرق ہے آج تک انہوں نے تقلید کو شرک نہیں کہا اور یہ شرک کہتے
ہیں۔

انہوں نے آج تک محفل لوگوں کی نماز کو غلط نہیں کہا ایک وہ باتیں تو ان کی
مرزانیوں سے بھی ملتی ہیں تو جب ان کی باتیں مرزانیوں سے ملتی ہیں تو کیا ایک وہ
باتوں سے مرزائی بھی ان کو کہا جائے گا خاصوں پر فیصلہ ہوا کرتا ہے عرض خاص پر
فیصلہ نہیں ہوتا۔

ایک اور لطیفہ

ایک دو باتوں سے دھوکہ دینا تو ایسے ہے جیسے ایک آدمی بیچارہ پہلی مرتبہ
(ریل کے) سفر کے لئے جارہا تھا کنٹ لیا اس نے تو کنٹ لیکر پوچھا نشانی کیا دہاتی
ہے میں نے گاڑی دیکھی نہیں ہے اس نے نشانی بتائی کلا انجن ہوتا ہے اور دھواں
نکلتا ہے وہ باہر نکلا تو دیکھا ایک آدمی کلا سوٹ پہنے سگریٹ پتی کر دھواں نکالتا ہوا
جارہا تھا۔

چھانگ لگائی اور اس کے اوپر بیٹھ گیا وہ بیچارہ دیکھتے ہی اس نے کہا اتر اس
نے کنٹ کنٹ دیکھ کنٹ لیکر چڑھا ہوں بغیر کنٹ کے نہیں چڑھا تو کیا واقعی وہ گاڑی بن

لگتی تھی؟ ہمارا تو ان سے بڑا مطالبہ ہی یہی ہے کہ ان کا نام بھی حدیث میں نہیں

وال نمبر ۱۱: کسی نے سوال کیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں تم میں ۱۱ چیزیں
پہن کر جا رہا ہوں تو اس میں کسی امام کا ذکر تو نہیں ہے یہی
دوباب یہی تو کتبہ فیکم امروین جو ہے بغیر سند کے دوطا میں ہے اور اس سے اگلی
حدیث ہے سند کے ساتھ من یرد اللہ بہ عیبرا یفقیہ فی الدین۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۶، سنن الدارمی ج ۳ ص ۷۴)
ہم نے ۱۱ باتوں کو مانا کہ کتاب و سنت پر عمل کرتے ہیں جس طرح فقہاء نے بتایا اور یہ
پندرہ حدیثیں بیان کرتے ہیں ائمہ حدیث جنت میں جائیں گے ان کا کپڑا چھنا میں نے
اس رسالہ میں بیان کر دیا ہے۔

یہ دھوکہ سے جھوٹی حدیثیں سناتے ہیں جھوٹی حدیثوں سے بچنا چاہیے یہ
رسالہ لیتے جائیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

استغفر اللہ تعالیٰ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔

قطب الاقطاب

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده
ولا نوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده امام بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم.

بسم الله الرحمن الرحيم.

الان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون.

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسولہ النبی
الکریم ونحن علی ذلک لمن الشاہدین والشاکرین
والحمد لله رب العالمین رب اشرح لی صدري ویسر لی
امری وحلل عقدة من لساني یفہموا قولی. رب زدنی
علما وارزقنی فہما. سبحانک لا علم لنا الا ما علمنا
انک انت العلیم الحکیم. اللہم صلی علی سیدنا و
مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد و باریک
وسلم وصل علیہ.

تمہید

محترم طلباء کرام! مدرسہ کی طرف سے اکابر حضرات کے حالات کا سلسلہ
شروع کیا گیا تھا جس میں مجھے بھی حکم ہوا کہ میں آپ کے سامنے کچھ تذکرہ کروں۔
اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ساری مخلوقات میں سے انسان بنایا جو اشرف المخلوقات
ہے۔ پھر انسانوں میں سے مسلمان بنایا۔ سچا دین فقط اسلام ہے۔ ان الدین عند الله
الاسلام۔ پھر مسلمانوں میں سے اہل سنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس
طرح سارے دینوں میں سچا دین صرف اسلام ہے اسی طرح مسلمان کہلانے والے
لوگوں میں سے نجات پانے والی جماعت فقط اہل سنت والجماعت ہے۔

اہلسنت والجماعت کی نسبت

اہلسنت میں نسبت نبی پاک ﷺ کی طرف ہے۔ جو دین کے لانے والے
ہیں۔ والجماعت میں نسبت صحابی کی طرف ہے جو دین کے پھیلانے والے ہیں۔ حنفی
میں نسبت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی طرف ہے جو دین کے کھوانے والے ہیں۔
آنحضرت ﷺ آفتاب ہدایات صحابہؓ نجوم ہدایت امام صاحب چراغ ہدایت ہیں۔
چراغ کا کام کیا ہوتا ہے؟ روشنی نہیں بھٹی آپ نے چراغ جلایا اور کتاب اس کے
ہاتھ کی تو چراغ کی روشنی سے کتاب کی سطریں اگر دس ہیں تو دس ہی رہیں گی نہ
بہتر ہوں گی نہ پانچ۔ تو جس طرح چراغ نہ کوئی فقط بڑھاتا ہے اور نہ گھٹاتا ہے اسی
طرح بہتہ نہ تو کوئی مستدین میں بڑھاتا ہے نہ گھٹاتا ہے۔ بلکہ جو چیزیں اجتہاد کے
چراغ کے بغیر نظر نہیں آتی تھیں وہ انہیں دکھاتا ہے۔

تیرا القرون میں ہونے والے تین کام

تو تین کام یعنی بحیل دین، تمکین دین اور تدوین دین یہ تو خیر القرون میں
عمل ہو گئے۔ اور اللہ نے جو وعدہ فرمایا تھا: ﴿هو الذي اوسل رسولہ بالہدی و
هو الحق لیظہرہ علی الدینی کلہ﴾ کہ یہ دین تمام ادیان پر غالب آئے گا۔ تو

(اس نے) چار اہلگن زمین بھی کافرؤں سے چھین کر اسلامی حکومت میں شامل کی ہو۔ جب تک خلیفوں کی حکومت رہی اس وقت تک قتلے دے رہے۔ ایسا کوئی جھوٹا نبی جسکو ماننے والے آگے پہلے ہوں نہیں ملے گا۔ بعض لوگوں کا داغ خراب ہوتا رہا۔ نبوت کا دعویٰ کر دیتے 'اسحاق تھا' مسیلہ کذاب تھا' متعق تھا۔ لیکن یہ نہ چل سکا۔ کیونکہ حکومت خلیفوں کی ہوتی تھی۔ اسلامی حکومت تھی۔ ایک آدمی کو پکڑ کر لائے کہ یہ کہتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ امیر انومنین کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے وزیر کی طرف دیکھا کہ یہ نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وزیر نے پوچھا صبح کا کھانا کھایا یا ناشتہ کیا ہے تو جو نبی بنا پھرتا ہے کھانا بھی کھایا ہے یا بھوکا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اگر کدہم ہووے

حشک و حری کدم من دعویٰ پیغمبری۔ اگر روٹی ملتی تو نبی بننے کی کیا ضرورت تھی۔ روٹی کیلے تو نبی بنا ہوں کہ روٹی مل جائے گی۔ مرتد کو تین دن کی اجازت ہوتی ہے بخشنے اور سبھانے کی۔ کہا اسکو لے جاؤ کھانا کھاؤ اور سبھاؤ۔ جب چوتھا دن آیا تو مذاق سے پوچھا ابھی کوئی نبی آئی ہے؟ تو اس مرتد نے کہا ہاں تو صبح شام آتی رہی فقرہ ایک ہی تھا یا ایہا النبی یا ربی خانہ میں رہو۔ پوچھا تو بے کرتا ہے یا نہیں؟ وہ تو اسلامی حکومت تھی یہ تو نہیں ہو سکتا تھا کہ اسکی نبوت مرزا قادیانی کی طرح بھیلتی رہتی، ہوا کم ہو کر آگ جلاؤ۔ لوگ بیٹھے تماشا دیکھ رہے تھے ایک بچہ حافظہ قرآن کھڑا تھا۔ جب دو مرتد چھینے لگا تو حافظہ قرآن پڑھنے لگا اسکو کھانا فاصبر کما صبر اولو العزم من المومنین کہ رسول بے صبر نہیں ہوتا اگر رسول ہے تو صبر کر۔ اسی طرح اسکے بعد بھی بارہ سو سال تک خلیفوں کی اسلامی حکومت رہی۔ اب اللہ کے نبی کی حد یہ تھی الآیات بعدد الالف والمائتین کہ بارہ سو سال کے بعد قتلے کھڑے ہو جائیں گے (مقلوۃ)

علمائے دیوبند

اب ضرورت تھی کہ بارہ سو سال کے بعد جو قتلے کھڑے ہونے ہیں انکی سرکوبی کی جائے۔ اس مقصد کے لئے اللہ نے علمائے دیوبند کو چنا۔ چنانچہ اہلعلوم

ایک غلبہ ہوتا ہے دلیل اور برہان سے۔ وہ تو قرآن پاک میں حضرت ﷺ کے زمانے سے ہی ہے۔ ایک ہے دین کا غلبہ سیف و سنان سے۔ یعنی جہاد سے کہ اسلام تانہ بھی ہوا تو خلافت راشدہ کے دور میں اہل کتاب اور یحیٰی کا دین ختم ہوا۔ اور اسلام کو ان پر غلبہ حاصل ہوا۔ اس کے بعد جتنے مشرقی مذاہب تھے۔ بدعت مت' بدعت مت' جتن مت' وغیرہ ان پر وین کو غلبہ صرف خلیفوں کے ذریعے نصیب ہوا۔ یاد رکھنا اس لئے دین کے غلبہ کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔ پہلے صحابہ کے ہاتھوں پھر احناف کے ہاتھوں۔

خلیفوں کے کارنامے

نسائی شریف میں بقاعدہ "باب غزوۃ الہند" موجود ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا

عصا بنان من امنی احمر زہما اللہ من النار عصابة بغزو الہند وعصا بنان لکونہ مع عیسیٰ بن مریم۔ (سنن نسائی ۲۶۳ ص ۱۶۳)

"جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے اور جو ہندوستان کو فتح کریں گے وہ جہنم سے ہونے ہوں گے"

اور ہندوستان کے فاتح یقیناً منتفی تھے۔ دین کو غلبہ جہاد سے ہوتا ہے اور جہاد باہشاد کرتے ہیں (ان کے ہاتھ ہوتا ہے) تاریخ اسلام اٹھا کر دیکھیں حکومت بیش خلیفوں کے ہاتھ رہی ہے۔ شامی نے کھسا ہے کہ پہلے عباسی اور تھا۔ عیسیٰ میں قاضی ابو یوسف کو قاضی القضاۃ بنایا گیا۔ قاضی القضاۃ کو آج کل وزیر قانون کہتے ہیں اس وقت سے لیکر پوری عباسی حکومت میں سارے قاضی اور قاضی منتفی رہے۔ پھر دو سو سال سلجوقی حکومت رہی وہ بھی سارے منتفی تھے۔ پھر دو سو سال خوارزمی رہے وہ سارے منتفی تھے۔ پھر اس کے بعد عثمانی خلافت ساز تھے تین سو سال رہی۔ وہ سارے منتفی تھے۔ اسلامی فتوحات میں صحابہ کرام نے غنائے فتح کئے۔ اسکے بعد جتنا بھی ملتا ہے فتح کئے وہ سب خلیفوں نے کئے۔ کوئی منکر حدیث یا منکر فقہ یا ثابت نہیں کر سکتا کہ

یو ہند تیرہویں صدی میں قائم ہوا۔ الایات بعد الف والمانین کے مطابق جو فتنے آرہے ہیں قیامت کی چھوٹی نشانیاں شروع ہونے والی ہیں۔ سب طرف سے آزادی ہے۔ اقبال کہتا ہے ”ہر آدمی ہر لہم راز دار دہیں کند“ جو کہیہ اہمیتا ہے وہ دین کا راز دار بن جاتا ہے وہ کہتا ہے مفتی بھی میں ہوں مفسر بھی میں محدث بھی میں۔

ایک لطیفہ

اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ ایک کالج کا پروفیسر تھا اسے شوق ہوا کہ میں قرآن پاک کی تفسیر لکھوں خوب کہے گی پیسے اچھے آئیں گے لکھنی شروع کر دی۔ اب دل میں سوچ رہا ہے کہ کہے گی کیسے؟ مجھے تو کوئی جانتا نہیں۔ کوئی بڑے مولوی صاحب لکھیں کہ یہ تفسیر بہت اچھی ہے پھر تو کہے گی لیکن مولوی صاحب ایک ایک صفحہ میں بیس میں غلطیاں نکال لیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے ویسے ہی برا بھلا کہنا شروع کر دیں لکھتا رہا سوچتا رہا۔ آخر ایک دن دل میں خیال آیا کہ علامہ اقبال شاعر ہے دین کا درد دل میں رکھتا ہے۔ لیکن مولوی تو نہیں ہے ناں۔ اسے تفسیر دکھاؤں گا۔ ویسے ہی دیکھ کر خوش ہو جائے گا کہ تفسیر اچھی ہے۔ پروفیسر نے لکھی ہے۔ علامہ اقبال مشہور آدمی ہے۔ دو سطریں لکھ دے گا میرا کام بن جائے گا۔ یہ آدمی تفسیر کا ایک حصہ لے کر علامہ اقبال کے پاس چلا گیا کہ جی میں نے تفسیر لکھنا شروع کی ہے۔ فرمایا بہت اچھا کام ہے۔ جو عقلی شبہات کا لمبی لڑکوں میں پھیلانے جاتے ہیں ان کو سامنے رکھ کر تفسیر لکھی جائے تاکہ ان فتنوں کا اندازہ ہو جائے۔ بہت اچھا کام ہے۔ کہنے لگا میں ساتھ بھی لایا ہوں۔ آپ اس پر کچھ لکھ دیں کہا اچھا رکھ دو۔ میں پڑھوں گا پھر بعد میں آتا آپ کوئی دوا، بعد پروفیسر صاحب گئے۔ پروفیسر صاحب کا خیال تھا کہ ڈاکٹر صاحب خود ہی تفسیر کا ذکر چھیڑیں گے۔ انہوں نے کوئی بات ہی نہیں کی۔ پروفیسر نے اٹھتے وقت کہا میں آپ کو تفسیر دے کر گیا تھا۔

اقبال اور مزاح

علامہ صاحب مزاحیہ بھی تھے۔ ایک مرتبہ دیروں کی میٹنگ تھی۔ علامہ اقبال بھی گئے اور بھی بڑے بڑے وزیر بلائے گئے تھے۔ اس زمانے میں ایک وزیر ہوتا تھا سر شہاب الدین سہروردی۔ وہ آیا تو سارے تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ جب وہ بیٹھا تو سارے بیٹھ گئے۔ علامہ اقبال نے ایک فقرہ چست کیا کہ سر شہاب الدین سہروردی کو دیکھ کر صحابہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ سارے حیران تھے کہ اس میں صحابہ والی کوئی بات ہو گئی کہ جس کو دیکھ کر صحابہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ بعض نے پوچھا کہ علامہ صاحب آپ نے کیا کہا؟ انہوں نے کہا میں نے کہا کہ سر شہاب الدین کو دیکھ کر صحابہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ لوگ کہنے لگے بات سمجھ میں نہیں آئی کہ کیسے یاد تازہ ہو جاتی ہے؟ لوگ کافی حیران تھے۔ اس پر علامہ اقبال نے کہا کہ صحابہ گرام کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ تو یہ اوپر سے بھی کالا ہے اور اندر سے بھی کالا ہے۔ اس سے صحابہ کرام کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

حسینؑ سے بھی مظلوم قرآن ہے

اب پروفیسر نے اٹھتے وقت کہا کہ علامہ صاحب میں آپ کو تفسیر دے گیا تھا۔ فرمایا آپ کی تفسیر میں نے پڑھی۔ آپ کی تفسیر سے میری ایک بہت بڑی غلط فہمی دور ہو گئی۔ پروفیسر سوچنے لگا کہ کوئی غلط فہمی ہوگی جو میری تفسیر سے دور ہوئی۔ پوچھا کہ حضرت کوئی غلط فہمی تھی؟ علامہ نے کہا میں آج تک غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ تاریخ اسلام میں سب سے زیادہ مظلوم ہستی حضرت حسینؑ کی ہے کہ پردیس میں چھوٹے چھوٹے بچے ذبح کر دیئے گئے۔ تو آج تک میں اس غلط فہمی میں مبتلا لیکن آپ کی تفسیر پڑھ کر میری غلط فہمی دور ہو گئی کہ نہیں حسینؑ سے بھی زیادہ مظلوم خدا کا قرآن ہے جو بد معاش اہمیتا ہے اس کی تفسیر لکھنا شروع کر دیتا ہے۔

دیوبندیت شاہ شہیدؒ کے جہاد کا نام ہے

اب جب اس طرح کے فتنوں کا دور شروع ہوا تو دیوبند کا دہرہ قائم ہوا۔ جس طرح انسان چار عناصر سے مل کر بنتا ہے۔ آگ، مٹی، پانی اور ہوا۔ اسی طرح دیوبند کے بھی چار عناصر ہیں: اس میں جذبہ جہاد شاہ اسماعیل شہیدؒ والا ہونا چاہئے کہ اس جذبہ جہاد کی حفاظت کی جائے۔ سب سے پہلے انہی حضرات نے انگریز کے خلاف جہاد کیا۔

علماء کی قربانیاں اور انگریز کے ستم

حضرت گنگوہیؒ کا قاعدہ جہاد میں شریک ہوئے۔ اور پھر جب اس جہاد میں خدایوں کی غداری کی وجہ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچ گیا تو پھر سوچا کہ اب چند خباثت باقی ہیں۔ بہت سوں کو شہید کر دیا گیا اور بہت ساروں کو کالا پانی بھیج دیا گیا اور اتنے ظلم کئے گئے کہ شاید تاریخ میں مسلمانوں پر اتنے ظلم نہیں ہوئے۔ لارڈ ہنٹر کی بیوی لکھتی ہے کہ جب ان پر ظلم کئے جاتے تو میں بھی ساجھ دیکھنے جاتی تھی۔ ملا، کو مادر زاد بھگا کر کے لٹایا جاتا تھا اور تانبا پکھلا کر ان کے جسم پر ڈالا جاتا، دو تپے اس پر سارے انگریز ہتھے، لیکن میں چونکہ عورت تھی اور عورت کا دل کمزور ہوتا ہے تو میں ہسپتال کی گولی مار دیتی۔ اب ان علماء نے سوچا اسی طرح سے بچنے کے علماء کی حفاظت کریں۔

دارالعلوم دیوبند کے قیام کا مقصد

آجکل تو بجلی آگئی ہے۔ جس زمانے میں بجلی نہیں تھی ہمارے بچپن کی باتیں ہیں۔ جب برگر میں دیا سائی بھی نہیں ہوتی تھی تو عورتیں کیا کرتیں کہ خشک گوبر کا گڑھا جسے پنجاب میں پاتھی کہتے ہیں وہ چولہے میں رکھ دیتی تھیں کہ صبح اسی سے آگ جلا لیں گے۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ ہی مثال دیا کرتے تھے کہ ان علماء نے پاتھی دبا دی اور ایک دہرہ قائم کر لیا۔ ”دارالعلوم دیوبند“ کہ اب آدی تیار کرنے

ہیں۔ پھر جب ضرورت ہوگی تو جہاد کے لئے نکلیں گے۔ تو دارالعلوم کی بنیاد اسی لئے رکھی گئی کہ اس میں سب سے پہلے جذبہ جہاد پیدا کیا جائے۔ اور نئے انھنے والے فتنوں کا مقابلہ کیا جائے۔ علماء دیوبند نے فتنوں کا دل کر مقابلہ کیا۔

قطب الاقطاب حضرت گنگوہیؒ کی علمی خدمات

حضرت گنگوہیؒ نے بدعت کے مقابلہ میں براہین قاطعہ جیسی کتاب لکھوائی۔ ایسی جامع کتاب بدعات کے بارے میں نہ پہلے لکھی گئی نہ آئندہ امید ہے کہ لکھی جائے گی۔ بدعت کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ”براہین قاطعہ“ کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔ رافضیوں کے بارے میں ”ہدیہ الہدیہ“ لکھی۔ نیم رافضیوں کے بارے میں ”تکمیل الارشاد“ لکھی۔ فیر تقلیدین کے رد میں ”ہدایت الہدیہ“ لکھی۔

علمائے دیوبند کا کام تطہیر دین ہے

اس دور میں سنت کو بکاڑنے کے لئے دو طرف سے حملہ شروع ہوئے۔ ایک طرف حدیث رسولؐ کا بہانہ بنا کر سنتوں کو مٹایا جانے لگا تو دوسری طرف سے عشق رسولؐ کا بہانہ بنا کر اس وقت جب چاروں طرف سے دین پر حملہ شروع ہو گئے تو ایک دیوبند کا مدرسہ دین کی حفاظت کے لئے تھا جو زندگی ان فتنوں نے پھیلائی اسکی تطہیر علمائے دیوبند نے کی۔

فتنوں کا تعاقب اور حضرت گنگوہیؒ

اس میں حضرت مولانا گنگوہیؒ کا سب سے زیادہ حصہ تھا۔ آپ نے ہر فتنے کا تعاقب کیا۔ قادیانی اتنا خائف تھا کہ اپنی کتاب براہین احمدیہ کے حصہ پنجم میں حضرت گنگوہیؒ کا نام لکھ کر کئی صفحے حضرت گنگوہیؒ کے خلاف لکھنے کیونکہ چور ہمیشہ چوکیداروں کا دشمن ہوتا ہے۔ علمائے دیوبند ہی دین کے پہرے دار سنت اور فتنہ کے کج مطلب کے محافظ ہیں۔ اسی لئے جتنے چور ہیں وہ سب ان کے خلاف ہیں۔ ہمارے مقابلے میں سب اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

بدعت کی مثال جعلی نوٹ کی ہے

سنو میں بدعت کی مثال دیا کرتا ہوں کہ آپ کے ملک میں دو نوٹ بھی ہے جو پہلے چلتا تھا اب بند ہو گیا ہے۔ اور وہ بھی ہے جو اس وقت چل رہا ہے اور ایک جعلی ہے جسے بیچ عید کے دن لے کر پھرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ دس لاکھ جیب میں ہیں۔ جو نقد کو چھوڑ کر منسوخ احادیث پر عمل کرتے ہیں ان کی مثال منسوخ نوٹ کی ہے۔ وہ ہم سے چار نوٹ جھمن کر منسوخ نوٹ پکڑنا چاہتے ہیں۔ بدعتوں کی مثال جعلی نوٹ کی ہے کہ خواہ دس لاکھ ہوں دو کدھار کچھ نہیں دے گا۔ اسی طرح آخرت میں بدعت کی کوئی وقعت نہیں ہوگی اور ہماری مثال رائج الوقت نوٹ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جعلی نوٹ اور منسوخ نوٹ (دونوں) سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

سیرت حضرت گنگوہیؒ

تو بات چل رہی تھی حضرت گنگوہیؒ کی چونکہ حدیث کے مطابق بارہویں صدی میں فتوں کا زمانہ آنے والا تھا تو فتوں کے سد باب کے لئے بارہ سو چالیس ہجری میں حضرت گنگوہیؒ کی پیدائش ہوئی۔ آپ کو بچپن ہی میں دین کا اتنا شوق تھا کہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ جد کی اذان سن کر کھیل چھوڑ کر جمعہ کے لئے بھاگے۔ اور فرمایا کہ سنا ہے کہ اگر تین بیٹے نہ پڑے جائیں تو دل پر مہر لگ جاتی ہے اور ساڑھے چھ سال کی عمر کا واقعہ ہے کہ جماعت کا وقت ہو گیا۔ پانی نہیں تھا۔ لوٹنے خالی تھے خود پانی نکالنے لگے۔ ڈول ہماری تھا تو خر، کنوئیں میں گر گئے۔ لیکن اللہ کی جانب سے عجب کرشمہ ہوا کہ ڈول اٹا کر اچھے اس کے اوپر بیٹھ گئے۔ لوگ غماز کے بعد بھاگے کہ کوئی کنوئیں میں گر گیا ہے۔ دیکھا تو آپ نے انہیں فرمایا میں آرام سے بیٹھا ہوں! باہر نکال لو۔ حضرت کے حالات میں ہے کہ ایک دن بڑے پریشان بیٹھے تھے۔ پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے؟ فرمایا اب بیس سال کے بعد آج تک میرا ادنیٰ نوٹ ہو گیا ہے۔

ایک عجیب واقعہ

ملک میں طاعون آ گیا۔ موت کو غنیمت جانتے ہوئے مرزا غلام قادیانی نے بھی بڑھکیں مارنا شروع کر دیں اور کہا کہ طاعون اس لئے آئی ہے کہ لوگ مجھے نبی نہیں مانتے۔ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اس وقت طاعون قادیان سے تین ضلع دور تھی۔ شاید ایک ہفتہ لیٹ آئی۔ لیکن مرزے کے بڑھک مارنے کے دوسرے دن ہی طاعون قادیان پہنچ گئی۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے تو کہا تھا کہ طاعون قادیان نہیں آئے گی۔ مرزا نے کہا ہاں میں نے اللہ سے پوچھا تو فرمایا قادیان سے تیرا گھر مراد ہے۔ تیرے گھر طاعون نہیں آئے گی۔ لیکن اگلے دن اس کے گھر طاعون پہنچ گئی۔ جس کی وجہ سے اس کا ملازم محمد دین اور اس کا بیٹا مبارک احمد مر گئے۔ دیے مصافحہ تو طاعون نے اس کے ساتھ بھی کیا۔ لیکن وہ بچ گیا۔ کیونکہ حرام زادے کی ربی دراز ہوتی ہے اور احر حضرت تھانویؒ نے ”نشر المصیب“ لکھنا شروع کی۔ سیرت نبوی ﷺ پر بخشی کتابیں لکھی جاتیں فرما جسے اس علاقہ میں جا کر پڑھو جہاں طاعون ہے۔ احر کتاب مکمل ہوئی احر طاعون کا خدب مٹ گیا۔

ایک آدمی کی دعا حضرت گنگوہیؒ کے وسیلہ سے

حضرت گنگوہیؒ کے بارے میں عجب واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی دعا مانگ رہا تھا کہ اے اللہ! یہ طاعون بقیعہ ہمارے گناہوں کی سزا ہے۔ ہم تو اس سزا کے کئی سال پہلے مستحق ہو گئے تھے۔ اے اللہ! ہمارے پاس کوئی عمل نہیں جسے ہم بطور وسیلہ پیش کریں۔ البتہ ہمارے ملک میں ایک آدمی ہے رشید احمد نامی جب سے اس نے ہوش سنبھالا ہے کبھی اس کی تکبیر ادنیٰ نوٹ نہیں ہوئی۔ اے اللہ! ہم تیرے اس ادنیٰ کا واسطہ دے کر تجھ سے دعا مانگتے ہیں۔ یہ نذاب ہم سے ہٹا دے۔ لکھا ہے انبالہ سے طاعون احر نہیں آئی، میرٹھ کی طرف چلی گئی۔

حضرت گنگوہیؒ اور عقیدہ عذاب قبر

ایک مرتبہ ظہر کے وقت حضرت نانوتویؒ مسجد میں تشریف لائے اور پانی پیا تو کڑوا تھا۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا ہمارے کنوئیں کا پانی تو میٹھا ہے۔ حضرت نانوتویؒ نے فرمایا کہ میں نے پیائے کڑوا ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے بھی جھوٹ بھرا تو پانی واقعی کڑوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ نماز پڑھ لیں پھر دیکھیں گے۔ نماز پڑھ کر دعا کی اور پھر اسی پیالے میں پانی پیا تو پانی میٹھا تھا۔ فرمایا اس پیالے میں اس قبر کی مٹی شامل تھی۔ جس قبر والے کو عذاب ہو رہا تھا یہ اس عذاب کا اثر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعا کو قبول فرمایا اور چونکہ جس کو عذاب ہو رہا تھا وہ مسلمان تھا اس لئے اللہ نے اس سے ہماری دعا کے سبب عذاب ہٹا دیا ہے۔

سوچیں وہ لوگ جو عذاب قبر کا انکار کرتے ہیں انہیں اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دین کو تکمیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دین کو تکمیل اور ائمہ اربعہؓ سے دین کو تدوین اور علماء دیوبندؒ سے دین کو تطہیر نصیب ہوئی۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

استغفر اللہ تعالیٰ ربی من کل ذنب واتوب الیہ

(بکھر یہ مابینہ اخیر)

الفرق بین الحدیث والسنۃ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده
ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده امام بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم.

بسم الله الرحمن الرحيم.

وقال الله تبارك وتعالى: 'الله نزل احسن الحديث كتابا
متشابها مثاني تقشعر منه جلود الذين يخشون ربهم ثم تلين
جلودهم وقلوبهم الى ذكر الله. وقال النبي صلى الله عليه
وسلم سيأتيكم عنى احاديث مختلفة. فمآ جاءكم موافقا
لكتاب الله وسنتي فهو منى. وما جاءكم مخالفا لكتاب الله
وسنتي فليس منى. او كما قال صلى الله عليه وسلم.

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسولہ النبی
الکریم ونحن علی ذلک لمن الشاہدین والشاکرین
والحمد لله رب العالمین رب اشرح لی صدری ویسر لی
امری واحلل عقدہ من لسانی یفقهوا قولی رب زدنی
علما وارزقنی فهما. سبحانک لا علمنا الا ما علمتنا
انک انت العلیم الحکیم. اللهم صلی علی سیدنا و
مولانا محمد وعلی آل سیدنا و مولانا محمد وبارک
وسلم وصل علیہ.

تمہید

ہمارے ملک میں تین فرقے ایسے ہیں جو کتاب و سنت پر عمل کا دعویٰ رکھتے ہیں اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی دوسرے بریلوی تیسرے غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اجماعت کہتے ہیں۔

عوام کو دیا جانے والا دھوکہ

اس بارے میں پہلے یہ بات سمجھنی چاہیے کہ عوام ایک دھوکے میں جکڑ کر دیئے جاتے ہیں۔ سنت کی نسبت بھی اللہ کے نبی پاک کی طرف ہوتی ہے اور حدیث کی نسبت بھی اللہ کے نبی پاک کی طرف ہوتی ہے۔ اس لئے پہلے سنت اور حدیث کا فرق سمجھنا ضروری ہے۔

حدیث و سنت میں فرق

غیر مقلدین کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ نوگوں کو یہی باور کرایا جائے اور یقین دلایا جائے کہ سنت اور حدیث ایک ہی چیز ہے لیکن ان کی یہ بات کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”میری طرف سے لوگ اختلافی روایات بیان کیا کریں گے ان میں

سے جو حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو وہ میری طرف سے ہوگی۔ جو

کتاب اللہ کے خلاف ہو وہ میری طرف سے نہیں ہوگی۔ اور جو

حدیث سنت کے موافق ہو وہ میری طرف سے ہوگی جو سنت کے

خلاف ہو وہ میری طرف سے نہیں ہوگی“ (۱)۔

(الکافی طبع الراد فی التلخیص ص ۳۳۰)

تو اس سے معلوم ہوا کہ بعض احادیث کتاب اللہ کے موافق ہوتی ہیں بعض کتاب اللہ

کے خلاف ہوتی ہیں ہیں بعض حدیثیں سنت کے موافق ہوتی ہیں بعض سنت کے خلاف ہوتی ہیں۔

ایک مثال

حدیث و سنت کے فرق کو ایک مثال سے سمجھیں:

نماز کس طرف منکر کے پڑھنی چاہئے؟ کچھ احادیث ہیں کہ حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس کی طرف منکر کے پڑھنی چاہئے کچھ احادیث میں ہے کہ حضرت ﷺ بیت اللہ شریف کی طرف منکر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اب قرآن کریم میں جب حکم آیا:

فول وجھک شطر المسجد الحرام (البقرہ: ۱۴۴)

اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ آیت آج بھی تھی اور حضرت پاک ﷺ کو اس آیت کا معنی آتا تھا اور آپ بیت المقدس کی طرف منکر کے نماز پڑھا کرتے تھے اور اس آیت کے آنے کے بعد اسی حدیث پر عمل جاری رہا جو کتاب اللہ شریف کے مطابق

اسی طرح احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ صحابہؓ نمازوں میں باتیں کرنا کرتے تھے اور حضرت ﷺ انہیں روکتے نہیں تھے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ صحابہؓ باتیں کیں اور حضرت ﷺ نے انہیں روکا کہ نماز میں کلام جائز نہیں ہے۔ دوسرے آں پاک میں ہے کہ: فلو اللہ فانتین۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جیسا کہ بخاری و مسلم کی تفسیر طبع حدیث میں ہے کہ ہم کام کر لیا کرتے جب آیت فلو اللہ فانتین نازل ہوئی فاصرفا بالسکوت تو ہمیں پھر خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ آیت نازل ہونے کے بعد بھی صحابہؓ کام کرنا یا رسول پاک ﷺ کو آیت کا معنی آتا تھا اس لئے آپ باتیں کر لیا کرتے تھے بلکہ وہ الگ زمانہ کی بات ہے اور یہ زمانہ کی بات ہے۔

ایک واقعہ

ایک دفعہ واؤڈ غزنی کا پوتا مجھے ملنے آیا۔ میں گلشن اقبال کراچی میں بیٹھا تھا۔ ان کے ساتھ ہی ان کا مدرسہ جامعہ ابائی بکر ہے۔ پانچ سات آدمی ساتھ تھے۔ آکر بیٹھ گیا اور:

کہنے لگا: مجھے آپ سے ملنے کا بڑا شوق تھا۔

میں نے کہا: خیر تھی!

کہنے لگا: سنا ہے آپ اب احمدیہ کے بہت خلاف ہیں؟

میں نے کہا: میں تو اس دور کے اہل قرآن کے بھی بہت خلاف ہوں۔ کیونکہ جس طرف وہ جاتا جاتا تھا میں نے وہ راست روک دیا۔

کہنے لگا: ہاں اہل قرآن کے تو ہم بھی خلاف ہیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد کہنے لگا کہ جی حدیث بری چیز ہے؟ آپ اب احمدیہ کے خلاف ہیں۔

میں نے کہا: قرآن بری چیز ہے؟ آپ نے کہا کہ میں اہل قرآن کے خلاف ہوں۔ کہنے لگا: وہ تو قرآن کا نام لیکر دین میں جھوٹ بولتے ہیں۔

میں نے کہا: آپ حدیث کا نام لیکر دین میں جھوٹ بولتے ہیں۔

تو اس دور میں اہل قرآن وہ ہے کہ جب دین میں جھوٹ بولنا تو نام قرآن کا لے لو۔ لوگ بے چارے ڈر جائیں گے بڑا قرآن جاننے والا ہے۔ اب احمدیہ اس زمانہ میں وہ ہے کہ جب دین میں جھوٹ بولنا تو نام حدیث کا لے لو۔

پھر کہنے لگا: ہم تو اس لئے اب احمدیہ ہیں کہ ہم فقہ کو نہیں مانتے۔

میں نے کہا: اس پر دلیل چاہئے جو فقہ کو نہ مانے اس کو اللہ یا اللہ کے رسول ﷺ نے اب احمدیہ فرمایا ہو۔ ہم نے تو یہی پڑھا ہے کہ فقہ کے مخالف کو اللہ کے نبی پاک ﷺ نے شیطان فرمایا ہے!

فقہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد (ترمذی ۹۳۷۰)

اس لئے ہم تو فقہ کے منکر کو شیطان سمجھتے ہیں اب احمدیہ نہیں سمجھتے۔ ہاں اگر

تو معلوم ہوا کہ کچھ احادیث جو ہیں وہ کتاب اللہ کے موافق ہیں کچھ کتاب اللہ کے خلاف ہیں خلاف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ مثلاً منسوخ ہیں یا کوئی جھوٹی حدیث ہوگی۔ اسی طریقہ سے معلوم ہوا کہ کچھ احادیث سنت کے موافق اور کچھ سنت کے خلاف ہیں۔

سنت کا مطلب

تو پہلے سنت کا مطلب سمجھنا چاہئے کہ سنت سرک اور راستہ کو کہتے ہیں عام شہراہ جو جاری ہو جائے۔ کسی کثیت میں مل چلا ہوا اور ایک دو آدمی وہاں سے گزرا جائیں تو اس کو راستہ تو کہا پکڑنڈی بھی نہیں کہتے ہیں۔ لیکن جہاں رات دن لوگ ملتے ہیں اس کو راستہ کہتے ہیں۔ تو حضرت پاک ﷺ کے کچھ کام ایسے تھے جو آپ عادتاً کرتے تھے جیسے ہم بھی کچھ کام عادتاً روزانہ کرتے ہیں۔ اور کچھ بھی کبھی ضرورہ کرتے ہیں۔ مثلاً ایک آدمی نے اپنی عادت بتائی ہے کہ روزانہ فجر کی نماز کے بعد ایک پارہ تلاوت کرتا ہے۔ یہ اس کی عادت ہے۔ ایک دن اس نے تلاوت نہیں کی انھیر کر چلا گیا دوسرے دن آیا تو:

آپ نے پوچھا: کل آپ نے تلاوت نہیں کی؟

اس نے کہا: کہ میرا دوست بتا تھا تو میں اس کی تار داری کے لئے چلا گیا تھا تاکہ دفتر جانے سے پہلے یہ کام ہو جائے اب یہ ضرورت تھی۔ تو جس طرح ہمارے کام وہ حصوں میں تقسیم ہیں ایک کام ہم عادتاً کرتے ہیں اور ایک ضرورتاً کرتے ہیں۔ اسی طرح یقیناً نبی اقدس ﷺ کے کام جو ہیں وہ بھی دو حصوں میں تقسیم ہیں۔ کچھ ضرورتاً کام عادتاً فرماتے تھے اور کچھ ضرورتاً فرماتے تھے۔ احادیث میں ذکر دونوں قسم کا انوں کا آ جاتا ہے۔ جو آپ عادتاً فرماتے تھے وہ بھی اور جو ضرورتاً فرماتے تھے وہ بھی۔ اب ان میں سے ہمیں کمال کس پر کرنا ہے۔ تو حضرت ﷺ نے فرمایا: علیکم بستیتم نے میری عادت کو عادت بنانا ہے اور عادت کو اپنانا ہے سنت کو اپنانا ہے۔

آپ ہمیں کوئی حدیث سنائیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ جو فتیہ کا انکار کرے اس کو اہلحدیث کہا کرو۔ تو پھر ہم صبح آپ کو ”شیطان“ کہہ لیا کریں گے اور شام کو ”اہلحدیث“ کہہ لیا کریں گے۔ تاکہ وہ دونوں حدیثوں پر عمل ساتھ ساتھ جاری رہے کیونکہ ہم کسی حدیث کا انکار نہیں کرتے۔

پھر میں نے پوچھا: آپ کو کس نے کہا کہ تم اہلحدیث بننا؟

کہنے لگا: آپ کو کس نے کہا تھا کہ تم اہلحدیث والجماعت بننا؟ میں نے کہا: مجھے تو میرے نبی پاک نے فرمایا تھا:

عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين.

(ترمذی - ج ۲ ص ۴۲۳ ابن ماجہ - ص ۵)

(ابوداؤد - ج ۲ ص ۴۷۹ مشرک حاکم - ج ۱ ص ۹۶)

طایم بسنتی کی میں اہل سنت آگیا اور خلفائے راشدین میں والجماعت آگیا۔ آپ کو کس نے کہا تھا کہ:

عليكم بعدیہی؟

کہنے لگا: حدیث اور سنت ایک ہی چیز کا نام ہے۔

میں نے کہا: یہ بات بھی غلط ہے آپ کی۔ حدیث کے خلاف ہیں ساری باتیں۔ پھر میں نے یہی سنایا کہ حضرت نے فرمایا کہ اختلافی حدیثوں میں بعض حدیثیں قرآن کے خلاف ہوں گی بعض سنت کے خلاف ہوں گی۔ تو اس سے پتہ چل گیا کہ اہلحدیث اور اہلسنت میں فرق کیا ہے۔

اہل سنت اور اہلحدیث میں فرق

اہل سنت وہ لوگ ہوں گے جو اختلافی حدیثوں میں ان حدیثوں پر عمل کریں گے جو (قرآن کے) موافق ہوں اور اہلحدیث وہ ہوں گے جو حدیثوں کی کتابوں کا مطالعہ کر کے ایسی حدیثیں تلاش کریں گے جو قرآن پاک کے خلاف ہوں کہ یا اللہ کوئی حدیث قرآن کے خلاف مل جائے تاکہ ہم بھی عمل کر لیں۔ اسی

طرح اہلسنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو اختلافی احادیث میں سے ان احادیث پر عمل کرتے ہیں جو سنت کے موافق ہوں جبکہ اہلحدیث وہ ہوں گے جو ایسی حدیثوں کو تلاش کریں گے جو سنت کو ماننے والی ہوں۔ سنت کے خلاف ہوں۔

سنت علماً متواتر ہے

جس طرح قرآن پاک تلاوت میں تواتر سے ثابت ہے اسی طرح سنت عملی تواتر سے ثابت ہے۔ وہ درجہ پھیل جاتی ہے۔ جیسے وضو میں کلی کرنا ہے اگرچہ حدیث میں بھی آیا ہے لیکن اس نے مقام سنت کا حاصل کر لیا۔ آپ دنیا کے جس ملک میں جائیں وہاں مسلمان وضو کر رہے ہوں گے تو کلی بھی کر رہے ہوں گے۔ تو جہاں جہاں سورج کی روشنی پھیلی وہاں وہاں سنت بھی پھیل چکی۔ لیکن اسی طرح احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت وضو کے بعد بیوی سے ہوس و کنار فرماتے لیکن یہ عمل پسایا نہیں۔ آپ وضو کریں اور اس میں کلی جان بوجھ کر نہ کریں تو یقیناً آپ کا دل آپ کو مجبور دے گا کہ آج وضو مکمل نہیں ہوا ایک سنت ضائع ہوگئی ہے اور وضو کا ثواب کم ہو گیا ہے۔ لیکن (آپ نے) کتنے وضو کئے اور بیوی سے ہوس و کنار نہیں کیا تو آپ کے دل میں کبھی یہ دوسہ نہیں آیا شبہ پیدا نہیں ہوا کہ آج وضو کا ثواب کم ملا کیونکہ حدیث میں تو وہ بات بھی ہے اور یہ بات بھی ہے۔ لیکن وہ سنت بن چکی ہے اور یہ درجہ حدیث میں ہی ہے۔ سنت کے درجہ میں نہیں ہے۔ تو اسلئے اہلحدیث اور اہل سنت کی پہچان ایسے کی جاتی ہے کہ وضو دونوں نے کیا اب وضو کے بعد اہل سنت تو جماعت میں شامل ہونے کی کوشش کرے گا کہ رکعت مجھے مل جائے رکوع نہ رہ جائے۔ اور اہل حدیث وضو کر کے بیوی کو تلاش کرنے بھاگے گا کہ میں بوسہ لے لوں تاکہ اس حدیث پر عمل نہ رہ جائے تو ہم اہل سنت ان احادیث پر عمل کرتے ہیں جو کتاب اللہ کے موافق ہوں سنت کے موافق ہوں۔

سنت سندوں کی محتاج نہیں

اس سے ایک بہت اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ چونکہ سنت کا ثبوت اتنا واضح

ہوتا ہے۔ جیسے سورج۔ اس لئے سنت کی تحقیق کے لئے سندوں کی ضرورت نہیں ہوتی اور حدیث جو ہے جو سنت کے درجہ تک نہیں پہنچی اس کی حیثیت ہوتی ہے پہلی رات کے چاند کی۔ تو پہلی رات کے چاند میں کئی دفعہ گواہوں کی ضرورت بھی پڑ جاتی ہے۔ پھر وہ گواہ دیکھے جائینگے کہ عادل ہیں بھی یا نہیں۔ تو اس لئے حدیث جو ہے وہ سندوں کی محتاج ہے لیکن جس طرح متواتر قرآن پاک سندوں کا محتاج نہیں (اسی طرح) متواتر سنت سندوں کی محتاج نہیں۔

غیر مقلدوں کا دین ظنی ہے

اگلے یقین تواتر سے ہوتا ہے سندوں سے نہیں ہوتا وہ (حدیث) ظنی کے درجہ میں ہوتی ہیں 'غیر مقلدوں کا دین ظنی ہے ہمارا یقینی ہے کیونکہ ہم سنت پر عمل کرتے ہیں۔

علیکم بسنتی فرمانے کی وجہ

اور پھر یہ کہ حضرت ﷺ نے فرمایا:

علیکم بسنتی میری سنت پر عمل کرو علیکم بحدیثی کیوں نہیں فرمایا کیونکہ حدیثوں میں منسوخ حدیثیں بھی ہوتی ہیں (جبکہ) سنت ایک بھی منسوخ نہیں ہوتی۔ سنت تو کہتے ہی اسے ہیں جس پر عمل جاری رہا۔

سنت قائم رہتی ہے

فرمایا العلم للثلاثہ علم تین ہی چیزوں کا نام ہے۔

آبۃ محکمۃ اوسنۃ قائمۃ اور فیضۃ عادلۃ (سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۹)

تو سنت تو اس کو کہتے ہیں جو قائم رہی۔ اس لئے یمن ممکن ہے کہ اہلسنت والجماعت کے مقابلہ میں ائمہ حدیث وہ وہ جو منسوخ باتوں پر عمل کر رہا ہو۔

ایک عام فہم مثال

جس طرح ہمارے ہاں ایک نوٹ سو روپے کا چل رہا ہے۔ ایک نوٹ پہلے

ہمارے میں چلا کرتا تھا کچھ سال پہلے پھر وہ بند ہو گیا۔ وہ بھی سو روپے کا نوٹ تھا اس بھی اسٹیٹ بینک کی مہر لگی ہوئی تھی اور حکومت پاکستان اس پر بھی لکھا ہوا تھا۔ لیکن اب وہ نوٹ چلتا نہیں۔ نہ بازار لیتا ہے نہ بینک لیتا ہے اب کوئی آدمی آپ سے پالو نوٹ لیکر وہ پرائی (منسوخ) نوٹ دے۔ تو سب کہیں گے کہ اس نے فراڈ کیا ہے۔ حاکم کو دیا ہے۔ اب وہ آپ سے بحث کرنے۔ یہ جو نوٹ میں دے رہا ہوں تم کہتے ہو کہ منسوخ ہے۔ اس پر لکھا ہوا دکھاؤ منسوخ کہاں لکھا ہوا ہے۔ متروک کہاں لکھا ہوا ہے۔ تو آپ کے پاس ایک بنی پچان ہوگی کہ اس نوٹ کو ملک کا بازار اور بینک نہیں لے رہا۔ جس نوٹ کو ملک کا بازار اور بینک لے رہا ہے وہ پالو نوٹ ہے اور جس کو یمنی لے رہا وہ منسوخ نوٹ ہے۔ اس کی تاریخ یاد رکھنے کی ضرورت نہیں آرڈر سنخ کا صیب میں رکھنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح جس کو فقہاء و مجتہدین نے قبول کر لیا ان امانت کا چلن ہے وہ سنت کے درجہ میں ہیں۔ اور چالو ہیں اور جن پر ائمہ مجتہدین نے عمل ترک کر دیا وہ منسوخ نوٹ کی حیثیت رکھتی ہیں تو یہ تو مثال ہے مقلد اور غیر مقلد کی۔

بریلویوں کی مثال

اور بعض اوقات آپ دیکھتے ہیں کہ عید کے موقع پر نوٹ چھپتے ہیں اور پر عید مبارک بھی لکھا ہوتا ہے کوئی ہزار روپے کا نوٹ ہوتا ہے کوئی دس ہزار روپے کا نوٹ اور پانچ پانچ پیسے میں کہتے ہیں۔ تو بچے خرید کر خوش ہوتے ہیں کہ آج میرے پاس ایک لاکھ روپے ہے لیکن یہ نوٹ جو ہے یہ جعلی نوٹ ہوتا ہے اب اگر کوئی آدمی کسی واقف کو یہ نوٹ دیکر اس سے دوسرا نوٹ لے جائے جو چالو ہے۔ تو سب کہیں گے کہ یہ فراڈ ہوا ہے۔ تو یہ نوٹ مثال ہے بریلویوں کی کہ وہ بدعتی ہیں جعلی نوٹ دیکر سلی نوٹ چھیننا چاہتے ہیں اور وہ (غیر مقلد) منسوخ نوٹ دے کر چالو نوٹ جھیننا چاہتے ہیں۔

ابل سنت والجماعت وہ ہیں کہ ان کی مثال چالو نوٹ والی ہے جسکو بینک

اور بازار لے رہا ہے غیر مقلدین منسوخ نوٹ والے ہیں اور بریلوی حضرات پانچ پے کے عید مبارک والے نوٹ والے ہیں۔ خوش تو بڑے ہوتے ہیں لیکن جب وہ بازار میں لیکر جائیں، بینک میں لے کر جائیں گے تو کوئی انکو خریدنے کیلئے لینے کیلئے بالکل تیار نہیں ہوگا۔

ہر ہر سنت قابل عمل ہے

اسی طریقے سے اہل سنت والجماعت ان کو کہتے ہیں جو سنتوں پر عمل کریں اور ہر ہر سنت قابل عمل ہوتی ہے۔ کوئی اہل سنت یہ نہیں کہتا کہ سنتوں میں ایسی سنت بھی ہے۔ جو قابل عمل نہیں کیونکہ سنت تو عمل میں متواتر ہو چکی ہے۔

ہر ہر حدیث قابل عمل نہیں

لیکن اہل حدیث کبھی یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ ہر ہر حدیث قابل عمل ہے وہ کسی حدیث کو ضعیف کہتا ہے کسی کو موضوع کہتا ہے کسی کو مضرب کہتا ہے کسی کو حسن کہتا ہے کسی کو صحیح کہتا ہے۔ تو کسی قسمیں بیان کرتا ہے۔ تو اسی لئے اگر اللہ کے نبی ﷺ فرماتے علیکم بعددینی تو پھر کتنی قسمیں بنتی۔ کوئی صحیح اہل حدیث ہوتا، کوئی موضوع اہل حدیث ہوتا، کوئی مضرب اہل حدیث ہوتا، کوئی حسن اہل حدیث ہوتا، کوئی مرسل اہل حدیث ہوتا۔ کوئی منکر اہل حدیث ہوتا۔ تو اتنی قسمیں جتنی حدیثوں کی تھیں اتنی بن جاتی نا۔ تو چونکہ دین پر عمل کرنے کا حکم ہے اور قابل عمل سنت ہے ہر سنت قابل عمل ہے لیکن ہر حدیث قابل عمل نہیں۔ کیونکہ یہ منسوخ بھی ہو سکتی ہے اور ضعیف بھی ہو سکتی ہے تو اس لئے معلوم ہوا کہ اہلسنت والجماعت کے مقابلہ میں جو فرقہ اپنا نام اہل حدیث رکھتا ہے وہ یہ ممکن ہے کہ کسی ضعیف حدیث پر عمل کر رہا ہو۔ اس لئے اسے ضعیف اہل حدیث تو کہا جاسکتا ہے، منسوخ اہل حدیث تو کہا جاسکتا ہے، لیکن مطلق اہل حدیث یہ لفظ اس کے لیے استعمال کرنا درست نہیں ہے۔

سنت اور حدیث کا فرق حدیث اور عرف دونوں میں ہے

تو اس لئے سنت اور حدیث کا فرق حدیث میں بھی موجود ہے اور عرف میں بھی موجود ہے مثلاً داؤمی کو سب لوگ کہتے ہیں کہ یہ سنت ہے اگر آپ کہیں کہ داؤمی حدیث ہے تو سب لوگ کہیں گے کہ یہ نئی بات ہے پہلے سنی نہیں اگر حدیث اور سنت بالکل ہم معنی ہو جس طرح:

الکاح من سننی (نکاح کرنا سنت ہے)

لیکن کوئی یہ نہیں کہتا اپنی بیوی کو میری بیوی حدیث ہے نکاح کے موافق ہے۔

ایک لطیفہ

اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ ”سیف المقلدین“ میں مولانا نذیر صاحب پشاور نے لکھا ہے فارسی میں وہ کتاب ہے ان کی۔ اس میں لکھتے ہیں کہ سب سے پہلا غیر مقلد جو پشاور میں آیا اس کا نام اخوند محمد صدیق تھا۔ نذیر حسین کا شاگرد تھا اب ان لوگوں کا بے چاروں کا دو تین مسلوں کا دین ہوتا ہے۔ جیسے باطل فرقوں کا دین وہ تین مسلوں کا ہوتا ہے۔ مثلاً قدرے کا مسئلہ ان کا بس ایک ہی مسئلہ ہے تقدیر انہوں نے جہاں بیٹھا ہے۔ بس تقدیر کی بات کرنی ہے۔ اسی طریقے سے یہ بے چارے رفع یدین (بالجبر) پر۔ بریلوی حاضر و ناظر، ظلم فیہ اور دو تین مسئلہ ان کے ہوتے ہیں۔ مکمل دین تو ان میں سے کسی کے پاس بھی نہیں ہوتا۔ اب چونکہ نیا فرقہ جب بنے گا تو نئی بات لوگ جیسی قبول کرینگے کہ پرانے کی غلطیاں اٹالی جائیں کہ جتنی خفی ظاہر ہیں جو سارے یہاں ہیں اس لئے وہ خفیوں کے خلاف بولتا اور اپنا دعویٰ کرتا کہ ہم سچے دین پر ہیں مولانا نذیر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے دو طالب علم بھیج دیئے کہ اس کو جمعہ کی تقریر میں عوام کے سامنے کیونکہ غیر مقلد خدا سے تو ڈرتا نہیں۔ یہ تو عوام سے ڈرتا ہے۔ عوام کے سامنے اس سے سوال کرو تا کہ پتہ چلے کہ اس کو کچھ آتا ہے یا نہیں تو انہوں نے سوال جو لکھ کر طلبہ کے ذریعے بھیجا وہ یہ تھا کہ:

”فرض اور سنت کی تعریف کیا ہے؟ ان دونوں میں فرق کیا ہے؟“

(ج ۱، ص ۱۳۳) میں بلکہ صحاح ستہ کی ہر کتاب میں ہے کہ حضرت ﷺ کے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔ اور ایک ترمذی (ص ۹ پر) ابوداؤد میں مل گئی کہ حضرت نے بیٹھ کر پیشاب فرمایا۔ اب ہم ان دونوں کو پڑھ لیں گے لیکن عملی طور پر دیکھیں کہ امت میں جو قوت سے عمل پھیلا وہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا پھیلا ہے یا بیٹھ کر پیشاب کرنے کا پھیلا ہے۔ جو حضرت کے زمانہ سے آج تک امت میں عمل پھیلا ہے اس کو سنت کہا جائے گا تو یہ کہا جائے گا کہ بیٹھ کر پیشاب کرنا سنت ہے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی حدیث تو ہے لیکن یہ سنت نہیں ہے۔ اب عمل کس پر کیا جائے گا وہی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا۔

علیکم بسنتی تم میری سنت کو اپنانا
تو اس لئے جو بیٹھ کر پیشاب کرتا ہے وہ اہل سنت کہا بیٹھا اور جو کھڑے ہو کر پیشاب کرے وہ مردود یا عورت وہ اہل بدعت کہلائے گی۔ کیونکہ وہ حدیث پہ عمل کر رہا ہے یا کر رہی ہے اور اسے یہ بھی پتہ ہے کہ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اور جو بیٹھ کر پیشاب کرنے کی حدیث ہے وہ متفق علیہ نہیں۔ تو چونکہ میں نے عرض کیا تھا کہ سنت کا ثبوت تو عملی قوت سے ہوتا ہے یہ سندوں کی محتاج ہی نہیں ہوتی۔ اس لئے جنہوں نے سندوں پر ہی سارا دین کا مدار رکھا ہے وہ یہ دیکھتے ہیں کہ اس کی سند بخاری و مسلم میں ہے یا ابوداؤد میں ہے چونکہ ان کے ہاں وہ سند اونچی ہے اس لئے وہ اس طرف جانا چاہتے ہیں تو ہم انہیں یہی کہیں گے کہ ٹھیک ہے آپ اہل بدعت بننے ہیں بن جائیں ہمیں حضرت ﷺ نے علیکم بسنتی فرمایا ہے اس لئے ہمیں بیٹھ کر پیشاب کر لینے دیا کریں۔ ہم اہل سنت والجماعت ہیں۔ ہاں اگر آپ لوگ اہل بدعت ہی بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کی مدد کرنے کو تیار ہیں کہ جب کوئی دیکھا غیر مقلد بیٹھ کر پیشاب کر رہا ہے مردود یا عورت اسے پیشاب کرتے کرتے کھڑا کر دیا کہ جھٹی تو تو اہل بدعت ہے تو کب سے اہل سنت بننے لگا ہے؟ تو اس لئے یہ کام ہم کر سکتے ہیں تاکہ اہل بدعت بننے میں آپ کی مدد کر سکیں۔ لیکن ہم اہل بدعت نہیں بننا چاہتے۔ اہل سنت ہی بننا چاہتے ہیں۔ یہاں سے ایک بات بڑی اہم یہ بھی سمجھ لیں

اب بڑا ضروری سوال تھا۔ لیکن غیر مقلدوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ فرض وہ ہوتا ہے کہ جس کا ہمیشہ کرنا لازم اور ضروری ہو اور سنت وہ ہوتی ہے کہ جس کو کبھی کیا جائے کبھی چھوڑا جائے اس کے بعد براز و ریا کا آجکل لوگ بیوقوف ہیں۔ دین سے ناواقف ہیں جاہل ہیں دین کو بدل رہے ہیں یہ سنتوں کو بھی اتنا ضروری سمجھتے ہیں جتنا فرض اس لئے سنتوں پر بھی ہمیشہ عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ ضروری ہے فرض کو فرض کے درجہ میں رکھا جائے سنت کو سنت کے درجہ میں رکھا جائے۔ فرض پر ہمیشہ عمل ہو اور سنت پر کبھی عمل کیا جائے اور کبھی چھوڑا جائے۔ یہ اس نے بڑے جوش سے بیان کیا اب یہ بھی طالب علم تھے تو انہوں نے فوراً چٹ دینی کہ آپ کے چہرے پر جو داڑھی ہے یہ فرض ہے یا سنت ہے؟ اگر فرض ہے تو اسکی دلیل دیں۔ اگر سنت ہے تو آپ نے جس دن سنے کبھی ہے پھر پوچھا نہیں کدھر کو جارہی ہے۔ تو اس لئے آپ دین میں خریف کر رہے ہیں ایک ہفتہ داڑھی رکھا کریں ایک ہفتہ منڈا لیا کریں تاکہ لوگوں کو دھوکہ نہ ہو کہ داڑھی فرض ہے۔ اور اس کے سنت ہونے کا لوگوں کو یقین نہ رہے۔ دوسرا طالب علم ذرا زیادہ ذہین تھا اس نے حدیث لکھی کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ النکاح من سنتی نکاح میری سنت ہے۔ لیکن آپ نے جب سے نکاح کیا ہے عیوی کو فرض بنا کر ساتھ رکھا ہوا ہے۔ تو دیکھو دین میں کتنی خریف ہو رہی ہے آپ ایک مہینہ اپنے پاس رکھا کریں ایک مہینہ ہمیں دیا کریں تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ نبی کا رکھنا سنت ہے فرض نہیں۔ مولانا نذیر صاحب فرماتے ہیں کہ جد کہ بعد روتا ہوا میرے پاس آیا اور ہاتھ باندھ کر کہہ رہا تھا کہ میں آپ کو کچھ نہیں کہتا آپ ان لڑکوں کو میرے پاس نہ بھیجا کریں یہ مجھے بہت زیادہ ذلیل کرتے ہیں۔ تو دیکھو ان بے چاروں کا علم تو اتنا ہی ہوتا ہے۔ تو اس لئے میں بتا رہا ہوں کہ سنت تو عملی قوت سے ثابت ہوتی ہے۔

حدیث و سنت کے فرق کی ایک مثال

اب دیکھئے ہمیں دو حدیثیں ملیں ایک بخاری (ج ۱، ص ۳۶) مسلم

حدیث و سنت میں فرق اور احسان الہی ظہیر

یہ تقریب سب سے پہلے میں نے لاہور میں کی تھی! احسان الہی ظہیر تقریریں رہا تھا پاس غیر مقلدوں کے مکان میں بیٹھا۔ تو اس نے مولانا ضیاء القاضی صاحب کا وہ دوست تھا! ان سے کہا یہ امین نے جو سنت اور حدیث کے فرق پر تقریر کی ہے۔ اس سے تو ہماری کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ کیونکہ ہم اسی طریقے پر چلاتے تھے کہ نبی کا طریقہ ہے نبی کا طریقہ ہے نبی کا طریقہ ہے! جو سڑک بن چکا ہے۔ یہ جو حدیثیں جن پر عمل نہیں یہ طریقہ وہ ہے جو چلا آ رہا ہے! فرق جو اس نے نکالا ہے یہ ہمارے لئے مصیبت بن گیا سنت نہیں ہیں۔ اس لئے یہ فرق جو اس نے نکالا ہے یہ ہمارے لئے مصیبت بن گیا ہے۔ تو مقصد یہی ہے کہ ہم اہلسنت ہیں۔

ہم حدیث پر عمل میں فقہاء کے محتاج ہیں

پھر دوسری بات یہ کہ حدیث پر عمل کرنے کے لئے ہم محتاج ہیں فقہاء کرام کے تاکہ وہ ہمیں بتائیں کہ اس پر عمل جاری رہا ہے یا نہیں رہا۔ فقہاء حدیث کو جانتے ہیں کہ یہ قرآن کے موافق ہے یا مخالف ہے۔ یہ سنت کے موافق ہے یا مخالف ہے اور اس پر عمل کا درجہ بھی کونسا ہے؟ اس سے جو چیز ثابت ہو رہی ہے وہ فرض کے درجہ میں ثابت ہو رہی ہے؟ سنت کے درجہ میں ثابت ہو رہی ہے؟ پھر سنت کا کل ہوتی ہے اور فقہ سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ اور حدیث کے لئے ضروری نہیں کہ جس میں سارے مسائل ہوں کوئی ایک بھی حدیث نہیں۔ اس کی مثال کیلئے میں وضو کی حدیث بخاری شریف سے پڑھتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پانی کا برتن منگوایا پہلے اپنے دونوں ہتھیلیوں پر تین بار پانی ڈالا اور ان کو دھویا پھر اپنا دہانتا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر کھلی کی اور ناک نکلی پھر اپنا منہ تین بار دھویا اور دونوں ہاتھ کہیںوں تک تین تین بار دھوئے پھر سر پر مسح کیا کیا ہی بار پھر دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک تین بار دھویا۔ پھر فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی میرے اس وضو کی طرح وضو کرے اور پھر دو رکعتیں

اب جو کھڑے ہو کر پیشاب کر رہا ہے اور بیٹھ کر پیشاب نہیں کرتا۔ وہ لوگوں میں ایک جھوٹ بولتا ہے کہ میں بخاری مسلم کی حدیث پر عمل کر رہا ہوں اور یہ لوگ فقہ حنفی پر عمل کر رہے ہیں۔ تو لوگ کہتے ہیں دیکھو بھئی ایک طرف حدیث ہے ایک طرف فقہ حنفی ہے۔ حالانکہ یہ جھوٹ ہے وہ حدیث پر عمل کر کے فقہ کی مخالفت نہیں کر رہا بلکہ اللہ کے نبی ﷺ کی سنت مٹا رہا ہے۔ اسلئے اس دور میں اہل حدیث وہی ہے جیسا حضرت ﷺ نے فرمایا تھا! جو اختلافی حدیثوں میں ایسی حدیثوں پر عمل کریں گے جو اللہ کے نبی کی سنتوں کو مٹانے والی ہوں۔

ایک اور مثال

تو ایک آدھ مثال اسکی اور دے دیتا ہوں دیکھیے روزے میں حری کھانا سنت ہے سب مسلمان اسکو سنت کہتے ہیں۔ اس کا ذکر بھی حدیث پاک میں ہے۔ اور روزے کی حالت میں بیوی سے بوس و کنار کرنا اس کا ذکر بھی بخاری ج ۱ ص ۲۵۸ کی متفق علیہ حدیث میں ہے بلکہ صحاح ستہ کی ہر کتاب میں ہے۔ یہ سنت نہیں ہے۔ ایک دن آپ کی حری رہ گئی تو آپ بار بار کہتے ہیں کہ آج حری رہ گئی ہے۔ آج سنت پوری نہیں ہوئی۔ لیکن کتنے روزے آپ نے رکھے اور بیوی سے بوس و کنار نہیں کیا تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ بڑا افسوس ہے کہ آج میرا روزہ سنت کے خلاف ہو گیا ہے۔ اس لئے کہ بیوی سے بوس و کنار نہیں کیا۔ اس لئے اہلسنت والجماعت تو وہ ہے جو روزے رکھ لے اس کے بعد عبادت میں مشغول ہو جائے۔ تراویح بھی میں (۲۰ رکعات) پڑھتی ہیں تلاوت کرتا ہے اور اہلحدیث وہ ہے کہ روزہ رکھ کر بس بیوی کو چاٹنا شروع کر دے اور جب تک روزے ہیں ہر روزے میں یہی کام کرتا رہے تاکہ وہ اہلحدیث رہے اب وہ جو بوس و کنار کر رہا ہے وہ سنت کے خلاف کام کر رہا ہے۔ کیونکہ یہ سنت نہیں ہے! تو اسلئے سب سے پہلے یہی ہے کہ ہم اہل سنت ہیں اور وہ اہلحدیث کہلاتے ہیں۔ تو اہل حدیث بننے کا ہمیں حکم نہیں دیا گیا بلکہ ہمیں اہلسنت والجماعت بننے کا حکم دیا گیا ہے۔

”تحیۃ الوضوء“ کی پڑھے اور دل میں کوئی خیال دنیا وغیرہ کا نہ لائے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ تو دیکھئے وضو کا طریقہ بخاری شریف (باب الوضوء، ثلاثاً ثلاثاً) میں ہے۔ اس میں اور بھی اختلافات ہیں جو اس وقت میں ذکر نہیں کرتا۔ کہیں ایک ہی دفعہ وضو یا یا کہیں دو دفعہ وضو یا اب دیکھئے یہ بہت سی زیور (ص ۳۷ حصہ اول) میرے سامنے ہے اس میں وضو کا طریقہ ہے:

”کہ وضو کرنے والی کو چاہیے کہ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھنے تاکہ ہاتھیں اڑ کر نہ پڑیں اور وضو کرتے وقت بسم اللہ کہے۔“

اب دیکھئے بخاری کی حدیث میں بسم اللہ کا ذکر نہیں ہے اور یہاں چھینوں سے بچنے کا ذکر بھی آگیا ہے۔ اور یہاں عجیب بات ہے جو حدیث ترمذی (ج ۱، ص ۶۳) وغیرہ نے بیان کی ہے کہ وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے وہ ضعیف ہے۔ امام بخاری نے (بخاری ج ۱، ص ۱۲۸ پر) لکھا تو ہے دوسرے باب میں بسم اللہ کا لیکن دلیل یہ دی ہے کہ ”بول القدس علیہ السلام“ نے فرمایا کہ جب بیوی سے صحبت کرے اس سے پہلے اللہ کا نام لے لیا کر۔ تو اس سے قیاس کیا ہے کہ جب صحبت سے پہلے اللہ کا نام لینا ہے تو وضو سے پہلے بھی لے لیا جائے۔ اب پتہ چلا کہ امام بخاری ”اہل قیاس“ میں سے ہیں اہل حدیث میں سے نہیں ہیں۔

”اور سب سے پہلے تین دفعہ نوں تک وضو دھوئے۔“

☆ یہ حدیث میں بھی آگیا۔ پھر تین دفعہ کی کریں اور مسواک کریں۔

☆ اب مسواک کا اس حدیث میں ذکر نہیں آیا۔ تو کسی حدیث کو جمع کرنے سے آپ کو (کھل) وضو ملے گا لیکن غصہ میں ایک ہی جگہ پورا (طریقہ موجود) ہوگا۔ تو عوام کو تو مسائل چاہئیں نا۔ مسواک نہ ہوں تو کسی مونے کپڑے یا صرف انگلی سے اپنے دانت صاف کر لیں تاکہ سب میل کیل جاتا رہے۔ اگر روزہ دار نہ ہو تو غرغره کر کے اچھی طرح سارے منہ میں پانی پچھادے اور اگر روزہ ہو تو

غرغره نہ کرے کہ شاید کچھ پانی حلق میں چلا جائے۔“

☆ اب دیکھو ایک حدیث میں نہیں آیا کی حدیث میں آپ انہی کرینگے۔

”پھر تین بار ناک میں پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے۔“

☆ اب یہ بھی یہاں لفظ بائیں ہاتھ کا بخاری کی اس حدیث میں نہیں آیا۔

”لیکن جس کا روزہ ہو وہ جتنی دوزخ گوشت ہے اس سے اوپر پانی نہ لے جائے“ پھر تین دفعہ منہ دھوئے سر کے بالوں سے لیکر تھوڑی کے نیچے تک اور اس کان کی لو سے اس کان کی لو تک جب پانی بہہ جائے۔“

☆ اب دیکھئے قرآن میں یہ تو آگیا کہ چہرے کو دھو۔ حدیث میں بھی آگیا۔ لیکن چہرے کی حد تک ہی تو سارے کہتے ہیں کہ چہرہ میں سے ایک بال بھی خشک رہ جائے گا وضو نہیں ہوگا۔ لیکن اس کی حد یہاں لکھی ہوئی ہے کہ جہاں سے سر کے بال اگتے ہیں وہاں سے تھوڑی کے نیچے تک اور دائیں کان کی لو سے بائیں کان کی لو کے درمیان جو ہے اس سب کو چہرہ کہتے ہیں۔ تو دیکھئے ہم فقہ کے محتاج ہیں اس آیت کے معنی سمجھنے میں بھی۔

”اور دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے کہ کہیں سوکنا نہ رہے“ پھر تین بار دھواں ہاتھ کبھی سمیت دھوئے پھر بائیں ہاتھ تین دفعہ کبھی سمیت دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خال کرے۔“

☆ خلا کی روایت اگرچہ ترمذی (ج ۱، ص ۶۳) میں ہے لیکن بخاری کی اس حدیث میں نہیں ہے۔ گویا وضو بھی آپ نے سیکنا ہو تو حدیث کی کتنی کتابیں انہی کرنی پڑیں گی پھر ان میں ترتیب نہیں ہوگی کہ ترتیب آپ کیسے رکھیں۔

”اور انگوٹھی چھلا چھڑی جو کچھ ہاتھ میں پہنے ہو ہلائیے کہ کہیں سوکنا نہ رہ جائے“ پھر ایک مرتبہ سارے سر کا مسح کرنے پھر کان کا مسح کرنے اندر کی طرف کا کلمہ کی انگلی سے اور کان کے اوپر کی لو کا انگوٹھوں سے مسح کرنے پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرنے لیکن گلے کا مسح نہ کرے یہ برا اور منع ہے۔ کیونکہ وضو میں مستعمل پانی کا استعمال منع ہے جب ہم نے سر کا مسح کیا تو ہاتھ کا ہاتھیں حصہ

استعمال ہو گیا، انگوٹھے کان پر اور انگلیوں کی پشت گردن پر استعمال ہو گئیں اب اگر یہ ہاتھ دوسری جگہ پھیریں گے تو مستعمل پانی لگے گا اس لئے گلے کا مسح نہ کریں کان کے مسح کے لئے نیپانی لینے کی ضرورت نہیں کیونکہ جب سر کا مسح کیا تھا تو اس وقت انگوٹھا استعمال نہیں ہوا تھا اس لئے وہ مستعمل نہیں ہوا اب اس سے کان کا مسح جائز ہے۔ لیکن جس غیر مقلد نے فقہ فقہین پر بھی ممکن ہے کہ وہ ساری بتیلیاں سر پر پھیر کر مسح کرے تو اب انگوٹھے استعمال ہو گئے تو پھر جب ان ہی انگوٹھوں سے کان کا مسح کرے گا تو وہ (مسح) ہو گا یہ نہیں تین دفعہ دایاں پاؤں تین دفعہ سمیت دھوئے پھر بائیں پاؤں تین دفعہ سمیت دھوئے اور بائیں ہاتھ کی خضر یعنی چھوٹی انگلی سے پاؤں کا خیال کرے، خیال دایاں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے یہ وضو کا طریقہ ہے۔

فرض کا درجہ

اس میں بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا کچھ کی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا جیسے پہلے بے وضو تھی اب بھی بے وضو رہے گی ایسی چیزوں کو فرض کہتے ہیں (بہشتی زیور..... ص ۳۷) یہ تفصیل حدیث میں نہیں ملے گی۔

سنت کا درجہ

اور بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے لیکن ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور شریعت میں ان کے کرنے کی تاکید بھی آئی ہے اگر کوئی اکثر (ان چیزوں) کو چھوڑ دیا کرے تو گناہ ہوتا ہے ایسی چیزوں کو سنت کہتے ہیں۔ (ایضاً..... ص ۳۷)

مستحب کا درجہ

اور بعض چیزیں ایسی ہیں کہ (ان کے) کرنے سے ثواب ہوتا ہے نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوتا اور شرع میں ان کے کرنے کی تاکید بھی نہیں ہے ایسی باتوں کو

مستحب کہتے ہیں۔

فرائض وضو

وضو میں فرض فقط چار چیزیں ہیں (۱) ایک مرتبہ سارمانہ دھونا (۲) ایک دفعہ کہنوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا (۳) ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) ایک مرتبہ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا بس فرض اتنا ہی ہے۔ (بہشتی زیور..... ص ۳۷) اگرچہ ان اعضاء کے دھونے کا حکم قرآن میں ہے لیکن ان کے ساتھ حکم وہاں ”فرض“ لکھا ہوا نہیں حدیث میں بھی ہے لیکن ساتھ حکم ”فرض“ لکھا ہوا نہیں اور وہاں تین بار دھونے کا بھی ذکر ہے اب کوئی تین بار دھونے کو فرض سمجھے یہ بھی غلط ہے کیونکہ فرض یہ ہے کہ اگر ان اعضاء میں سے ایک جگہ بھی خشک رہ گئی یا بال برابر بھی جگہ خشک رہ گئی تو وضو نہ ہوگا یہ تفصیل کہ ایک بال برابر بھی جگہ خشک رہ جائے وضو نہیں ہوگا یہ تفصیل قرآن و حدیث میں نہیں ملے گی بلکہ آپ کو صرف فقہ میں ملے گی۔

سُنن وضو

پہلے گھنوں تک دونوں ہاتھ دھونا اور بسم اللہ کہنا اور کلی کرنا اور تاک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، سارے سر کا مسح کرنا، ہر عضو کو تین تین دفعہ دھونا، کانوں کا مسح کرنا، ہاتھ اور پیروں کی انگلیوں کا خیال کرنا یہ سب باتیں سنت ہیں ان کے سوا اور جو باتیں ہیں مستحب ہیں جیسے میں نے بتلایا کہ حدیث منسوخ بھی ہوتی ہے اور متروک بھی ہوتی ہے لیکن فقہ میں دیکھنے سے پتہ چلے گا کہ بسم اللہ کہنا، کلی کرنا منسوخ نہیں ہوا نہ متروک ہوا ہے اور فقہ سے یہ پتہ بھی چلا کہ یہ چیز درجہ سنت میں ہیں۔

مکمل دین

جس طرح قرآن میں ہے کہ اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا (المائدة: ۳) چونکہ دین اسلام مکمل ہے اس لئے ہمیں وہاں سے دین لینا چاہیے جہاں سے ہمیں پورا پورا دین

ملے۔ مکمل اور پورا دین صرف اور صرف فقہ میں ملتا ہے۔

فقہ کی بنیاد

فقہ کی بنیاد چار چیزیں ہیں (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) اجماع امت (۴) اور قیاس شرعی اب کتاب میں صرف کتاب اللہ والے مسائل ہوں گے سنت والے نہیں ہوں گے اور سنت میں صرف حدیث کی کتابوں میں سنت والے مسائل ہوں گے لیکن اجماع والے نہیں ہوں گے۔ اب وہ مسائل جو اجماع والے ہیں اور اجتہاد والے ہیں وہ کہاں سے ملیں گے؟

جامعیت فقہ

فقہ کی کتابیں جامع ہوتی ہیں اور ان میں مسائل بھی سارے آجاتے ہیں جیسے وضو کے فرض بھی سارے آگئے جو قرآن کے مسائل ہیں سنت والے مسائل بھی سارے آگئے اب جو بندہ فقہ کے مطابق وضو کرے گا اس نے قرآن پر بھی عمل کیا کیونکہ جو مسئلہ قرآن میں تھا وہ فقہ والوں نے لے لیا ہے اور اس نے سنت پر بھی عمل کیا کیونکہ جو طریقہ رسول اللہ ﷺ کا وضو میں تھا اس کو بھی فقہ والوں نے نقل کر دیا ہے اس کے علاوہ مستحب وغیرہ دیگر مسائل پر بھی عمل کرتا ہے اب جس کتاب میں یہ سارے مسائل ہوں اس کو فقہ کہتے ہیں اور یہ عام فہم ہوتی ہے فقہ پر عمل کرنے والا پہلے قرآن پر عمل کرتا ہے پھر سنت پر پھر اجماع پر پھر قیاس پر اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ کام فقہاء کے سپرد کیا ہے ارشاد باری ہے لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون (التوبہ: ۱۲۲) ایک بات یہ ہے کہ فقہ میں مکمل مسائل ملتے ہیں کیونکہ ہمیں ضرورت مکمل مسائل کی ہے دوسرا یہ معلوم ہوتا ضروری ہے کہ کن مسائل پر عمل جاری رہا اور کن پر جاری نہیں رہا تو فقہاء صرف انہی مسائل کو لیتے ہیں جن پر عمل جاری رہا ہو بلکہ ساتھ یہ بھی وضاحت کریں گے جو حدیث میں وضاحت نہیں ہوگی مثلاً وہاں یہ تو تھا کہ حضرت ﷺ نے چہرہ دھویا

لیکن یہ نہیں لکھا ہوا کہ یہ فرض ہے وہاں یہ تو تھا کہ حضرت نے کھٹی فرمائی لیکن یہ نہیں فرمایا کہ کھٹی سنت ہے اس لئے فقہ میں پوری تحقیق ملے گی کہ کس پر عمل جاری رہا ہے اور یہ بھی ملے گا کہ یہ عمل کس درجہ کا ہے (مثلاً فرض ہے یا مستحب ہے یا سنت ہے) اس لئے ہم اہل سنت والجماعت ہیں اور اہل سنت فقہ کے مطابق عمل کرتے ہیں فقہ پر عمل کرنا درحقیقت قرآن پر اور سنت پر عمل کرنا ہے اور اجماع پر عمل کرنا ہے اور اجتہاد کی مسائل پر عمل کرنا ہے اس لئے کاملیت صرف اہل سنت والجماعت کے ہاں ہے کیونکہ ہمیں اہل سنت والجماعت بننے کی ہی تاکید کی گئی ہے اس لئے ہم اہل سنت والجماعت ہیں اہل سنت والجماعت تو شروع سے چلے آ رہے ہیں۔

دور برطانیہ

دور برطانیہ میں دو فرقے اٹھے کہ جو اللہ کے نبی ﷺ کی سنتوں کے دشمن تھے لیکن انہوں نے نام بڑے عجیب و غریب رکھ لئے ایک فریق کا نعرہ شوق رسول ﷺ کا ہے اور ایک فریق کا نعرہ حدیث رسول ﷺ کا ہے اب وہ شوق رسول ﷺ کا نام لیکر نبی ﷺ کی سنتوں کو مٹا رہے ہیں اور اپنی گھڑی ہونٹی دعوات لوگوں کو دے رہے ہیں اس فریق کے ہاں جو بدعت کی قدر و قیمت ہے سنت تو کجا فرض کی بھی اتنی قدر و قیمت نہیں۔

شوق رسول ﷺ کی نرالی مثال

اس میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں کہ زکوٰۃ فرض ہے لیکن اگر کوئی زکوٰۃ بالکل ادا نہ کرے تو اس کو برا نہیں سمجھتے بلکہ اگر وہ ہر ماہ گیارہویں کے لئے ایک روپے دے دے تو وہ ان کے نزدیک پکا جنتی ہے خواہ وہ فرض کا تارک ہو اس کے مقابلہ میں دوسرا آدمی ایک ایک پیسہ کا حساب کر کے زکوٰۃ دیتا ہے لیکن وہ ان کی دعوات میں شامل نہیں ہوا تو اس کو یہ مسلمان سمجھنے کے لئے بھی تیار نہیں معلوم ہوا کہ امت کی اس قدر محنت ہوتی ہے کہ نہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تعظیم دل میں رہتی

ہے نہ رسول پاک ﷺ کی سنت کی تعظیم دل میں رہ جاتی ہے صرف اپنی گھڑی ہوئی بدعتوں کی تعظیم دل میں رہ جاتی ہے جو بندہ ان کے ساتھ بدعات میں شریک ہو یہ اس کو دیندار کہیں گے جو ان کی بدعات میں شریک نہیں ہوتے خواہ سارے دین پر عمل کر رہا ہو حتیٰ کہ فرائض سنتوں اور مستحبات کا بھی پابند ہو اس کی (ان بدعتوں کی نگاہ میں کوئی) قدر نہیں ہوگی حتیٰ کہ (بدعتی) اسے سلام کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوں گے۔

عشق حدیث کی نرالی مثال

دوسری طرف وہ فریق ہے جو حدیث رسول ﷺ کا نام لکھ کر نبی ﷺ کی سنتوں کو منار بائے۔ یہ ان لوگوں کا کام ہے جو اپنے آپ کو "الحدیث" کہتے ہیں۔ میں نے یہ بات سمجھائی کہ سنت وہ ہے جس کو عملی تو اتر نصب ہو اب شاء میں چاروں مذاہب والے امام کے پیچھے سبحانک اللہم پڑھتے ہیں یہی جاری ہوئی ہے اور اسی کو سنت کہتے ہیں لیکن غیر مقلدین کی کوشش ہوئی ہے کہ سبحانک اللہم ترک کر داکر اللہم باعبدینی و بین خطبای شریع کردائی جائے کیونکہ یہ حدیث بخاری (ج ۱، ص ۱۰۳) میں آگئی ہے اب ہم اس کو حدیث تو مانتے ہیں لیکن اس کے سنت ہونے کا قطعاً انکار کرتے ہیں اس لئے جو سبحانک اللہم کے بجائے اللہم باعبدینی و بین خطبای پڑھے گا وہ یقیناً سنت کا تارک ہے۔

فقہاء کا فیصلہ

ہمارے فقہاء فرماتے ہیں کہ فرائض میں چونکہ تخفیف پر مدار ہے اس لئے وہاں ایسی دعائیں نہ پڑھے البتہ نوافل میں سبحانک اللہم کے بعد ایسی دعائیں کوئی پڑھنا چاہے تو اس کو اجازت ہے۔

تطبیق بین الاحادیث

ہم اس حدیث پر بھی عمل کرتے ہیں ایسے طریقے پر کہ سنت مئے نہیں لیکن

غیر مقلدین کی چاہتا ہے کہ بس اس حدیث پر عمل ہو سنت نظر میں نہ آئے اسی طرح پوری امت رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھتی آ رہی ہے اور اسی کو عملی تو اتر حاصل ہے سبحان ربی العظیم والی روایت چونکہ بخاری میں نہیں ہے اس لئے غیر مقلدین کی کوشش ہوتی ہے کہ سبحان ربی العظیم سے بنا کر اللہم لک رکعت روایت پر لگا دیا جائے یہ حدیث یقیناً ہے لیکن سنت نہیں ہے اگر کوئی شخص یہ دعا پڑھے اور سبحان ربی العظیم چھوڑ دے تو وہ یقیناً سنت کا تارک ہے انہوں نے حدیث کے نام سے سنت ترک کر دادی۔

لیکن ہم نے اس حدیث پر بھی عمل کیا اس طرح کہ سنت کا ترک لازم نہ آئے فرض میں تخفیف پر مدار ہے اس لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ فرض میں تو یہ دعا نہ پڑھی جائے ہاں جو آدمی اس دعا کو پڑھنا چاہے وہ نوافل میں سبحان ربی العظیم کے بعد یہ دعا پڑھ سکتا ہے اسی طرح چاروں مذاہب میں تو اتر کے ساتھ یہی عمل نافذ ہے کہ سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھا جائے لیکن غیر مقلد چونکہ فقہ کے مقابلہ میں بخاری کو آگے لانا چاہتے ہیں اس لئے وہ لوگوں کو بتاتے ہیں اللہم لک سجدت والی دعا پڑھی جائے کیونکہ بخاری میں سبحان ربی الاعلیٰ والی روایت نہیں ہے دھوکہ یہ دیتے ہیں کہ یہ روایت بخاری کی ہے اس کی سند زیادہ صحیح ہے اس پر زیادہ ثواب ملے گا حالانکہ ثواب تو سنت پر عمل کرنے سے ملے گا نہ کہ سنت کو ماننا سے۔

انذازہ لکھیں کہ غیر مقلدین نے حدیث کے دھوکے سے کتنی سنتوں کو منادیا ہے۔

غیر مقلدین کی دن رات محنت

غیر مقلدین کی دن رات یہی کوشش ہوتی ہے کہ حدیث کا نام لکھ کر نبی پاک ﷺ کی سنت کو منادیا جائے۔

اہل حق کا کام

اس لئے علماء اہلسنت دیوبند کو ہر دو فریق سے دفاع کرنا پڑتا ہے ان سے

بھی لاتے ہیں جو حدیث کا نام لیکر سنتوں کو مٹاتے ہیں اور ان سے بھی لاتے ہیں جو عشق رسولؐ کا نام لیکر سنتوں کو مٹا رہے ہیں۔

فتنہ کا دور

یہ فتنوں کا دور ہے اس لئے اس دور میں صرف اہل سنت والجماعت ہی اپنے دین کا دفاع کر سکتے ہیں یہ دوسرے لوگ اپنے دین کی حفاظت نہیں کر سکتے اس لئے اہل سنت والجماعت ہی ایک حق اور صحیح جماعت ہے ہمارے ہاں ایک پناہی بٹیر احمد صاحب ہیں، سندری کے علاوہ میں وہ کہا کرتے ہیں کہ آج کل جمہوریت کا دور دورہ ہے سب لوگ جمہوریت ہی چاہتے ہیں عام لوگوں کے لئے جمہوریت سے فیصلہ کرنا آسان ہوتا ہے۔

فیصلہ کا آسان طریقہ

ان لئے (بٹیر احمد صاحب کہا کرتے ہیں کہ) میں کہا کرتا ہوں کہ اگر دیوبندی، بریلوی، غیر مقلدین، ان تین میں اگر کسی مسئلہ کا اختلاف ہو جائے تو جس طرف دو جماعتیں ہو جائیں وہ جمہوریت کے اعتبار سے حق پر ہے اور سچا ہے اور جس طرف ایک رہ جائے وہ جھوٹا ہے۔

بریلوی جھوٹے ہیں

بدعات مثلاً دو عبادہ الہیہ میں۔ اذان کے ساتھ مسلوٰۃ و سلام میں۔ فاتحہ علی الطعام میں بریلوی اکیلے رہ جاتے ہیں غیر مقلدین ہماری طرف آ جاتے ہیں کیونکہ وہ فریق بدعات کو چھوڑنے والے ہیں ایک جماعت بدعت کو کرنے والی ہے اس لئے بدعات کو چھوڑ دیا جائے۔

غیر مقلد جھوٹے ہیں

رفیع الدین میں فاتحہ خلف الامام میں۔ آمین بالجہر میں۔ فتنے سے بچنا

نے میں۔ سینے پر ہاتھ باندھنے میں۔ نیچے سر نماز پر ہنسنے میں۔ جنازہ میں قرأت کرنے میں۔ آٹھ رکعات تراویح میں۔ چار یا بیس دن قربانی میں۔ گھوڑے کی قربانی میں۔ بھینس کی قربانی نہ کرنے میں۔ گائے میں عقیقہ کا حصہ شمار نہ کرنے میں۔ یہ کیلئے رہ جاتے ہیں بریلوی ہماری طرف آ جاتے ہیں اس لئے اگر جمہوری طرز پر بھی فیصلہ کریں تب بھی علماء اہل سنت دیوبند کا مسلک صحیح نکلتا ہے۔

اہل سنت دیوبند کا مسلک افراط و تفریط سے پاک ہے

اصل بات یہ ہے کہ یہ امت ”وسطا“ ہے وکذلک جعلناکم امتاً وسطاً (البقرۃ: ۱۴۳) لیکن یہ لوگ بعض مسائل میں افراط اور بعض میں تفریط کا شکار ہو گئے کوئی ادھر گر گیا اور کوئی ادھر گر گیا اب کچھ مسائل میں وہ ان کے ساتھ ہیں اور کچھ میں الگ ہو گئے جن مسائل میں بریلوی دو جماعتوں سے الگ ہو گئے وہ غلط ہو گئے اور جن مسائل میں غیر مقلدین دونوں جماعتوں سے الگ ہو گئے ان میں وہ غلط ہو گئے تو دیوبندی ان تین جماعتوں میں ہر جگہ آتے ہیں جمہوریت میں معلوم ہوا کہ اصل معیار اور مدار اہل حق کا دیوبند ہی بنی، کیونکہ بریلوی بھی ان مسائل میں غلط ہیں جن میں دیوبندیت سے کئے اور غیر مقلدین بھی ان مسائل میں غلط ہیں جن مسائل میں دیوبندیت سے کئے۔

جمہوری فیصلہ

جمہوریت کے اعتبار سے بھی حق اور امت وسطا اور اعتدال صرف اور صرف علماء دیوبند کے ساتھ ہے، افراط اور تفریط میں یہ لوگ جہلاء ہیں ”اس سے جس میں یہ لوگ افراط اور تفریط کا شکار ہو گئے ہیں ان سے بچنا چاہئے کیونکہ حق اور صحیح مسلک صرف اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کا ہی ہے۔“

اجماع کے کتے ہیں؟

وال۔۔۔ اجماع کے کتے ہیں اور کن لوگوں کا اجماع معتبر ہے؟

قرآن کا اتفاق

جس طرح اس وقت کلمہ آئیں ہیں لیکن جس پر ساتوں قاریوں کا اتفاق ہے کہ یہ قرأت ہے وہ اجماعی قرأت ہے اس کے علاوہ جو قرأت ہے اگر وہ متواتر ہوگی تو کسی علاقے میں ہوگی ورنہ شاذ ہوگی اس لئے اس زمانے میں چاروں اماموں کے اجماع کو اجماع کہا جاتا ہے اس سے نکلنے کو اجماع کی مخالفت کہا جاتا ہے۔
مجتہدین کا جو قول متواتر ہو اس کو دیکھا جائے گا غیر متواتر اقوال کا اجماع میں اعتبار نہیں ہوتا۔

مکرمین اجماع جہنمی ہیں

جو مکرمین اجماع ہیں وہ آج کل اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں لیکن قرآن ان کو جہنمی کہتا ہے حضور ﷺ بھی ان کو جہنمی کہتے ہیں۔
ارشاد ربانی ہے: وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُسْلِمِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (اتہاء: ۱۱۵)

ترجمہ: ”اور جو شخص رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو اہل حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا (دینی) راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ ہو گیا تو ہم اس کو (دنیا میں) جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور (آخرت میں) اس کو جہنم میں داخل کر دیں گے اور بری جگہ ہے جانے کی۔“

کنیل مؤمنین یعنی اجماع سے کتنے والوں کو قرآن نے دوزخی کہا ہے اہل حدیث نہیں کہا فرمان رسول ﷺ بِذَلِكَ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَلْهُ النَّارُ (بخاری ترمذی — ج ۲، ص ۳۹)

جو اجماع سے کٹے گا وہ جہنمی ہے اس لئے اجماع سے کٹنے والا یقیناً جہنمی ہے۔
قیاس :- قیاس جو ہے اس پر بھی اجماع ہے کہ غیر مخصوص مسائل میں قیاس پر عمل کرتا ہے اس کے منکر کو بدعتی کہا جاتا ہے۔

جواب :- اجماع ماہرین کے اتفاق کو کہتے ہیں^(۱) ڈاکٹری میں اجماعی مسئلہ وہ ہوگا جس چیز پر کوالیفائڈ ڈاکٹر اتفاق کر لیں قانون میں وہ مسئلہ اجماعی ہوگا جس پر قانون دان اتفاق کر لیں علم الصرف کا وہ مسئلہ اجماعی ہوگا جس پر اہل صرف اتفاق کر لیں۔
چیسے کل فاعل مرفوع۔

اجماع کن کا معتبر ہے؟

فقہ میں وہ مسئلہ اجماعی ہوگا جس پر ائمہ مجتہدین اتفاق کر لیں غیر مجتہد کا اس میں قطعاً کوئی دخل نہیں ہوگا جیسے ڈاکٹروں کے اجماع میں چماروں کا کوئی دخل نہیں ہوگا قانون کے اجماع میں کباروں کا کوئی دخل نہیں اسی طرح اجماع (دین) میں مجتہدین کا ہونا ضروری ہے غیر مجتہد کا ہاں کوئی کام نہیں اسی طرح اجماع کو پہچاننے کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ وہ جس مجتہد کا قول ہے وہ تواتر سے ثابت ہو۔

متواتر مذاہب

اہل سنت والجماعت کے نزدیک متواتر مذاہب چار ہیں ائمہ اربعہ کے علاوہ اور بھی مجتہد بہت سارے صحابہ کرامؓ میں بھی مجتہد ہوئے لیکن ان کے مذاہب متواتر نہیں ہوئے جو متواتر تھے وہ اپنی چار مذاہب میں آگئے جو مذاہب یا مسائل شاذ وہ گئے وہ الگ ہیں اگر کسی مجتہد کا قول ان چار مجتہدین کے خلاف مل جائے تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ یا وہ مجتہد نہیں ہے یا ان سے چھوٹا مجتہد ہے کیونکہ اس کا مذہب تواتر سے ثابت نہیں۔

اہلسنت والجماعت کے نزدیک جس پر چاروں ائمہ مجتہدین متفق ہوں وہ مسئلہ اجماعی ہے۔

(۱) اصطلاح شریعت میں مخصوص اجماع کو اجماع سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اتفاق المجتہدین الصالحین من ائمة محمد ﷺ فی عصر علیؓ عمر من الامور۔

(ترجمہ کنز العمال — ص ۵۱۶) (مولانا مفتی محمد)

شاہ ولی اللہؒ کا فیصلہ

اس لئے شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص قیاس کے تحت ہونے کا منکر ہے وہ مردود الشبہۃ ہے اس کا قاضی بننا تو کجا اس کی گواہی بھی کسی اسلامی عدالت میں قبول نہیں اس لئے غیر مقلدین جو اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں وہ اجماعی مسائل کے انکار کی وجہ سے تو بچے جہنمی ہیں اور اجتہادی مسائل کے انکار کی وجہ سے مردود الشبہۃ ہیں۔

ان کو کبیر بنانا تو کجا انکا دوث لینا ہی جائز نہیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال :- افراط و تفریط کے کہتے ہیں؟

جواب :- اس مسئلہ کو معتدل کہتے ہیں جو افراط اور تفریط سے پاک ہو دو نقطوں کے درمیان خط مستقیم یعنی سیدھا خط ایک ہی بن سکتا ہے اور مخفی خطوط بہت سارے بن سکتے ہیں اس طرح مسائل میں سیدھا راستہ ایک ہی ہے مخفی راستے بہت سارے بن سکتے ہیں اب اس کو مثال سے سمجھیں۔

افراط و تفریط کیا ہے؟

ایک فریق کہتا ہے دم بدم پڑھو درود حضرتؐ بھی ہیں یہاں موجود۔ دوسرا فریق اس کے مقابلہ میں کہتا ہے کہ حضرتؐ پاکؐ روضہ پاکؐ میں بھی موجود نہیں ہیں

اعتدال کیا ہے؟

اعتدال یہ ہے کہ وہاں یعنی روضہ پاکؐ میں حضرتؐ حیات میں (قبر پر) صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے وہ خود سنتے ہیں (لیکن ہر جگہ حاضر نہیں ہیں۔

ایک فریق کہتا ہے یا بہاء الحق بیڑ تھک یہ غیر اللہ کو پکارتا ہے دوسرا فریق کہتا ہے دسلہ بھی جائز نہیں ہے اعتدال یہ ہے کہ غیر اللہ سے استغاثہ تو جائز نہیں ہے لیکن ان کا وسیلہ جائز ہے۔

ایک فریق کہتا ہے کہ غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز کھانا بھی جائز ہے دوسرا فریق ضد میں کہتا ہے کہ ایصال ثواب کرنا بھی ناجائز ہے اعتدال یہ ہے کہ غیر اللہ کی نذر و نیاز ناجائز اور ایصال ثواب جائز ہے۔

اہل سنت والجماعت کا کمال یہ ہے جس کی وجہ سے وہ امت و سطا کھلاتی ہے کہ وہ جائز کو جائز اور ناجائز کو ناجائز کہتی ہے یہی اعتدال ہے۔

ایک سوالی اور اس کا جواب

سوال :- غیر مقلدین اور بریلوی بھی کہتے ہیں ہم اعتدال پسند ہیں انکی تردید کس طرح ہوگی؟

جواب :- یہ بات تو واضح ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو دور سے درود شریف پڑھتا ہے اس کو فرشتے پہنچا دیتے ہیں اور جو عند القبر پڑھتا ہے میں خود سنتا ہوں اب جو کہتے ہیں کہ آپؐ روضہ پاکؐ میں بھی حیات نہیں وہ بھی فرمان رسولؐ کے منکر ہیں اور جو کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ہر جگہ موجود ہے وہ بھی ارشاد رسول ﷺ کے منکر ہیں۔

جو یہ کہتا ہے کہ حضرتؐ پاکؐ یہاں نہیں ہیں وہاں (روضہ پاکؐ میں) ہیں یہاں سے خود نکلتے سننے وہاں سے خود سنتے ہیں وہ حق پر ہے۔

ایک سوال کا جواب

سوال :- غیر مقلد کہتے ہیں کہ بخاری میں سبحان ربی العظیم نہیں ہے؟

جواب :- غیر مقلدین ایک شرارتی فرقہ ہے وہ باقی ساری نماز ہم سے لیکر پڑھتے ہیں جہاں کہیں وہ شرارت کرتے ہیں تو بخاری کا نام لیتے ہیں کہ اگر بخاری میں حدیث مل جائے تو وہ دوسری احادیث پر مقدم ہوگی۔

ایک واقعہ

میں ایک دفعہ سفر میں تھا کوٹ ادو سے دو تین نو جوان سوار ہوئے وہ مجھے پہچانتے ہوں گے آپس میں باتیں کرنے لگے کہ خفی سب جہنم میں جاؤ گے کہ ان

کی نماز غلط ہے میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کا حساب و کتاب کہاں ہوگا؟ کہنے لگے میدانِ قیامت میں نہ کہا آپ کی نماز شروع بھی فقہ حنفی سے ہو رہی ہے اور ختم بھی فقہ حنفی پر ہو رہی ہے کیونکہ آپ کا امام بکبیر تحریمہ بلند آواز سے کہتا ہے مقتدی آہستہ کہتے ہیں آپ کا امام السلام علیکم بلند کہتا ہے مقتدی آہستہ کہتے ہیں یہ مسائل حدیث میں نہیں ہیں بلکہ فقہ میں ہیں آپ یقین رکھیں کہ آپ کا حساب و کتاب آپ کو دوزخ میں کھڑا کر کے شروع کیا جائے گا، سارا حساب وہیں لیا جائے گا، ہو سکتا ہے ایک دوسرا آپ کے اوپر نکل آئیں وہ بھی آپ کے خیال میں آپ کا تو حساب بھی دوزخ میں جا کر ہوگا آپ اپنی فکر کریں یہ جتنے باطل فرتے ہیں یہ ایسے ہی حدیث کے نام سے دھوکہ دیتے ہیں صرف غیر مقلد نہیں مرزا بھی اور دیگر بھی لیکن ہمارے پاس مکمل دین ہے، فرتے اس دین سے کٹ جاتے ہیں کوئی ایک عقیدہ میں کوئی دو عقیدوں میں تمام فرتے اکثر مسائل ہم سے لیتے ہیں لیکن ایک دو مسائل میں ان کا اختلاف ہوتا ہے انہی کو لیکر وہ شرارتیں کرتے رہتے ہیں۔

حق و باطل کی پہچان

اہل حق کے پاس پورا دین ہوتا ہے جو فرتے ہیں ان کے پاس دو چار مسائل ہوتے ہیں جو دو چار مسائل لیکر شرارت کرتے ہیں وہ فرتے والے ہیں دین والے نہیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال :- بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر شافعی رُفح الیدین کریں تو ان کو کچھ نہیں کہتے اگر غیر مقلدین رُفح الیدین کریں تم ان سے جھگڑا کرتے ہو یہ کیوں؟
جواب :- صوفی عبدالرزاق صاحب نے سوال کیا ہے کہ شافعی اگر رُفح الیدین کریں تو ان کو آپ کچھ نہیں کہتے غیر مقلدین اگر رُفح الیدین کریں تو ان کو آپ کہتے ہیں۔

شافعیوں کی رُفح الیدین دلیل پر مبنی ہے (چوتھی دلیل پر) کہ رُفح الیدین روایت ان کے امام کے اجتہاد کے مطابق رائج ہے غیر مقلدوں کی رُفح الیدین کسی دلیل پر مبنی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رُفح الیدین کی حدیث رائج ہے اور نہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اور نہ یہ اجماع میں ہے کیونکہ یہ مسئلہ اختلافی ہے مجتہد یہ ہیں نہیں ان کے پلے کچھ بھی نہیں یہ امام شافعی سے چوری کرتے ہیں میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر مولوی ارشاد احمد اثری آپ کے کھیت سے ایک گنا پوچھ کر لے لے اور کوئی شخص چوری کر کے لے لے دوں گئے تو ایک ہی کھیت کے ہوں گے لیکن ان میں حلال و حرام کا فرق ہوگا یا نہیں؟ (ہوگا...) سامعین!۔ غیر مقلدین کی رُفح الیدین چوری کا گنا ہونے کی وجہ سے حرام ہے اور شافعیوں کی رُفح الیدین حلال کا گنا ہونے کی وجہ (یعنی تقلید) سے جائز ہے۔

ایک دوسرا فرق

امام شافعی مجتہد ہیں اگر بالفرض ان سے اجتہاد میں خطا ہو بھی گئی تو ان کی اہم حاجت ہے وہ ایک اجر کے مستحق ہیں (۱) غیر مقلد تا اہل ہیں اس لئے ان کو کوئی اجر نہیں ملے گا۔

دوسری مثال :- دیکھیں جیسا کہ ایک ڈاکٹر انجکشن لگاتا ہے اور ایک نااہل انجکشن لگائے دونوں میں فرق ہے یا نہیں اگر مفتی اعظم انجکشن لگائے تو حکومت اسے پکڑے

(۱) ... کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ و عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

قال رسول الله ﷺ اذا احکم الحاكم فاجتهدوا واصاب فله اجران و اذا حکم فاجتهدوا
(بخاری ج ۲ ص ۱۰۹۲ : مسلم ج ۲ ص ۷۶)
احطاء لہ اجر واحد۔
میں: "اے حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جب حاکم حکم کرے اور اجتہاد کرے اور صواب کو پہنچ جائے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جب اجتہاد کرے اور (اس سے) خطا ہو جائے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔"
(محمد ظفر مثنیٰ عن)

گی یا نہیں؟ (پکڑے گی..... سامعین) اگر آپ کہیں کو مفتی اعظم کا درجہ تو ڈاکٹر سے بڑا ہے کیا حکومت اس کو تسلیم کرے گی؟ یا آپ خود اس کو تسلیم کریں گے؟ (نہیں..... سامعین) فرق تو اہل اور نا اہل کا ہے اس طرح جس کے پاس ذرا عجمک لائنس نہ ہو اس کو گاڑی چلانے کی حکومت ہرگز اجازت نہیں دے گی جس کے پاس لائنس ہو گا وہ معصوم نہیں ہو گیا حادثات اس سے بھی ہوتے رہتے ہیں اور ہو سکتے ہیں لیکن حکومت اس کو پھر بھی اجازت دے گی لیکن اس کے مقابلہ میں ایک شیخ اللہ ریٹ صاحب جن کا لائنس نہیں وہ گاڑی چلا رہے ہیں ان سے ایک تنکے کا بھی نقصان نہیں ہوا لیکن وہ قانونی مجرم ہیں یا نہیں؟ (ہیں..... سامعین) اس لئے کہ وہ اس فن میں نا اہل ہیں کیونکہ یہ غیر مقلد خود نا اہل ہیں اس لئے جو بھی رفع الیدین چوری کر کے کریں گے ان کو وہاں سوائے جتوں کے اور کچھ بھی نہیں ملے گا یہاں یہ رٹن الیدین کرتے ہیں وہاں ان پر رفع نہیں ہوگی۔

اس لئے حدیث میں ہے: اذ اوصد الامر الى غير اهله فانتظروا الساعة (صحیح بخاری..... ج ۱، ص ۱۳) ترجمہ: جب کوئی امر نااہل کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ کیونکہ غیر مقلد نااہل ہیں اس لئے ان کے رفع الیدین کرنے پر تو قیامت ہی آئے گی نہ کہ خیر۔ پس یہی فرق ہے ان کی اور شیخوں کی رفع الیدین میں ان (غیر مقلدوں) کی چوری اور نااہل ہونے کی وجہ سے حرام اور خلاف قانون ہے ان کی رفع الیدین تقلید کی وجہ سے حلال اور موافق قانون ہے۔

ایک سوال کا جواب

سوال:- کیا رفع الیدین سے نماز باطل ہو جاتی ہے؟

جواب:- رفع الیدین سے مفتی بہ قول پر نماز باطل تو نہیں ہوتی لیکن مکروہ ہو جاتی ہے جس طرح سبحانک اللہم نہ پڑھنے سے بھی نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ مکروہ ہی ہوتی ہے اس طرح سجدہ میں سبحان ویسی العظیم پڑھنے سے بھی نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ مکروہ ہوگی ہمارے ہاں رفع الیدین سنت نہیں ہے غیر سنت کو نماز میں کرنا یہ

اسی پر مبنی ہے جس کو عمل کثیر کہتے ہیں عمل کثیر وہ ہے جس میں دونوں ہاتھ استعمال ہوں کھول نسی نے اسی پر مدار رکھا ہے کہ اس میں دونوں ہاتھ استعمال ہوتے ہیں اس لئے نماز نوٹ جاتی ہے لیکن یہ ہمارا مفتی بہ قول نہیں۔

سوال:- کھول نسی کی بات کون سی کتاب میں ہے؟

جواب:- یہ کھول نسی کی کتاب الفوائد البھیہ الفاظ البینہ میں اور یہ لیجہ کی شرح میں بھی ہے اس میں تفصیل ہے کہ کھول کے قول پر فتویٰ ہے کیونکہ انہوں نے اسی پر مدار رکھا ہے کہ افعال نماز کے علاوہ اگر کسی دوسرے فعل میں دونوں ہاتھ مشغول ہو جائیں تو یہ عمل کثیر ہے اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

سوال:- عمل کثیر کیا ہے؟

جواب:- عمل کثیر سے نماز باطل ہو جاتی ہے بالاتفاق لیکن اس کے آگے عمل کثیر میں اختلاف ہے کہ جتلا ہے پر ہے بعض کہتے ہیں کہ عمل کثیر وہ ہے جسے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ نماز میں نہیں اب چونکہ رفع الیدین نماز کے افعال سے نہیں ہے تو دیکھنے والا یہی سمجھے گا کہ یہ نماز میں نہیں ہے اگرچہ یہ قول غیر مفتی بہ ہے لیکن کراہت بالاتفاق ہے اپنے آپ کو اور اپنی نماز کو افعال کراہیت سے بچایا جائے۔

ایک مثال:- آپ کے ہاں مہمان آئے آپ نے ان کے لئے حلوہ تیار کروایا کسی نے اس میں حبشہ کر دیا یا تو وہ نجس ہو گیا لیکن اگر کسی نے اس میں بہن اور پیاز کا پانی ڈال دیا تو وہ ناپاک تو نہیں ہو گا اس کا نام بھی حلوہ ہی ہے لیکن بد ذائقہ ہو گا اسی کا نام کراہت ہے کراہت اسی قسم کی ہوتی ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

استغفر الله تعالى من كل ذنب واتوب اليه

تمہید

تاریخ غیر مقلدیت

(غیر مقلدیت انگریز کی پیداوار ہے)

الحمد لله ' والصلوة والسلام على من لا من بعده ولا
نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم.

بسم الله الرحمن الرحيم.

فاستلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسولہ النبی الکریم و نحن
على ذلك لمن الشاهلین والشاکرین والحمد لله رب
العالمین رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدہ
من لسانی یفقهوا قولی رب زدنی علما و ارزقنی فہما.
سبحانک لا علمنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم.
اللہم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا
و مولانا محمد و باریک و سلم و صل علیہ.

ایک کتاب ”انگریز اور الہدیٹ“ فقیر والی سے ہم نے شائع کی تھی وہ اگر
مل جائے تو اس میں ان کی تاریخ بہترین (انداز سے) ہے۔ اس کے جواب میں پھر
انہوں نے ”علمائے دیوبند اور انگریز“ نامی کتاب لکھی۔ تو حیدری نامی ایک شخص نے
لیکن ہم نے جو کتاب لکھی تھی اس میں باقاعدہ حوالے تھے۔ اور یہ ثابت کیا تھا کہ کسی
اسلامی فرقے میں غیر مقلدیت کا وجود نہیں ہوا اور کوئی فرقہ نہیں بنا۔

غیر مقلدوں کا انگریز کے سامنے پیش کردہ سپاسنامہ

چنانچہ جب انہوں نے انگریز کے سامنے ایک سپاسنامہ پیش کیا جنرل ایڈوارڈ
کے سامنے تو اس میں یہی بات کہی کہ اگرچہ اور لوگ بھی کہتے ہیں کہ ہم انگریز کے
فرمانبردار ہیں لیکن انگریز کی فرمانبرداری ہمارے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے
اور ہم سے زیادہ انگریز کا کوئی فرمانبردار نہیں ہو سکتا۔ اسکی وجہ یہی بیان کی کہ باقی
مسلمان فرقے دوسرے اسلامی ملکوں میں جا سکتے ہیں اور وہ سکتے ہیں لیکن ہمیں کوئی
اسلامی ملک قبول کرنے کو تیار نہیں ہم صرف آپکی حکومت میں رہ سکتے ہیں اسلئے ہم
رات دن دعائیں کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپکی حکومت کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرے۔

اسلامی حکومت اور فتنوں کی روک تھام

تو اسلئے یہ فرقہ جس طرح قادیانی انگریز کے دور کی پیداوار ہیں۔ منکرین
حدیث اسی دور کی پیداوار ہیں پہلے بھی کوئی نہ کوئی منکر حدیث اگر ہوتا تھا پاگلوں کی
طرح تو وہ فرقہ نہیں بنا سکتا تھا کیونکہ اسلامی حکومت اپنے ملک میں ان فتنوں کو چلنے
نہیں دیتی تھی۔ اسی طرح پہلے بھی اگر کسی نے دعویٰ نبوت کیا کئی ایسے بدماغ نکلتے
تھے لیکن ان کا پورا فرقہ بن جائے اور ایک مذہب پھیل جائے۔ یہ اسلامی حکومت
ہونے نہیں دیتی تھی۔ تو یہ انکار حدیث کا فتنہ ختم نبوت کے خلاف اجرائے نبوت کا
فتنہ اور انکار فقہ کا فتنہ یہ پہلے کہیں کسی ایک دو پاگل نے انکار ان باتوں کا کیا ہوا تو

اگلی بات ہے لیکن اسلامی حکومت (ان نکتوں کو) چلنے نہیں دیتی تھی۔ یہ سارے نکتے پھر انگریز کی حکومت میں چلے اور انگریز نے پھر ان کی سرپرستی کی۔

ملکہ وکٹوریہ کا پاس کردہ قانون

ملکہ وکٹوریہ نے یہ ایک قانون پاس کیا جس کا عنوان تھا "مذہبی آزادی" کہ برہمن کو مذہبی آزادی کا حق حاصل ہے۔ مذہبی آزادی کا مطلب یہ تھا کہ کوئی کسی مذہب میں ہو وہ خدا کی کا دعویٰ کر دے رسول ہونے کا دعویٰ کر دے نبی ہونے کا دعویٰ کر دے جو یہاں مذہب مفتی ہے اس سے نکل کر شافعی ہو جائے یا مکی ہو جائے تو حکومت اس کی حفاظت کرے گی تو مقصد یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ دینی آوازیں دنیا میں پیدا کی جائے۔

مذہبی آزادی اور نواب صدیق حسن خان

تو اسلئے "مذہبی آزادی" کا لفظ جو ترک تقلید کے مترادف ہے یہ ملکہ وکٹوریہ نے اعلان کیا تھا۔ اشتہار شائع کیا تھا اور اس پر پھر نواب صدیق حسن نے "ترجمانِ دہلیہ" کتاب لکھی کہ ہم انگریز کی حکومت کے اس اشتہار کا خیر مقدم کرتے ہیں (۱) اور

(۱)۔ معروف غیر مقلد اور ریاست بھوپال میں غیر مقلدیت کے بانی اور بزرگوار تھے ان کا قول تھا "مابہ کو بھی نہ جنت دینے والے اور خود اجتناب کے دم میں نہ سے مسائل ایجاد کرنے والے نواب صدیق حسن خاں بھوپالی انگریز کی حکومت اور اس کی مذہبی آزادی کے فرمان کا خیر مقدم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

☆ سب تاریخی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اس واسطے آزادی اس حکومت انگریز کی میں تمام مطلق کو خیر ہوئی کہ حکومت میں بھی یہی امر ہو جس کی سوائے اس کے کچھ نہیں سمجھتی کہ حکومت نے آزادی کا یہ مذہب کوئی۔ (ترجمانِ دہلیہ ص ۴۰)

☆ اور یہ (غیر مقلد) لوگ اپنے دین میں وہی آزادی برتتے ہیں جس کا اشتہار پادشاہ انگریزی سرکار سے جاری ہوا۔ (ترجمانِ دہلیہ ص ۴۱)

☆ فرمانروا پان بھوپال کو ہمیشہ آزادی مذہب (غیر مقلدیت) میں کوشش رہی ہے جو خاص خطہ گورنمنٹ اٹھا کا ہے۔ (ترجمانِ دہلیہ ص ۴۱)

☆ یہ آزادی مذہب ہماری مذہب ہدیہ (مطلق شافعی و غیرہ) سے میں مراد قانون انصاف ہے (ایسا ص ۵)

ہمیں آزادی کیلئے رات دن کوشاں ہیں تاکہ لوگ ایک مذہب کی پابندی سے نکل کر مذہبی آزادی اختیار کر لیں تو ہماری اصطلاح میں ایسے لوگوں کو "مذہب" کہا جاتا ہے لیکن وہ اس کا نام مذہبی آزادی رکھتے ہیں کہ کبھی مذہبی آزادی برہمن کو حاصل ہے۔

قادیان کا حال

اسی لئے قادیان میں مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا لیکن قادیان کی ساتھ والی گلی میں ایک ہندو تھا اس کا دعویٰ تھا کہ میں "رب قادیان" ہوں۔ قادیان کا رب ہوں باقاعدہ اس نے بورڈ لگایا ہوا تھا "رب قادیان" اب کوئی قادیانی اس گلی سے گزرتا وہ چیخا اس کو دکھاتا تو شور مچا دیتا کہ نبی تمہارا جھوٹا ہے مرزا میں نے نبی نہیں دیا رب میں ہوں قادیان کا۔ تو مرزا نے اس سے بڑے پریشان تھے آخر مرزائیوں نے مل کر لاڑ وکس کی عدالت میں اس پر کیس کر دیا کہ اس کو کہا جائے کہ یہ دعویٰ چھوڑ دے۔ جب وہ عیش ہوا تو:

خج نے کہا: آپ رب ہیں؟

اس نے کہا: ہاں میں رب قادیان ہوں۔

خج نے کہا: آپ یہ دعویٰ چھوڑ دیں۔

اس نے کہا: اس (مرزا) کو کہیں کہ یہ بھی یہ دعویٰ چھوڑ دے کہ میں نبی ہوں۔

خج نے کہا: ہمارے ہاں مذہبی آزادی ہے کوئی دعویٰ نبوت کرے تو ہم اس کو روک نہیں سکتے۔

اس نے کہا: دکھائیں پھر آپ کوئی رب بننے کا دعویٰ کرے تو آپ اس کو روک سکتے ہیں کس قانون میں لکھا ہے؟

خج نے کہا: روک تو ہم اس کو بھی نہیں سکتے۔

اس نے کہا: پھر دونوں کو چلنے دیں وہ نبی ہے میں رب ہوں۔

چنانچہ قادیانی بالکل اس کا بورڈ نہیں اتروا سکے وہ رب قادیان بنی بنا رہا۔

لطیفہ

اس پر وہ مشہور لطیفہ جو میں سنایا کرتا ہوں: جب مرزا (کی نبوت کی) پہلے پہل بات چلی وہ مشہور ہوا تو کچھ میراثی مدرسہ میں گئے مولوی صاحب سے کہا کہ امام مہدی دالی حدیث کلمہ کر نہیں آگے ترجمہ کرو، وہ دیکھو لیں۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کو ملنے چلے گئے۔ وہ مسجد میں بیٹھا تھا اس سے جا کر پوچھا: یہاں جو امام مہدی آیا وہ کون ہے؟ اس نے کہا: میں ہوں۔

میراثیوں نے کہا: یہ کانڈ پر جو حدیث لکھی ہیں یہ پڑھ لیں اور پڑھنے کے بعد بتائیں کہ ان حدیثوں کے مطابق آپ آئے ہیں نا؟ اس نے کہا: ہاں بالکل ان کے مطابق آیا ہوں۔

اب میراثیوں کے پاس کھس تھے بڑے بڑے وہ بچانے شروع کر دے دیکھو لکھا ہے کہ جب اس (مہدی) کے پاس کوئی آئے گا تو کہے گا کہ میرے ٹھہری باندھ کر لے جاؤ تو یہ بیس روپوں سے بھر دو ابھی تو ایک ایک لائے ہیں۔ کل چار چار اور لائیں گے کیونکہ امام مہدی تو بہت کچھ دینگے نا۔ اب مرزا قادیانی میراثیوں کے قابو آ گیا اس نے بھی دو آنے زکوٰۃ نہیں دی تھی وہ اتنی گڈیاں روپوں کی کہاں سے دے۔

مرزانے کہا: ابھی دیکھو وہ امام مہدی کوئی اور ہوگا جو لوگوں کو دینے کے لئے آئے گا میں تو خود منگتا امام مہدی ہوں۔ چندے مانگ مانگ کر گذارا کر رہا ہوں۔

میراثیوں نے کہا: ہمیں تو یہ نہیں تھا ہم تو تجھے سچا سمجھ کر آئے تھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا کرایہ بھی خراب ہو گیا ہم تو کرایہ بھی کسی سے مانگ کر لائے تھے۔ ہمیں واپسی کرایہ بھی دے دو اور ہم اعلان کرتے جائیں گے کہ یہ جھوٹا امام مہدی ہے سچا نہیں ہے مرزا بڑا پریشان ہوا کہ کرایہ بھی جب سے دوں اور اعلان بھی میراثی کریں کہ یہ جھوٹا ہے۔

مرزانے کہا: میرے پاس کوئی پیسے نہیں ہیں۔ مرزا ہم یہاں بیٹھے کچھ میراثیوں نے کہا: پھر ہم یہیں بیٹھے ہیں روٹی روز کھلا دیا کر دو۔ اور ہم یہاں بیٹھے کچھ

میں گے کہ جھوٹا ہے، جھوٹا۔ بے ایمان جھوٹا ہے۔ یہ حدیثیں پڑھو۔ وہ (مہدی) تو لڑکا ہے تو منگتا ہے۔ آخر اس کو جنگ کرتے رہے۔ میراثیوں نے سوچا یہاں سے تو ہجرت کا نہیں۔ چلو کوئی نقل وغیرہ اتار لیتے ہیں۔ مرزا کے گھر کے سامنے پھاٹ تھا۔ انہوں نے نقل اتاری ایک کرسی آگنی کرسی پر ایک میراثی بیٹھ گیا وہ رب قادیان بن گیا۔ ایک پاس ادھر بیٹھ گیا بائیں طرف وہ جرنیل بن گیا۔ چپڑہ بننے بیٹھ گئے ایک نے آدھا منہ کالا کر لیا ایک طرف سے اور ایک طرف بیٹھ گیا۔ بھوکا ایک نے سارا پیٹ کا آکر لیا اور ایک نوکری کے پیچھے پیچ کر بیٹھ گیا۔

اب یہ جو کرسی پر بیٹھا تھا یہ رب قادیان تھا اس نے بائیں طرف والے سے کہا: میں۔ اس نے کہا ہاں رب نہیں بلکہ وہ رہنے والا، زانیہ کی حاضری لگائیں۔ اس نے یہ کہہ کر اس کو دے دیا اب جو اس کو نام آتے تھے آدھا منہ لیتا جاتا اور جو ماننے بیٹھتے تھے وہ کہتے جاتے حاضہ جناب۔ ابراہیم حاضہ جناب۔ نوٹ حاضر غائب جتنے نام آتے تھے اس نے سن کر یہ حاضہ ہی لکھی رہی وہ بولتے رہے بار بار۔ آخر وہ جہیز جو تھا وہ جہیز لے کر واپس کر دیا۔ وہ جس کا آدھا منہ کالا تھا اس کو جی آپ نے یہ بی حاضری نہیں بولی تو کون ہے؟ کہ جی میں مرزا غلام احمد ہوں۔ تجھے تو میں نے نبی بنایا ہی نہیں تو کہاں سے آیا ہے؟ کہتا ہے جی کسی جگہ جماعت میں نام دیا: پہلا پکا جی نہ تھی میں کچا بنی ہوں۔ غیر حقیقی۔

اب کہنے لگا نہ کجی جماعت میں یہ نام ہے نہ کجی میں تو آیا کہاں سے ہے؟ ادنیٰ جواب یہاں سے۔

مرزا کہنے لگا نہیں جی ضرور یہ امام ہوگا آخر میں بھی تو بنی ہوں نا چلو کجی جماعت میں جی آئی۔

اب وہ کہتا ہے میں نہیں ہوں وہ رب قادیان مان نہیں رہا۔ وہ جو سارا منہ کالا کر کے نوکری کے پیچھے بیٹھا تھا وہ اٹھا اور آکر بیٹھ ہاتھ باندھ کر کہتا: ہو کیا۔ وہ شیطان بنا ہوا۔

رب قادیان: کیا کہتا ہے؟

شیطان: اگر اجازت ہو تو عرض کروں۔

رب قادیاں: ہاں کہو کیا کہتے ہو؟

شیطان: جناب آپ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بنائے تھے میں نے اعتراض کیا تھا؟ میں نے ایک ہی بنایا تھا اسکا پیارے کا بھی دل توڑ رکھ دیا آپ نے۔

اب جو مرزا نے دیکھا بخت نے فوراً دس روپے نکالے (اور دیتے ہوئے کہا) فوراً دس روپے چلے جاؤ یہاں سے۔ تو وہ دس روپے لے کر اس سے چلے گئے۔

مرزائیوں کی جنت

اسی طرح مرزائیوں نے جنت بنائی ہوئی تھی تو اس میں حوریں بھی تھیں۔ وہ حوریں اصل کیا تھیں وہی وہ کالج میں لڑکیاں پڑھتی تھیں تو وہاں آ کر عمر کے بعد سبق وغیرہ یاد کرتی تھیں نا۔ مشہور تھا کہ یہ حوریں ہیں۔

حور بان	ارضی	وہ	تیری	میری	مرضی
چناب	کا	کنارا	ہوتا	ہے	دل
وہ	حور بان	ارضی	وہ	تیری	میری
ملل کے	وہ	دوپٹے	گلے	میں	جیسے
وہ	چونچ کی سی	داڑھی	بکرا	ہو	جون

تو اس قسم کی حوریں تھیں۔ تو ایک میراثی وہاں چلا گیا اس نے جا کر ایک لڑکی کو اغوا کیا اور بھاگ پڑا۔ وہ لوگ پیچھے بھاگے کہ یہ کیا قصہ ہے؟
کہتا ہے وہ تو کہتے ہیں ستر حوریں ملیں گی میں تو ایک ایسی ہی لیکر جا رہا ہوں۔ باقی میرے پیچھے بھیج دو۔ آخر میں جنت میں آیا نہیں؟

تو اصل میں جیسی روح ویسے فرشتے۔ ایسے لوگوں کو میراثی ہی قابو کرتے ہیں۔ وہی انکا حل کرتے ہیں۔ تو جس طرح مرزائیوں کا کوئی ترجمہ قرآن یا حاشیہ قرآن یا تفسیر قرآن انگریز کے دور سے پہلے نہیں ملتی۔ (نہی) مگرین حدیث کوئی ترجمہ قرآن کوئی تفسیر قرآن کیونکہ بحیثیت فرقہ یہ تھے ہی نہیں۔

انگریز کے دور سے پہلے غیر مقلدوں کی کوئی کتاب نہیں

اسی طرح غیر مقلدین کا کوئی ترجمہ قرآن کوئی تفسیر قرآن کوئی حاشیہ قرآن کوئی ترجمہ حدیث یہ قطعاً انگریز کے دور سے پہلے نہیں ملتا۔ تو یہ تمام ایسی چیزیں ہیں جس سے ہر آدمی سمجھ سکتا ہے کہ انگریز کے دور سے پہلے ان کا وجود نہیں تھا۔

انگریز کے دور سے پہلے غیر مقلدوں کی دنیا میں کوئی مسجد نہیں

حضرت پاک ﷺ نے جنت کے چند نوابان آرام فرمایا ہے تو وہاں سب سے پہلے مسجد بنائی ہے۔ پھر مدینہ منورہ میں سب سے پہلے مسجد بنائی ہے۔ حنفی وہاں پہنچے سب سے پہلے مسجدیں بنائی ہیں وہاں۔ لیکن غیر مقلدوں کی کوئی مسجد انگریز کے دور سے پہلے دنیا کے کسی ملک میں نہیں ملتی۔ ہماری مساجد۔ شامی مسجد لاہور۔ شامی مسجد پھال پور ہے شامی مسجد حنبلیت ہے شامی مسجد دہلی ہے شامی مسجد آگرہ ہے۔ شامی مسجد دہلی ہے شامی مسجد حنبلیت ہے سندھ میں۔ کہ یہ انگریز کے دور سے پہلے کی اور پرانی مسجدیں ہیں۔ لیکن غیر مقلدین کی نہ کوئی مسجد نہ کوئی مدرسہ نہ کوئی قبر گئی ہے۔ کہ تاریخی طور پر لکھا ہوا ہو کہ یہ قبر کسی غیر مقلد کی ہے۔

غیر مقلدوں کا دھوکہ

اسی طرح آج کل کے دھوکہ دیتے ہیں کہ ہمارا مذہب مکہ مدینہ میں ہے۔ مکہ مدینہ میں غیر مقلدوں کا نام نشان بھی کبھی تاریخ میں نہیں ملتا۔ میں نے تو بار بار ان کو چیلنج کیا کہ مکہ میں بارہ تیرہ صدیوں تک آپ کوئی غیر مقلد ہمیں تلاش کر دیں کہ وہاں قاضی رہا ہو یا امام رہا ہو یا خطیب رہا ہو یا مؤذن رہا ہو۔ بلکہ میں تو بہت رحمت دیتا ہوں کہ وہاں کوئی خاکروب چوڑای رہا ہو جو غیر مقلد کہلاتا ہو۔ تمہاں صاف کرنے والا تو ایک نام آج تک پیش نہیں کر سکے۔ جبکہ ہم تاریخ کی کتابوں میں دکھاتے ہیں جو جرح کامل ابن اثیر وغیرہ میں لکھا ہوتا ہے اس سال حج کس نے کرایا تھا؟ سن وار تاریخیں ہوتی ہیں نا۔ اس میں نام ہوتا ہے فلاں حنفی نے کرایا تھا فلاں شافعی نے کرایا

تھا۔ اس وقت قاضی کون کون سے تھے وہ لکھا ہوتا ہے فلاں شافعی تھا فلاں مالکی تھا فلاں حنبلی تھا لیکن غیر مقلدوں میں نہ کوئی قاضی نہ کوئی خطیب نہ امام مسجد نہ اولیٰ خاکروب کوئی بھی نہیں ملتا جو وہاں رہتا ہو۔

مکہ میں جانے والا پہلا غیر مقلد

تو وہاں سب سے پہلے جو غیر مقلد گیا ہے کہ کمرہ میں اس کا نام عبدالحق تھا جو بیہاولپور کے قریب "نورانیان" کا رہنے والا تھا اور وہاں جا کر وہ ہاشمی بن عبدالحق ہاشمی۔ اس کے کچھ رسالے میرے پاس ہیں۔

مدینہ میں جانے والا پہلا غیر مقلد

اسی طریقے سے مدینہ منورہ میں جو پہلا غیر مقلد گیا وہ وہلی سے گیا اس کا نام احمد شیخ تھا۔ وہ جس کا ایک وصیت نامہ بچھا کرتا ہے چونکہ یہاں وہ سارے حنفیوں کا نام کہتا ہے اب وہاں جا کر کھلا کافر کہتا تو وہ قتل کر دیتے اس لئے اس نے ایک جھوٹا خواب گھڑا کہ مجھے حضور پاک ﷺ خواب میں ملے کہ میری ساری امت کافر ہو گئی ہے تو اپنی اس تکفیر کا جو عنوان تھا اسکو خواب کے ذریعے اس نے پورا کرنے کی کوشش کی۔

تو مکہ اور مدینہ میں یہ بیماری پیدا نہیں ہوئی یہ بیماری ہندوستان سے وہاں پھٹی ہے وہاں ان کا قطعاً کوئی وجود نہیں تھا اس لئے کسی طریقے سے آپ دیکھ لیں کوئی کتاب ان سے پوچھیں انگریز کے دور سے پہلے ہی کوئی ترجمہ "تفسیر" کوئی "تہذیب" کوئی "مسیح" کوئی مدرسہ تو ان کا وجود قطعاً نہیں تھا کیونکہ اسلامی حکومتوں میں ایسے فتنوں کو انگریز ہی نہیں دیا جاتا تھا اور وہ مسلمانوں پر کنٹرول رکھتے ہیں۔ ایسے فتنے کافر حکومتوں اور کرتے ہیں اور یہاں پہلے بڑھتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے درد سر بن جاتے ہیں۔

موجودہ دور میں غیر مقلدوں کی سرپرستی

سوال: اب غیر مقلدوں کی سرپرستی کون کر رہا ہے؟
الجواب: اب غیر مقلدوں کی سرپرستی امریکہ کر رہا ہے کیونکہ امریکہ کی پالیسی یہی ہے کہ

و جھوٹا فرقہ ہے اس کو بڑے فرقوں کے پیچھے لگا دو ۳۲-۳۳ چھوٹے فرقے ہو گئے ایک ایسا لگا تو اس لئے چونکہ حنفی دنیا میں سب سے زیادہ ہیں اور مسلمانوں کی مضبوط ترین ملت کا نام حنفیت ہے اور دنیا میں انہوں نے بارہ سو سال تقریباً حکومت کی ہے۔ حنفیوں نے اور کامیاب حکومت تھی وہ اسلامی تاریخ کا سہرا دور رہا ہے۔ تو اس لئے جب وہاں نفی تھے حرمین شریفین میں تو امریکہ یا برطانیہ کا کوئی کتا بھی وہاں پانی پیئے نہیں آ سکتا تھا۔ اس لئے انہوں نے پھر لسانی تعصب پیدا کر کے ان مسودوں کو حکومت پر لائے وہ ان کی حکومت صرف امریکہ کے بل بوتے پر کھڑی ہے اور کوئی نہیں وہاں جو کچھ ہے امریکہ کی پالیسی چل رہی ہے اور وہ اسی لئے پیسہ بھی مسلمانوں سے دلاتے ہیں اور کام بھی حنفیوں کے خلاف کرواتے ہیں۔ حکم امریکہ کا ہوتا ہے پیسہ سعودیہ کا ہوتا ہے اور مسلمانوں میں لڑائیاں بھگڑے کراتے رہتے ہیں۔ سیاسی طور پر بھی مذہبی طور پر بھی۔ کیپٹن عثمانی نے نیا فرقہ بنایا ہے وہاں سے مل گئے۔ مسعود نے جماعت المسلمین بنائی ہے اسکو بھی وہاں سے مل گئے۔ کیونکہ انکا مقصد یہ ہے کہ حنفی زیادہ ہیں تو سارے ہمارے چھوٹے فرقے بنتے جاسیں اور حنفیوں کیلئے درد سر بننے لگیں۔

پاکستان کا حال

تو اس لئے آپ کے ملک میں بھی یہی ہے کہ کوئی رافضی ابوبکر صدیقؓ نہ فاروقؓ کا نام لیکر بھی گالیاں دے جائے تو اس پر کوئی مقدمہ نہیں بنتا۔ لیکن کوئی حنفی ان کے آج کے کسی ذرا کا نام لیکر برا بھلا کہہ دے تو اس پر فوراً مقدمہ بن جاتا ہے۔ ملک کا امن برباد ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ غیر مقلد تین دن جسے کریں امام صاحب کو بھونکتے ہیں صاحب ہدایہ کو گالیاں دیتے رہیں ان پر کوئی مقدمہ نہیں بنتا۔ لیکن کوئی نفی کسی غیر مقلد امام مسجد کے خلاف کوئی بات کہہ دے تقریر میں تو اس وقت امن اب ہو جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جو بھی بڑی جماعت ہے اس کو پریشان رکھنا یہ امریکہ کی پالیسی ہے۔ اور "Divide & Rule" اور نکلے نکلے کرنا ملکوں کے نکلے سے۔ نیا فرقوں کے نکلے کرنا، سیاسی جماعتوں کے نکلے کرنا یہ انکا طریقہ کار ہے تو اسی

لئے جو لوگ آج حقیقت کی مخالفت کر رہے ہیں وہ ڈائریکٹ یا ان ڈائریکٹ بالکل امریکہ کے ایجنٹ ہیں۔ بلا واسطہ یا بلا واسطہ۔ اگر کسی کو یہ بھی نہ ہو مگر وہ کام امریکہ ہی کا کر رہے ہیں اور کافروں کا کام کر رہے ہیں۔ اگر حنفی مضبوط ہو سکے تو کافر باہر سامنے نہیں آسکے۔ (انشاء اللہ)

غیر مقلدوں کے فرقے

سوال۔ غیر مقلد خود کتنے فرقوں میں تقسیم ہیں؟

الجواب۔ غیر مقلد تو کئی فرقوں میں بٹ چکے ہیں اور یہ نام بھی بدل رہے ہیں۔ جب یہ فرقہ پہلے بنا تو چونکہ تہذیب کو شرک کہتے تھے اس لئے انہوں نے اپنا نام ”موجد“ رکھا۔ اور دوسرے لوگ ان کو ”ہابی“ کہتے تھے اس کے بعد انہوں نے ”موجد“ نام چھوڑ کر ”نوحی“ رکھا۔ اور اس کے بعد ”الجمہیہ“ نام انہوں نے انگریزوں سے الاٹ کر لیا۔ تو جیسے آپ دیکھتے ہیں اسمتگر اور ڈاکو ہوتے ہیں ان کے کئی کئی نام

(۱)۔ مسرور غیر مقلد عالم جناب محمد عباس پوری صاحب لکھتے ہیں:

”پچھلے زمانے میں شاہزادہ اس خیال کے لوگ تھیں ہوں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے بلکہ ان کا نام ایسی قوموں سے ملتا ہے۔ اپنے آپ کو اہل حدیث یا اہل جہاد کہتے ہیں مگر مخالف فرقہ میں ان کا نام غیر مقلد یا ہابی یا لادینہ ہابی لایا جاتا ہے۔“ (الاشیاء فی تفسیر الرشاد ص ۳۳)

(۲)۔ مرزا قادیانی کے وہ بھائی اور غیر مقلدین کے جن جناب محمد حسین ٹٹوی کی کاٹھن سے یہ دعوات

الجمہیہ (یا مصلحانہ) کے نام سے موسوم ہوئی۔ جناب محمد ابراہیم صاحب بدایہ رقم لکھتے ہیں:

”مولوی محمد حسین صاحب ٹٹوی نے ”اشاعت الہد“ کے ذریعے الجمہیہ کی بہت خدمت کی۔ فقہ دہلوی آپ کی کوکشن سے مراد یہ فقرہ اور کاٹھن سے منسوب ۱۱۱۱ دعوات کو ”جمہیہ“ کے نام سے موسوم کیا گیا۔“ (سیرت ٹٹوی ص ۳۷۲)

سرچارلس ایچکن جس وقت پنجاب کے لیغینٹ گورنر تھے انہیں کے ذریعے کو رشتہ کی توجہ اس طرف دلا کر اس درخواست کو مسترد کر دیا گیا چنانچہ محمد حسین ٹٹوی نے سرکار برطانیہ کے کوجمہیہ کا نام اپنا کر ان کی درخواست دی اس کا ۲ آفری گلاب ہے

”متم تبدیل ہو بہ انکساری کے ساتھ درخواست کرتے ہیں کہ وہ برکاتی طور پر اس فقہ دہلوی کو مسترد کر کے اس فقہ کے استعمال سے مصلحت کا حکم چاند کر دے اور ان کو ”الجمہیہ“ کے نام سے خطاب کیا جائے۔“ (محمد ظفر علی ص ۲۳)

ہوتے ہیں کئی کئی شناختی کارڈ ہوتے ہیں تو پھر کبھی اپنا نام ایک نہیں بتاتا کہیں کوئی نام ہوتا ہے اس کا کہیں کوئی نام۔ آج کل افریقہ میں ان کا نام ”انصار اللہ الحمد“ ہے۔ اس طرح یہ فرقہ غیر مقلد اپنے نام بدلتا رہتا ہے اور گرجن کی طرح رنگ بھی بدلتا رہتا ہے۔ کبھی کبھ اس کا انداز ہوتا ہے کبھی کبھ اس کا انداز ہوتا ہے۔ غیر مقلدوں میں ایک ”جماعت غربا الحمدیہ“ تھی۔ پھر ”غربا الجمہیہ“ کے بھی کلمے آج آپس میں ہوتے چلے گئے۔ مولوی عبدالباقی کھنڈیلی (غیر مقلد) جو میرے استاذ تھے وہ اس سے الگ ہو گئے پھر ”تتخیم روپہ“ تھی۔ ”کانگریس الجمہیہ“ تھی۔ چنانچہ رسائل الجمہیہ میں جو مولوی عبدالوہاب کا رسالہ خطبہ امارت ہے اس میں ان فرقوں کی تفصیل ہے کہ یہ ۱۹۷۲ء تک یہ سولہ فرقوں میں تقسیم ہو چکے تھے (۱)۔ اس کے بعد جو فرقے بنی جلی جاری ہیں وہ انکی الگ فرقوں میں تو اسلئے آج آپس میں ایک دوسرے کے پیچھے لڑا رہی ہیں پڑھنے کیلئے تیار نہیں ان میں سخت اختلاف ہے۔ قادیانی ستارے میں لکھا ہے ایک نے سوال پوچھا مولوی عبدالستار سے کہ میں پنجاب گیا تھا وہاں پورا گاؤں الجمہیہ میں تھا چوبیس گھنٹے میں وہاں رہا اور پانچ نمازیں میں نے انکے پیچھے پڑھیں چونکہ انہوں نے آپ کی بیعت نہیں کئی ہوئی تھی اسلئے میری نمازیں ان کے پیچھے ہو گئیں یا نہیں؟

الجواب: وہ جواب میں لکھتے ہیں جنہوں نے میری بیعت نہیں کی وہ الجمہیہ نہیں نہ ان کی نماز صحیح ہے کہ ان کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ اس لئے ہمیں اپنی نمازیں دہرائی پڑیں گی۔

(۱)۔ سلام جماعت غربا الحمدیہ ان فرقوں کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں:

- (۱) جماعت غربا الحمدیہ (۱۳۱۳ھ) (۲) کانگریس الجمہیہ (۱۳۱۲ھ) (۳) فرقہ شایہ (۱۳۲۸ھ)
- (۴) امیر شریعت صوبہ ہماچ (۱۳۲۹ھ) (۵) فرقہ حلیہ مطایہ (۱۳۲۹ھ) (۶) فرقہ شریاہ (۱۳۳۹ھ)
- (۷) فرقہ خزونیہ (۱۳۵۳ھ) (۸) جمیعت الجمہیہ (۱۳۷۰ھ) (۹) محمدی الدین لکھنوی فرقہ (۱۳۷۸ھ)
- (خطبہ امارت ص ۲۶) (محمد ظفر علی ص ۲۳)

اسی طرح فتاویٰ ستارہ ہی میں دوسرا فتویٰ ہے کہ ائمہ دین وہی کتابیں پڑھتے ہیں شرح مفہم کفریہ وغیرہ جو دوسرے نظامی میں جتنی پڑھتے ہیں اور ہمیں طبع دیتے ہیں پنجاب والے ائمہ دین کہ یہ ائمہ دین نہیں کہ ان میں یہ غائی ہے یہ غائی ہے۔ لیکن فرمایا کہ دونوں کی مثال ایسی ہے جو لوٹے اور چٹائی کی ہوتی ہے کہ چٹائی نے لوٹے کو کہا کہ تم میں دو سوراخ ہیں تو اس نے جواب دیا کہ تم میں تو سوراخ ہی سوراخ ہیں۔ اسلئے غیر مقلد جو ہیں خواہ ائمہ دین والے وہ ان کو چٹائی ائمہ دین کہتے ہیں یہ ان کو لونا ائمہ دین کہتے ہیں۔ یہ اس قسم کی آپس میں انکی سخت مخالفتیں ہیں۔

غریبا ائمہ دین کے جہنم کی وجہ

سوال :- دواوی مہدواہاب نے سب سے پہلے مسلمان ائمہ دین سے جدا کر دیا فرقہ غریبا ائمہ دین کیا بنایا؟
الجواب :- اسلئے کہ بعض غیر مقلد جہاں میں شریک ہو گئے تھے تو اس نے شاہ اسماعیل شہید کی مخالفت کے لئے کہ جہاں میں جانا باطل ٹھہرے اس فرقہ کی بنیاد رکھی تاکہ جو غلطی سے ابھریں ان کو سمجھایا جائے کہ یہ ائمہ دینوں کا کام نہیں ہے کہ انگریز کے خلاف جہاد کیا جائے۔ لیکن تو ہماری مہربان حکومت ہے جن کے تحفظ میں ہم زندہ رہ رہے ہیں تو ان کے بنانے کا مقصد یہی تھا چنانچہ پروفیسر مبارک نے لکھا ہے جو عطا اللہ ضیف کا شاگرد ہے کہ

”جماعت غریبا ائمہ دین کے بنانے کے دو ہی مقصد تھے ایک انگریز کی حمایت جہاد کی مخالفت اور دوسری ان کی مخالفت“۔

(۱۰- اہل انوار تحریک مہاجرین ص ۳۸)

(۱۱) اسی کتاب کے صفحہ ۵۵ پر ہے جو ہے کہ

”جماعت غریبا ائمہ دین بنی جماعت ہے جس نے جماعت ائمہ دین سے ولی متعلق نہیں بلکہ پوری جماعت جماعت غریبا ائمہ دین ہے۔“
(محمد تقی مد)

سوال :- یہ عبدالوہاب شاگرد کس کا ہے؟

الجواب :- شاگرد تو میاں نذیر حسین کا ہی ہے یہ بھی اسی سے پڑھتا رہا ہے لیکن پھر انگریز کے ہاتھوں بک گیا۔ کھل کر ادھر چلا گیا دوسرے جوتھے وہ غیر طور پر ایجنٹ تھے اور یہ کہلا ہوا ایجنٹ تھا۔

پاکستان میں غیر مقلدوں کی بنیاد رکھنے والے

ہندوستان میں سب سے پہلا غیر مقلد حافظ محمد عرفہ ہے۔ پنجاب میں سب سے پہلا غیر مقلد بابا لائیں بخش اکاؤنٹ ہے۔ بلکہ اس سے پہلے مہدواہاب پکڑا لوی جس کا اصل نام غلام نبی تھا پھر وہ غیر مقلد بنا اور سب سے پہلی مسجد جو پنجاب میں ان کی بنی وہ مسجد چینی والی ہے لاہور میں تو یہ مہدواہاب پکڑا لوی یہ بعد میں منکر مہدویت ہو گیا۔ اور بابا لائیں بخش وغیرہ اور اسکے ساتھی یہ بعد میں قادیانی بن گئے تو ان کی مساجد کا یہی فیض ہے۔ ہماری مساجد سے شیخ مہدوقی محدث دہلوی جیسے بزرگ نکلتے ہیں (انکی مساجد سے مہدوالہ پکڑا لوی پر یہ نہایت اللہ مشرقی اور نیاز فتح پوری جیسے محدثین نکلتے ہیں)۔ مرزا قادیانی بھی یہیں آکر ٹھہرا۔ رتا تھا مسجد چینی والی میں اور ان لوگوں کو ساتھ ملا کر کبھی عیسائیوں سے مناظرہ کرتا کبھی کسی سے۔ تاکہ لوگ خوش ہوں اور ہمیں خوب پسندہ دیں۔ اس لئے اس کی پرورش بھی اسی مسجد میں ہوتی رہی ہے تو یہ سب سے پہلے یہاں بابا لائیں بخش ہے اور چینی والی مسجد سب سے پہلی مسجد ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں غیر مقلدوں کا نظریہ

سوال :- غیر مقلدین مرزا قادیانی کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں؟
الجواب :- پہلے تو یہی کہتے رہے کہ مسلمان رہے اور اگرچہ علماء لدھیانہ نے فتویٰ اس کے کفر پر دیا تھا مگر یہ اس کو مسلمان سمجھتے رہے۔ پھر جب انہوں نے اس سے حیات مسیح پر مناظرہ کیا تو اس کو الہام ہوا کہ:
”نذیر حسین فرعون ہے اور محمد حسین بنی اسرائیل ہوا ہے۔“

لشکر طیبہ کے مقاصد

سوال: یہ لشکر طیبہ حقیقت میں جہادی تنظیم ہے۔ اس کا کوئی اور مقصد ہے؟
 الجواب: اس وقت طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جو جہاد کے لئے تنظیم کھڑی ہو تو سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے کہ اس کے لئے جاسوس تیار کئے جائیں جو ان کی خامیاں یا ان کی غلطیاں ہمیں بتاتے رہیں اب ظاہر ہے کہ ان کو جہاد کے نام سے ہی کھڑا کیا جاتا ہے تو اس لئے یہ تنظیم جو ہے یہ اسی مقصد کے لئے بنائی گئی ہے کہ ایک تو جہاد کے نام پر سعودیہ سے یا دوسرے اسلامی ملکوں سے خوب پیہ مجاہدین کو مل رہا ہے تو یہ زیادہ سے زیادہ پیسے لیں دوسرا یہ کہ مجاہدین کا چندہ بٹ جائے اور یہ زیادہ لے جائیں تیسرا یہ کہ ملک میں فتنہ ڈالنے کے لئے جہاد کی ٹریک لے کر آگے لڑنے کے لئے واپس ملک میں آجائیں چوتھا یہ کہ امریکہ کے سامنے جاسوسی کریں مجاہدین کی کفلاں جگہ کمزوری ہے فلاں جگہ یہ ہے تاکہ مجاہدین کو کچلنے کے لئے آسانی ہو جائے۔ تو اس لئے یہی تین چار مقاصد ہیں۔ چندہ جہاد کے نام پر اکٹھا کرتے ہیں اور الدعوہ ماڈل اسکول کھول لے ہیں تو ان کا اصل جہاد یہ ہے کہ حنیفوں کو غیر مقلد بنایا جائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
 استغفر الله تعالى ربی من کل ذنب وانوب الیه

تو نذیر حسین کو فرعون کہنے کی وجہ سے اس کو کافر کہا گیا ختم نبوت پر انکار کی وجہ سے نہیں۔ اور دوسرے عقیدوں کی وجہ سے نہیں جیسے مودودی کہتا ہے کہ میں نے مرزا محمود سے کہا تھا کہ اگر آپ غیر احمدیوں کو کافر نہ کہیں تو ہم بھی آپ کو کافر نہیں کہیں گے۔ یعنی مرزا کے کفریات میں انکار ختم نبوت، دعویٰ نبوت، تحقیر المسلمین، توہین انبیاء نہیں ہے صرف مودودی کو کافر کہنا کفر ہے۔ وہ سب کچھ کرتا رہے اور مودودی کو کافر نہ کہے تو وہ تو وہ کافر نہیں ہوگا۔ مودودی کو کافر کہنے سے وہ آدمی کافر ہو جائے گا۔ تو یہی طریقہ ان حضرات کا رہا۔

غیر مقلدوں کی روک تھام کا طریقہ

سوال: ان کی روک تھام کا کیا طریقہ ہے؟
 الجواب: ان کے روک تھام کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے مسلک کو اپنی مسجدوں میں خوب بیان کیا جائے اور چونکہ یہ حدیث کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں اس لئے یہ ثابت کیا جائے کہ یہ حدیث کو نہیں مانتے ان کا عمل حدیث پر نہیں ہے۔ اس کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ایسے سوالات کئے جائیں جس (کے جواب میں) یہ حدیث پیش ہی نہ کر سکیں دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جن احادیث پر ان کا عمل نہیں ہے خوب ان کی تشریح کی جائے تاکہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں وہ حدیث سنا رہے ہیں اور یہ اس پر عمل کرنے سے انکار کر رہے ہیں تو اس طریقہ سے ان کا علاج ہو سکتا ہے۔ ورنہ خاموشی سے تو یہ پھیلنے چلے جا رہے ہیں۔

غیر مقلدوں کا موجودہ سرغنہ

سوال: غیر مقلدوں کا موجودہ بڑا سرغنہ کون ہے؟
 الجواب: اب تو چونکہ ان کی کئی فرقیان بنی ہوئی ہیں اس لئے کسی فریق کا (امیر) معین الدین نکھوی کسی کا عبدالغفار سلتی ہے تو اس طرح مختلف ان کی فرقیان ہیں۔ حافظ سعید بنا ہوا لشکر جس کا۔

الہی خیر دور فتنہ آخر زماں آیا
رہے ایمان و دین سالم کہ وقت امتحان آیا

تمہید

برادران اہل سنت والجماعت! ایک وہ زمانہ تھا کہ فتنہ اس انداز میں ہوتے تھے کہ قرآن کو نہیں ماننا، قرآن کا انکار کرنا، نبی پاکؐ کی سنت کو نہیں ماننا اس کا انکار کرنا ہے۔ لیکن اب فتنوں نے اپنا انداز بدل لیا ہے۔ اب اہل قرآن، قرآن کا نام لیکر دین میں فتنے پیدا کر رہے ہیں، اہل حدیث، حدیث کا نام لیکر دین میں فتنہ پیدا کر رہے ہیں۔ پہلے یہ تھا کہ قرآن کو ماننا نہیں، اب قرآن کا نام لیکر دین میں جھوٹ بولنا ہے، حدیث و سنت کا نام لیکر دین میں جھوٹ بولنا ہے تو اس لئے جوں جوں قیامت قریب آتی چلی جا رہی ہے فتنے نئے نئے ناموں سے سامنے آ رہے ہیں۔ یہ صحیح بخاری شریف کے ختم کی تقریب ہے۔

اہل سنت والجماعت کے دلائل

اہل سنت والجماعت چار دلائل کو ماننے ہیں: کتاب اللہ، سنت رسول اللہؐ، اجماع امت اور قیاس۔ ان چار میں سے پہلی دو دلیل بنیادی اور تشریحی دلیلیں کہلاتی ہیں کتاب و سنت اور تیسری اور چوتھی دلیلیں جو ہیں ان کو تشریحی دلائل کہا جاتا ہے۔ تشریحی دلائل بھی دو ہیں کتاب و سنت اور تشریحی دلائل بھی دو ہیں اجماع اور اجتہاد (قیاس)۔

تشریحی دلائل

سب سے پہلے ”تشریحی دلائل“ میں عرض کرتا ہوں کہ دو دو چیزیں ہیں کتاب و سنت۔ قرآن پاک کی مثال ”خط“ کی ہے جیسے آپ کسی کو خط لکھتے ہیں تو آپ کا ایک ایک لفظ ”مکتوب الیہ“ تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن سنت اور حدیث کی مثال خط کی نہیں ”پیغام“ کی ہے۔ آپ کسی کو پیغام دیتے ہیں تو پیغام لے جانے والا آپ

فتنہ ترک تقلید و انکار حدیث

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده
ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم.

بسم الله الرحمن الرحيم.

فاصلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون.

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسول الله
الكریم و نحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين
والحمد لله رب العالمين. رب اشرح لي صدري ويسر
لي امری واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي رب زدني
علما و ارزقني فهما. سبحانه لا علم لنا الا ما علمتنا
انك انت العليم الحكيم. اللهم صلى على سيدنا
و مولانا محمد و على آل سيدنا و مولانا محمد
و بارك و سلم و صل عليه.

تھیں۔ قریش کی لغت پر قرآن پاک نازل ہوتا تھا لیکن باقی لغات والے بعض الفاظ صحیح ادا نہیں کر سکتے تھے۔ ان کیلئے بڑی مشکل پیش آتی تھی اسلئے رسول اقدس ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں کہ یا اللہ تبارک و تعالیٰ! قرآن پاک کو ساتوں قرأتوں پر پڑھنے کی اجازت دے دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ اب نبی اقدس ﷺ کے مبارک زمانے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں قرآن پاک ساتوں لغات پر پڑھا جاتا تھا لیکن جب تک عرب میں قرآن رہا عرب والے اپنی لغات کا اختلاف آسانی سے سمجھ سکتے تھے۔ اسلئے کوئی جھگڑا کوئی لڑائی نہیں ہوتی تھی۔ جب قرآن پاک ٹم میں پہنچا تو وہاں لوگ حیران ہوئے کہ اس غیبی والا قرآن اور طرح پڑھ رہا ہے۔ اُس غیبی والا قرآن اور طرح پڑھ رہا ہے۔ انہیں تو چار ہیں۔ اور قرآن پاک شاید سات ہو گئے ہیں۔ چنانچہ یہ بات سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیجی گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے، جو مہاجرین و انصار حیات تھے ان کو جمع فرمایا اور ان میں یہ بات رکھی کہ اس (اختلاف قرأت) سے فتنہ پھیل رہا ہے تو سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ جن بوزھوں کیلئے اجازت لی تھی غمی ہر لغت پر قرآن پڑھنے کی ان میں سے اکثر وفات پا چکے ہیں اور بچہ ہر لغت سیکھ لیتا ہے۔ اسلئے وہ ضرورت لب باقی نہیں رہی۔ اسلئے فتنے سے (امت کو) بچانے کیلئے (حکم دیا گیا کہ) اب صرف اور صرف لغت قریش پر قرآن پاک پڑھا جائے اور اور کسی لغت پر قرآن پاک نہ پڑھایا جائے۔ چنانچہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دوبارہ جمع کی ضرورت اسلئے ہوئی کہ اب اس کو صرف اور صرف لغت قریش پر جمع کیا جائے اور باقی لغات اس میں نہ آئیں۔

امت میں فتنہ قطعاً پسندیدہ نہیں

تو دیکھو اس سے یہ معلوم ہوا کہ امت میں فتنہ قطعاً پسند نہیں:

الفتنۃ اکبر من الفتنۃ اشد من الفتنۃ

کے الفاظ حفظ نہیں کرتا بلکہ آپ کا مطلب ذہن میں رکھ کر لے جاتا ہے اور اپنے لفظوں میں آپ کا مطلب دوسروں کو پہنچا دیتا ہے۔ تو قرآن پاک کو یا ۱۱۳ خطوط ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کے نام۔ یہ ”لفظی الہام“ ہے اور حدیث پاک ﷺ سنت نبوی جو ہے یہ ”معنوی الہام“ ہے جس طرح قرآن پاک تلاوت متواتر ہے اور اکی سات قرأتیں متواتر ہیں۔ کسی علاقے میں کوئی قرأت تلاوت ہو رہی ہے کسی علاقے میں کسی قرأت پر خدا کی کتاب پڑھی جا رہی ہے۔ تیسرے علاقے میں تیسری قرأت پر تلاوت ہو رہی ہے۔ اسی طرح اللہ کے نبی پاک ﷺ کی سنت کے چار ہی طریقے ہیں جن کو چار مذاہب کہا جاتا ہے کسی علاقے میں ”مغنی مذہب“ کے مطابق اللہ کے نبی کی سنتوں پر عمل ہو رہا ہے کسی علاقے میں ”شافعی مذہب“ کے مطابق کسی علاقے میں ”مالکی مذہب“ کے مطابق کسی علاقے میں ”حنبلی مذہب“ کے مطابق۔ تو جس طرح ساتوں قرأتیں برحق ہیں لیکن ان ساتوں (قرأتوں) کو جوڑ جوڑ کر کے کوئی آٹھویں قرأت بنانا ناجائز ہے۔ اسی طرح چاروں مذاہب اپنی اپنی جگہ برحق ہیں لیکن چاروں میں سے ایک ایک دو دو مسائل لیکر کوئی پانچواں مذہب بنانا یا اہل سنت والجماعت کے ہاں قطعاً جائز نہیں، تو کتاب اللہ کی سات قرأتیں ہیں اور سنت نبوی ﷺ پر عمل کرنے کے چار طریقے ہیں جن کو چار مذاہب کہا جاتا ہے۔ اور اہل سنت والجماعت انہی میں داخل ہیں ان سے باہر اہل سنت والجماعت نہیں ہے۔

قرآن کی دو مرتبہ تدوین کیوں؟

تو چونکہ یہ حدیث پاک کی مجلس ہے اس لئے اس بارے میں عرض کرتا ہوں کہ جس طرح قرآن پاک دو مرتبہ جمع ہوا ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کروایا اور پھر دوسری مرتبہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمع کروایا گیا آخر یہ دوسرے جمع کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ پہلے اور دوسرے میں فرق کیا تھا؟ نبی اقدس ﷺ پر جب قرآن پاک نازل ہوتا تھا تو عرب میں سات لغات

اب یہ قرآن پاک ہی کی لغات تھیں قرآن پاک پڑھا جاتا تھا لیکن امین پڑھ کر مل کرنے کا طریقہ یاد رکھیں کہ دین پر عمل بھی ہو اور امت نبوی میں فتنہ بھی ہو پاؤں۔

غیر مقلدیت ایک فتنہ ہے

اس لئے یاد رکھیں "مذہبِ حق" جس علاقے میں ہے یہ مذہب ہے فتنہ نہیں کیونکہ سارے اسی طریقے پر عمل کر رہے ہیں "مذہبِ شافعی" جس ملک میں ہے وہ مذہب ہے فتنہ نہیں۔ "مذہبِ مالکی" جس ملک میں ہے وہ مذہب ہے فتنہ نہیں۔ "مذہبِ حنبلی" جس ملک میں ہے وہ مذہب ہے فتنہ نہیں۔ لیکن "غیر مقلدیت" مذہب نہیں ہے ایک فتنہ ہے۔ اور فتنہ ہے قرآن کے ہم پر اٹھایا جائے یا سنت کے نام پر اٹھایا جائے۔ بہر حال وہ فتنہ ہی ہوتا ہے اگر ہمیں تاکید کی گئی ہے کہ فتنے سے امت کو بچانا ہے اور فتنے کو بھانا ہے۔

خیر القرون میں تقلید غیر شخصی بھی جائز تھی

یہاں ایک بات اور سمجھ لیں پہلے سات لغات پر قرآن پڑھا جاتا تھا لیکن فتنے سے امت کو بچانے کے لئے ایک ہی لغت باقی رہی اسی طرح خیر القرون میں تقلید غیر شخصی بھی جائز تھی کسی امام کا مسئلہ لے لیا دوسرے (کسی امام) کا لے لیا تو جس طرح لغات کے بارے میں یہ فیصلہ ہوا جب خیر القرون ختم ہوا تو لوگوں نے بیخود کوششیں نہ بھر یہ فیصلہ کیا کہ اب چار مذاہب عملِ طور پر مرتب ہو چکے ہیں کسی نے مجتہد کی مجلس ضرورت نہیں اور نبی اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ:

"خیر القرون میں خیر غالب رہے گی اس کے بعد جھوٹ اور شر پھیلائے شروع ہو جائے گا۔"

اگر اب بھی اجتہاد کی اجازت دینی جائے تو سب سے بڑا مسئلہ یہی ہوگا کہ جو آدمی اجتہاد کا دعویٰ کر لیا اسکے بارے میں میںی جھگڑا پیدا ہو جائے گا کہ یہ صحیح مجتہد ہے کہ غلط ہے اور پھر یہ آدمی اجتہاد کے نام پر امت میں نئے نئے فتنے ڈالے گا۔

خیر القرون کے بعد اہل سنت والجماعت کا اجماع

اس لئے اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ اب کسی نے اجتہاد کی ضرورت باقی نہیں رہی یہی چار مذاہب ہیں ان میں سے کسی ایک مذہب کی تقلید کرنے سے نبی اقدس ﷺ کی سنت پر مکمل عمل ہو جائے گا۔ اس لئے نئے اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ تو جس طرح صحابہ کرام کے زمانہ میں سات لغات میں سے ایک لغت پر اجماع ہو گیا تاکہ امت فتنے میں نہ پڑے اسی طریقے سے اب خیر القرون کے بعد اس بات پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہو گیا کہ اب اللہ کے نبی پاک ﷺ کی سنت یا اجتہاد کی چار ہی طریقے ہیں "شافعی" "مالکی" "حنبلی" اس سے باہر کھانا اللہ کے نبی کی سنت سے باہر نکل جاتا ہے۔

کیا تقلید چوتھی صدی کی پیداوار ہے؟

اس بات کو بعض لوگوں نے ایسا غلط انداز میں بیان کیا کہ وہ کہہ دیتے ہیں کہ جی تقلید جو پہلی صدی میں شروع ہوئی ہے۔ پہلی تین صدیوں میں تقلید نہیں تھی اور یہ ۱۰۰ عوام میں جلدی اثر کرتا ہے کہ جب پہلے تین صدیوں میں (تقلید) نہیں تھی تو یہ بدعت ہوئی چوتھی صدی کی۔ اس لئے لوگ تقلید کو برا سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایسا ہی بڑا جھوٹ ہے جیسے کوئی یہ کہہ دے کہ لغت قریش پر قرآن پڑھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شروع ہوا تھا۔ یاد رکھیں لغت قریش پر نو پہلے دن ہی سے قرآن پاک پڑھا جا رہا ہے لیکن لغت قریش کے علاوہ دوسری لغات پر بھی قرآن پاک پڑھا جاتا تھا۔ اب امت کو فتنے سے بچانے کیلئے صرف ایک لغت پر قرآن پاک کی تاکید باقی رکھی گئی اور چھ لغتوں پر قرآن کی تاکید سے روک دیا گیا۔ اسی طرح تقلید تو پہلے دن سے آ رہی تھی^(۱)۔

(۱) "فتنہ ترک تقلید اور انقلابِ مذہب" ص ۲۸۸

و بعد العائین طهر لھم النصح للمجتہدین و لھم ما یجوز من کان لا یحمد علی مذهب مجتہد

عنه و کان حلفا هو الواحد فی ذلک الزمان (الانصار ۵۲)

ترجمہ: "دوسری صدی کے بعد لوگوں میں متحین مجتہدین کے مذہب پر پھیلنے کا رواں نفاذ ہوا کسی غیر متحین مذہب پر نہ پھیلے والوں کی تعداد بہت کم ہو گئی اس لئے نبی واجب تھا۔" (محمد غفرلہ ص ۲)

حضرت مولانا خیر محمد صاحب کی تحقیق

استاذ المحمدین حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ "غیر التقلید" میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ مبارک کے زمانے میں مسئلہ معلوم کرنے کے تین طریقے ہوتے تھے۔

(۱) ذات اقدس ﷺ جو لوگ حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تھے۔ انہیں کوئی نیا مسئلہ پیش آ گیا ہے تو براہ راست نبی اقدس ﷺ سے مسئلہ پوچھ لیتے تھے۔

(۲) جو آپ ﷺ سے دور ہوتے تھے۔ اگر وہ صحابی مجتہد ہوتا تو خود اجتہاد کرتا۔ جیسے آپ ﷺ کی زندگی میں ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یمن میں اجتہاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی اجازت سے۔^(۱)

(۳) اور اگر وہ اجتہاد نہ کر سکتے تو اپنے علاقے کی مجتہد کی تقلید کر لیتے۔ تو تین طریقے تھے مسئلہ معلوم کرنے کے ذات اقدس ﷺ اجتہاد اور تقلید۔

حضور ﷺ کے وصال کے بعد

جب حضرت ﷺ کا وصال ہو گیا تو یہ (پہلا) طریقہ ختم ہو گیا۔ اب اس کے بعد دوسری طریقے رہے۔ اگر قوت اجتہادی موجود ہے تو وہ اپنی اجتہادی بصیرت کی روشنی میں کتاب و سنت پر عمل کرتے تھے۔ اور جن لوگوں میں قوت اجتہاد نہیں تھی وہ

(۱) جب حضور اکرم ﷺ نے یہ دعا: "ما عاذ بن جبریل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں کا قاضی بنا کر بھیجا تو فرمایا: عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول ﷺ لما بعثہ الی یمن، قال: کیف نقضی اذا عرض لک قضاء؟ قال افضی بکتاب اللہ، قال فان لم تجد فی کتاب اللہ؟ قال فبسنة رسول اللہ ﷺ، قال فان لم تجد فی سنة رسول اللہ ﷺ، ولا فی کتاب اللہ؟ قال اجتهدوا، ولا الو! ف ضرب رسول اللہ ﷺ صدره، فقال: الحمد لله الذی وفق رسول اللہ ﷺ لما برضی رسول اللہ. (سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیہ، باب اجتہاد الراۓ فی القضاء)

مجتہدین کی رہنمائی میں کتاب و سنت پر عمل کرتے تھے۔ اور خیر القرون میں یہ دونوں طریقے جاری رہے۔ اجتہاد اور تقلید۔

خیر القرون کے بعد

جب خیر القرون ختم ہو گیا اب فقہ کا دور شروع ہوا اور نئے اجتہاد کی اجازت دینے میں امت میں نت نئے فقہ اٹھنے کا خطرہ تھا اسلئے اجماع ہو گیا کہ اب اجتہاد نہیں ہوگا، اب صرف اور صرف تقلید قیامت تک چلے گی۔

اسلام میں تقلید پہلے دن سے تواتر کے ساتھ

تو یہ تقلید آج شروع نہیں ہوئی بلکہ پہلے دن سے اسلام میں تقلید آ رہی ہے اس لئے شامہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "عبد المجید" میں علامہ حامدؒ احکام میں حافظ توحیحؒ "توضیح تلوحیح" میں اور امام نزاریؒ الحنفیؒ میں فرماتے ہیں کہ: "تقلید اسلام میں پہلے دن سے تواتر کے ساتھ چلی آ رہی ہے۔"

اور اس پر دلیل یہ دیتے ہیں کہ ایک دن بھی اسلام میں ایسا نہیں گزرا کہ کوئی لینے یا فتویٰ دینے پر پابندی لگائی گئی اور کبھی مفتی کو اس بات کا پابند نہیں کیا گیا کہ وہ ہر مسئلہ عوام کو باطل بتائے۔

صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ بلا ذکر دلیل

چنانچہ صحابہ کرامؓ کے ہزاروں فتاویٰ "مصف ابی شیبہ" "مصنف عبد الرزاق" وغیرہ میں موجود ہیں۔ ان میں انہوں نے نفس مسئلہ بیان کیا ہے کوئی آیت یا حدیث بطور دلیل بیان نہیں کی۔ تو وہ بلا ذکر دلیل فتویٰ دیتے تھے اور عوام بلا مطالعہ دلیل ان کے فتویٰ پر عمل کرتے تھے اور اسی کا نام تقلید ہے۔ اور یہ متواتر تھا کسی نے صحابہؓ کے دور میں تابعینؒ کے دور میں تبع تابعینؒ کے دور میں اسکا کبھی بھی انکار نہیں کیا۔ تو اسلئے یہ کہنا کہ تقلید چوتھی صدی کی بدعت ہے، غلط ہے۔

صحابہؓ اور تابعینؓ میں جمع احادیث کا طریقہ

تو جس مرض پر کر رہا تھا کہ صحابہؓ اور تابعینؓ کے زمانے میں طریقہ یہ رہا کہ جمع احادیث میں صرف اپنے علاقے کو مد نظر رکھا جاتا تھا۔ اپنے علاقے کی احادیث جمع کی جاتی تھیں۔ جیسے "موطا امام مالک" میں مدینہ منورہ، حجاز کی حدیثیں جمع کی گئیں۔ چنانچہ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک دن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ پوچھ بھی لیا کہ آپ نے "موطا" میں عبد اللہ بن عمرؓ کی روایات بھردی ہیں، عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات نہ ہونے کے برابر ہیں (موطا امام مالک میں) اسکی کیا وجہ ہے؟

تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہی جواب ارشاد فرمایا

”عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ساری عمر مدینہ منورہ میں رہے اور ان کے وہ شاگرد جو ان کے ساتھ کثیر الملازمت رہے ساری عمر ان سے پڑھتے رہے۔ وہ بھی مدینہ میں رہے اور ان کے ساتھ میری ملاقات ہوئی اس لئے میں نے ان کی روایات لے لیں۔ لیکن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مکہ مکرمہ میں رہے ان کے جو کثیر الملازمت شاگرد تھے یا تو مکہ میں رہے یا کوئی چلے گئے اس لئے ان کے ساتھ میری زیادہ ملاقات نہیں (ہوئی) اور میں نے اصول یہ رکھا تھا کہ روایات میں دو لوگ جن میں استاذ اور شاگرد میں کثیر الملازمت ہوتا ثابت ہو جائے۔“

اسی طرح امام محمدؓ نے عراق کی احادیث کا مجموعہ ”کتاب لا بائز“ اور ”موطا امام محمدؓ“ کی شکل میں مرتب فرمایا۔

خیر القرون میں حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا معیار

اس زمانہ میں حدیث کو صحیح یا ضعیف کہنے کے لئے اسامہ الرجال کی ضرورت نہیں ہوتی تھی کیونکہ وہ عوام سے احادیث نہیں لیتے تھے بڑے بڑے محدثین سے

لیتے تھے اور سب سے بڑا معیار کہ حدیث پر عمل ہے یا نہیں وہ اپنے علاقے کے علماء کا عونی ہوتا تھا۔ آپ نے "موطا امام مالک" پڑھی ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے ساتھ ہی اہل مدینہ کے عمل کا ذکر کر دیتے ہیں۔ "موطا امام محمد" پڑھی ہے ان کا عمل یہی طریقہ ہے کہ وہ فقہاء عراق کا مذہب ساتھ ہی نقل کر دیتے ہیں۔ جس سے یہ جمل جاتا ہے کہ اس حدیث پر عمل ہو رہا ہے اور اس حدیث پر عمل نہیں ہو رہا۔ پھر دوسرا قدم یہ اٹھا کہ مصنف ابن ابی شیبہؒ مصنف عبد الرزاقؒ وغیرہ میں ساری دنیا کا پیکر لگا کر احادیث جمع کر لی گئیں اور سارے علاقوں کے دلائل اس میں اکٹھے ہو گئے۔ اس کے بعد تیسری پابندی "صحاح ستہ" والوں کی آئی اب انہوں نے دیکھا کہ اتنی بڑی روایتیں دلائل نصاب نہیں ہو سکتیں اس لئے ان سے کچھ انتخاب کر لینا چاہئے تاکہ انتخاب کر کے احادیث کے کچھ مجموعے مرتب کر لئے جائیں۔ اب اس انتخاب میں ان کے سامنے معیار اور پیمانہ کیا تھا تو صحیح بات یہی ہے کہ چونکہ یہ سارے حضرات کسی نہ کسی امام کے مقلد تھے اس لئے وہی تقلید ان کے ہاں اصل معیار ہے۔ انہوں نے اپنے اپنے دلائل اپنے اپنے مذاہب کے اکٹھے کر لئے۔

مجھنے کی بات

یہاں ایک بات یہ بھی یاد رکھیں کہ بعض اوقات آدمی سوچتا ہے جی صاحب مقلدہ جو تھے یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد تھے اتنی حدیثیں پڑھ کر یہ امام شافعی کے مقلد ہوئے تو شاید امام شافعی کا مذہب حدیث کے زیادہ قریب ہوگا۔ اس لئے کہ اتنا بڑا محدث (امام شافعیؒ کا) مقلد تھا۔ نہیں یہ بات نہیں تھی یاد رکھیں ہندوستان میں بڑے بڑے محدث گز رہے ہیں:

☆ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

☆ سید علی حقی رحمۃ اللہ علیہ

یہ سارے کے سارے حق تھے اصل بات یہ تھی کہ جس علاقے میں حق رہتے تھے وہاں تقلید ہی اہم ابوحنیفہؒ کی ہوتی تھی خواہ وہ محدث ہو یا فقیہ ہو۔ جس

ماتے میں شافعی رہتے تھے وہاں تقلید ہی امام شافعیؒ کی ہوتی تھی تاکہ امت میں فتنہ برپا نہ ہو۔ اس لئے ان حضرات نے اپنے ائمہ کے دلائل جو تھے وہ اپنی اپنی کتابوں میں مرتب فرمائے۔

تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قول کے مطابق ۲ لاکھ احادیث سے اور ایک قول کے مطابق ۶ لاکھ حدیث سے یہ مجموعہ مرتب فرمایا اور اسی طرح لاکھوں احادیث سے انتخاب کر کے ان حضرات نے اپنی یہ چھ کتابیں مرتب فرمائیں۔

احادیث کو ضعیف بنانے کا فتنہ

آج کل جو فتنہ ایک نیا نیا ہے وہ یہ ہے آپ کے شاید علم میں ہوگا کہ بخاری مسلم کے علاوہ ہر کتاب کے دو دو حصے کر دیئے ہیں۔ صحیح ابوداؤد ضعیف ابوداؤد۔ صحیح ترمذی ضعیف ترمذی۔ صحیح ابن ماجہ ضعیف ابن ماجہ۔ صحیح نسائی ضعیف نسائی۔ اور یہ (فتنہ) ناصر الدین البانی کا اٹھایا ہوا ہے۔ نام اہل حدیث ہے اور احادیث کے خلاف ایک بہت بڑی سازش اس نے کھڑی کر دی ہے۔

ضعیف کہہ کر انکار حدیث کا فتنہ اور اس کا سبب باب

اور آج کل حدیثوں کو ضعیف کہہ کر حدیثوں کے انکار کا فتنہ بڑا عام ہے اس بارے میں ایک اصول ذہن میں رکھ لیں کہ جس طرح سارے علم حساب کا خلاصہ دو قاعدے ہیں جمع اور تفریق اسی طرح جتنی بھی پھیل جائے اصل بنیاد وہ باتوں پر ہوتی ہے کہ راوی کا حافظ کمزور ہے یا عدالت دین میں کمزور ہے۔

حافظ پر جرح

جو حافظ کی وجہ سے جرح ہوتی ہے اس جرح کو چھوٹی جرح کہا جاتا ہے کیونکہ یہ جرح متابعت اور شواہد سے ختم ہو جاتی ہے قرآن پاک میں آتا ہے کہ دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کے برابر تسلیم کر لیا گیا اور جب یہی بیان کی گئی کہ اگر ایک عورت بھول جائے گی تو دوسری اس کو یاد دلادے گی محدثین نے اس سے یہ اصول

انکار کہ اگر سند میں ایسا راوی ہو جس کے حافظ میں کچھ کمی ہو اور دوسری سند مل جائے جس میں ایسا ہی اگرچہ راوی ہو تو یہ دونوں سندیں ملکر پھر بالکل حدیث صحیح ہو جاتی ہے تو اس طرح جب یہ (غیر مقلد) کہتے ہیں کہ فلاں حدیث ضعیف ہے فلاں ضعیف ہے شور مچاتے ہیں۔ تو ان سے یہی پوچھنا چاہئے کہ ضعف کی وجہ حافظ کی کمزوری ہے یا بدل نہ ہونا ہے؟ اگر حافظ کی کمزوری ہے تو پھر دوسری سند کے مل جانے سے وہ حدیث صحیح ہو جاتی ہے اس کو ضعیف کہہ کر رد کرنا صحیح حدیث کو رد کرنا ہے اور اس سے آدمی حیران ہوتا ہے بے چارے بازار والے لوگ یا جو علم حدیث نہیں جانتے کہ خیر المدارس میں شیخ الحدیث صاحب جن کی زندگی گزر رہی ہے حدیث پڑھتے پڑھاتے ہیں وہ اس حدیث پر عمل کر رہے ہیں لیکن یہ بازار میں بیٹھا ہوا (ایک آدمی جو کہ غیر مقلد ہے) کہہ رہا ہے حدیث ضعیف ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ خیر المدارس کے شیخ الحدیث صاحب۔ یہ تحقیق نہیں ہو سکی کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ایک دکاندار لڑکے کو تحقیق ہو گئی۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔

اصل وجہ کیا ہے؟

اصل بات کیا ہے؟ کہ شیخ الحدیث صاحب کے سامنے اس کی دس پندرہ سندیں ہیں اور دو سندیں بھی ہو جائیں تو حدیث کی صحت میں شک نہیں رہتا۔ اس لئے شیخ الحدیث صاحب کیسے اس حدیث کو ضعیف کہہ دیں گے اسکے متن کو۔ اور اس (غیر مقلد) لڑکے کو (غیر مقلدوں) نے ایک ہی سند دکھائی ہے۔ اور اس میں کسی ایک راوی پر انہی رکھ کر دکھایا گیا کہ یہ راوی ضعیف ہے۔ تو اس لئے یہ مطلب نہیں کہ اگر بازار میں ایک (غیر مقلد) نوجوان جو حدیثوں کو ضعیف کہہ رہا ہے تو اس کی تحقیق بہت زیادہ ہو گئی ہے اور شیخ الحدیث صاحب اس تحقیق تک نہیں پہنچے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ احسان شیخ الحدیث صاحبان کا مطالعہ بہت ہی زیادہ وسیع ہے ان کے سامنے کئی شواہد ہیں کئی متابعات ہیں اس لئے انہیں پتا ہے کہ اس حدیث کا انکار ایک نہایت صحیح حدیث کا انکار ہے۔ لیکن وہ جس (غیر مقلد) کو فتنے کے لئے بازار

میں بٹھا دیا گیا ہے اس بے چارے کو ایک سنہ دکھا دی گئی ہے اور ایک راوی پر انگلی رکھ کر دکھایا گیا کہ بھئی یہ ضعیف ہے۔

ضعف کے بارے میں قانون

تو مقصد یہی ہے کہ آؤ کل یہ نکتہ جو چل رہا ہے پہلے تو یہ تھا کہ حدیث ماثی نہیں آج کل کہتے ہیں کہ یہ اس لئے نہیں ماثی کہ یہ ضعیف ہے۔ تو ضعف کے بارے میں میں نے قانون عرض کیا جب تک وہ مفسر بیان نہ کریں کہ یہ ضعف کیا ہے۔ اس وقت تک (اس حدیث کو) ضعیف نہیں کہا جائے گا (بلکہ) متابعت اور شواہد کو دیکھا جائے گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
استغفر الله تعالى ربی من کل ذنب واتوب الیه

اصلی اہلسنت اور بہروپیوں کی پہچان

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبی بعده
ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم.

بسم الله الرحمن الرحیم.

ان الدین عند الله الاسلام. وقال النبی صلی الله علیه
وسلم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد.
او کما قال صلی الله علیه وسلم.

صدق الله مولانا العظیم وبلغنا رسولہ النبی
الکریم ونحن علی ذلک لمن الشاہدین والشاکرین
والحمد لله رب العالمین رب اشرح لی صدری ویسر لی
امری واحلل عقدة من لسانی یفقهوا قولی رب زدنی
علما وارزقنی فهما. سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا
انک انت العلیم الحکیم. اللهم صلی علی سیدنا و
مولانا محمد وعلی آل سیدنا
و مولانا محمد وبارک وسلم وصل علیہ.

تمہید

بہت مختصر سا وقت ہے مجھ سے پہلے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم قادیانی بہرہویہ کا ذکر فرما رہے تھے۔ دنیا میں بڑے بڑے مدعی ہوئے ہیں جھوٹے بھی اور سچے بھی۔ لیکن یہ (مرزا قادیانی) ایک ایسا بہرہویہ تھا جس کے بارے میں خود اسے بھی چٹائیں تھا کہ میں کیا ہوں؟

ایک قادیانی سے مناظرہ

میں ایک دن اسکول میں بیٹھا تھا ایک صاحب آئے وہ زندہ ہیں ابھی محمد منشاء ان کا نام ہے۔ کہنے لگے میں نے قادیانیت کے لئے زندگی وقف کی ہوئی ہے۔ قادیانیت کی تبلیغ کے لئے۔ اور میں مدرسہ غزنویہ اہلحدیث اترسرا کا فارغ التحصیل عالم ہوں۔ اس کے بعد میں قادیانی ہو گیا۔ میں نے اس سے اتنا پوچھا کہ تو نے مرزا قادیانی کو مانا کیا ہے؟ کیونکہ مرزا قادیانی کے بارے میں یہ سمجھ لینا کہ وہ کیا تھا یہ خود ایک ایسا معما ہے جو قادیانی بھی حل نہیں کر سکے۔ وہ کبھی مہدی کا بہرہ دہا رہا تھا کبھی مسیح کا کبھی نبی کا کبھی تشریف (نبی کا) کبھی غیر تشریف بھی مرزا کا کبھی عورت کا کبھی جراسود کبھی ردگوپال کبھی کرشن جی مہاراج کبھی امیر الملک جے سنگ بہادر۔ تو اس کا تو یہی پتہ نہیں کہ وہ تھا کیا؟ تو اس سے میں نے یہی پوچھا کہ تو نے مرزا کو کیا مانا ہے؟ تو کہتا کہ میں نے اس کو مہدی اور مسیح مانا ہے۔ تو وہی بات جو مولانا آپ سے پوچھ رہے تھے کہ مہدی اور مسیح تو وہ ہیں۔ آپ نے ایک کو کیسے مان لیا کہ وہ مہدی بھی ہے اور مسیح بھی ہے۔ امام الگ اور مقتدی الگ۔ یہ دو چیزیں ہوتی ہیں تو نے کیسے مان لیا کہ وہ ایک ہی ہیں اسکو مہدی بھی مانتا ہے مسیح بھی مانتا ہے کرشن بھی مانتا ہے سب کچھ مانتا ہے۔ اس پر وہ بے چارہ بڑا پریشان ہوا کہنے لگا اور تو میں کوئی مسئلہ نہیں جانتا مجھ سے آپ حیات مسیح پر مناظرہ کر لیں۔ میں نے

کہا بڑی اچھی بات ہے۔ آپ کا مرزا بھی مسیح بننا ہے نا۔ تو اس کی حیات پر مناظرہ ہوگا۔ میں نے لکھ دیا:

”اسکی حیات بھی لعنتی حیات تھی اس کی موت بھی لعنتی موت تھی۔“

اس پر مناظرہ کرلو۔ اب اس پر تو قادیانی مناظرہ کرنے کو کبھی تیار نہیں ہوتے۔ بہر حال اس سے مناظرہ ہوا اللہ کا احسان ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا۔ اس وقت تو اٹھ کر چلا گیا ٹیپ لے کر روہ۔

مناظرے کا نتیجہ

تین مہینے کے بعد آیا مجھے ملا۔ السلام علیکم میں خاموش رہا کیونکہ قادیانیوں کے سلام کا تو کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ دو تین مرتبہ سلام کیا میں خاموش رہا۔ کہنے لگا آپ سلام کا جواب تو دیں میں نے کہا تم جوابات کرنا چاہتے ہو وہ کر دیا کہنا ہے؟ کہنے لگا میں یہی بتانے آیا ہوں کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں قادیانیت سے تو یہ کر لی ہے اور اب میں نے ایک دوکان ڈال لی ہے دو مہینے اس پر بیٹھا رہا ہوں آج دل میں خیال آیا جب میں کافر تھا قادیانی، تو زندگی وقف کی ہوئی تھی اب کم از کم چلے تو لگا آؤں جا کے تبلیغی جماعت میں۔ کہتا ہے میں رائے وڈ جا رہا تھا تو سوچا چلو امین صاحب سے بھی مل لوں اور انہیں بتا دوں کہ جو مناظرہ ہوا تھا میں نے وہ ٹیپ قاضی نذیر کو عبدالملک کو سب کو سنائی کہ میں آپ کا مذہب چھوڑ دیا ہوں یا مجھے اس کا جواب دے دو لیکن کسی نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا تو بہر حال یہ تو وہ بہرہ دہ تھا جس کا ذکر مولانا فرما رہے تھے۔

میرا موضوع

اس وقت میرا جو موضوع ہے وہ یہ ہے ”اہل سنت والجماعت“۔ وقت چونکہ بہت مختصر ہے تو اس لئے یہاں بھی یہی بات ہے کچھ اصلی اہلسنت ہوتے ہیں کچھ بہرہ دہ اہل سنت ہوتے ہیں۔ ہم ہیں اہلسنت والجماعت ختمی۔ یہ نام جو ہے یہ

جماری متصل سند بھی ہے کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ کی سنت صحابہؓ نے آئینوں سے، کیونکہ ان سے لی۔ اور ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہی آئینوں سے صحابہؓ کی زیارت کی۔ اس لئے مذہب حنفی ایک ایسا مذہب ہے جسکی بنیاد مشاہدہ پر ہے سنی سنائی باتوں پر نہیں۔ تو ہم اہلسنت والجماعت حنفی ہیں۔

نبیؐ کے صحابہؓ نجوم ہدایت میں

جب ہم اپنے آپ کو اہلسنت کہتے ہیں تو تعلق خدا کے آخری نبیؐ سے جوڑتے ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو دین کے لانے والے تھے اور ”آفتاب ہدایت“ تھے۔ جب ہم اپنے آپ کو ”الجماعت“ کہتے ہیں تو اپنا تعلق نبی اقدس کے پاک باز صحابہؓ سے جوڑتے ہیں ہمارا پیغمبر، مقید وہی ہے کہ جس طرح ہمارے نبیؐ پاک کے سارے نبیوں سے زیادہ شان والے اور افضل ہیں اسی طرح ہمارے نبیؐ پاک کے صحابہؓ اور نبیؐ پاک کے اہل بیت تمام نبیوں کے صحابہؓ اور اہل بیت سے زیادہ شان والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے قربانیاں بھی زیادہ لی ہیں اور ان کو درجات بھی اللہ تعالیٰ نے بہت بلند عطا فرمائے ہیں۔ تو ”الجماعت“ میں ہمارا تعلق صحابہؓ کے ساتھ ہے وہ ”نجوم ہدایت“ ہیں ہدایت کے ستارے ہیں۔

امام اعظمؒ چراغ ہدایت میں

اور حنفی میں تعلق ہمارا سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ دین کے لانے والے صحابہ دین کے پھیلائے والے، امام اعظم ابوحنیفہؒ دین کے نکھوانے والے ہیں۔ اب صحابہؓ نے وہی دین پھیلا دیا جو اللہ کے نبیؐ پاک لائے تھے یا کوئی نیا بنا کر پھیلا دیا وہی پھیلا دیا؟ اور امام نے وہی نکھوایا جو صحابہؓ سے ملا کوئی نیا نہیں نکھوایا۔ جو کہتا ہے صحابہ کرامؓ نے نبیؐ کا دین بدلا دیا یا بدلا دیا؟ افسی ہے جو کہتا ہے امامؓ نے نبیؐ کا دین بدلا دیا چھوٹا افسی ہے۔ نہ امامؓ دین کے بدلنے والے ہیں نہ صحابہؓ دین کے بدلنے والے ہیں۔ تو اللہ کے نبیؐ ”آفتاب ہدایت“ ہیں صحابہؓ ”نجوم

ہدایت“ ہیں اور امام ابوحنیفہؒ ”چراغ ہدایت“ ہیں۔

چراغ کا کام

اب چراغ کا کیا کام ہوتا ہے؟ جو چیز چراغ کے بغیر نظر نہیں آ رہی تھی آپ نے کتاب کھولی اس پر دس سطریں تھیں چراغ کے سامنے کرنے سے پندروہ گھنٹیں یا آٹھ گھنٹیں؟ کیا خیال ہے (دس سیڑھیں) سامعین) چراغ نہ کوئی نقطہ بڑھاتا ہے نہ کوئی نقطہ گھٹاتا ہے۔ اسی طرح مجتہد نہ کوئی نقطہ دین میں بڑھاتا ہے نہ کوئی نقطہ گھٹاتا ہے۔ ہاں وہ مسائل جو اجتہادوی امور دین کے بغیر نظر نہیں آ سکتے وہ لوگوں کو دکھا دیتا ہے۔ تو ہم اہل سنت والجماعت حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔

حدیث کا صحیح مطلب

ایک آدمی مجھے کہنے لگا جی حدیث پاک میں آیا ہے

صلوا کما وانتمونی اصلی

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۸۸)

حضرت ﷺ نے فرمایا اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔

تو میں نے مسکرات ہوئے کہا پھر نماز تو مجھے بھی معاف ہوگئی آپ کو بھی معاف ہوگئی۔ کہنے لگا کیوں؟ میں نے کہا نہ میں نے دیکھا حضرت کو نماز پڑھتے نہ آپ نے دیکھا ہے۔ میں نے کہا آپ نے دیکھا؟ کہنے لگا نہیں میں نے کہا دیکھا تو میں نے بھی نہیں۔ کہنے لگا اس پر کیسے عمل ہوگا؟ میں نے کہا اللہ کے نبیؐ نے نماز پڑھی حضرت انس بن مالکؓ نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا حضرت انس بن مالکؓ نے نماز پڑھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا۔ فرماتے ہیں:

رایت انس ابن مالک بصلی

تو ہمارے امامؓ نے صحابہؓ کو دیکھا صحابہؓ نے اللہ کے نبیؐ پاک کو دیکھا۔

اس لئے وہ نماز جو اللہ کے نبی پاک نے صحابہ کو سکھائی تھی اور انہیں صحابہ سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سکھی اور وہی کتابوں میں لکھوا دی وہ کتابیں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ابونوسف کی لکھی ہوئی آج بھی موجود ہیں۔

سنت کی قیمت

تو ہم اہل سنت ہیں۔ یہ کتنی قیمتی چیز ہے سنت، یاد رکھیں حضرت پاک پر ایک دفعہ درود پاک پڑھا جائے تو دس نیکیاں ملتی ہیں دس درجے بلند ہوتے ہیں دس گناہ معاف ہوتے ہیں دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں یہ چالیس نقد فائدے ایک دفعہ درود پاک پڑھنے کے ہیں اور آپ کی سنت پر عمل کرنے کے فرمایا جو اس وقت یہی سنتوں پر عمل کرے جب امت میں بدعات وغیرہ کا فساد پھیل رہا ہوگا، تو اسے شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اب دیکھئے درود پڑھنے پر جتنی بھی نیکیاں ملیں لیکن درود پڑھنے والا انتظار میں ہوگا کہ کب اللہ کے نبی پاک کے پاس میری شفاعت کا نمبر آتا ہے۔ اور شہید کا مقام اس سے بلند ہے شہید کو خود امیوں کی شفا فرار کرنے کا حق دیدیا جائے گا تو اسلئے سنت بڑی قیمتی چیز ہے۔

لیکن جیسے آپ پہلا بھی سن رہے تھے کہ اس دنیا نے کسی چیز کو معاف نہیں کیا، سچے خداؤں کے مقابلے میں جھوٹے خدا بنائے سچے نبیوں کے مقابلے میں جھوٹے نبی بنائے سچے پیروں کے مقابلے میں جھوٹے پیرو بنائے کسی چیز کو معاف نہیں کیا، اسی طرح سنت کو مٹانے کے لئے کئی جعلی سی بھی پیدا ہو گئے دنیا میں۔ اب ہم صاف بات کہتے ہیں نبی پاک کی تابعداری دو چیزوں میں ہوتی ہے۔

- (۱) جو کام آپ کرتے رہے اس میں تابعداری ہے کہ وہ کام کئے جائیں۔
- (۲) جو کام آپ نے نہیں کئے باوجود سب کے اس میں تابعداری ہے کہ وہ کام نہ کئے جائیں۔

اصلی اہلسنت کون؟

توجہ کریں وقت تھوڑا ہے دیکھئے پانچوں نمازوں سے پہلے اذان سنت ہے یا نہیں؟ (سنت ہے۔ سامعین) پانچوں نمازوں سے پہلے اذان کہنا سنت ہے، اقامت کہنا سنت ہے۔ کیونکہ یہ حضرت ﷺ کے زمانے سے چلی آ رہی ہے۔ لیکن عیدین سے پہلے اور جنازے سے پہلے اذان نہ کہنا سنت ہے۔ اب اگر کوئی کہے اذان میں کوئی برائی ہے؟ اللہ کی توحید ہے۔ نبی کی رسالت ہے۔ نجات کا پیغام ہے۔ کامیابی کا اعلان ہے۔ آخر اس میں برائی کوئی ہے؟ اگر عیدین سے پہلے بھی اذانیں کہہ لی جائیں اقامت کہہ لی جائے جنازے سے پہلے اذان کہہ لی جائے تو بظاہر کوئی برائی ظہر نہیں آتی لیکن یہ آدمی اہلسنت نہیں رہے گا۔ دیکھئے جس طرح اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ کہنا سنت ہے اس طرح اذان کو لا الہ الا اللہ پر ختم کر دینا بھی سنت ہے۔ اس کے بعد محمد رسول اللہ نہ کہنا سنت ہے۔ اب اگر کوئی اذان لا الہ الا اللہ پر ختم نہ کرے بلکہ اذان کو محمد رسول اللہ پر ختم کرے تو ہم کہیں گے یہ آدمی اہلسنت نہیں ہے۔

کیا بریلوی اہلسنت ہیں؟

اب ایک فریق تو وہ ہے جس کی ساری لڑائی ہمارے ساتھ ان باتوں پر ہے جو کام اللہ کے نبی پاک نے نہیں کئے نبی پاک کے صحابہ نے نہیں کئے وہ کہتے ہیں ہم نے ضرور کرنے ہیں اور انہیں کاموں پر لڑنا ہے۔

مثال کے طور پر آپ نماز کی آخری اتحیات میں بیٹھ کر درود پڑھتے ہیں نا؟ آپ کھڑے ہو کر بھی درود پڑھتے ہیں یا نہیں؟ (نہیں سامعین) کہتے ہیں نہیں جنازے میں بیٹھ کر پڑھتے ہو؟ دیکھو نماز کی آخری اتحیات میں بیٹھ کر درود پڑھنا سنت ہے اور جنازہ میں کھڑے ہو کر درود پڑھنا سنت ہے۔ تو یہاں درود پڑھنا سنت ہے لیکن اذان سے پہلے نہ نبی پاک نے پڑھا نہ صحابہ نے پڑھا نہ تابعین نے نہ تابعی

تاہم میں نے تو وہاں نہ پڑھنا سنت ہے۔ اب وہ (اہل بدعت) بھی مانتے ہیں کہ صحابہؓ نے نہیں پڑھا لیکن کہتے ہیں ہم پڑھیں گے ضرور۔ اب ان کے ہاں اہلسنت وہ ہے جو اپنے بنا۔ وہ نے قانون پر لڑے۔ ہم کہتے ہیں اہلسنت وہ ہے جو اللہ کے نبیؐ کی تابعداری کرے۔ جو کام انہوں نے کئے وہ کرے۔ جو آپؐ نے چھوڑا۔ ان کو چھوڑ کر تابعداری کرے۔ تو ایک فریق تو یہ سامنے ہمارے آگیا جنہوں نے سارا زور وہ خود مانتے ہیں کہ یہ کام جو ہم کر رہے ہیں جس پر ہم لڑ رہے ہیں جس پر ہم سارے ملک میں شور مچا رہے ہیں۔ وہ واقعتاً نہ کتاب اللہ میں ہے نہ سنت رسول اللہ ﷺ میں ہے نہ ہی فقہ حنفی میں ہے لیکن سارا زور اسی پر دوتا ہے۔ تو اس کو تابعداری نہیں کہتے اس کو سن مانی کہتے ہیں اپنی مرضی پر چلنا کہتے ہیں۔ تو سنی وہ دوتا ہے جو اپنی مرضی نہ کرے۔

کیا غیر مقلد سنت کے پابند ہیں؟

دوسری طرف یہ ہوا کہ جن بے چاروں کو سنت کا معنی ہی نہیں آتا وہ جس چیز کو دل چاہتا ہے سنت کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ میں بارون آباد میں تقریر کر رہا تو ایک ایک صاحب کفرے ہو گئے کہنے لگے دولوی صاحب! آپ کہہ دیں ایک دفعہ کہ روک کی رونق یدین سنت نہیں۔ میں نے کہا میں اس دفعہ کہتا ہوں سنت نہیں سنت نہیں سنت نہیں اور کتنی دفعہ کہتا ہوں؟ اچھا جی (وہ غیر مقلد) کہتے ہیں سنت ہے۔ میں نے کہا انہیں سنت کی تعریف ہی نہیں آتی۔ سنت (ہونے) کے لئے مواظبت شرط ہے اس کا صرف ثبوت کافی نہیں۔ دیکھو کفرے ہو کر پیشاب کرا (حدیث میں آیا ہے لیکن یہ سنت نہیں) انہوں نے ہر حدیث کو سنت ہی کہنا شروع کر دیا۔ وہ کہنے لگے جی ذرا تفصیل سے سمجھائیں۔ آج بات ہم نے نئی سنی ہے کہ سنت کی تعریف کیا ہوتی ہے؟ میں نے کہا اسی لئے تم رفع یدین کو سنت کہتے ہو کیونکہ تمہیں سنت کی تعریف نہیں آتی۔

سنت کی تعریف

میں نے کہا: تم وضو میں گلی کرتے ہو؟
جی ہاں کرتا ہوں۔
میں نے کہا: سنت کہتے ہو فرض؟
جی سنت۔
میں نے کہا: حضرت ﷺ نے کی؟
جی کی۔
میں نے کہا: یہ گلی آپ سے اس طرح پھیل گئی ساری دنیا میں کہ جہاں بھی مسلمان وضو کرتا ہے گلی کر رہا ہے تو سنت کا پھیلاؤ اس طرح ہوتا ہے۔

اور میں نے کہا: حدیث کی کوئی کتاب آپ نے پڑھی ہے؟

کہنے لگا: جی مشکوٰۃ پڑھی ہے۔

میں نے کہا: اس میں پڑھا تھا کہ آپ ﷺ نے وضو کے بعد بیوی سے بوس و کنار فرمایا؟

کہتا ہے: جی ہاں۔

میں نے کہا: یہ بھی وضو کی سنتوں میں شامل ہے؟

اب اگر تو ایک دن وضو کرے اور گلی نہ کرے تو تیرا دل بھی یہ کہے گا کہ میں نے سنت کے مطابق وضو نہیں کیا اور آج مجھے وضو کا پورا ثواب نہیں ملا۔ لیکن کتنے تو نے وضو کئے اور اس کے بعد اس پر تو نے عمل نہیں کیا (یعنی بیوی سے بوس و کنار نہیں کیا تو) تیرے دل میں کبھی یہ نہیں آتا کہ آج وضو خلاف سنت ہوا ہے۔ کیونکہ وہ حدیث تو ہے سنت نہیں ہے۔

تو میں نے کہا: سنت وہ کام ہوتے ہیں جو حضرت کی مبارک عادت قرار پائے ہوں۔ جن پر حضرت کا عمل جاری رہا ہو اور جن پر عمل جاری

نہیں رہا ہے (وہ سنت نہیں)

دو متضاد احادیث میں سنت کوئی؟

اب دیکھئے حدیثیں ہمیں دو ملیں ادھر بخاری..... ج ۱ ص ۵۶، اور مسلم..... ج ۱ ص ۲۰۸، میں ملی کے حضرت ﷺ جو تے پہن کر نماز پڑھتے تھے۔ بخاری مسلم میں جو تے اتار کر نماز پڑھنے کی کوئی صریح حدیث موجود نہیں۔ ادھر ابو داؤد شریف..... ج ۱ ص ۹۶ میں ملی کے حضور ﷺ جو تے اتار کر نماز پڑھتے تھے۔ اب امت میں عمل جو تے اتار کر نماز پڑھنے کا پھیلا یا پہن کر؟ (اتار کر..... سامعین) تو اسی کو سنت کہیں گے اب یہ حدیثیں دو ہمارے سامنے آئیں لیکن اللہ کے نبی پاک کا یہ اعلان بھی ہمیں پہنچا:

علیکم بسنتی

”میری سنت کو لازم پکڑنا“۔

اب سنت ہے جو تے اتار کر نماز پڑھنا اگر کوئی جو تے پہن کر نماز پڑھے اور دلیل صرف یہی دے کہ یہ بخاری مسلم کی جو متفق علیہ حدیث (میں آیا ہے) تو یہ اہل حدیث تو دسکتا ہے لیکن اہل سنت نہیں دوسکتا یاد رکھیں۔ اس لئے ہمیں حکم اہل سنت بننے کا ہے۔ اللہ پاک کے پیغمبرؐ نے فرمایا تھا کہ سنت کی پابندی کرنا اور ایک اور بات یہ بھی سمجھ لو کہ اس نے جب جو تے پہن کر ہمیشہ نماز پڑھنی شروع کر دی تو وہ حدیث پر عمل کر رہا ہے لیکن کس کو منارہا ہے اللہ کے نبی کی سنت کو۔

احناف کہاں رفع یدین کرتے ہیں؟

میں نے کہا تین جگہ کی رفع یدین ہے کہ جس کے چھوڑنے کی دنیا میں کہیں حدیث نہیں۔

۱..... پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرنا حضرتؐ سے ثابت ہے۔ اس کے چھوڑنے کی کوئی ضعیف ترین حدیث دنیا کی کسی کتاب میں نہیں۔

۲..... وتر کی رفع یدین حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے جس کے چھوڑنے کی دنیا کی کسی کتاب میں نہ کوئی مرفوع حدیث ہے نہ موقوف حدیث ہے۔

۳..... عیدین کی تکبیروں میں رفع یدین کرنے کی حدیث ہے لیکن اس کے چھوڑنے کی قطعاً کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ پہلی تکبیر کی رفع یدین پر بھی عمل جاری رہا۔ وتر کی رفع یدین پر بھی عمل صحابہؓ میں جاری رہا۔ عیدین کی رفع یدین میں بھی صحابہؓ میں عمل جاری رہا۔ اور ان کو چھوڑ نہیں گیا اس لئے ان پر عمل جاری رہا تو ان کو سنت کہا جاتا ہے۔

سجدوں کی رفع یدین کی حقیقت

اس کے برعکس سجدوں میں رفع یدین کرنے کی بارہ (۱۲) حدیثیں اور چھوڑنے کی دو (۲)۔ اگرچہ دو (۲) ہوں لیکن پتہ تو چل گیا نا کہ حضرتؐ نے چھوڑ دی تھی تو سب نے چھوڑ دی۔ تو جس طرح سجدوں کی رفع یدین کے چھوڑنے کی حدیث آگئی تو پتہ چل گیا کہ (یہ) رفع یدین سنت نہیں رہی کیونکہ اس کو چھوڑ دیا گیا۔

رکوع کی رفع یدین کی حقیقت

اسی طرح رکوع کے باب میں دیکھیں۔ یہیں میں درگاہ میں بیٹھا تھا ایک دن پانچ چھڑ لے آئے گئے کہنے لگے جی ذرا بخاری شریف کھولیں۔ میں نے کھول دی کہنے لگے یہ حدیثیں دو ہیں رفع یدین کی۔

میں نے کہا: ٹھیک ہے۔ آگے فرمائیں اس میں کیا ہے؟

کہنے لگے: حضرتؐ نے رفع یدین کی۔

میں نے کہا: دو باتوں میں فرق سمجھتے ہو؟

کہنے لگے: کوئی؟

میں نے کہا:

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کے سچے نبی ہیں۔ ایک فقرہ میں نے یہ لکھ دیا۔ دوسرا فقرہ میں نے لکھا کہ موسیٰ علیہ السلام آخری نبی ہیں۔

کہنے لگے:

یہ (دوسرا فقرہ) تو غلط ہے۔

میں نے کہا:

اسی طرح اتنا تو ہے کہ حضرتؑ نے رفع یدین کی لیکن یہ جو جھوٹ ہے کہ آخری عمر تک کی۔ تو یہاں نہیں ہے۔

کہنے لگے:

جی چھوڑنے کا ہے؟

میں نے کہا:

چلو یہاں چھوڑنے کا بھی نہ سکی۔ یہ میں نے کہا سائی شریف ہے صحاح ستہ میں۔ حدیث کی کتاب ہے فقہ کی؟

کہنے لگے:

حدیث کی۔

میں نے کہا:

دیکھو یہی دونوں حدیثیں لائے ہیں بخاری والی۔ ابن عمرؓ سے بھی اور حضرت مالک بن حویرثؓ سے بھی۔

کہنے لگے:

جی ہے۔

میں نے کہا:

آگے (امام نسائیؒ نے) باب باندھ دیا:

تروک ذالک۔

کہنے لگے:

اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی حدیث لا کر یہ بتلا دیا ہے کہ یہ رفع یدین متروک ہو گئی ہے۔^(۱)

(۱)۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عن عبداللہ قال: الا أخبرکم بصلة رسول اللہ ﷺ قال: فقام فرفع يديه اول مرة ثم لم يعد و في لسة ثم لم يرفع.

(نسائی شریف ج ۱ ص ۱۵۹)

ترجمہ:- سیدہ جہادہ بن مسود رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں جہیں اللہ کے نبی ﷺ کے لہاز پڑنے کا طریقہ نہ بتاؤں؟ پس آپؐ کھڑے ہوئے تو صرف پہلی مرتبہ شراہ لہاز میں رفع یدین کی اس کے بعد تمام لہاز میں کسی جگہ رفع یدین نہ کی۔ (محمد ظفر علی عذ)

امام مسلمؒ نے نبوت کے لئے (مواعیت کے لئے نہیں) ایک مسافر صحابی حضرت وائلؓ اور عائشہؓ کر لے تو وہ تین حدیثیں لائے ہیں۔ ایک ابن عمرؓ سے ایک مالک ابن حویرثؓ سے ایک وائل بن حجرؓ سے۔ اگلے باب میں امام نسائیؒ نے تینوں حدیثیں لکھ کر پھر اسکے آگے "تروک" کا باب باندھ دیا۔

اب میں نے کہا: جس طرح سجدوں کے رفع یدین کا تروک ثابت ہو گیا اسی طرح رکوع کے رفع یدین کا تروک بھی ثابت ہو گیا۔ اس پر مواعیت نہیں۔ اس کو سنت کہنا غلط ہے۔ اس لئے سنت اس کو نہیں کہا جاسکتا۔ اب وہ بڑے غور سے دیکھتے رہے چلے گئے انھہ کر۔ خاموشی سے۔ پانچ چار دن بعد آئے۔

کہنے لگے: جی ایک کتاب ہم لائے ہیں باہر لڑکا لے کر کھڑا ہے اجازت ہو تو اندر لے آئیں؟

میں نے کہا: ضرور لے آئیں۔

تو وہ نسائیؒ قحی غیر مقلدوں کا حاشیہ۔ اب غیر مقلد حاشیہ لکھتے کس لئے ہیں کہ حدیث کی کتاب میں جو ضعیف کی دلیل ہو اس کو ضعیف لکھ دیا جائے حاشیہ میں اور جو اپنی ہو اس پر دو چار اور نام چڑھا دیئے جائیں کہ فلاں نے بھی روایت کیا۔ فلاں نے بھی روایت کیا۔ وہ لے کر آگئے نشان لگایا ہوا تھا حاشیہ پر جی دیکھیں کیا لکھا ہے۔

میں نے کہا: بیٹا بات سنو اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے ہمیں فقہاء کے سپرد کیا۔ قرآن میں بھی ہے:

لینتفقہوا فی الدین۔

اللہ کے نبیؐ پاک نے بھی ہمیں فقہاء کے سپرد کیا:

فرب حامل فقه غیر فقیہ ورب حامل فقه الی من ہو

الفقه منہ۔ (دارالشریف ج ۱ ص ۸۹، ح ۸۹، ح ۸۹، ح ۸۹)

اور دین ہمیشہ فقہاء سے ملے گا آپؐ کو مکمل۔ آپؐ دشو کی مکمل سنتیں "تعلیم الاسلام" میں دیکھ سکتے ہیں۔ نماز کی مکمل شرطیں "تعلیم الاسلام" میں پڑھ سکتے ہیں۔

لیکن صحاح ستہ پوری رکھ کر مکمل شرطیں آپ نہیں نکال سکتے۔ تو جب دین ہمارا کامل ہے اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے ہمیں فقہاء کے سپرد کیا تھا۔ تو انہوں نے کہا اللہ رسولؐ کی بات نہ مانو اور احادیث محدثین کی طرف اب ہم نے یہاں بھی بتادیا کہ ہمارا مسلک قوی ہے الحمد للہ۔ اس (رفع یدین) کے چھوڑنے کی روایت موجود ہے۔ جس طرح سجدوں کے (رفع یدین) چھوڑنے کی موجود ہے (اسی طرح) رکوع کی رفع یدین کے چھوڑنے کی روایت بھی موجود ہے۔ اب تمہیں کہتے ہیں نہ فقہ مانو نہ حدیث مانو یہ جو ہم نے چند سو برس صدی میں حاشیہ لکھا ہے یہ مانو۔

میں نے کہا: تمہیں تو کسی کام کا نہ رہنے دیا؟ نہ نقد کا رہنے دیا نہ حدیث کا رہنے دیا۔ تو ان میں تین چار سوچ کر کہنے لگے۔ بات تو آپ کی صحیح ہے کہ ہمیں تو سب سے ہٹا کر۔ اگر اس حاشیہ والے کی بات ماننی ہے تو اس سے تو واقعی ابوحنیفہؒ اچھے تھے جو خیر القرون کے امام ہیں۔

میں نے کہا: تمہیں تو کسی جگہ کا نہیں رہنے دیا نا انہوں نے؟ لیکن ایک کہنے لگا: یہ جو حدیث ہے یہ ضعیف ہے۔

میں نے کہا: پھر مجھے یہ سمجھاؤ کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ان کی نجات کی کوئی صورت قیامت کے روز ہو جائے گی۔ کیونکہ انہوں نے معاذ اللہ تقی بڑی زیادتی کی کہ دو صحیح حدیثیں لکھ کر کے ان کے بعد ضعیف حدیث لکھ دی کہ ان پر عمل باقی نہیں رہا۔ اب اس ضعیف حدیث سے کہتے لوگ پھارے غلطی میں پڑ گئے۔ تو امام نسائی کو پتہ تھا وہ جانتے تھے حدیث، کہ اللہ کے نبی پاک کے ذمہ جھوٹ لگانا یہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنانا ہے۔ پھر میں نے ترمذی..... ج ۱ ص ۳۵ رکھی اس میں بھی رفع یدین کے بعد ترک کی حدیث موجود ہے۔ ابوداؤد..... ج ۱ ص ۱۰۹ رکھی اور کہا اس میں بھی دیکھو کہ رفع یدین کے بعد ترک کی روایت موجود ہے۔ تو میں نے صحاح ستہ سے جس کا رات دن تم نام لیتے ہو ان میں سے تین کتابیں آپ کے سامنے رکھ دیں ہیں کہ رفع یدین رکوع اور سجدہ کی انہیں پھر ترک ہو گئیں۔ تم صحاح ستہ میں سے ایک کتاب نکالو یہاں بیٹھے 'یا یہاں نہیں نکال سکتے اپنے مولوی صاحب کے پاس

چلے جاؤ ان سے نکالو لاؤ جہاں رفع یدین کے چھوڑنے کی حدیث پہلے ہو اور کرنے کی بعد میں ہوتا کہ ہمیں بھی پتہ چلے کہ رفع یدین کرنا بعد میں آیا ہے اور چھوڑنا پہلے تھا۔ وہ کہنے لگے: ٹھیک ہے جی، ہم جاتے ہیں ان کے پاس۔ تین چار دن کے بعد پھر چھوڑ تو نہیں آئے چار آئے میرے پاس۔

کہنے لگے: مولوی صاحب وہ دوسرے تو ضد کر رہے ہیں لیکن ہمیں بات سمجھ آ گئی ہے کہ ان لوگوں کو بچاؤں کو سنت کی تعریف ہی نہیں آتی۔ کیونکہ سنت وہ چیز ہے جو حضرت پاک کی عادت رہی۔ جب اس کا عادت ہونا ثابت ہی نہیں (تو سنت کیسی)۔

میں نے کہا: ہم دینی رفع یدین کرتے ہیں جس کے ترک پر دنیا میں کوئی ماں کالا لال ضعیف ترین حدیث (بھی) پیش نہیں کر سکتا۔

تکبیر تحریر کی رفع یدین ہے، عیدین کی تکبیروں کی رفع یدین ہے اور وتر کی رفع یدین ہے۔

لیکن جو یہ رفع یدین کرتے ہیں اس کے چھوڑنے کی احادیث خود صحاح ستہ میں موجود ہے۔ تو اس لئے ایک کر دو تو وہ تھا جنہوں نے سنت کو بر باد کرنے کے لئے یہ اعزاز اختیار کیا کہ اللہ کے نبی پاکؐ نے جو کام کئے تھے ان کو نہیں کرنا لیکن جو نہیں کئے وہ ضرور کرنے ہیں اور دوسرا فریق آیا کہ اس طرح تو لوگ سمجھیں گے کہ ان کے پلے کوئی چیز نہیں چلو حدیث کے بہانے سنتیں مٹانا شروع کر دو۔

ایک عام مثال

تو اس لئے میں ایک عام مثال دیا کرتا ہوں وہ دے کر ختم کرتا ہوں۔ کہ دیکھئے آپ کے یہاں (ملک میں) ایک سو روپے کا نوٹ چلتا ہے آج کل۔ ایک سو روپے کا نوٹ پہلے چلتا تھا لیکن بھر حکومت نے بند کر دیا، نیا نوٹ آ گیا اور ایک نوٹ عید کے موقع پر بکنا ہے جس پر عید مبارک لکھا ہوتا ہے۔ پانچ پیسے میں سو کا نوٹ، ہزار کا نوٹ وہ عید مبارک کے جعلی نوٹ۔

خطاب تقریب ختم بخاری (۱)

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده
ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم.
بسم الله الرحمن الرحيم.

فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين
ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون. وقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم: من يرد الله به خيراً
يفقه في الدين

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسولہ النبی
الکریم و نحن علی ذلک من الشاہدین والشاکرین
والحمد لله رب العالمین رب اشرح لی صدری ویسر لی
امری، واحلل عقدہ من لسانی یفقهہا قولی رب زدنی
علماً و ارزقنی لہما. سبحانک لا علمنا الا ما علمتنا
انک انت العلیم الحکیم. اللہم صلی علی سیدنا و
مولانا محمد و علی آل سیدنا
و مولانا محمد و بارک وسلم وصل علیہ.

تو جس طرح یہ تین نوٹ ہیں ان میں اصل نوٹ وہی ہے جو آجکل چل رہا
ہے۔ بینک میں جاؤ تو، بازار میں جاؤ تو، جو چیز خریدو مل جاتی ہے۔ اور نوٹ جو منسوخ
ہو چکا ہے۔ اس پر بھی State bank کی مہر موجود ہے۔ لفظ منسوخ بھی لکھا ہوا نہیں
لیکن اس کے منسوخ ہونے کی عوام کے پاس صرف ایک پہچان ہے کہ اس کو بینک
لیتا ہے نہ بازار لیتا ہے۔ یعنی اس کا چلاؤ ختم ہو گیا ہے اور تیسرا وہ جعلی ہوتا ہے، تو ہم
اہل سنت و الجماعت حنفی اس نوٹ کی مثال ہیں جو چالو نوٹ ہے۔ غیر مقلد اس نوٹ
کی مثال ہے جو منسوخ نوٹ ہے۔ اب کوئی آپ کو منسوخ نوٹ دے کر چالو نوٹ
لے جائے۔ آپ کو پتہ نہ چلے، تو اس نے آپ سے دھوکا کیا یا نہیں
کیا؟ (کیا.... سامعین)، اور بریلویت جو ہے یہ لوگ اس نوٹ کی مثال ہیں جو عید
پر چھپا کرتا ہے۔ وہ ہزار روپے کا نوٹ ہوتا ہے پانچ پیسے میں مل جاتا ہے۔ اب کوئی
آپ کو وہ (عید مبارک والا) نوٹ دے کر آپ سے اصل پیسے لے جائے تو اس نے
دھوکا کیا یا نہیں کیا؟ (کیا.... سامعین)، تو اس لئے ہمارے ایک بنواری ہیں بشیر احمد
صاحب وہ کہا کرتے ہیں آج کل جمہوریت کا دور ہے۔ تو جمہوریت سے فیصلہ کرتا
چاہئے دیکھو یہ تین جماعتیں دعویٰ کرتی ہیں ہم نبیؐ کے تابعدار ہیں غیر مقلد، دیوبندی
بریلوی۔ تو تین میں سے چھروں ہو جائیں نا کہتے ہیں وہ مسلح ہوتا ہے۔ ہے تو
لطیف ہی لیکن بات گچی ہے۔ کیونکہ جتنی بدعات ہیں ان میں بریلوی الگ ہیں
دوسرے (دیوبندی غیر مقلد) ایک طرف۔ اور حنفی ہیں غیر سنتیں ہیں اونچی آئین
آئندہ تراویح۔ ان میں یہ (غیر مقلد) الگ ہیں وہ (دیوبندی بریلوی) دونوں ایک
طرف ہیں تو گویا جمہوریت سے بھی اہل سنت و الجماعت (علمائے دیوبند) کا مسلک
نہایت واضح ہے۔

و آخر دعونا ان الحمد لله رب العالمین
استغفر الله تعالى ربی من کل ذنب و اتوب الیہ

(۱) جامعہ خیر المدارس مکان میں تقریب "ختم بخاری شریف" کے موقع پر استاذ کرم مسافر اہل سنت و کلمہ اہل انفاق
حضرت مولانا محمد امین صدور رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلی خطاب ارشاد فرمایا۔ یہ جامعہ میں حضرت کا آخری خطاب ہے۔
جو ۱۳ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۲۰۱۰ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء جامعہ کے وسیع و عریض پلاٹ میں
ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائیں اور ہمیں حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

تمہید

برادران اہل سنت والجماعت! یہ جامعہ خیر المدارس کی صحیح بخاری شریف کے ختم کی تقریب ہے اور جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ مدرسہ ”جامعہ“ ہے جس میں تمام علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ علوم آلہ بھی جیسے نحو، صرف، منطق وغیرہ اور علوم عالیہ بھی جیسے قرآن پاک، احادیث اور فقہ۔ چونکہ یہ تقریب معید صحیح بخاری شریف کے ختم سے متعلق ہے اور زیادہ توجہ طلباء کی طرف ہے اس لئے طلباء سے ہی میں دو چار باتیں عرض کروں گا۔ خاص طور پر وہ طلباء جو اس سال فارغ ہو رہے ہیں۔

حدیث اور فقہ میں واضح فرق

آپ نے ابتدا سے لے کر آخر تک ”کورس“ مکمل کیا۔ اس میں صرف بھی پڑھی، نحو بھی۔ قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر بھی پڑھی اور فقہ و حدیث بھی پڑھی۔ آپ کے ذہن میں یہ بات ہونی چاہئے کہ حدیث اور فقہ کی کتاب میں واضح فرق کیا ہے؟ آپ نے فقہ میں بھی یہی پڑھا کہ نبی اقدس ﷺ وضو میں کھلی فرماتے تھے ناک میں پانی ڈالتے تھے چہرہ انور دھوتے تھے پاؤں مبارک دھوتے تھے اور حدیث کی کتابوں میں بھی یہی پڑھا۔ لیکن اس کے باوجود ان میں (فقہ اور حدیث میں) ایک بہت واضح فرق ہے۔ وہ فرق کیا ہے؟ کہ حضرت پاک ﷺ وضو میں کھلی فرماتے تھے۔ اس کی سند آپ کو حدیث کی کتاب میں ملے گی، فقہ کی کتاب میں (سند) نہیں ملے گی۔ لیکن حضرت پاک ﷺ وضو میں کھلی فرماتے تھے اس کا حکم کیا ہے؟ کہ یہ کھلی وضو میں فرض ہے یا سنت ہے واجب ہے یا مستحب ہے؟ یہ بات آپ کو حدیث میں یا حدیث کی کتاب میں نہیں ملے گی۔ بلکہ یہ بات آپ کو فقہ کی کتاب میں ملے گی۔ تو حدیث کی ایک سند ہوتی ہے اور ایک متن ہوتا ہے۔

”سند“ اور ”احکام“ میں ہم فقہاء کرام اور محدثین کے محتاج ہیں

یاد رکھیں! ان دونوں باتوں میں ہم حضور اکرم ﷺ کے بعد ”امتوں“ کے

محتاج ہیں۔ یہ سند صحیح ہے یا ضعیف؟ اس کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کا کوئی فیصلہ ہمارے پاس موجود نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ فلاں سند صحیح ہے یا فلاں ضعیف ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو کہ فلاں ”سند“ صحیح ہے اور فلاں سند ضعیف ہے۔ (بلکہ) اس فیصلہ میں ہم سراپا امتیوں اور ائمہ مجتہدین کے محتاج ہیں۔

اسی طرح جتنے بھی احکام ہیں کہ کون سا حکم فرض ہے، کون سا واجب ہے، کونسا سنت ہے، کونسا مستحب ہے، کونسا مباح ہے اور کونسا مکروہ ہے، کونسا حرام ہے؟ اس میں بھی ہم سراپا امتیوں کے محتاج ہیں۔ اور یہ کام فقہاء کرام اور ائمہ مجتہدین کا ہے۔

آپ نے فقہ بھی پڑھی، اس میں احکام آپ کو مکمل شکل میں نظر آئیں گے کہ نماز کی شرطیں اتنی ہیں ارکان اتنے ہیں، واجبات اتنے ہیں، سنتیں اور مستحبات اتنے ہیں، مکروہات اتنے ہیں اور مفسدات اتنے ہیں۔ لیکن کتب حدیث میں یہ چیزیں آپ کو نظر نہیں آئیں گی۔ چونکہ یہ احکام وہاں مذکور نہیں ہوتے..... اب دیکھنا یہ ہے کہ..... اس بارے میں زیادہ ضروری بات کوئی ہے؟

اصل دین احکام کا نام ہے

مثلاً دیکھئے: آج آپ نے عشاء کی نماز ادا کی، اگر آپ سے کوئی کہے کہ ”بکبیر تحریر“ سے لے کر ”سلام“ تک جو کچھ آپ نے پڑھا، کیا ہر ایک بات کی سند آپ کو یاد ہے؟ تو میرے خیال میں شاید ہزار میں سے ایک کو بھی یہ باتیں یاد نہ ہوں، لیکن پھر بھی یہ بات آپ سوچ رہے ہیں کہ اس سے نماز میں ذرہ برابر بھی نقص واقع نہیں ہوا، سند یاد ہو یا نہ ہو (اور اسی طرح) سند کے بارے میں یہ پتہ ہو یا نہ ہو کہ آیا یہ سند صحیح ہے یا نہیں؟ لیکن اصل دین احکام کا نام ہے جو ہمیں فقہاء اور ائمہ مجتہدین سے ملتا ہے۔ اگر آپ کو یہ پتہ نہیں ہے کہ سورۃ فاتحہ کا حکم کیا ہے؟ یہ واجب ہے اور آپ نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو ترک واجب کی وجہ سے ”مجبرہ سبوح“ لازم

ہو جائے گا۔ تو سند کے چھوڑنے سے کوئی عہدہ سبب لازم نہیں آئے گا۔ سند کے یاد نہ ہونے سے نماز کے کسی حکم پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تو اس لئے ”اصل دین“ فقہاء کے پاس ہے۔ ”سند“ راستہ ہے اور ”متن“ منزل ہے۔

حدیث اور فقہ ایک دوسرے کے مخالف نہیں

انہی محدثین راستے کے محافظ ہیں اور ائمہ مجتہدین ”احکام“ کے محافظ ہیں۔ اس لئے پہلی بات تو یہ یاد رکھیں کہ بعض لوگ جو یہ نظریہ پیش کیا کرتے ہیں کہ حدیث و فقہ میں مخالفت ہے (یہ غلط ہے) اس فن کے دو الگ الگ مقام ہیں۔ فقہاء کا کام ہے احکام بیان کرنا کہ یہ حکم فرض ہے واجب ہے یا سنت ہے۔ اور محدثین کا کام ہے ”سند پر بحث کرنا“۔ اس لئے سند کی بحث کی ضرورت صرف محدثین کو ہے۔ لیکن نماز کے فرائض عوام کو بھی یاد ہونے چاہیں محدثین و فقہاء کو بھی۔ قاضی صاحبان و مسلمانین اسلام کو بھی اور صوفیاء کرام کو بھی۔ تو اسی لئے مکمل دین کی جو شکل ہے وہ آپ کو فقہ کی کتابوں میں نظر آئے گی۔

فقہ اور حدیث میں ایک اور فرق

ایک اور واضح فرق یہ بھی ہے کہ ”محدثین“ ہر زمانے کی احادیث نقل کر دیتے ہیں۔ ابتدائی دور کی بھی درمیانی دور کی بھی اور آخری دور کی بھی۔ اور فقہاء تحقیق کر کے وہی مسئلہ بیان کرتے ہیں جس پر امت نے عمل کرنا ہے۔

مثلاً آپ کو بعض ایسی احادیث بھی ملیں گی کہ حضور پاک ﷺ ”بیت المقدس“ کی طرف (منہ کر کے) نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ اور بیت اللہ شریف کی طرف نماز ادا کرنے کی حدیث بھی ملے گی۔ لیکن فقہ میں آپ کو ایک ہی بات ملے گی کہ شرائط نماز میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اپنا منہ بیت اللہ شریف کی طرف کرنا ہے۔ اس لئے حدیث اور فقہ کی کتاب کو مثال سے سمجھایا کرتا ہوں۔

حدیث کی مثال ڈاکٹری کی کتاب ہے جیسے ڈاکٹری کی کتاب سستی ہی ادنیٰ کیوں نہ ہو ساری دنیا کے ڈاکٹر اس کی تعریف کرتے ہوں لیکن اس سے نسخہ لکھنے کا

حق صرف ڈاکٹر کو ہے، مریض کو نہیں۔ مریض اور ڈاکٹر دونوں اس کتاب کو کھولیں گے تو اس میں چالیس نسخے ”بخار“ ملیں گے۔ اب جو مریض پڑے گا تو دیکھے گا کہ یہ ایک اچھا نسخہ ہے۔ آگے پڑے گا تو دیکھے گا کہ یہ دوسرا بہت اچھا نسخہ ہے۔ اسی طرح اگلا پڑے گا تو وہ اس سے بھی اچھا لگے گا۔ لیکن اگر مریض نے خود نسخہ لکھ لیا تو عین ممکن ہے کہ وہ غلط نسخہ لکھ کے اپنے بخار کو اتنا کاڑھے کہ پھر کو لیفائیڈ ڈاکٹر بھی جواب دے دے گا کہ اب میرے بس کی بات نہیں۔ بخار کو اور تھار اور تو دوائی اور کھانا دیا ہے۔ لیکن فقہ کی کتاب کی مثال بالکل ”نسخہ“ جیسی ہے کہ مثلاً آپ بیمار ہوئے اور ڈاکٹر صاحب یا طبیب کے پاس گئے اور اس نے آپ کی نبض دیکھی آپ کا مزاج پہچانا موسم کا حال دیکھا اور اس سب کچھ کرنے کے بعد پھر آپ کو ایک نسخہ لکھ دیا۔ اب آپ کو حکم یہی ہے کہ آپ بلا دھڑک اس نسخہ پر عمل کریں تو اسی لئے جس طرح عوام کے لئے ڈاکٹری کی کتاب نہیں بلکہ نسخہ ہے۔ اسی طرح عوام کے لئے بھی (حدیث کی کتاب نہیں بلکہ) فقہ کی کتاب ہے۔ ان کے مطابق عمل کرے۔

تو فقہ اور حدیث کی کتابوں میں یہ دو اسٹے واضح فرق ہیں۔ ایک تو یہ کہ حدیث میں ”اسناد“ ہیں اور فقہ میں ”احکام“ ہیں۔ اور اصل مقصود دین میں احکام ہی ہیں۔ اسناد تو ان کی حفاظت کے لئے ذریعہ واسطہ اور راستہ ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ”فقہاء“ کے پر دیا ہے۔

لِيَسْقِيَهُمْ فِي الدِّينِ وَلِيُنْزِلُوا قُلُوبَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ

لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ۔ (۱)

(انہی ۱۲۲)

اور دوسرا یہ کہ حدیث کی کتاب میں تو ہر زمانے کی احادیث ہوتی ہیں۔ ان میں متعارض احادیث بھی ہوتی ہیں اور یہ تو بالکل واضح ہے کہ تمام ”متعارض احادیث“ پر کوئی جماعت بھی عمل نہیں کر رہی۔ ”احادیث راجحہ“ پر عمل کرتے ہیں۔

(۱) اللہ ہی اللہ ہیں حاصل کریں اور تاکثر نہ بچائیں اپنی قوم کو جب کہ لوٹ آئیں ان کی طرف تاکہ وہ بچتے

ائمہ مجتہدین "شارح" ہیں نہ کہ "شارع"

اب ایک یہ ہے کہ ہم جیسا ان پڑھ تلاش کرے کہ رائج حدیث کون سی ہے اور ایک یہ کہے کہ خیر القرون کے امام سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیں بتادیں کہ ان متعارض احادیث میں یہ احادیث رائج ہیں (ان پر عمل کرو) اس لئے ائمہ مجتہدین کو ہم "شارع" یعنی "ع" کے ساتھ نہیں سمجھتے بلکہ "شارح" یعنی "ح" کے ساتھ سمجھتے ہیں۔ وہ "واسطہ البیان" اور "واسطہ فی الفہم" ہیں۔ وہ دین بناتے نہیں بلکہ دین کی باتیں ہمیں بتاتے اور سمجھاتے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ کا مقام تمام فقہاء مجتہدین سے اونچا ہے

تو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے ہوئے (گزریے) ہیں۔ چیچہ وطنی سے مولوی عبدالباقی صاحب نے "تورانی قاعدہ" وہ بارہ شائع کیا ہے تو ہر صفحہ پر کوئی نہ کوئی فقرہ لکھ دیا ہے اور شروع میں امام صاحب کے اساتذہ اور ان کے تلامذہ کا نقشہ دے دیا ہے۔ میں جب وہاں گیا تو مولوی صاحب نے مجھے ایک بچہ دکھایا (اور بتایا کہ) یہ بچہ قاعدہ پڑھتا ہے اور اس کے "نانا ابو" غیر مقلد ہیں۔ تو یہ پڑھنے کے لئے آنے سے پہلے ناشتہ کر رہا تھا اور "نانا ابو" کہیں باتیں کر رہے تھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقام سب سے اونچا ہے وہ بچہ ناشتہ چھوڑ کر اٹھا اور کہا کہ نانا ابو آپ نے قاعدہ نہیں دیکھا؟ آپ "قاعدہ" بھی نہیں پڑھتے ہوئے؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں، امام مالک کے شاگرد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ امام شافعی کے شاگرد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور امام احمد بن حنبل کے شاگرد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام قاضی ابو یوسف ہیں اور قاضی ابو یوسف کے شاگرد امام احمد بن حنبل ہیں اور امام احمد بن حنبل کے شاگرد امام بخاری ہیں۔ امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد کے شاگرد امام یحییٰ بن معین ہیں۔ یہ امام یحییٰ بن معین کون بزرگ ہیں؟ فرماتے ہیں کہ: میں نے اپنے

ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں^(۱)۔ اب آپ دس لاکھ احادیث کا لفظ سر کجیران ہو رہے ہوں گے کہ یہاں تو کسی کو اگر ایک حدیث ہی آ جائے تو وہ "غیر مقلد" ہو جاتا ہے تو یہ یحییٰ بن معین جنہوں نے دس لاکھ احادیث اپنے ہاتھوں سے لکھی ہیں؟ یہ نہیں وہ غیر مقلد تھے یا نہیں؟

امام یحییٰ بن معین "مقلد ابوحنیفہ" تھے

حافظ ذہبیؒ اپنے رسالہ "س لکھتے ہیں:

ان ابن معین کان من الحنفیۃ الغلات فی مذہبہ وان کان محدثاً۔

(الروایات الغلات المتکلم لہم بمالاً یوجب ردھم ص ۷)

ترجمہ: "ابن معین حنفیہ میں سے غالی قسم کے خفی ہیں اگرچہ

محدث ہیں۔"

اور: کان یفتی بقول ابی حنیفہ۔ (سند احمد ص ۲۹۹)

کہ یہ دس لاکھ احادیث اپنے ہاتھ سے لکھنے والے امام یحییٰ بن معین بھی سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کے مقلد تھے۔ کیوں؟ اس لئے کہ احادیث کی "اسانید" تو ان کو یا تو تھیں لیکن "احکام" میں یہ محتاج تھے سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے۔

روایت حدیث کے دو طریقے

اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ حدیث پاک میں ایک "سند" ہوتی ہے اور ایک "متن" ہے اور متن بھی احکام۔ اس لئے حدیث کے روایت کرنے کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ حدیث سے وہ احکام بیان کئے جائیں جن کی عوام کو ضرورت ہے۔ اس کے بارے میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کا ان کے بعد آج تک دنیا میں کوئی شریک پیدا نہیں ہوا (یاد رکھیں!)

(۱) ... حافظ ذہبی رحمہ اللہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں:

(تذکرہ ص ۱۷۱) (عمر ظفر ص ۷)

امام ابوحنیفہؒ نے بارہ لاکھ نوے ہزار احکام استنباط فرمائے

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ لاکھ نوے ہزار احکام استنباط کر کے امت کے سپرد کئے ہیں۔ (سبحان اللہ) کفایہ (شرح ہدایہ) میں لکھا ہے کہ یہ (احکام) امت کے سامنے رکھے ہیں قانون کے اتنے مسائل امت کو دیئے ہیں۔ (نعرہ.....)

اسی لئے یہ جو طریقہ ہے کہ "حدیث کے احکام کی روایت" اس میں سارے ائمہ خوش ہیں۔

ایک واقعہ

ایک دن ایک آدمی میرے پاس آیا۔ حقیقۃً الفقہ نامی کتاب اس کے ہاتھ میں تھی۔ کہتا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے کوئی کتاب بھی نہیں لکھی۔ میں نے کہا کہ امام شافعیؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر کتابیں پڑھی ہیں کیا وہ بغیر کچھ پڑھی گئیں؟ وہ (امام شافعیؒ) فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اتنی کتابیں لیں کہ ایک اونٹ اس بوجھ کو اٹھا کر لایا تھا (شذرات الذہب..... ج ۱ ص ۳۲۳) اور پڑھنے کے بعد وہ (امام شافعیؒ) رہبر اس کیسا دیتے ہیں؟

من اراد ان یتبحر فی الفقہ فہو عیال علی ابی حنیفۃ

(تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۳۳۱)

اور (مزید) فرماتے ہیں کہ اگر دین میں کچھ پیدا کرنی ہے تو امام ابوحنیفہؒ کو "بابی" ماننا پڑے گا^(۱)۔

(۱) ہمارے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے بارہ میں امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

ہو من اراد ان یعرف الفقہ فلیرحم ابی حنیفۃ واصحابہ فان الناس کلہم عیال علیہ فی الفقہ.

(تاریخ بغداد..... ج ۱۳، ص ۳۳۶، مناقب سلفی..... ج ۲، ص ۳۱)

ہو... کان ابو حنیفۃ واولادہ فی الفقہ مسلماً لہ فیہ.

(الاعتقاد، ص ۱۳۵)

ترجمہ: سیدنا امام شافعیؒ رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا قول فقہ میں مسلم ہے۔ (محمد عظیمی مد)

فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کا کوئی شریک نہیں ہے

قیامت تک آنے والی (سب) ان کی نسل ہیں اور وہ فقہ میں سب کی اصل ہیں (سبحان اللہ) تو سیدنا امام اعظمؒ کا اس بارے میں کوئی شریک آج تک پیدا ہی نہیں ہوا..... رہی اسانید..... تو اس میں بھی بہت بڑے بڑے مجتہدین و محدثین گزرے ہیں۔ لیکن امام صاحبؒ کی "مسانید" سترہ محدثین نے جمع فرمائی ہیں اور کم از کم میرے علم میں یہ بات رہی کہ کسی اور محدث کی مسانید اتنے محدثین نے جمع نہیں کیں۔ اور پھر اس اعتبار سے محدثین میں یہ بات بھی ہوتی ہے کہ کسی کی "سند" "عالی" ہے اور کسی کی "سند" "نازل" ہے۔

جتنے واسطے کم ہوں گے (راوی اور) اللہ کے نبی پاک ﷺ کے درمیان تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ سند عالی ہے۔

☆ چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ۲۲ احادیث ایسی ہیں جن کو "خلائیات" کہا جاتا ہے^(۱)۔ یعنی جس حدیث میں تین واسطے ہوں (یعنی تبع تابعی، تابعی، اور صحابی) اور یہ اعلیٰ ترین روایت سمجھی جاتی ہے۔

☆..... ابن ماجہ میں پانچ احادیث ایسی ہیں جنہیں "خلائیات" کہا جاتا ہے۔

☆..... ترمذی میں صرف ایک حدیث ثلاثی ہے۔

☆..... ابوداؤد شریف میں بھی صرف ایک "خلائی حدیث" ہے۔

(۱) جن میں سے گیارہ روایات حضرت علی بن ابراہیم سے، چھ حضرت امام ابو عاصم انصاری سے، تین محمد بن عبد اللہ انصاری سے، ایک عبد بن علی الگولنی سے اور ایک عصام بن خالد نخعی سے مروی ہیں۔ جن میں حضرت علی بن ابی نعیم اور ابو عاصم انصاری دونوں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے مایہ ناز شاگرد اور شرکاء تہوین فقہ حنفی ہیں (دیکھئے الترتیب الجواب، ج ۱ ص ۲۹۵، مناقب سلفی..... ج ۲، ص ۲۰۳) ان دونوں بزرگوں کا شمار سیدنا امام عطاء رحمۃ اللہ کے شیوخ میں ہوتا ہے۔ تیسرے بزرگ حضرت محمد بن عبد اللہ انصاریؒ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ کے مائیدہ میں سے ہیں۔ اس لحاظ سے گویا بخاری شریف کی تین خلائیات کے راوی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے شاگرد اور حنفی ہوئے۔ (محمد عظیمی مد)

امام اعظمؒ روایت و روایت دونوں اعتبار سے تابعی ہیں

یہاں بھی سوچنے کی بات یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی ”حدائیات“ بھی موجود ہیں کہ جو صرف ایک واسطہ (صحابی) سے براہ راست امام صاحبؒ نے روایت کی ہیں۔ امام دارقطنیؒ جو امام شافعیؒ کے مقلد ہیں ان سے پہلے کسی نے بھی امام ابوحنیفہؒ کی ”روایت حدیث“ کا انکار نہیں کیا۔ تابعیت کا انکار تو وہ (امام دارقطنیؒ) بھی نہیں کر سکے فرماتے ہیں کہ صرف روایت کے اعتبار سے امام صاحبؒ تابعی ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ ”روایت“ کے اعتبار سے بھی امام صاحبؒ تابعی ہیں اور ”روایت“ کے اعتبار سے بھی تابعی ہیں۔ اور ”ثنائیات“ میں تو امام صاحبؒ کی روایات بہت زیادہ ہیں۔

(الف) ابوحنیفہ عن نافع عن ابن عمرؓ (ب) ابوحنیفہ عن عطاء عن ابی ہریرہؓ (وغیرہ) مسند امام اعظمؒ اور کتاب الآثار میں دیکھ لیں کہ اتنی ”ثنائیات“ ہیں کہ صرف دو واسطے ہیں۔ جبکہ ”صحاح ستہ“ میں تو ایک بھی ”ثنائی حدیث“ موجود نہیں ہے۔

امام اعظمؒ کی مردم شناس نظر

اور آپ کی نادر ترین احادیث ”ثنائیات“ ہیں۔ پھر امام بخاریؒ نے جو ”خلائیات“ ہیں ان میں سے اکثر ”خلائیات“ کی بنیاد ابراہیمؒ سے لی ہیں جو صحابہؓ میں شیخ میں پیدا ہوئے اور ۴۳ھ میں تجارت کی غرض سے کوفہ پہنچے۔ سیدنا امام اعظمؒ کی مردم شناس نظر نے جب ان کو تجارت کرتے دیکھا تو بلایا اور فرمایا کہ اس (تجارت) سے زیادہ ایک اور کام ہے جو دنیا اور دین دونوں میں آپ کو چکا رہے گا۔

امام اعظمؒ کی توہین کرنے والا بڑا بے وقوف ہے

چنانچہ یہی بنی ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ اب میں ہر نماز کے بعد اور جب بھی کسی مجلس میں امام صاحبؒ کا ذکر آتا ہے تو میں ان کے لئے دعائیں کرتا ہوں کہ اللہ

تعالیٰ نے مجھے اس مقام (مرتبہ) پر امام صاحبؒ کی برکت سے پہنچایا ہے۔ اور جب وہ امام صاحبؒ کی سند سے کوئی حدیث روایت کرتے ہیں ایک دن حدیث سنار ہے تھے تو ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہا: حدیثنا عن ابن حویج کہ ہمیں ابن جریجؒ کی احادیث سنائیں نہ کہ امام ابوحنیفہؒ کی۔ تو آپؒ نے فرمایا کہ میں یہاں سے نکل جاؤں۔ (بے وقوف گستاخ) پر حدیث بیان کرنا ہمارے نزدیک حرام ہے اور جو امام ابوحنیفہؒ کی احادیث نہیں سنتا اس سے بڑا بے وقوف دنیا میں کوئی نہیں۔ اس کو نکال دیا اور اس کے بعد امام صاحبؒ کی احادیث کھائیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ میں نے جتنے اساتذہ سے علم حدیث حاصل کیا:

امام ابوحنیفہ اعلم اہل زمانہ

(جراخ بغداد ج ۳ ص ۳۴۵ مناقب ذہبی ج ۱ ص ۱۹)

سیدنا امام اعظمؒ اور حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ

یعنی امام ابوحنیفہؒ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے خفی تھے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں آتے ہیں۔ وہ جب بھی حدیث پاک کا درس دیتے حدیث سناتے اس کے بعد ”قال ابوحنیفہ“ کہہ کر وہ احکام سناتے جو امام صاحبؒ نے احادیث سے استنباط فرمائے تھے۔ ایک دن ایک شخص کہنے لگا کہ ہمیں ”قال رسول اللہ“ کھوایا کریں۔ ”قال ابوحنیفہ“ نہ کھوایا۔ تو انہوں نے فرمایا یہاں سے نکل جا یا درکھنا: لا تقولوا رای ابوحنیفہ (بکسی یہ نہ کہتا کہ یہ ابوحنیفہؒ کے رائے ہے) ولکن قولوا تفسیر الحدیث (مناقب موفی ج ۲ ص ۵۱) (بلکہ یہ کہنا کہ یہ حدیث کی تفسیر ہے)۔ اللہ کے نبی کے ارشادات کی تفریح ہے۔

صحیح بخاری میں ۳۴ بڑے ائمہ احناف کی روایات ہیں

امام وکیع بن جراح جو امام صاحبؒ کے شیوخ میں سے ہیں تقریباً چونتیس بڑے بڑے حنفیہ کے امام ہیں جن سے لی گئی روایات ”صحیح بخاری شریف“ میں موجود

ہیں۔ ان میں امام کعب بن جراح رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ ان کی بھی عادت مبارکہ یہی تھی کہ جب حدیث پاک کا درس دیتے تو حدیث کے ساتھ ساتھ امام صاحبؒ (کے) استنباط کردہ) مسائل بھی لکھواتے..... ایک دن کسی نے کہہ دیا کہ مسائل لکھوانے کی کیا ضرورت ہے؟ تو امام کعبؒ نے فرمایا: یاد رکھو! قرآن ”وہی قتلوا“ ہے اور اسکی صرف تلاوت کرنے میں ثواب مل جاتا ہے معنی آئیں یا نہ آئیں، لیکن حدیث پاک ”وہی قتلوا“ نہیں ہے۔ اس سے مقاصد تو اس کے مسائل ہیں، اگر تجھے مسائل کا پتہ نہ چلا تو تجھے حدیث پڑھنے کا کیا فائدہ ہوگا؟

اس کے بعد فرمایا کہ اگر تجھے پسند نہیں تو یہاں سے چلا جا۔ اس نے کھڑے ہو کر کہا: ”اخطا ابوحنیفہ“ کہ امام ابوحنیفہؒ سے خطا ہوئی۔ امام کعبؒ نے اسے نکال دیا۔ اس کے بعد فرمایا: یہ لوگ ہیں اولئک کمالانعام بل ہم اصل^(۱)۔ یعنی یہ جانوروں سے بھی گئے گزرے لوگ ہیں۔ اس کے بعد فرمایا میں نے نہیں کہا کہ امام ابوحنیفہؒ معصوم تھے ان سے خطا ہو ہی نہیں سکتی میں اس کا قائل نہیں ہوں۔ لیکن امام صاحبؒ نے جہاں بیٹھ کر مسائل استنباط فرمائے امام صاحبؒ اکیلے نہیں تھے۔ ان کے پاس لیے چہرے والے مجتہدین بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں ”اغث“ کے اسپیشلسٹ امام محمدؒ، فضیل بن عیاضؒ جیسے اللہ والے ابویوسفؒ جیسے محدث اور ہر فن کے اسپیشلسٹ وہاں موجود ہوتے تھے۔ تو جیسے تراویح میں قاری صاحب قرآن پاک سناتے ہیں تو وہ (قاری) معصوم نہیں ہوتے، ان سے بھول ہو جاتی ہے، لیکن لقمہ دینے والا اس غلطی کو چلنے نہیں دیتا۔ اسی لئے امام کعبؒ فرماتے ہیں کہ ”میں واضح لفظوں میں کہتا ہوں کہ اگر امام صاحبؒ سے کوئی خطا ہوئی تو اس خطا کو چلنے نہیں دیا گیا،“^(۲)۔

(۱) یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ لوگ زیادہ بے راہ ہیں۔

(۲) حضرت امام کعب بن جراح کے الفاظ یہ ہیں:

ومن کان اصحابہ حواء لم یکن یخطئ۔ لا انا انما اخطاؤ ذلہ للحق۔ (النجاة الحسن۔ فصل ۴ ص ۲۸)

(محمد ظفر مری)

ایک ہے غلطی لگنا اور ایک ہے غلطی چلنا۔ اسکے متعلق فرمایا کہ ”کتاب اللہ“ ایک ایسی کتاب ہے جس میں کوئی غلطی نہیں۔ ذلک الکتاب لا یریب فیہ (البقرہ: ۲)۔ انسانوں کی لکھی ہوئی کوئی بھی ایسی کتاب نہیں جس میں غلطی کا امکان نہ ہو۔ لیکن ایک بات یاد رکھیں غلطی کسی کو لگی ہے تو ”جماعت“ نے وہ غلطی چلنے نہیں دی۔

ہمارا نام ہی اہل سنت والجماعت ہے

کیونکہ نبی بذاتہ معصوم ہے ان کے بعد ایک ذات بھی معصوم نہیں بلکہ ”جماعت“ معصوم ہے۔ ید اللہ علی الجماعۃ۔ اگر کسی محدث سے کوئی غلطی ہو گئی تو محدثین کی جماعت نے فوراً درست کر دیا۔ اگر کسی فقیہ سے لغزش ہوئی تو فقہاء کی جماعت نے اس کو چلنے نہیں دیا۔ اگر کسی مؤرخ سے کوئی غلطی ہوئی تاریخ میں تو مؤرخین کی جماعت نے بھی اس کو چلنے نہیں دیا۔

جماعت سے کٹنے والا گمراہ ہو جاتا ہے

یہیں سے اگر آپ یہ بات سمجھ لیں کہ ہمارے ہاں معیار ”جماعت“ ہے تو آج جتنے نئے فتنے کھڑے ہو رہے ہیں سب کا بکری ایک علاج ہے۔

ایک کتاب میں لکھا تھا کہ میں نے تاریخ کی اسی کتاب سے حوالے لئے ہیں جہاں سے فلاں نے لئے فلاں نے لئے فلاں نے لئے..... لیکن ہم کہتے ہیں کہ ”تاریخ“ میں تو صحیح وضعیف روایت موجود ہیں، تاہم ان سے انتخاب کا حق مجھے (آپ کو) نہیں ہے کسی ایک ذات کو نہیں بلکہ صرف مؤرخین کی جماعت کو یہ حق ہے۔ جن لوگوں نے ایک ایک آدمی کو معیار بنایا وہ نئے نئے فرقے بننے چلے گئے اور جنہوں نے جماعت کو معیار رکھا وہ آج تک جماعت کیساتھ جڑے ہوئے ہیں۔

اسی طرح امام کعب بن جراح کی احادیث بخاری میں ہیں اور میں تو کہا کرتا ہوں کہ اگر ”صحاح ستہ“ سے ”اہل کونہ“ کی روایات نکال دی جائیں تو وہاں خاک اڑنی شروع ہو جائے گے۔

بخاری شریف کی آخری حدیث کا ہر ہر راوی کوئی ہے

آج کل امام صاحب کی خدمت میں مجھے ایک آدمی کہنے لگا کہ اہل کوفہ کی روایات و احادیث حجت نہیں تو یہ آج بخاری شریف کی آخری حدیث کا سبق ہے میں کہتا ہوں کہ بخاری شریف کی اس آخری حدیث کا ہر ہر راوی کوئی ہے ایک راوی بھی ایسا نہیں جو کوفہ کے علاوہ کسی دوسرے شہر کا ہو۔ تو امام بخاریؒ تو ہمیں اہل کوفہ کے سپرد کر کے چلے گئے۔ خود (امام بخاریؒ) فرماتے ہیں کہ میں نے تو جانتا تھا کہ اہل کوفہ کے شہر میں کتنی جگہ گیا تھا۔ شہر میں کتنی جگہ گیا تھا۔ شہر میں کتنی جگہ گیا تھا۔ لیکن یہ گنتی میں نہیں کر سکتا کہ کوفہ میں کتنی وفود حاضر ہو۔

امام بخاریؒ نے فقہ پہلے پڑھی ہے اور حدیث بعد میں

اور کوفہ میں امام بخاریؒ کی حاضری صرف حدیث کے لئے ہی نہیں فقہ کے لئے بھی تھی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے سولہ سال کی عمر میں عبداللہ بن مبارک سے فقہ حنفی کی کتابیں پڑھیں اور وکیل بن جراح سے امام ابوحنیفہؒ کی فقہ کی کتب پڑھی ہیں تو جس طرح آپ کے اصحاب میں فقہ پہلے ہے اور حدیث بعد میں ہے اسی طرح امام بخاریؒ نے بھی فقہ پہلے پڑی ہے اور حدیث بعد میں^(۱)۔

(۱)۔ امام ذہبیؒ، سیدنا امام بخاریؒ سے نقل کرتے ہیں۔

ما جلیست للحدیث حتی عرفت الصحیح من السقیم وحی نظرت فی عامة کتب الراوی وحی دخلت البصرة خمس مرۃ او نحوہا لما ترکت بها حدیثنا صحیحہ الا کتبہ الا ما لم یظہر لی۔

(سیدنا امام البخاریؒ، ج ۲ ص ۳۱۶)

ترجمہ: ”(امام بخاریؒ) فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی حدیث اس وقت تک نہ پڑھی تھی جب تک کہ میں نے حدیث صحیحہ کو تسلیم سے شائع نہیں کر لیا اور جب تک کہ میں نے امام کتب فقہ پر نظر نہیں ڈالی اور جب تک کہ میں چار یا پانچ مرتبہ مصر نہیں چلا گیا اور میں نے وہاں کی تمام صحیح حدیثیں نہیں کھولیں سو اس کے جو مجھے ظاہر نہیں ہو سکتیں۔“ (مجمع غفر فی حد)

فقہ کی ضرورت حدیث سے مقدم ہے

اور دیئے بھی امت کو فقہ کی ضرورت پہنچے ہوئی ہے فقہ کے چاروں امام پہلے گزرے ہیں اور صحاح ستہ والے امام ان چاروں کے بعد ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے عجیب انداز رکھا ہے کہ جیسے چاروں خلفاءؓ برحق ہیں تو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہؓ آخر میں آئے اور انہوں نے پہلوں کی تصدیق فرمادی کسی کی تردید نہیں فرمائی اب اگر کوئی پہلوں کے بارے میں اٹھی اٹھائے تو ہم کہتے ہیں کہ تیرا علم زیادہ ہے یا باب الحدیث العلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علم زیادہ ہے؟ انہوں نے تو حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کو قریب سے دیکھا ان کے ساتھ رہے، ہم نوالہ و ہم پالہ رہے سب کے ساتھ نمازیں پڑھیں لیکن اس کے باوجود حضرت علیؓ نے ان پر کچھ اعتراض نہیں کیا اور تم آج پچودہ سال بعد ان پر کیسے اعتراض کر سکتے ہو؟

چاروں ائمہ فقہاء پہلے گزرے ہیں اور صحاح ستہ والے بعد میں

اسی طرح..... آج اگر کوئی کہتا ہے کہ فقہ حدیث کی خلاف ہے تو ہم کہتے ہیں کہ فقہ کے چاروں امام (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ) پہلے گزرے ہیں اور اصحاب صحاح ستہ بعد میں..... بخاری شریف میں جہمہ فرقہ کے رد میں عنوان ہے ”کتاب الرد علی الجہمہ“ دنیا میں اگر آج اس فرقہ کو تلاش کریں تو کوئی بھی نہیں ملتا تو اس چھوٹے سے فرقہ کے رد میں تو امام بخاریؒ نے کتاب لکھی ہے اور ساری دنیا جو حنفیوں سے بھری پڑی ہے ان کے خلاف کوئی کتاب یا باب نہیں لکھا۔ اگر حنفی بھی غلط ہوتے تو ان کے خلاف بھی ضرور لکھتے اور فرماتے کہ (معاذ اللہ) یہ گمراہ ہیں۔

امام بخاریؒ کی پیدائش ۱۹۴ھ میں ہے اور امام سفیان عینیؒ کی وفات ۱۹۸ھ میں ہے امام سفیانؒ فرماتے ہیں کہ فقہ حنفی آفاق تک و زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے یہ محدث حرم ہیں حرم پاک میں بڑے بڑے حلقے ہیں لیکن سب سے بڑا حدیث کا حلقہ امام سنن کا ہونا تھا ایک دن کسی نے پوچھا کہ حضرت! اور بھی تو استاذ

ہیں۔ کسی کے پاس چار کسی کے پاس پانچ طلباء ہیں اس سے زیادہ نہیں ہیں اور آپ کے پاس سینکڑوں طالب علم ہیں؟ تو فرمایا کہ یہ اس لئے ہے کہ میری حدیث کی سند بہت عالی ہے۔ اول من صیرنی محدثاً فہو ابو حنیفہ (الجبائر رحمہ اللہ) عن ابن خلائق..... (ج ۱ ص ۱۰۳)، کہ مجھے اس سے پہلے حدیث کی سند امام ابو حنیفہؒ نے دی ہے..... ایک غیر مقلد مولوی صاحب مجھے کہنے لگے کہ کیا امام سفیان عینیؒ کے پاس ہوائی جہاز تھا؟ کیا وہ ساری دنیا میں دیکھ آئے تھے کہ یہاں حنفی ہیں؟ میں نے کہا کہ انہیں ہوائی جہاز کی ضرورت نہیں تھی وہ تو حرم پاک میں بیٹھتے تھے اور حرم پاک میں دنیا کے ہر کوئے کا مسلمان حج کے لئے پہنچ جاتا ہے اس لئے انہیں دنیا میں پھرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ تو سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے تلامذہ ہیں جن سے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں احادیث لی ہیں تو امام بخاریؒ کی حدیث کی کتاب صحیح بخاری شریف کو "اصح المکتب بعد کتاب اللہ" کہا جاتا ہے اس لئے کہ خیر القرون کے بعد احادیث کی جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان سب میں زیادہ صحیح کتاب یہی ہے۔

فقہ حنفی اعلیٰ ترین فقہ ہے

لیکن بات پوری یاد رکھنی چاہئے! جس طرح صحاح ستہ میں اعلیٰ ترین کتاب صحیح بخاری ہے اسی طرح چاروں فقہوں میں اعلیٰ ترین فقہ "فقہ حنفی" ہے تو کیا اس فیصلہ کرنے کے لئے کوئی ہمارے ساتھ تیار ہے؟ کہ سند کی بحث میں بخاری کی سند کو اعلیٰ مانا جائے اور جب احکام کی بات آئے تو اس میں امام ابو حنیفہؒ کے علاوہ کسی اور کی نہ مانی جائے۔

اصح ہونے کا صحیح مطلب؟

جب تم اصح ہونے کا یہ مطلب لیتے ہو (حالانکہ جو مطلب یہ غیر مقلدین لیتے ہیں کہ اس کے مقابلے میں کوئی اور حدیث نہ مانی جائے) جبکہ یہ مطلب تو خود امام بخاریؒ بھی نہیں مانتے چنانچہ باب الفحلہ میں امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ آیا ان

کا پردہ ہے یا نہیں؟ تو فرماتے ہیں کہ وہ حدیث انسؓ ہے جس میں آیا ہے کہ ران کا پردہ نہیں ہے یہ بہت زیادہ صحیح سند والی روایت ہے لیکن اس کے مقابلے میں وہ حدیث جس میں اس کے "پردہ" ہونے کا ذکر ہے وہ ضعیف سند کے ساتھ ہے لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ پردہ کرنے والی (ضعیف السند حدیث) پر ہی عمل کیا جائے۔ اسی بخاری شریف میں کئی اور حدیثیں ہیں کہ اگر ادخال ہو انزال ہو تو غسل فرض نہیں ہوتا لیکن امام بخاریؒ غسل فرض ہونے کی صریح روایت نہ لانے کے باوجود فرماتے ہیں کہ غسل پر عمل لازم ہے..... اس لئے جو یہ مطلب لیتے ہیں میں ان سے کہا کرتا ہوں کہ اصح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صحیح بخاری کے مقابلے میں کوئی اور حدیث نہ مانی جائے تو پھر یہ بھی کہو کہ جب احکام کی بات آئے گی تو چونکہ امام ابو حنیفہؒ کے استاد ہیں اس لئے ان کے مقابلے میں کسی اور فقیہ کا استنباط کردہ حکم بھی نہ مانا جائے..... یا تو اصول ایک ہی رکھا جائے (تاں ۱) یہ دو کشتیوں میں پاؤں نہیں ہوتا چاہئے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے ان کو جو مقام عطا فرمایا ہے (وہ بہت اعلیٰ مقام ہے)۔

صحیح بخاری کا انتخاب چھ لاکھ احادیث سے کیا گیا

سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو محنت فرمائی۔ چھ لاکھ احادیث میں سے اس کتاب کا انتخاب فرمایا اور اتنا حافظہ تھا کہ سوا احادیث میں امتحان لیا گیا اور آپ نے تمام سندیں بالکل صحیح صحیح بنادیں۔

امام بخاریؒ کی قبر روضۃ من ریاض الجنۃ ہے

امام بخاریؒ کا جب دصال ہوا تو جیسا کہ آپ احادیث میں پڑھ آئے ہیں کہ یہ جو قبر ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوتی ہے۔ میرے عیرومرشد شیخ النذیر سلطان العارفين حضرت لاہوریؒ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اگر دل کی آنکھیں کھل جائیں تو قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے پتہ چلتا ہے کہ (واقعی) یہ جنت کا باغ ہے یا دوزخ کا گڑھا؟

(۱) کے ساتھ ان کی قبروں میں ہوا کہ انکی قبور سے ہزاروں لوگوں نے خوشبوئیں
کھیں ہیں تو مقصد یہ ہے کہ یہ تقریب صحیح بخاری شریف کے بارے میں ہے اس لئے
طلباہ کے سامنے میں نے ایک دو باتیں رکھیں ہیں کہ:

(۱) احکام میں ہم فقہاء کرام کے پابند ہیں۔

(۲) ... سند میں محدثین کے پابند ہیں ہم کسی کا حق چھیننے کے لئے تیار نہیں اور کسی کا
دوسرے کو دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ سیدنا امام عظیم ابوحنیفہ اور فقہاء نے ہمیں
کل دین دیا تمام فرائض ہم تک صحیح پہنچائے ہیں۔

ام محدثین کسی نہ کسی امام کے مقلد تھے

محدثین نے یہ کوشش نہیں کی کہ تمام مسائل کو جمع کیا جائے بلکہ سارے کے
سارے محدثین خود کسی نہ کسی امام کے مقلد تھے کیونکہ محدثین کے حالات میں چار قسم
کی کتابیں ملتی ہیں (۱) طبقات خلیفہ (۲) طبقات مالکیہ (۳) طبقات شافعیہ
(۴) طبقات حنابلہ۔ ”طبقات غیر مقلدین“ نامی کتاب محدثین کے حالات میں آج
دنیا میں نہیں لکھی گئی۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

استغفر الله تعالیٰ ربی من کل ذنب واتوب الیہ

(بشکریہ ماہنامہ النیر)

حضرت امام بخاریؒ کو جب قبر میں اتارا گیا تو یہ تو آپ نے پڑھا کہ جنت
روح الريحان ہے خوشبوئیں ہی خوشبوئیں ہیں اور یہی قبر جس کا دنیا (مراد مٹنی پاری
اور ممانی حضرات ناقل) آج انکار کر رہی ہے جنت کا باغ ہے۔ تو بعض اوقات
جنت کی یہ خوشبو اتنی مٹکتی ہے کہ وہ برزخ کا پردہ پھاڑ کر باہر بھی آ جاتی ہے۔ امام
بخاریؒ کو جب قبر میں رکھا گیا تو اتنی خوشبو پھیلی کہ وہ برزخ کے پردے سے باہر آئی
اور لوگ سوگھ رہے تھے کہ واقعی یہ قبر ہے کہ جسے روضۃ من ریاض الجنۃ کہا جاتا
ہے۔ اور سارے ہی کہہ رہے تھے کہ یہ خوشبو ان خوشبوؤں میں سے نہیں ہے جو دنیا
میں موجود ہے^(۱)۔

اکابر علمائے دیوبند کی قبروں سے جنت کی خوشبو

یہی حال ہمارے بہت سے اکابر (حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، شیخ
الحیدر مولانا محمد موسیٰ خان روحانی البازئیؒ، شیخ الحیدریت مولانا سبحان محمود صاحبؒ

(۱) پورا واقعہ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

”وذا نقاری کا کہنا ہے کہ میں نے غائب بن جبریل سے سنا جن کے ہاں امام بخاری رحمہ اللہ غرغک میں قیام
پاؤ تھے وہ کہہ رہے تھے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو ہمارے ہاں خیمہ ہے وہ چنے چندی دن گزرے کہ آپ تیار ہو گئے
اسی اثنا میں اہل شرف نے ایک قاصد بھیجا کہ آپ ہمارے ہاں ملیں آئیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ اگلے اگلے پر جانے کے لیے تیار ہو گئے، موزے پہن لیے، عمامہ باندھ لیا، سواری پر سوار ہونے
کے لیے میں قدم چلے ہوں گے (میں ان کا بازو پکڑے ہوئے تھا) کہ فرمایا: مجھے چھوڑ دو میں بہت کمزور ہو گیا ہوں
میں نے چھوڑ دیا آپ نے کچھ دعا پڑھیں اور لیٹ گئے اسی شیخ آپ کا انتقال ہو گیا وقت ہو جانے کے بعد
آپ کے جسم القدس سے بہت زیادہ پیدھ لگا، امام بخاری رحمہ اللہ نے ہمیں وصیت کی تھی کہ مجھے تین کپڑوں میں لپیٹ
دینا جن میں عمامہ اور ٹیٹیں نہ ہو چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا، ہم نے آپ کو قفطانے اور نماز پڑھنے کے بعد قبر میں اتارا
تو قبر سے نہایت ہی بہترین خوشبو نکل پھیلی اسی اور کئی دوسری جگہیں رہی، ٹوٹ آپ کی قبر سے مٹی لے جانے لگے
یہاں تک کہ ہمیں جگر کی محاذت کے لیے اس پر ایک جالی دار لٹکائی رکھی پڑی۔

تمہید

دوستو بزرگو! تھوڑے سے وقت میں دو تین باتیں میں نے آپ حضرات کے سامنے رکھی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ نے اپنی ساری مخلوقات میں سے ہمیں انسان بنایا جو اشرف المخلوقات ہے اور پھر انسانوں میں بے مسلمان بنایا۔ اگرچہ دنیا میں بہت سے دین ہیں لیکن سچا دین صرف اور صرف اسلام ہے۔ آپ یہ کہیں گے ہر دین والا اپنے دین کو سچا کہتا ہے تو اگر آپ اپنے دین کو سچا کہہ رہے ہیں تو کوئی نئی بات ہے۔ تو میں یہ عرض کر دوں گا کہ کہنے کو تو سب کہہ رہے ہیں۔ لیکن چار سوالوں کا جواب کسی دین کے پاس نہیں۔ میں اختصار کے ساتھ اس کو عرض کرتا ہوں۔

ما لکیر نبوت

پہلا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام بھیجے۔ انہوں نے آکر اللہ تعالیٰ کے پیغامات سنائے۔ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام تعریف لائے لیکن ان کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام میں سے کتنے نبی ہیں جنہوں نے ساری دنیا کے نبی ہونے کا دعویٰ فرمایا؟ ساری دنیا یقیناً اسی ایک پیغمبر کو تلاش کرے گی جنہوں نے ساری دنیا کو اپنے دامن میں آنے کی دعوت دی ہو۔ اب اس تلاش میں جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے پیغمبر دنیا میں شریف لائے وہ ایک ایک قوم یا ایک ایک علاقے کی طرف نبی بن کر آئے کسی ایک سے بھی ساری دنیا کے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں فرمایا۔ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام میں سے صرف ایک پیغمبر ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جنہوں نے دنی دنیا کے نبی ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اب ظاہر ہے کہ دنیا انہی کے دامن میں مائے گی جو (ساری) دنیا کو بلارہے ہیں پکار رہے ہیں۔ مویٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام یہ فرماتے ہیں ایک کنعانی عورت آتی ہے اور

غیر مقلدین کے چہ نمبر

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده
ولا نبوة بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاسعدوا بالله من الشيطان الرجيم.

بسم الله الرحمن الرحيم.

ان الدين عند الله الاسلام. وقال في مقام آخر: فاسئلوا

اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون.

صدق الله مولانا العظيم. وبلغنا رسوله النبي الكريم.

ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين.

والحمد لله رب العالمين. رب اشرح لي صدري ويسر

لي امرى واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي رب زدني

علما و ارزقني فهما. سبحانك لا علمنا الا ما علمتنا

انك انت العليم الحكيم. اللهم صلي على سيدنا و

مولانا محمد و على آل سيدنا و مولانا محمد و بارك

وسلم وصل عليه.

جیسے ہر زمانے میں لوگ نیک لوگوں سے دعائیں کرواتے ہیں وہ بتا رہی اس نے ہم کیا اے داد علیہ السلام کے بیٹے! میں بتا رہا ہوں آپ میرے لئے دعا فرما میں اللہ تعالیٰ مجھے صحت عطا فرما دے۔ اب یہ دعا کی درخواست کرنے والی عورت آہمہ السلام کی اولاد میں سے تھی لیکن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے نہیں تھی اسرائیل میں سے نہیں تھی دوسرے خاندان سے تھی۔ تو آپ نے دعا کرنے کی ہدایت فرمایا:

”اے عورت! میرے سامنے سے دور ہٹ جا۔ میں بیڑوں کی روٹی کٹوں کو اٹالنے نہیں آیا میں بنی اسرائیل کی کھوٹی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔“

(انجیل متی۔ باب ۱۵، ۲۳، ۲۶، ۲۷)

تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا تک کرنے سے انکار فرما دیا اور فرمایا بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے سوا میں کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ آپ میں سے کسی اگر انجیل دیکھی ہو تو عیسائی اسی فقرے کی تصویر (ہائیل کے) باہر مائل پر بنایا کریں کہ بھیڑیں چر رہی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام نے ایک لاشیٰ کندھے پر رکھی ہوئی اور بنی اسرائیل کی بھیڑوں کو چرا ہے ہیں۔

ایک لطیفہ

اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ کالج میں ایک مولوی صاحب کا لڑکا اور ایک پادری کا لڑکا (ساتھ) پڑھا کرتے تھے۔ کبھی جلسہ ہوتا تو مولوی صاحب کا لڑکا پادری کے لڑکے کو ساتھ لے آتا کہ بھی ہمارا جلسہ ہے..... وہ آ جاتا۔ دو چار طالع اس نے سنے ان کی بھی کنوژن آ گئی۔ اس نے کہا میں تمہارے جلسے سنتا رہا ہوں ہمارا (بھی) جلسہ ہے۔ (مولوی کے لڑکے نے کہا) چلو دیکھیں گے کیا ہوتا ہے ہمارے ملک میں عیسائیوں کے چار فرتے ہیں۔ تو وہ کیتھولک فرتے کا لڑکا تھا۔ اس کے ہاں ایک مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ سال کے بعد جیسے آپ ایمان تازہ کرتے ہیں قرآن

پاک کی تلاوت کر کے روزانہ کلے شریف کا ذکر کرتے ہیں، رُود پاک پڑھتے ہیں اللہ کی یاد و استغفار کرتے ہیں جس سے دل کا رنگ دھلتا ہے۔ اور ایمان میں تازگی اور بشارت پیدا ہوتی ہے۔ ان (عیسائیوں) کے ہاں ایمان تازہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سال کے بعد جب جلسہ ہو تو مرد و عورت قطار میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور پادری بیٹھ جاتا ہے وہ پادری یوں سامنے سے آتے ہیں اور یوں جھک جاتے ہیں۔ مرد ہو یا عورت۔ پادری کہتا ہے آپ کون ہیں؟ وہ کہتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت..... میں خداوند یسوع مسیح کی بھیڑ ہوں..... تو ان کا عقیدہ ہے کہ اتنا کہنے سے ایک سال کے لئے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ اگلے سال زندہ رہے تو پھر تازہ کر لیں گے۔

اب مولوی صاحب کا لڑکا یہ دیکھ رہا تھا کہ پہلے کبھی ایسا انداز دیکھا نہیں ایمان تازہ کرنے کا۔ اور یہ بھی سوچ رہا ہے کہ یہ ایمان تازہ کرتے رہیں اور میں ایسے ہی رہ جاؤں بغیر تازہ کئے یہ بھی اچھی بات نہیں۔ تو وہ بھی دیکھا دیکھی کھڑا ہو گیا قطار میں۔ پتے پتلے جب پادری کے سامنے آیا تو بجائے جھکنے کے یوں اکڑ کر کھڑا ہے۔ پادری نے سوچا کوئی نیا آدمی ہے جسے آداب کا علم نہیں۔ اس نے کہا چلو کھڑے سے ہی پوچھ لیتے ہیں۔ پوچھا آپ کون؟..... اس نے کہا: ”میں محمدی میٹھا ہوں۔“

آخر اللہ تعالیٰ نے ساری بھیڑیں تو دنیا میں پیدا نہیں فرمائیں نا۔ میٹھے بھی تو پیدا فرمائے ہیں نا۔ تو اس نے بھی بہر حال اپنا ایمان تازہ کر لیا۔ مقصد یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

”میں بنی اسرائیل کی کھوٹی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔“

اور یہودی بھی یہی کہتے ہیں۔

ایک ہی پیغمبر ہیں محمد رسول اللہ ﷺ جنہوں نے آکر بتایا اللہ رب العالمین ہے، مجھے اللہ تعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ ایک ہی نبوت ہے جس کے لئے نہ کوئی جغرافیائی باڈر ہے کہ اس بارڈر تک آپ کی نبوت ہے آگے کسی اور نبی کی نبوت ہوگی۔ ناکوئی تاریخی قید اور حد ہے کہ فلاں صدی تک تو آپ کی نبوت ہے اور

اس کے بعد کوئی اور نبی آجائے گا اور آپ کی نبوت کا دور ختم ہو جائے گا۔

تکمیل دین

تو ساری دنیا کو بلانے والے کتنے نبی ہیں؟ صرف ایک حضرت محمد ﷺ۔
آپ نے ایک ایسا اعلان فرمایا جو کسی پہلے نبی نہیں کیا۔ وہ کیا تھا۔

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام ديناً۔^(۱) (المائدہ: ۳)

تکمیل دین کا اعلان آپ ﷺ سے پہلے کسی بھی پیغمبر نے نہیں فرمایا۔ تو نبی اقدس ﷺ۔ آپ نے ساری دنیا کو بلایا۔ اگر ایسے دو نبی مل جاتے تو شاید انکیشن کی ضرورت پڑ جاتی۔ اب نہ انکیشن کی ضرورت ہے نہ سلیکشن کی ضرورت ہے ایک ہی سیٹ ہے اور ایک ہی پیغمبر ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔

نبوت نبوی ﷺ کی دائمی دلیل

آپ کہیں گے آج کل دنیا پڑھی لکھی ہے دلیل کے بغیر بات نہیں مانتی حضرت محمد ﷺ آپ کے نبی ہونے کی کوئی دلیل ایسی ہے جو آج بھی دنیا کو دکھائی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پاک پیغمبر صیحہ ان کو معجزات عطا فرمائے جو ان کے سچے نبی ہونے کی دلیل تھے لیکن حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے پیغمبر دنیا میں تشریف لائے۔ ان کے معجزے سنائے تو جاسکتے ہیں لیکن کوئی معجزہ آج ہاتھ میں پکڑایا اور دکھایا نہیں جاسکتا۔ ان کے معجزات برحق تھے وہ انکے سچے نبی ہونے کے دلائل تھے لیکن معجزات کو دنیا میں باقی نہیں رکھا گیا۔ واقعات پڑھ جاسکتے ہیں سنائے جاسکتے ہیں کیونکہ ان کی نبوتوں کا دور ختم ہو چکا اسلئے اب جب انکی نبوت باقی نہیں دور باقی نہیں رہا تو انکی دلیل بھی دنیا میں باقی رکھنے کی

ضرورت نہیں تھی۔ ایک ہی پیغمبر ہیں حضرت محمد ﷺ جن کے معجزات صرف سنائے ہی نہیں جاسکتے بلکہ آپ کا معجزہ آج بھی دکھایا جاسکتا ہے۔ اور وہ ہے قرآن پاک۔ اور انتہا عام فہم معجزہ اور بات ہے۔ (جنکی انجیا نہیں)

یہ نایک انسان نے بنایا ہے خدا نے..... جی؟ (انسان نے) کرسی یہ دیوار یہ بانس چاند سورج آپ کی قیاس یہ بھی اللہ نے (نہیں) آپ کی آنکھ نیک ٹوپی اور سر دیکھنے میں نے کچھ باتیں آپ سے پوچھی ہیں آپ نے تقسیم کردی ہیں کچھ اللہ کی (بنائی ہوئی) کچھ (بندوں کی)۔ اب کوئی آپ سے پوچھے آپکے پاس کیا دلیل ہے کہ سورج خدا کا بنایا ہوا ہے..... سر خدا کا بنایا ہوا ہے آنکھ خدا کی بنائی ہوئی ہے۔ تو صرف ایک دلیل ہے سب کے پاس۔ کہ ساری دنیا مل کر مخلوقات مل کر ایسا سورج بنانے سے عاجز ہے۔ ساری دنیا مل کر ایک انسان تو کچا گھر کی آنکھ بنانے سے بھی عاجز ہے۔ تو ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ کے کام وہ کام ہوتے ہیں کہ ساری مخلوق مل کر وہ کام نہ کر سکے..... جو پچھان اللہ کے کام کی ہے وہی پچھان اللہ کے پاک کام کی بھی ہے۔ کہ ساری دنیا مل کر اس کلام جیسا کلام (نہیں بنا سکتی)۔ اسلئے جتنا یقین ہمیں سورج کے بارے میں ہے کہ وہ خدا کا بنایا ہوا ہے۔ اپنی آنکھ کے بارے میں ہے کہ یہ خدا کی بنائی ہوئی ہے۔ اس سے بڑھ کر ہمیں یقین ہے قرآن پاک پر کہ یہ خدا کا کلام ہے کسی انسان کا بنایا ہوا (نہیں).....

جس طرح خدا کا سورج..... اس سورج جیسا سورج بنانے سے ساری دنیا عاجز ہے۔ اسی طرح خدا کے قرآن کا مقابلہ کرنے سے آج بھی دنیا عاجز ہے اور قیامت تک عاجز رہے گی۔ تو آپ کا معجزہ دنیا میں موجود ہے کہ نہیں؟ (ہے..... سامعین)

قرآن کا چیلنج اور کافروں کا عجز

میں بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور میں بیٹھا تھا۔ تو وہاں ایک نئی کتاب سامنے نظر آئی اس پر لکھا تھا "خبردار... خبردار" (دو مرتبہ) میں نے اس سے کہا یہ کوئی

(۱) ترجمہ: آج کے دن تمہارے لیے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام مہم کر دیا اور

(محمد غفر عنہ)

میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لیے پسند کر لیا۔

چونکہ اوروں کیلئے لکھی ہے کہ کتاب خبردار..... خبردار کیا نام ہے..... کتاب کا..... جی ہم میں ایک بدعتی فرقہ پیدا ہو گیا ہے انکے رد میں لکھی ہے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ (کس فرقہ) کے رد میں ہے میں نے اٹھائی۔ میں نے کہا کہ اصل تو عیسائی فرقہ وہی ہے۔ (جسکے رد میں یہ کتاب لکھی گئی ہے) کیونکہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔ بلکہ خدا کا نبی مانتے ہیں۔ اب یہ لوگ ان کو بدعتی کہتے ہیں اور اس فرقہ کو بدعتی سمجھا جاتا ہے۔ تو اس قسم کی باتیں۔ کتابیں وہ عجیب و غریب لکھتے ہیں اور کتابیں بھی نہیں لکھتے ہیں نہ کہا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ نہیں فرمایا تھا کہ دس میں سو پچاس کتابیں اسلام کے خلاف لکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ چیلنج دیا ہے کہ قرآن پاک کے مقابلہ میں ایک چھوٹی سی سورت بنا کر لے آؤ۔ سورہ کوثر ڈیڑھ سطر میں اور ایک سطر میں بھی لکھی جاسکتی ہے۔ لکھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ صرف اتنی ایک سطر قرآن پاک کے مقابلہ میں لے آؤ۔ آپ بتکڑوں صفحات کی کتابیں اسلام کے خلاف لکھ رہے ہیں لیکن قرآن کا یہ چیلنج آپ کیوں قبول نہیں کرتے؟ اس نے کہا کہ اس سے آج بھی ہم عاجز ہیں اور قیامت تک عاجز رہیں گے۔

تو باقی انبیاء علیہم السلام کے معجزات سنانے تو جاسکتے ہیں لیکن دکھانے (نہیں جاسکتے)۔ ایک نبی ہے جن کی دلیل نبوت آج بھی دنیا میں موجود ہے کیوں؟ ان کی نبوت کا دور باقی ہے۔ اور باقی انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا دور ختم ہو چکا ہے۔ دعویٰ بھی ہو گیا اور دلیل بھی ہو گئی۔

عیسائیوں کا بھڑ

اب دلیل کے بعد تیسری بات یہ ہے کہ خدا کے پاک پیغمبر جو تعلیمات اور خدا کا پیغام لائے ہیں وہ محفوظ ہے ساری عیسائی دنیا ل کر تو ریت کے پائچوں حصے پڑھ لے تو وہ یہ نہیں بتا سکتی کہ عیسیٰ علیہ السلام جب اللہ کے سامنے سر سجدہ ہوتے تو کون سی تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ نماز کا طریقہ وہ قطعاً نہیں بتا سکتے کہ عیسیٰ علیہ السلام کس طرح اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ عیسائی چاروں انجیلیں پڑھ لیں..... پولوس کے

سارے خطوط پڑھ لیں..... اور رسولوں کے اعمال بھی پڑھ لیں۔ یوحنا کا مکالمہ بھی پڑھ لیں۔ لیکن وہ یہ نہیں بتا سکتے کہ عیسیٰ علیہ السلام جحدے میں کون سی تسبیح اور کون سا ذکر پڑھا کرتے تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں میں نے پوری سے مناظرے میں کہا تھا کہ اگر قرآن اور احادیث میں عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہ آ جاتا تو آج دنیا یہ مانتے کے لئے بھی تیار نہ ہوتی کہ عیسیٰ نامی کوئی شخص دنیا میں پیدا ہوئے تھے ان کے نام کو اگر زندہ رکھا ہے تو قرآن پاک نے زندہ رکھا ہے..... ایس این البرٹ نے کتاب لکھی ہے اور نام اس نے رکھا ہے پوری نے ”سیخ کی شان ازردے قرآن“ وہ قرآن کو چھوڑ کر سیخ کی شان لکھ سکتے ہی نہیں ہیں لیکن موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات تو کہاں محفوظ رہیں جن زبانوں میں وہ کتابیں نازل ہوئی تھیں وہ زبانیں دنیا میں مردہ بن چکی ہیں۔ آج دنیا میں کوئی ملک تلاش کریں صوبہ تلاش کریں، قلع تلاش کریں، تحصیل تلاش کریں، ایک تھانہ بھی ایسا نہیں ملے گا جہاں عبرانی زبان بطور زندہ زبان کے بولی جاتی ہو۔ تو جب زبانیں ہی اللہ نے مردہ کر دیں۔ اب ان مردوں کو زندہ کرنے کی طاقت کسی انسان میں نہیں ہے۔ وہ جتنے خشک ہو چکے۔ آج ایک ہی آب حیات کا چشمہ ”قرآن پاک“ ہے جس سے یہ ابلی حاصل کی جاسکتی ہے۔ ہاں جو بے چارے نادانق ہیں وہ خشک چشمے کی ریت کو پانی کی چمک سمجھ کے جارہے ہیں لیکن پیاسے مرتے جارہے..... دعا کرو اللہ تعالیٰ سب کو اس آب حیات کی طرف آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حفاظت اسلام

تو ان (انبیاء) کی تعلیمات محفوظ نہیں لیکن ہمارے پاک پیغمبر ﷺ آپ کی عبادات تو عبادات عادات تک محفوظ ہیں اور مسلمان فخر سے یہ کہتا ہے کہ ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کی سیرت پاک کا ایک لفظ بھی آج تک دنیا کی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوا۔ تو تعلیمات کتنے نبیوں کی محفوظ ہیں ایک ہی پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی۔

ختم نبوت

ایک چھوٹا سا کھٹکا دل میں رہ گیا کہ نبی ایک ہی جو ساری دنیا کا نبی و نسل بھی ایک ہی نبی کی آج دنیا میں موجود اور تعلیمات بھی ایک ہی پیغمبر کی دنیا میں محفوظ ہیں۔ اب یہ ہے کہ موعیٰ علیہ السلام خدا کے سچے نبی تھے یا نہیں؟ (تھے)..... موعیٰ علیہ السلام کو ماننے والے تھے یا جھوٹے؟ (سچے)..... لیکن جب موعیٰ علیہ السلام آگئے تو موعیٰ علیہ السلام کو مانتے ہوئے بھی وہ لوگ کافر قرار دے دینے لگے ایسا ہی ہوا۔ تو سچے نبی کے ماننے والوں پر ایسا وقت آ جاتا ہے کہ کل جو ان کا ایمان تھا آج اس کا نام کفر بن گیا۔ ہم نے پیغمبر تو تلاش کر لئے لیکن ایسا نہ ہو کہ ان کے بعد کوئی اور نبی کہیں آ گیا ہو یا آنے والا ہو۔ اور ہم یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح اس ایمان پر رہتے ہوئے بھی کافر قرار دے دیئے جائیں۔ اسلئے ایک اور ضروری چیز کی تلاش ہے کہ جس نبی کو ساری دنیا مانے اس نے اپنے ”خاتم النبیین“ ہونے کا اعلان بھی کر دیا ہو۔ تاکہ یہ خدشہ ہی دل سے نکل جائے کہ اب کوئی بعد میں بھی آنے والا ہے جس کا انتظار ہے تو سارے نبی حضرت آدم علیہ السلام سے موعیٰ علیہ السلام تک ان کو نبی ماننے سے ایمان پورا ہو جاتا ہے لیکن حضرت محمد ﷺ کو صرف نبی ماننے سے ایمان پورا نہیں ہوتا جب تک آخری نبی نہ مانا جائے اور ان کی ختم نبوت پر ایمان نہ رکھا جائے۔

تو یہ چار سوالات وہ ہیں کہ دنیا کا کوئی مذہب ان چار سوالات کا جواب نہیں دے سکتا وہ عاجز ہیں۔ اس لئے ہم علی وجہ اجمیرت کہتے ہیں کہ:

ان الدین عند الله الاسلام (آل عمران ۱۹) اسلام کے سوا اب سچا دین جو ہے وہ دنیا میں کوئی بھی موجود نہیں ہے ہمارے نبی اقدس ﷺ نے تکمیل دین کا اعلان فرمایا۔

اہل سنت والجماعت

اور پھر ہم اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے اہل سنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی۔ جو ناجی جماعت ہے۔ نجات پانے والی جماعت۔ ہم اہل سنت والجماعت حقی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمیں اپنے نام کے

بارے میں تھوڑا سا اتنا تو یاد ہونا چاہئے کہ ہم جب اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں..... اس کا مطلب کیا ہے؟..... جب والجماعت کہتے ہیں..... اس کا فائدہ کیا ہے؟ جب حنفی کہتے ہیں..... اس کا مقصد کیا ہے؟

تکمیل دین

جب ہم اپنے آپ کو ”اہلسنت“ کہتے ہیں تو اپنی نسبت نبیوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے جوڑتے ہیں کیوں؟ آپ نے تکمیل دین کا اعلان فرمایا اور آپ کا طریقہ آج تک محفوظ ہے۔ تکمیل دین کا اعلان کس نے فرمایا؟ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے۔

تکمیل دین

ہمارے نام کے ساتھ جو لفظ ”والجماعت“ ہے اس میں ہماری نسبت نبی پاکؐ کے صحابہؓ اور اہل بیتؓ کی طرف ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس طرح ہمارے نبی پاکؐ سارے نبیوں سے افضل ہیں اس طرح ہمارے نبی پاکؐ کے صحابہؓ اور اہل بیتؓ تمام انبیاء کے صحابہؓ اور اہل بیتؓ سے زیادہ شان والے ہیں۔ ان سے بھی اللہ نے وہ کام لیا جو پہلے انبیاء علیہم السلام کے صحابہؓ سے نہ ہو سکا وہ کیا تھا؟..... ”تکمیل دین“..... کونسا کام لیا؟

ليمكن لهم دينهم الذي ارتضى لهم (النور: ۵۵)

اتنا مضبوطی کے ساتھ دنیا میں (دین کا) جم جانا کہ قیامت تک کافر ہلاتے رہیں وہ بل نہ سکے۔ تو ”تکمیل دین“ قرآن کہتا ہے کہ خلافت کے دور میں اللہ تعالیٰ اس دین کو مضبوطی سے دنیا میں قائم فرما دیگے۔ اور ان کی طرف نسبت ہمارے نام میں لفظ ”والجماعت“ سے ہے۔

تدوین دین

اور حنفی ہم کس کہلاتے ہیں؟ ایک کام رہتا تھا جو ابھی تک کسی نے نہیں کیا

رافضی (شیعہ) ہے۔ نہ صحابہؓ نے دین بدلا نہ ائمہؑ نے دین بدلا۔

وسوے ڈالنے کا طریقہ

اب وسوے کیسے ڈالے جاتے ہیں کہ جی آپ "حنفی ہیں یا محمدی" آپ "حنفی ہیں یا محمدی؟" اسلئے میں کہا کرتا ہوں کہ کم از کم میرے پاس دوسری جماعت پڑھ لیجئے تو اردو لفظ "یا" کا صحیح استعمال آجاتا۔ کہ کہاں استعمال کیا جاتا ہے یہ یہ سوال ہی غلط ہے۔ آپ کہیں گے اچھا طریقہ جسکا جواب نہ آیا اسکو غلط کہہ دیا آسان طریقہ ہے نا..... نہیں آپ سے کہلو اؤنگا کہ یہ غلط ہے۔ ابھی آج ہفتہ ہے یا اتوار؟ (اتوار..... سامعین) آج رات اتوار کی ہے یا فردی کی؟..... جی!..... اب آپ دیکھ لیں کہ یہ ہے "غیر مقلدوں" والا سوال جسکو اتنی بھی عقل نہیں کہ فردی میں بھی راتیں آتی ہیں..... اچھا!..... ابھی آپ پنجاب میں بیٹھے ہیں یا سرحد میں؟ (پنجاب میں..... سامعین) جی! پنجاب میں..... تو آپ پنجاب میں بیٹھے ہیں یا پاکستان میں؟..... جی! پہلا سوال صحیح تھا نا دونوں صوبے تھے..... دونوں میں یا کا لفظ آئے سوال صحیح ہے۔ (اچھا) آج ہفتہ ہے یا اتوار..... دو مہینوں میں یا آئے آپ کہیں گے کہ سوال صحیح ہے۔ لیکن ایک طرف دن لگا دیا دوسری طرف مہینہ تو آپ سمجھیں گے کہ یہ سوال غیر مقلدوں والا ہے..... ملکوں میں یا آئے کہ آپ پاکستان میں بیٹھے ہیں یا بھارت میں..... آپ کہیں گے سوال صحیح ہے دونوں طرف ملک ہیں..... صوبوں کا ذکر آئے آپ پنجاب میں ہیں یا سرحد میں؟ آپ کہیں گے سوال صحیح ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ آپ پنجاب میں بیٹھے ہیں یا پاکستان میں..... تو کہیں گے یہ کون ہے کہ جس کو اتنا بھی پتا نہیں کہ پنجاب پاکستان کا صوبہ ہے۔ تو یہ سوال غلط ہے یا صحیح؟..... (غلط..... سامعین) تو یاد رکھیں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مجتہد اور امام ہیں۔ امام کے مقابلہ میں امام کے نام سے یا آئے گا کہ آپ حنفی ہیں یا شافعی؟۔ ہماری کے ساتھ یا گئے تو یوں پوچھا جائے گا کہ آپ محمدی ہیں یا موسوی؟ دونوں طرف نبی ہونے چاہئیں نا لیکن یہ پوچھنا کہ آپ حنفی ہے یا محمدی..... یہ خالص "غیر مقلدیت"

اور وہ کام اللہ تعالیٰ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے لے لیا..... آپ سے پہلے (یہ کام) کسی نے نہیں کیا تھا..... آپ حیران ہو گئے کہ وہ کون سا کام تھا؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نمازیں نہیں پڑھتے تھے؟ روزے رکھتے تھے؟ سب کچھ کرتے تھے لیکن ایک کام نہیں ہوا تھا جو سب سے پہلے اسلام میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اس کا نام ہے "تدوین دین"..... نمازیں پڑھی جاتی تھیں لیکن نماز کا طریقہ ترتیب سے لکھا ہوا نہیں تھا کہ شریف کتنی ہیں؟..... ارکان کتنے ہیں؟ واجبات کتنے ہیں؟ سجدہ سو کہاں کہاں آئے گا؟ وضو کیا ضرور جاتا تھا لیکن وضو کا طریقہ مدون نہیں تھا مرتب نہیں تھا..... تو ہمارے امام نے کونسا کام کیا جو پہلے نہیں تھا..... (وہ تھا) تدوین دین.....

اہل سنت والجماعت حنفی..... اہل سنت میں ہماری نسبت اللہ کے نبی پاکؐ کی طرف ہے جو "دین کی تکمیل" کا اعلان کرنے والے ہیں والجماعت میں صحابہؓ کی طرف "تمکین دین" کا کام جن سے اللہ نے لیا اور حنفی میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن سے اللہ نے "تدوین دین" کا کام لے لیا۔

عام فہم

شاید یہ عربی الفاظ آچکے یا نہ رہیں..... بعض دوست جو ہیں۔ اردو میں ترجمہ ہی عرض کر دیتا ہوں..... نبی (ﷺ) دین کے لانے والے..... جن کی طرف نسبت اہل سنت ہے۔ صحابہؓ دین کے پھیلانے والے..... جن کی طرف نسبت "والجماعت" ہے۔ امام دین کے لکھوانے والے جن کی طرف نسبت "حنفی" کے نام سے ہے۔

بڑا اور چھوٹا رافضی

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں صحابہؓ نے دینی پھیلایا جو نبی پاکؐ لائے تھے یا نبی بنا کے پھیلایا؟..... (وی پھیلایا..... سامعین)۔ اماموں نے دینی لکھوایا جو نبیؐ اور صحابہؓ والا طریقہ تھا یا نبی بنا کر لکھوایا..... (وی لکھوایا..... سامعین) جو یہ کہے صحابہؓ نے نبی پھیلایا وہ بڑا رافضی (شیعہ) ہے۔ جو کہے کہ امامؑ نے نبی بنایا وہ چھوٹا

ہے۔ جن کو اپنی زبان کا لفظ "یا" صحیح استعمال کرتا نہیں آتا وہ کہتے ہیں ہمیں قرآن ابوحنیفہ سے زیادہ آتا ہے۔ ہمیں حدیث امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ آتی ہے۔ اچھا اندازہ لگائیں جو ایک اپنی زبان کا لفظ صحیح استعمال کرنے پر قادر نہیں وہ دین کے مفکیدار ہیں۔ تو ہم ہیں اہل سنت والجماعت خفی

ایک اور انداز سے

یہ سوال اور ایک مثال عرض کردوں یہ ایسا ہی بیوقوفوں والا سوال ہے کہ آپ خفی ہیں یا محمدی؟ جیسے ایک آدمی حدیث پڑھے اس میں یہ تو پوچھ سکتے ہیں کہ مولانا! یہ حدیث بخاری کی ہے یا ترمذی کی؟ لیکن اگر کوئی یوں پوچھے کہ یہ حدیث بخاری کی ہے یا نبی پاک کی؟ تو پھر غلط ہوگا سوال یا نہیں ہوگا۔ (غلط سامعین) یہ قاری عاصم کی قرأت ہے یا قاری تمزہ کی؟ یہ سوال صحیح ہے دونوں طرف قاری ہیں نا۔ اور اگر کوئی پوچھے کہ یہ قاری عاصم کی قرأت ہے یا اللہ کے نبی کی؟ تو قاری عاصم تو قرأت پہنچانے والے ہیں کوئی نبی قرأت بنانے والے نہیں ہیں۔ تو یہ سوال غلط ہے۔

تظہیر دین

اور دیکھئے ایلچہر "دیوبند" کا نام بھی بار بار آ رہا ہے۔ آپ اب پوچھیں گے کہ دیوبند کے علماء نے کونسا کام کیا کہ لوگ اپنے آپ کو "دیوبندی" بھی کہنے لگ گئے چلو پہلے کام تو پورے ہو جائے ہیں سارے۔ "تجلیل دین" کا اعلان اللہ کے نبی پاک نے فرمایا۔ "تمکین دین" کا صحابہ کے ذریعے۔ نبی دین کے لانے والے صحابہ پھیلائے والے اور "تدوین دین" کن کے ذریعے ہوا ائمہ کے ذریعے تو علماء دیوبند نے کونسا کام کیا ہے کہ لوگ اپنے آپ کو دیوبندی بھی کہتے ہیں۔ تو وہ بھی لفظ یاد رکھیں لیں۔ علماء دیوبند نے جو کام کیا اس کا نام ہے "تظہیر دین"۔ اللہ کے نبی کی (سنت کی) طرف ہر جب و ہر طرف سے حملے ہونے لگے (غیر مقلدوں نے اپنا نام ابجدیث رکھ کر حدیث پر جھوٹ بولا۔ اور بریلویوں نے بدعات کے ذریعے

سنت کو مٹانے کی کوشش کی تو ایسی صورت میں علمائے دیوبند نے سنت کو صاف مٹا کر کے ہیٹ باقی رکھا۔۔۔ (ناقل) ہم اہل سنت والجماعت ہیں ہمیں دونوں طرف لڑنا پڑتا ہے سنت کو بچانے کے لئے۔

عام فہم مثال

اس کو ایک عام فہم مثال سے سمجھیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ وہ کیا چاہتے ہیں؟ ہم کیا چاہتے ہیں؟

آپ کے ملک میں ایک نوٹ سو روپے کا چلتا ہے۔ ٹھیک ہے ایک نوٹ چند سال پہلے چلتا تھا برصغیر حکومت نے اسکو (ختم کر دیا) لیکن کئی لوگوں کے گھروں میں اب بھی وہ نوٹ روہ گئے ہیں۔ تبدیل نہیں ہو سکے۔ تاریخ گزر گئی۔ اور ایک نوٹ سو روپے کا پانچ سو روپے کا۔۔۔ پانچ پانچ پیسے ہمیں عید کے دن ملا کرتا ہے اور عید مبارک بھی لکھا ہوتا ہے۔ تین قسم کے نوٹ ہوتے ہیں نا؟ ہماری مثال تو اس نوٹ کی ہے جو اب بھی بینک اور بازار میں چل رہا ہے۔ وہ (غیر مقلد) پرانا (منسوخ) نوٹ دے کر نیا نوٹ ہم سے چھین کر فراز کرنا چاہتے ہیں اللہ اس فراز سے بچائے (آمین)۔ وہ (بریلوی) پانچ پیسے کا جعلی نوٹ دے کر ہم سے پانچ سو کا اصل نوٹ چھیننا چاہتے ہیں۔ وہ بھی فراز ہے یہ بھی فراز ہے۔ ہم کہتے ہیں جو اصل کرنسی ہے وہی سب کے پاس ہونی چاہئے۔ تو ان سب سے بچانے کے لئے علمائے دیوبند جو کام کر رہے ہیں اس کا نام ہے "تظہیر دین" ہم اہلسنت والجماعت خفی دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔

تو اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے ہم کو "مسلمان" بنایا اور مسلمانوں میں سے "اہل سنت والجماعت" بنایا اور پھر ان میں سے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد "خفی" بنایا۔

اللہ تعالیٰ کے انعامات

ہمیں تو کئی شکر ادا کرنے پڑتے ہیں اللہ کے (کیونکہ) اللہ کے انعام ہم پر

زیادہ ہیں؟ ہمارے نبی سارے نبیوں سے افضل..... نہیں ہے بات یا غلط؟
ایک دن صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضرت سارے ہی اپنے پیرو، استاذ، نبی کو اونچا کہا کرتے ہیں تو کوئی عام فہم سی دلیل ہمیں بتادیں کہ ہم دلیل سے بتا سکیں کہ ہمارے نبی سارے نبیوں سے افضل ہیں تو آپ نے دلیل کیا سمجھا کہ باقی نبی ایک ایک علاقے کے نبی بن کر آئے تھے مجھے خدا نے ساری دنیا کا نبی بنا کر بھیجا ہے اور عقل میں بھی آتی ہے بات۔ ایک آدمی ایک مسجد خانپور میں بنادے جتنے لوگ نماز پڑھیں گے اس کا اتنا اجر ملے گا یا نہیں (ملیگا..... سامعین) اور دوسرا دنیا کے ہر شہر میں ایک مسجد بنا دے تو اس کا ثواب زیادہ ہوگا یا اُنکا؟ (اسکا..... سامعین) جو زیادہ ہے..... اب ساری دنیا میں جس نبی کے امتی ہیں اور ایک نبی کے امتی ایک علاقے میں تو افضلیت کن کو ملے گی جو ساری دنیا کے نبی ہیں..... حضرت نے دلیل سکھائی۔ یہ دلیل مضبوط ہے یا کمزور؟ (مضبوط..... سامعین)۔ شک تو نہیں اس دلیل میں؟ (نہیں..... سامعین)۔

اسی لئے میں عرض کرتا ہوں ہمارے نبی بھی ساری دنیا کے نبی اور ہمارے امام بھی ساری دنیا کے امام۔ امام شافعیؒ کے مقلدین اور ایک وہ علاقے میں ملیں گے ساری دنیا میں نہیں ملیں گے۔ امام مالکؒ کے مقلدین ایک وہ علاقے میں ملیں گے ساری دنیا میں نہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ کے مقلدین ایک اُدھ علاقے میں ملیں گے ساری دنیا میں نہیں ملیں گے۔ لیکن وہ امام جسکے مقلدین سے دنیا کا کوئی علاقہ ہی خالی نہیں۔ وہ ایک ہی امام ہے۔ ”سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ“۔

وسوسے ڈالنے کا انداز

تو ہم تو مسلک حق پر الحمد للہ قائم ہیں۔ لیکن آج دور ہے وسوسوں کا اور وسوسے ڈالنے کے عجیب و غریب انداز ہوتے ہیں ایک بے چارہ نوجوان ہمارا دوکان دار نماز ظہر کی پڑھ کر نکلا۔ سامنے سے ایک صاحب ملے آپ کہاں سے آئے ہیں؟ جی نماز پڑھ کے آیا ہوں۔

(اس نے پوچھا): جماعت سے پڑھی اکیلے؟
(جواب دیا): جی جماعت سے پڑھی ہے۔
(اس نے پوچھا): فاتحہ پڑھی تھی؟ پیچھے؟
(جواب دیا): جی میں نے تو نہیں پڑھی۔

اب جلدی سے وہ آدمی (سوال پوچھنے والا) خود کاغذ لے کر لکھ لے گا کہ اس سے پتہ چلا کہ آپ کا عقیدہ ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ یہ خود لکھ لے گا۔ حالانکہ ہم نہیں سمجھتی کہ اب وہ کہے گا کہ میں اپنے مولوی صاحب سے وہ حدیث لاتا ہوں جس کا ترجمہ ہوگا کہ ”فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی“۔

اور تو وہ حدیث کھسکے گا جس کا ترجمہ ہو کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ اب وہ بے چارہ آئے گا بھی ایسی کوئی حدیث لکھ دو۔ ہم کہتے ہیں کہ بھی ہم جو دعویٰ کرتے ہیں اس کی دلیل کے ذمہ دار ہیں یا جو ہم پر ٹھونسا جائے اس کے ذمہ دار ہیں۔ پہلے ہم سے بات تو سنو ہم کہتے کیا ہیں؟ ہم کہتے ہیں جس طرح سنن کبریٰ بیہقی کی ج ۳ ص ۹۶ اور مدوۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۷۱، میں حدیث موجود ہے کہ حضرت پاکؐ نے فرمایا۔

لاجمعة الا بخطبة

”خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔“

آپ کے ملک میں کوئی مسجد ہے جہاں خطبہ کے بغیر لوگ جمعہ پڑھتے ہوں۔ آپ یہ مسئلہ مانتے ہیں کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا (جی..... سامعین) جو مانتے ہیں ذرا ہاتھ کھڑا کریں مجھے پتہ چل جائے (جراک اللہ ماشاء اللہ) نہیں ہے (اچھا اب وہ ہاتھ کھڑا کریں جسکو خطبہ یاد ہے۔ بھئی آپ باقی لوگ (جنہوں نے ہاتھ کھڑے نہیں کئے) جمعہ نہیں پڑھتے؟ (پڑھتے ہیں..... سامعین) آپ نے دیکھو مانا ہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا تو آپ کا تو جمعہ نہیں ہوتا نا پھر؟..... جی..... ہوتا ہے جمعہ؟ کیسے ہو جاتا ہے (سامعین..... امام پڑھتا ہے) وہ امام اپنے لئے پڑھتا ہے تمہارے لئے تو پڑھتا پڑھتا ہے۔ بھئی عجیب بات ہے کہتے ہیں امام پڑھتا ہے۔ امام پڑھتا ہے۔

ایک مناظرہ کا واقعہ

سرحد میں نجف پور کے علاقے میں ہم گئے۔ اسی مسئلہ (فاتحہ خلف الامام) پر مناظرہ تھا۔ اسے سی صاحب بھی پہنچ گئے انہوں نے آکر دونوں طرف کے علماء کو ایک کمرہ میں اکٹھا کر لیا اور کہنے لگے کہ علماء کا تو کام یہ ہے کہ وہ ملک میں امن قائم کریں آپ یہاں قتل کر دے آگئے ہیں۔ میں نے کہا بات یہ ہے کہ جب دو آدمی یا دو فرقے لڑ پڑیں نا تو لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے یہ غلط ہے کوئی کہتا وہ غلط ہے کوئی کہتا ہے دونوں ہی غلط ہیں۔ یہی ہوتا ہے نا؟..... لیکن آپ تو جج ہیں جج تو پتا نہ لگایا کرتا ہے کہ کون غلط ہے۔ ان کے یہ اشتہار چھپے ہوئے ہیں کہ:

”حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی“

ان کی تقریریں ہیں کہ:

”حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی“

ہم نے کبھی ان کی نماز پر کوئی ایسا تبصرہ نہیں کیا، یہ اشتہار ان کے موجود ہیں ہم تو یہ بتانے آئے ہیں اپنے (حنفی) ساتھیوں کو کہ کبھی (ہماری نمازیں) ہو جاتی ہیں۔ ہماری ہو جاتی ہے۔ کیا اس سے قانون میں روکتا ہے؟ کہ ہم کہیں کہ ہماری (نماز) ہو جاتی ہے۔ قانون روکتا ہے؟ (نہیں روکتا..... سامعین) شریعت روکتی ہے؟ (نہیں روکتی..... سامعین) میں نے کہا یہ جو رات دن کہتے ہیں (اور) اشتہار پھیلاتے ہیں..... تو ان کے وہاں امیر جماعت کا نام ہے ”ولجہ افتخار احمد“..... اس نے کہا اسے سی صاحب میرے تو سر میں درد ہے تین رات سے سویا نہیں..... میں نے کہا خیر تو تھی؟ (کہنے لگا) بس جی یہ مناظرہ کا جو شور پڑ گیا۔ میں نے کہا رجب صاحب دس سال سے آپ کے اشتہار اس علاقے میں مسجدوں میں لگائے جا رہے ہیں حنفیوں میں بانٹے جا رہے ہیں۔ اس دن آپ یہ اشتہار لے کر اسی صاحب کے پاس چلے جاتے کہ میری جماعت ایک فتنہ کھڑا کر رہی ہے اور یہاں لڑائی ہو جائے گی۔ اس کو

کھجوا تو میں سمجھتا کہ آپ انصاف والے آدمی ہیں دس سال تو آپ خود لگاتے رہے اشتہار یہ..... آج جب پتا چلتا تھا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کیا ہے تو آج آپ کو ڈی سی صاحب اور اے سی صاحب کی کوشیوں کے طواف یاد آئے۔

وہو کہ دینے کا انداز

اصل میں اسکی اگلی بات آپ کو سنانا چاہتا ہوں کہ ان کے ان پڑھ آدمی بات کیسے کرتے ہیں اس نے کہا اے سی صاحب! اللہ کی قسم ہمیں حنفیوں سے کوئی عناد اور ضد نہیں..... بات یہ ہے کہ یہ بھی اللہ کے نبی کا پڑھتے ہیں ہم بھی اللہ کے نبی کا پڑھتے ہیں..... لیکن اس کے بعد ہم کہتے ہیں جس کا کلمہ پڑھو بات بھی اسی کی مانو..... یہ کہتے ہیں نہیں کلمہ ہم نبی پاک کا پڑھیں گے بات ابوحنیفہؒ کی مانیں گے۔ امام ابوحنیفہؒ (کے بارے میں) کہتا ہے: تھے بڑے نیک آدمی لیکن ان کو حدیثیں نہیں ملی تھیں۔ اس لئے ان کی نیکی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے وہ یہ فرما گئے تھے کہ کبھی جب صحیح حدیث مل جائے تو مان لیں۔ اب ہم ان کو صحیح حدیث دکھاتے ہیں کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور (ساتھ) یہ کہتے ہیں اگر آپ اس کو مان لیں گے تو اللہ کے نبیؐ بھی راضی ہو جائیں گے آپ کے امامؐ بھی راضی ہو جائیں گے۔ اگر آپ نہ مانیں گے اللہ کے نبیؐ بھی ناراض ہو جائیں گے آپ کے امامؐ بھی ناراض ہو جائیں گے۔ اب دیکھو اسکی بات کا انداز کیا تھا۔

اسے سی صاحب نے (مجھ سے) پوچھا آپ اللہ کے نبیؐ کی احادیث کو نہیں مانتے؟ میں نے کہا جی مانتے ہیں لیکن ان کی طرح ادھوری نہیں مانتے پوری مانتے ہیں۔ کہنے لگے ادھوری پوری کا کیا مسئلہ ہے۔ میں نے کہا وہ ابھی آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گا میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں۔

(اسے سی کہنے لگا) میں کوئی مولوی صاحب ہوں؟

میں نے کہا کیا سستے ہر مسلمان کو آتے ہیں۔ میں نے یہی کہا کہ مسئلہ یہ ہے کہ ”خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا“ آپ یہ مانتے ہیں مسئلہ؟..... اے سی صاحب

کہنے لگے بالکل مانتا ہوں تو میں نے کہا آپ جمعہ پڑھتے ہیں؟..... (کہنے لگے) جی پڑھتا ہوں۔ میں نے کہا ذرا خطبہ سنا دیں پھر آج؟ کہتا ہے میں اسے ہی ہوں خطیب تھوڑی ہوں۔

میں نے کہا پھر خطیب نے جمعہ اپنا پڑھنا ہے آپ نے اپنا پڑھنا ہے (کہنے لگا) میں بہرا تھوڑی ہوں مجھے اس کی آواز نہیں سنائی دیتی تو میں نے کہا بے چارے مفتی بہرے ہیں ان کو اپنے امام کی قرأت نہیں سنائی دیتی..... تو میں نے کہا اچھا آپ کے کان بند کرتا ہوں (کہنے لگا) وہ کیسے؟ میں نے کہا آپ دیر سے آئے پچھلی صف میں بیٹھے جمعہ میں! ادھر خطبہ شروع ہوا ادھر بجلی غیر مقلد ہو گئی (یعنی چلی گئی) آپ کی ہند ہو گیا۔ تو اب پچھلوں کو آواز سنائی دے گی خطیب کی؟ تو مسئلہ تو یہاں ہے نا کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا تو میں نے کہا آج تو آپ پھر پڑھیں گے نا کیونکہ آپ کو آواز سنائی نہیں دے رہی؟ کہنے لگا نہیں میں آج بھی نہیں پڑھوں گا میں نے کہا کیوں؟ اب تو آواز سنائی نہیں دیتی؟ کہنے لگا نظر تو آ رہا ہے نہ کہ خطیب کھڑا ہے (اور) پڑھ رہا ہے کچھ۔ میں نے کہا بے چارے خفیوں کو نہیں پتا کہ تمہارا امام بھی مفتی پر کھڑا ہے۔ میں نے کہا اچھا میں آپ کی آنکھیں بند کرتا ہوں (کہنے لگا) وہ کیسے؟ میں نے کہا آپ اس وقت جمعہ کے لئے تشریف لائے جب خطیب خطبہ (ختم) کر کے جمعہ پڑھا رہا ہے۔ اگر آپ نماز میں شریک ہوئے آپ نے خطیب کا خطبہ کانوں سے سنا؟ کہنے لگا نہیں۔ میں نے کہا آنکھوں سے خطبہ پڑھتے دیکھنا؟ کہنے لگا نہیں۔ میں نے کہا آج تو بیٹھنے ہیں نا پھر؟ (اور) مسئلہ آپ کو یاد ہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔ اب تو پہلے بیٹھ کر خطبہ پڑھیں گے پھر جماعت میں ملیں گے نا؟ کہنے لگا نہیں نہیں پورا مسئلہ یوں ہے کہ:

”خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔ لیکن خطیب کا پڑھا ہوا خطبہ سب کی طرف سے ہو جاتا ہے کسی کو آواز سنائی دے یا نہ سنائی دے یا کوئی بعد میں ہی جماعت میں ملے اس کی طرف سے بھی خطبہ ہو جاتا ہے“

غیر مقلدوں کو لا جواب کرنے کا طریقہ

اور کوئی ایک آدمی باہر جا کر نہیں کہتا کہ میں بغیر خطبہ والا جمعہ پڑھ کر آیا ہوں..... کوئی کہتا ہے؟ غیر مقلد بھی خود خطبہ نہیں پڑھتے؟..... تو اس کا حل یہی ہے یہ جمعہ پڑھ کر نکلیں:

آپ ایک نوجوان کو پوچھیں : آپ جمعہ پڑھ آئے ہیں؟
وہ کہے گا : جی پڑھ آیا ہوں۔
آپ پوچھیں : خطبہ آپ نے خود پڑھا تھا؟
وہ کہے گا : نہیں

تو جلدی سے آپ بھی کاغذ پر لکھ لیں کہ آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ ہو جاتا ہے۔ اور پوچھ کر آئیں کہ حضور پاک ﷺ نے کتنے جتنے بغیر خطبہ کے پڑھائے تھے۔ اور میں یہ حدیث لاتا ہوں کہ ”خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا“۔ میں نے کہا اے سی صاحب مسئلہ یہاں بھی پورا یہی ہے۔ کہ فاتحہ اور کچھ حصہ قرآن کا نہ پڑھایا جائے تو نماز نہیں ہوتی لیکن نماز باجماعت میں امام کا پڑھا ہوا قرآن سب کی طرف سے ہو جاتا ہے۔ کسی کو آواز سنائی دے یا نہ دے یا کوئی رکوع میں ہی ملے..... جو رکوع میں ملا اس نے امام کی فاتحہ سن؟..... اپنی پڑھی؟..... لیکن اجتماع ہے چاروں ائمہ کا کہ اسکی رکعت ہوگئی..... احادیث سے بھی ہے ثابت ہوتا ہے کہ اسکی رکعت ہوگئی..... تو میں نے کہا یہ جھگڑا بارہ سو سال ہمارے ملک میں نہیں پڑا کیوں؟ ہمارے علماء مسئلہ پورا سمجھا دیا کرتے تھے۔ یہ جب سے ادھر اڑا سمجھانے والے آگئے ہیں ہر مسجد میں لڑائی ڈال دی ہے انہوں نے تو جھگڑا صرف اتنا ہے..... اس کے بعد اے سی صاحب نے راجہ صاحب (غیر مقلد مناظر) سے پوچھا کہ:

اے سی صاحب : راجہ صاحب! دیکھو امین صاحب نے کسی عام فہم انداز میں بات سمجھا دی ہے۔ آپ کو مسئلہ سمجھ آ گیا ہے؟
نہیں جی مولوی کی مولوی ہی سمجھتا ہے ہمیں نہیں پتا چلا کیا کہا وہ کہتا ہے:

ہے امین صاحب نے؟

میں نے (راجعہ صاحب سے) کہا تجھے یہ جھوٹ یاد ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کی حدیث نہیں ملی۔ میں نے فوراً مسند امام اعظمؒ ص ۵۸، نکال کر اے سی صاحب کے ہاتھ میں دی خود امام صاحبؒ یہ حدیث روایت فرما رہے ہیں کہ:

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نماز میں فاتحہ اور کچھ حصہ قرآن کا نہ پڑھا جائے وہ نماز نہیں ہوتی۔“

میں نے کہا راجعہ صاحب امام صاحبؒ یہ حدیث روایت فرما رہے ہیں اب سی صاحب آپ ذرا پڑھ کر سنا دیں انہیں اور اس نے یہ کہا کہ امام صاحب کو یہ حدیث نہیں ملی۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ امام صاحب اگلی حدیث بھی روایت فرما رہے ہیں:

”کہ جو امام کے ساتھ نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کی طرف

سے بھی ہو جاتی ہے۔“ (مسند امام اعظمؒ ص ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵)

تو ہم یہ نہیں کہتے کہ قرأت کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ ہم کہتے ہیں امام کی قرأت مقتدی کی قرأت (شمار ہوتی ہے) جیسے خطیب کا خطبہ سب کی طرف سے مؤذن کی اذان پورے محلے کے لئے کافی ہے۔۔۔۔۔ اقامت کہنے والے کی اقامت پوری جماعت کے لئے (کافی ہے)۔۔۔۔۔ آپ کبھی نہیں کہتے ہم بغیر اقامت والی نماز پڑھ کے آئے ہیں۔ امام کا سترہ ساری جماعت کے لئے کافی ہے۔۔۔۔۔ ایک امام کا سترہ سامنے ہو تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ ہماری نماز آج بغیر سترے کے ہوئی ہے۔

غیر مقلدوں کی دعا

آپ کے یہاں رمضان شریف میں ختم ہوتا ہے۔ قرآن پاک کا تراویح میں۔ تو آپ پھر بعد کیا دعا مانگتے ہیں جب ختم ہوتا ہے کہ ”یا اللہ! قاری صاحب کا قرآن قبول کر لینا“ یہی ہوتا ہے نا؟۔۔۔۔۔ آپ کا تو قرآن نہیں ختم ہوا نا! (ہوا ہے۔۔۔۔۔ سامعین)۔

اور غیر مقلد کیا دعا مانگتے ہیں کہ ”یا اللہ! امام کا قرآن ہماری فاتحہ قبول کر لینا۔“

کیونکہ انہوں نے ۱۱۳ سورتیں نہیں پڑھیں نا تراویح میں۔۔۔۔۔ نہیں پڑھیں ۲؟۔۔۔۔۔ اب ۱۱۳ سورتیں ان کے امام نے پڑھیں یہ بھی کہتے ہیں ہماری طرف سے ہو گئی کہتے ہیں نا؟ وہاں یہ نہیں کہتے کہ:

”یا اللہ! حافظ صاحب کا سارا قرآن قبول کر لینا

یا اللہ! ہماری صرف فاتحہ ہی کرنا قبول۔ کیونکہ ہم نے پیچھے صرف

فاتحہ ہی پڑھی ہے اور کچھ پڑھا نہیں ہے۔“

اگر ۱۱۳ سورتیں امام پڑھے وہ سب کی طرف سے ہو جاتی ہیں تو بھی ایک سو چودھویں سورۃ کیوں نہیں ہوتی؟

حدیث کا مذاق

اب دیکھئے یہ تو قحی بات حدیث پاک کی۔ ایک جگہ مناظرے میں ان کے گستاخانہ انداز پر بات یاد آئی۔ میں نے جب یہ حدیث (متذکرہ) پیش کی تو ان کا مناظر کہنے لگا کہ ”یہ اللہ کے نبی کی حدیث ہے؟“

میں نے کہا: ہانکل؟

کہنے لگا: میں قیاس کروں؟

میں نے کہا: نہ۔

کہنے لگا: کیوں؟

میں نے کہا: ہمارے امامؒ فرماتے ہیں کہ حدیث آجائے تو قیاس نہیں کرنا چاہئے۔

کہنے لگا: میں کرونگا۔

میں نے کہا: تیری مرضی ہوگی میرا امامؒ تو منع کرتا ہے۔

اب اندازہ لگاؤ بات روکنے کی ہے اس نے قیاس کیا کیا؟

اس نے کہا: اگر امام کی قرأت سب مقتدیوں کی قرأت ہے تو پھر میرا قیاس ہے کہ

امام کی بیوی بھی سب مقتدیوں کی بیوی ہے۔“ اور اس پر نعرے لگے ”مسک الجہدیت زندہ باد“ کسی کی پیشانی پر بل نہیں آیا۔ اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث کا مذاق اڑانے پر۔

میرا جواب

میں نے کہا ابھی دیکھو ہمارے ہاں وقت ضرورت قیاس ہوا امامؑ نے کئے اور ہم ان پر عمل بھی کر رہے ہیں۔ آپ کے مولوی نے آج پہلا ہی قیاس کیا ہے اس پر عمل ضرور ہو جائے۔ اس بیچارے کو یہی حسد ہے کہ ابو حنیفہؒ کے اتنے قیاسوں پر امت مسلمہ کر رہی ہے۔ اور میں نے آج ایک ہی قیاس کیا ہے اور کسی نے اس پر عمل نہیں کیا۔ اب ایک طرف سے ایک غیر مقلد اٹھا ایسی بات نہ کرو میں نے کہا بے غیرت بیٹھ! اللہ کے نبی کی حدیث کا مذاق اڑایا ہے تجھے غیرت نہیں آئی اب میں نے صرف یہی کہا کہ تیرے مولوی کا قیاس ہے اس پر عمل کرنا چاہئے اب تجھے غیرت آئی مولوی کے بارے میں اللہ کے نبی کے بارے میں تجھے غیرت نہیں آئی؟ تو مقدمہ یہی ہے کہ یہ بے چارے احادیث ادھوری بیان کرتے ہیں پوری بیان نہیں کرتے۔

چہ نمبر

آپ کے یہاں تبلیغی جماعت ہے؟ (جی ہاں بلکہ ہے..... سامعین)

چہ نمبر بھی یاد ہیں؟..... (جی یاد ہیں..... سامعین)

بس پھر ان کے بھی چہ نمبر بھی یاد کر لیں ختم کرتا ہوں حضرت کا بیان مفصل ہوگا۔ (انشاء اللہ)

ایک بے چارہ طالب علم تھا پڑھنے کہیں گیا حنفیوں کے مدرسہ میں۔ اب وہاں جب پڑھنا پڑتا تھا یہ صرف یاد کرو یہ نحو یاد کرو یہ بڑا انگ آیا کہنے لگا کوئی ایسا مدرسہ ہو جہاں بغیر پڑھے سند ملتی ہو۔ اب بے چارہ (مدرسے کے باہر) بیٹھا ہے۔ کوئی غیر مقلد گزرا کہنے لگا یہاں کیسے بیٹھے ہو؟..... اس نے کہا مدرسے والے پڑھاتے ہیں میرا پڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔ گھر والے تنگ کرتے ہیں پڑھ کے آؤ، سند

لے کے آؤ..... اس (غیر مقلد) نے کہا پھر ہمارے یہاں آ جاؤ وہ لے گیا اس نے سند لکھ دی یہ لے لو۔ اس نے کہا سند تو لکھ دی یہ تو مجھے پڑھنا بھی نہیں آتا کیا لکھا ہے اس میں؟ اس (غیر مقلد) نے کہا ہم اتنا لکھا پڑھا نہیں پڑھاتے بس چہ نمبر یاد کر لو۔ اس نے کہا جی کونسے؟

پہلا نمبر

اس نے کہا جی پہلا نمبر یہ ہے جب کسی سے ملو وہ جس حال میں ہو فوراً حدیث کا مطالبہ کر دو اور کہو کہ حضرت! اس قسم کا رو مال کس حدیث میں آتا ہے جی؟، یوں بیٹھنا کس حدیث میں آتا ہے؟ اس قسم کی ریز بھی کس حدیث میں آتی ہے؟ اس قسم کی عینک کس حدیث میں آتی ہے؟ اس طرح کی ٹیپ کس حدیث میں آتی ہے؟ اب وہ بے چارے (حنفی) بھاگے پھریں گے کہ مولوی صاحب حدیث نکال کے دو کوئی حدیث والا آ گیا ہے۔ وہ حدیث کے بغیر بات ہی نہیں کرتا۔ اور تیرا کام ہوگا کہ گلی بازار میں کہے ”بس جی! امتیوں کی فقہ پڑھاتے ہیں کسی کو حدیث نہیں آتی میں نے حدیث پوچھی کوئی بتا کہ نہیں ہے“۔ اب اتنے کام کے لئے کسی علم کی ضرورت ہے؟ ہم چھ سال کے ایک بچے کو بھیج دیتے ہیں وہ بازار میں ہر ریز بھی پڑھ کر رکھ کر پوچھ آئے گا کہ یہ ریز بھی کس حدیث میں آتی ہے؟

اس نے کہا یہ بات تو حضرت آپ نے گر کی بتائی میں تو کسی کو چین لینے نہ دوں کوئی میرے سامنے نہ کھڑا ہو کہ کھڑے ہونے کی حدیث پوچھے گا کوئی نہ بیٹھے کوئی کپڑا پہنے گا تو رنگ کی حدیث پوچھ لوں گا۔ یہ تو آپ نے ایسا کام بتایا کہ کسی کو اب میں چین سے بیٹھنے نہیں دوں گا۔

دوسرا نمبر

لیکن ایک دل میں خدشہ ہے تھوڑا؟ (اس نے پوچھا کہ وہ کیا؟) کہ میں بھی آخر جا کر وہاں کوئی کام کروں گا یا نہیں؟ اگر کسی نے مجھ سے پوچھ لیا کہ یہ (تیری عینک) کس حدیث میں ہے پھر؟ اس نے کہا ڈرتے کیوں ہو۔ دوسرا نمبر یاد کر لو۔ جی

کیا اس نے کہا جب تم سے کوئی پوچھے گا کہ یہ تمہاری عینک کس حدیث میں ہے تو فوراً جواب دینا۔

”کس حدیث میں منع ہے۔“

اور پورے علاقے میں شور مچا دینا کہ کچھ نہیں آتا فضیول کو۔ اس عینک کے ثبوت کی حدیث مانگی تھی۔ اس کے منع کی مانگی تھی نہ وہ ملی نہ یہ ملی۔

تیسرا نمبر

اس نے کہا یہ تو بات ٹھیک ہے لیکن ساری دنیا ان پڑھوں کی نہیں۔ مخزن العلوم اتنا بڑا مدرسہ ہے جہاں دورہ حدیث بھی ہوتا ہے۔ اب میں کوئی ایسی بات پوچھ بیٹھوں جو صحیح حدیث میں مل جائے اور وہ حدیث لے آئیں تو یہ بتاؤ کہ ہاں لوں یا نہ؟ اس نے کہا ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ اس نے کہا پھر اب کیا کروں؟ تیسرا نمبر ایک انہیں بتاؤ کہ جس طرح رافضی ہزاروں صحابہ میں سے چار پانچ کو مانتے ہیں، ہم حدیث کی سینکڑوں کتابوں میں سے صرف چھ (کتابیں) مانتے ہیں باقی ماننے ہی نہیں۔ اب وہ (حنفی) طحاوی شریف لائیں گے تم فوراً کہنا یہ نہیں میں مانتا، یعنی کسی ایک حدیث کا انکار نہیں پوری کتابوں کا انکار۔ حالانکہ آپ کے یہاں دورہ حدیث شریف ہو رہا ہے۔ کبھی کسی طالب علم نے یہ نہیں کہا کہ امام بخاری شافعی تھے میں حنفی ہوں میں نہیں پڑھتا بخاری..... کہا ہے کسی نے؟ کسی استاذ نے یہ نہیں کہا کہ ابوداؤد تو حنبلی تھے میں کیوں پڑھاؤں ابوداؤد؟ بھی موطا امام مالک مانگی پڑھیں ہم کیوں پڑھیں؟ ہم کہتے ہیں حدیثیں تو اللہ کے نبی پاک کی ہیں تا ہمارے یہاں یہ ضد اور تعصب نہیں یہ میرا اور تیرا نہیں کہ یہ حدیث میری ہے اور وہ تیری ہے۔

ایک لطیفہ

وہ کہتے ہیں ایک پیر صاحب تھے ان کے مرید گاؤں میں رہتے تھے آپس میں دووں مرید لڑ پڑے پیر صاحب بے چارے آگئے۔ جو پہلے گھر مرید کا آیا تا وہاں چلے گئے وہ لڑے ہوئے تھے دونوں..... تو کسی نے (دوسرے مرید کو) بتایا کہ

حضرت شریف لائے ہوئے ہیں..... تو سارا ثواب تو خدمت کا وہ کما رہا ہے۔ اس نے کہا پیر صاحب تو ہماری مشترک جائیداد ہیں چلو میں بھی جاتا ہوں۔ یہ گیا تو وہ (مرید جس کے گھر پیر صاحب تھے) ایک ٹانگ دبا رہا تھا حضرت کی۔ دوسری ٹانگ فارغ تھی جلدی سے اس نے یہ (دالی ٹانگ) دہانی شروع کر دی۔ لیکن ذرا تیزی میں جو بیٹھا نا تو اس کی انگلی اس ٹانگ کو لگ گئی جس کو دوسرا (مرید) دبا رہا تھا اس نے یہ سمجھا کہ اس نے میرے حق میں دست اندازی کی ہے اس نے پیر صاحب کی اس ٹانگ پر زور سے مکا مارا تو کون ہوتا ہے میری ٹانگ کو ہانگی لگائے والا؟..... یہ اٹھا ڈنڈا لے آیا اور (پیر صاحب کی اس ٹانگ پر) زور سے ڈنڈا مارا کہ تو کون ہوتا ہے میری ٹانگ پر مکا مارنے والا؟

اب وہ اٹھ کے کلباڑی لے آیا اللہ کی قسم آج شریف کی ٹانگ نہیں رہنے دوں گا کٹ کے چھوڑ دوں گا۔ اب پیر صاحب بے چارے ہاتھ جوڑیں کہ خدا کا واسطہ ٹانگ میری ہے اللہ کے واسطے معاف کرو (ٹانگ میری ہے) وہ کہتا ہے نہیں نہیں یہ شریف کی ٹانگ ہے ہم کٹ کے چھوڑ بیٹھے۔ غیر مقلد کہتا ہے۔ بے شک طحاوی شریف میں نبی پاک کی حدیثیں ہیں لیکن لکھنے والا حنفی ہے یہ شریف کی ٹانگ ہے ہم اس کو کٹ کے چھوڑیں گے۔ موطا امام محمد میں بے شک حدیثیں اللہ کے نبی پاک کی ہیں لیکن یہ شریف کی ٹانگ ہے ہم اس کو کٹ کے چھوڑیں گے..... یہ میرا اور تیرا کے لئے تیسرا نمبر رکھا ہوا ہے۔ کتابوں کا انکار ہو رہا ہے۔ اور ہمارے بعض دوست آتے ہیں جی بہ کتاب وہ نہیں مانتے اس سے حدیث نہ دکھاؤ..... کیوں نہ دکھائیں؟ ہم ان کے لئے اپنے نبی کی حدیثوں کا انکار کریں۔ میں کہتا ہوں جس کی نہ مانیں اس کی پہلے دکھاؤ تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ یہ لوگ منکرین حدیث میں سے ہیں۔ آپ حدیثیں پڑھیں بار بار اس کتاب سے۔ آپ حیران ہو گئے کہ اٹھ کر بھاگے گا۔ حدیث سن کر، تو کتنے نمبر ہو گئے۔ (نہیں..... سامعین)

غیر مقلدوں کا حال

ہمارے ضلع اودکاڑہ میں ایک ہائی اسکول ہے اس کے ہیڈ ماسٹر صاحب بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ بے چارے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ پانچ ٹیچر غیر مقلد ہیں (اسکول میں) چار تو فارغ التحصیل عالم۔ اور پانچوں بے چارہ کلین شیو بے سانس ٹیچر..... ہمارا ایک بے چارہ چلا گیا تبلیغی جماعت والا یٹین تائب۔ ا کا نام ہے۔ وہ ہیڈ ماسٹر کو رانیٹ لے گیا۔ وہ چار دن بھی لکھوا دئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہیڈ ماسٹر صاحب کچے پانچ وقت کے نمازی بن گئے (سبحان اللہ... سائمن) اب ایک تو ہے تا تبلیغی جماعت کا کام کہ نماز نہیں پڑھتے ان کو کہنا بھی نماز پڑھو۔ کھیتوں میں بے چارے پھرتے ہیں۔ جی آپ کہاں؟

وہ بے چارہ مسلمان تھا کلمہ پڑھتا تھا لیکن نماز میں سستی دگنی تھی ہم یاد دلانے گئے تھے۔ دوکان پر کھڑے ہیں مکان پر کھڑے ہیں (اور دعوت دے رہے ہیں)۔ تو آپ کے علاقے میں غیر مقلد بھی آ کر در در جاتے ہیں بے نمازیوں کے پاس..... نہیں! ان کا کام بعد میں شروع ہوتا ہے..... جب شروع کر دی کسی نے نماز یہ آ جاتے ہیں۔ تیری نہیں ہوتی..... تیری نہیں ہوتی..... تیری نہیں ہوتی..... ان (تبلیغ والوں) کا کام ہے بے نمازی کو نماز پر لگانا اور ان (غیر مقلدوں) کا مشن ہے کہ نمازی کے دل میں اتنے وسوسے ڈالنا کہ وہ بے چارہ جھوٹ ہی جائے کہ نہیں ہوتی تو کیا کریں؟ ان کا الٹ مشن ہے۔

تو اب وہ ہیڈ ماسٹر صاحب تو نماز پڑھنے لگے۔ اب آگئے یہ! ہیڈ ماسٹر صاحب آپ کی تو نماز ہی نہیں ہوتی۔ آپ کا جی وضو نہیں ہوتا۔ ”صلوۃ الرسول“ آگئی، صادق سیالکوٹی کی۔ اور سے جناب کئی کتابوں کا ڈھیر لگ گیا۔ اب بیچارے (ہیڈ ماسٹر صاحب) کو نیا نیا شوق ہوا تھا دین کی کتابیں پڑھنے کا۔ اس نے پڑھنی شروع کر دیں۔ ایک دن مولوی یٹین تائب سے کہنے لگا کہ یٹین! ابھی میں تیرا شکر گزار تو بہت ہوں۔ کہ تو نے نماز پڑا دیا۔ لیکن اب میں آگے جا رہا ہوں ذرا۔ کہا آگے

کدھر؟ دیکھو کتنی کتابیں ہیں حدیث کی۔ اس نے دیکھا اور کہا دو چار دن نہ جائیں ہم امین صاحب کو باتے ہیں..... (ہیڈ ماسٹر صاحب نے کہا) جلدی یاد پھر۔ میں گیا۔ انہوں نے ”صلوۃ الرسول“ نکال کر رکھی ماسٹر صاحب نے، سارے ٹیچر بھی بیٹھے تھے اور کہا:

صلوۃ الرسول کا حال

یہ جو حدیث ہے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ اس میں نسائی شریف کا حوالہ بھی تھا۔ میں نے نسائی کھول کر سامنے رکھی میں نے کہا صادق صاحب نے جو آخری جملہ لکھا ہے نا اس میں.....

لانه لاصلوۃ لعن لم یقرأ بها

یہ نسائی میں نہیں ہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کہنے لگے ایسا ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا ہو گیا ہے ہو سکتا ہے کیا؟ اب وہ دیکھیں دوؤں طرف کتاب کو (اور غیر مقلد مولویوں سے پوچھیں) مولوی صاحب یہ کیا ہے۔ اتنا دھوکہ؟..... میں نے کہا یہ تو اسکا کام ہے جسکا نام صادق ہے۔ جن کا نام ہی کچھ اور ہو چائیں وہ کیا کرتے ہیں؟ جس کا نام صادق ہے اس نے تو یہ کام کیا ہے نا؟ پھر میں نے کہا بین السطور میں لکھا ہے ”نافع بن محمود“ کے بارے میں کہ مصطور ہے اس کا پتہ نہیں! اس کے حالات پر دہ خفی میں ہیں کہ یہ قابل اعتماد ہے بھی یا نہیں؟ جو بات یہاں ہے وہ لکھی نہیں اور جو نہیں ہے وہ لکھ دی میں نے ہیڈ ماسٹر صاحب سے کہا جہاں (نسائی میں) یہ روایت ہے نا اس کے بعد کیا ہے:

باب تاویل قوله تعالیٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له

وانصتوا لعلکم ترحمون

اور آگے (اس باب کی تفسیر میں حدیث شریف):

واذا قرأ فالنصتوا..... (نسائی شریف... ص ۱۰۷)

اس کی تفسیر:..... میں نے کہا اگر بالفرض وہ حدیث صحیح بھی ہو (جو صلوۃ الرسول میں

ورج ہے) تو یہ آیت اس کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اب وہ بڑا حیران ہلکا سا.....
اب چاروں (غیر مقلد) مولوی بیٹھے ہیں سامنے اگلے (وہ کہیں) بجھی یہ بتاؤ یہ کیا
ہے؟..... میں تو سوچ بھی نہیں سکتا ایسی بات۔ اگر کتابیں سامنے نہ ہوتیں تو میں کبھی
امین کی یہ بات نہ مانتا کہ اس طرح کا دھوکہ ہوا ہے۔

وہ سانس بچھڑا تھا وہ ذرا ان مولویوں کے پیچھے بیٹھا تھا وہ ان مولویوں کو
(اگلی مار مار کر کہے) جواب دو جواب!..... جواب دو جواب!..... اب وہ بے چارے
جواب کیا دیں کتابیں سامنے رکھی ہیں۔ تو وہ پیچھے منہ کر کے کہنے لگے جھوڑو یا رتھ پتا
تو ہے نہیں۔ لیکن وہ (سلسل کے) جواب دو جواب..... آخر جب دیکھا نہ کہ ان کو
کوئی بات نہیں آتی تو مجھے کہنے لگے۔ مولوی صاحب اصل بات یہ ہے کہ ہمارے
مولوی صاحبان صرف چھ کتابیں پڑھتے ہیں آپ تو پتا نہیں کہیں سے چھ سو کتابیں
پڑھ کر آگئے ہیں۔ میں نے کہا یہ کتاب ان چھ میں سے ہی ہے۔ نسائی انہی میں سے
ہے نا؟ اب وہ (سانس بچھڑتا ہے):
”کوڑھو تو انو چھ دی تھیں آندیاں“۔

تو تیسرا نمبر یہ کہ ہم چھ کتابیں مانتے ہیں اور نہیں مانتے اس نے کہا
حضرت کوئی اگر ان چھ میں سے ہی حدیث لے آئے تو کیا کروں۔ مان لوں؟ کہا
نہیں۔ اب کیا کروں جی؟

چوتھا نمبر

نور ایک شرط لگا دو کہ یہ لفظ ہوگا تو میں مانوں گا ورنہ میں نہیں مانوں گا..... اس
شرط کے مطابق حدیث (لاؤ) گویا اللہ تعالیٰ اور اللہ کے پاک پیغمبر، کو مشورہ دیا جا رہا
ہے کہ یا اللہ دین کا مسئلہ پوچھنا ہو تو لفظ ہم سے پوچھنا ورنہ آپ نے اپنی طرف
سے کوئی لفظ بول دیا تو ہم نہیں مانیں گے پیغمبر پاک ﷺ کو بھی مشورہ دیا جا رہا ہے
کہ حضرت آپ نے بھی کوئی مسئلہ بتانا ہو تو فقرہ ہم سے پوچھ لینا اگر وہی فقرہ جو ہم
نے لکھا ہے وہ آپ بیان نہیں فرمائیں گے تو ہم مانیں گے ورنہ ہم نہیں مانیں گے۔ تو

یہ اللہ کے نبی کی حدیث (پر) نہیں (بلکہ) اپنی شرط پر ایمان رکھتے ہیں۔ جو بھی شرط
لگا دیں۔ یہ لفظ ہوتا چاہے۔ اگلے اشتہار کو دیکھیں اس میں شرطیں لگی ہوتی ہے.....
ایسی شرط لاؤ..... ایسی شرط لاؤ ہوتی ہے یا نہیں ہوتی؟ میں خود جب غیر مقلد تھا کوئی
میں حدیثیں سنا دے میں حدیث نہیں سنتا تھا یہ صرف اگلی ہوتی تھی کہ یہ لفظ آیا
ہے..... یہ نہیں آیا..... نہیں آیا..... میری تسلی نہیں ہوئی..... نہیں آیا..... نہیں آیا.....
چلا گیا۔ تو چوتھا نمبر کیا ہے شرط لگا دو۔ ٹھیک ہے۔

پانچواں نمبر

اس نے کہا کہ آپ کو پتہ ہے کہ میں اتنا پڑھا ہوا تو نہیں میں نے شرط بھی
کا دی اور اتفاق سے انہیں کتابوں میں حدیث بالکل انہی لفظوں میں مل گئی اسی شرط
کے مطابق مل گئی اب کونسا طریقہ رہ گیا ہے انکار کرنے کا۔ اس نے کہا کیوں خواہ مخواہ
منفیوں سے پڑھ کر آگئے ہو دو حرف اور آپ حدیث ماننے کیلئے تیار بیٹھے
ہیں..... پوچھا جی اب کیا کریں شرط پوری ہو گئی ہے۔ فرمایا پانچواں نمبر یاد کرو۔ وہ
کیا؟ کہ جب کوئی اور سہارا نہ رہ جائے انکار حدیث کا تو پھر تین مرتبہ کہنا ہے۔

ضعیف ہے..... ضعیف ہے..... ضعیف ہے۔

وہ میں انک میں گیا تا تو وہاں تقریر کے بعد ایک غیر مقلد بے چارہ
باہنچان بڑھا..... اور وہاں ”ض“ ”ذ“ کا جھگڑا پڑ جاتا ہے نا..... وہ آ بیٹھا اور کہے
اولیف ہے..... ڈوئی..... ڈوئی..... ڈولیف ہے۔

مجھے سمجھ نہ آئے یہ کیا کہا رہا (ہے) جب اس نے تیسری مرتبہ کہا
”ڈولیف“ ہے، پھر مجھے سمجھ میں آیا ادو! یہ تو بے چارہ پانچواں نمبر سنا رہا ہے اپنا۔
تو کتنے نمبر ہو گئے؟..... (پانچ..... سائین) اس نے کہا حضرت! اب تو ماشاء اللہ
جبرئیل فرشتہ بھی آجائے تو مجھ سے حدیث منوائیں سکتا۔ کچھ بھی نہیں۔

غیر مقلدین کا حدیث سے بغض

میں نے الیاس فیصل کی چالیس حدیثیں ہیں نماز سے نکالی ہوئی۔ وہ لا کر تقسیم کرائیں

اوکاڑہ میں۔ ایک دوکان دار تھا اس کے ادھر بھی غیر مقلدوں کی دوکان اور بھی..... اور وہ روز کہتے تھے۔ رشیہ دین نہ کرنے کی کوئی حدیث نہیں۔ اس نے پڑھی اس نے کہا یہ دیکھو تم کہتے تھے (کوئی حدیث نہیں) وہ حدیث لکھی ہیں۔ اب وہ کہا دکھا رہا ہے؟ (حدیث..... سامعین) وہ دوکاندار کہتے ہیں تمہاری فقہ میں یہ لکھا ہے

اس نے کہا فقہ کی بات نہیں نبی کی حدیث مان لو..... نہیں مانتے ہم تمہاری فقہ میں یہ لکھا ہے۔ اس نے کہا میں نے تو فقہ پڑھی نہیں تا۔ تم پہلے کہتے تھے حدیث نہیں میں حدیث لایا ہوں۔ اب وہ سارے (دوکاندار) اکٹھے ہوئے بھی کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ یہ کہتے ہیں ہم ہیں اہل حدیث..... میں کہتا ہوں حدیث مان لو یہ کہتے ہیں ہم نہیں مانتے یہ کیسے اہل حدیث ہیں؟ وہ میرے پاس آیا کہنے کہ مولوی صاحب!

(میں نے حدیث دکھائی) ایک نے بھی نہیں مانی حدیث ایک نے بھی۔ میں نے کہا شاید آپ سمجھتے ہوں یہ اسکے دوکاندار تھے اسلئے نہیں مانی اسکے مولوی بھی نہیں مانتے۔ مدرسہ میں جا کر دیکھ لو اب وہ چلا گیا مدرسے میں۔ شیخ الحدیث صاحب پڑھا رہے تھے حدیث حنفیوں کو دیکھ کر پھر غصہ آ جاتا ہے بے چاروں کو ادھر ہی شروع ہو گئے انہوں نے بیان شروع کیا کہ اللہ کے نبی پاک کی حدیثیں محدثین نے اکٹھی کیں۔

ہزاروں میلوں کا سفر کیا ہو سکے رہے پیاسے رہے۔ کتنے ظالم ہیں یہ حنفی کہ حدیث مانتے نہیں۔ وہ بیٹھا سنتا رہا۔ جب درس ختم ہوا اس نے کہا حضرت آپ نے ماشاء اللہ بہت کچھ بیان کیا محدثین کی خدمات پر بڑی محنت کی۔ آج میں بھی چالیس حدیثیں سنانے لایا ہوں ذرا سن لینا۔ (شیخ الحدیث صاحب کہتے ہیں) نہیں پہلے مجھے دکھاؤ کون سی سنا رہے ہیں۔ اس نے کہا حدیثیں نبی پاک کی ہیں آپ کے دستخطوں کی ضرورت نہیں۔ کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں نبی کی احادیث سناؤں میں نے اپنے نبی پاک کی حدیثیں پڑھنی ہیں آپ کے کہنے سے میں باز قعودی آؤں گا۔ (شیخ الحدیث صاحب کہنے لگے) نہیں جو ہم نہیں سنتا چاہیے وہ نہیں سنیں گے۔ اس نے کہا میں سنا کے جاؤں گا آج..... اس نے پہلی (حدیث) پڑھی ان غیر مقلدوں نے پٹائی شروع کر دی اب وہ حیران ہے کہ میں کوئی گالیاں نہیں دے رہا (بلکہ) نبی پاک کی حدیثیں

سنا رہا ہوں اس نے مجھے آکر بتایا پٹائی تو میری خوب ہوئی لیکن میں بھی پوری چالیس (حدیثیں) سنا کر آیا ہوں۔ اور کہتا ہے کہ گالیاں شاید انہوں نے چار سو دی ہیں مجھے حدیث سن کر..... تو کتنے نمبر ہو گئے؟ (پانچ..... سامعین)

اس نے کہا یہ پانچ نمبر تو ہو گئے حدیث کے انکار کرنے کیلئے اب کوئی مجھ سے حدیث منوانیں سکے۔ اب ایک بات کا جواب سمجھا دیں کہ جو عزون العلوم سے پڑھ کر گئے ہیں کوئی حدیث پڑھا رہا ہے کوئی فقہ پڑھا رہا ہے کوئی صرف نحو پڑھا رہا ہے میں کیا پڑھاؤں گا جا کے؟ اور تو کچھ ہے ہی نہیں تا۔ اس نے کہا چھٹا نمبر یاد کر لو۔

چھٹا نمبر

اس نے کہا جو کچھ وہ (حنفی) پڑھائیں کہہ دینا غلط ہے۔ وہ (حنفی) نماز پڑھیں کہہ دینا غلط ہے نماز۔ وہ جمعہ پڑھیں کہہ دینا غلط ہے جمعہ۔ وہ عید پڑھیں کہہ دینا غلط ہے عید۔ وہ جنازہ پڑھیں غلط ہے جنازہ۔ حدیث کے مطابق نہیں ہے۔

غیر مقلدین کے جنازے

حدیث کے مطابق کیسا ہے۔ عارف واسلے میں ان کے مولوی نے جنازہ پڑھایا۔ چھ مہینہ کی بچی تھی تو یہ جنازہ بلند آواز سے پڑھاتے ہیں تا۔ اس میں یہ دعا مانگی کہ یا اللہ اس کے پہلے خاوند سے اچھا خاوند دینا اب اس کو۔ اب بچی تھی چھ مہینے کی۔ ہمارا ایک شاگرد وہاں رہتا ہے بے چارہ وہ گھر سن رہا تھا آواز وہ چلا گیا لڑکی کے والد کے پاس بیٹھ گیا اور اس نے کہا بڑا افسوس ہوا بچی فوت ہوئی آپ کی تو بچی کے پہلے خاوند کا نام کیا ہے؟ اس (لڑکی کے باپ) کا تو رنگ سرخ ہو گیا اس نے کہا کیا بات کی ہے؟ شرم نہیں آتی چھ مہینے کی بچی کے خاوند کا نام لیتا ہے۔ اس نے کہا میں نے تو ایک کا لیا ہے اس (مولوی) نے تو دو کروا دیے ہیں۔ اب وہ کہے یہ دعا پڑھی گئی ہے یا نہیں وہ مشکوٰۃ ترے والی لے گئے دیکھو کیا معنی لکھا ہے..... اب وہ لڑکی کا باپ بڑا پریشان ہوا کہنے لگا مولوی صاحب یہ کیا کیا (مولوی نے کہا) دیہیت

(حدیث) ہے..... دہیث (حدیث) ہے۔

اس نے کہا مولوی صاحب خدا کیلئے اپنی بچی کا بے شک تو چار (کناح) کروانا تیسرے مہینے میں..... لیکن ہماری بچیوں کا ایسا جنازہ خراب نہ کیا کرو۔ تو چھٹا نمبر کیا ہے کہ جو کچھ خفی کریں کہہ دینا غلط ہے۔

اب وہ بے چارہ مند لے کر پورے چھ نمبر سیکھ کر وہاں (گاہوں) آ گیا۔ جا کر جماعت کی طرح مسجد میں..... ہاں بھی کسی نے مسئلہ پوچھا ہو تو پوچھ لینا۔ لوگ ہنسنے لگے بھی یہ کوئی نیا ہی مولوی آ گیا ہے۔ آدمی رات کو بھی دوپہر کے وقت دروازہ بجا کر..... چوہدری صاحب!..... ہاں جی کیا..... میں حاضر ہوا تھا کوئی مسئلہ پوچھنا ہو تو پوچھ لینا۔ اس نے کہا بھی تیرے علم کو میک لگ رہی ہے ضرورت ہوگی ہم خود پوچھ لیں گے۔ چین سے رہ۔ خینہ ہماری حرام کردی تو نے۔ اس نے کہا اس طرح تو یہ مولوی قابو نہیں آئیں گے جب تک یہ نمبر استعمال نہ ہوں۔

صبح جناب باہر گیٹ پر کھڑا ہو گیا۔ بچے بے چارے اسکول جانے والے نکل رہے تھے قرآن پڑھ کر۔ ایک کو بلا کر کہا ہاں بھی کیا پڑھ کے آئے ہو جی قرآن پاک کون سا پارہ پندرہواں۔ کلمہ یاد ہے؟ جی یاد ہے سناؤ۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (اس نے کہا غلط ہے)۔

اب سارے علاقے میں شور مچ گیا بھی مولوی صاحبان تو پہلے بھی پڑھ کے آتے رہے علاقے میں لیکن یہ مولوی صاحب کچھ زیادہ ہی پڑھ آئے ہیں چودہ سو سال والی نماز بھی غلط ہے۔ چودہ سو سال والا جمعہ بھی غلط ہے۔ چودہ سو سال والا کلمہ بھی غلط ہے۔ چودہ سو سال والا جنازہ بھی غلط ہے۔ کچھ زیادہ پڑھ گیا بے چارہ مولوی..... اب جبنا مولوی صاحبان نے بھی توجہ کی پوچھیں تو سبھی حضرت بات کیا ہے؟ اس نے کہا ”منظرہ“ کرلو۔ بے غیرت کو شہرت مقصد تھی..... منظرہ کرلو۔ لوگوں نے کہا اچھا منظرہ طے ہو گیا۔ ادھر جی ظاہر حیر سے بھاگے آ رہے ہیں جی کہاں جارہے ہو۔ خانپور جارہے ہیں کیا بات ہے؟ جی منظرہ ہے کس بات پر..... اس نے پوچھا بھی کچھ کلمہ کیا ہے۔

لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ

اب لوگ آ گئے ہاں جی حضرت کیا بات ہے مناظرہ کس بات پر ہے لوگ آ رہے ہیں۔ جی مناظرہ اس بات پر ہے ایک مولوی صاحب نیا پڑھ کر آئے ہیں انہوں نے بے چارے کلمے میں ”و“ (واو) ڈال دی ہے۔ واو پیاری ہوتی ہے تاریخ کی۔ انہوں نے کلمہ میں ”و“ ڈال دی ہے اور سنی علماء ”و“ نکالنی ہے تاکہ بے چارہ کلمہ پھر سے تندرست ہو جائے۔ اس مسئلہ پر کہتے ہیں مناظرہ ہے۔ یہ جب اکٹھے ہو گئے پوچھا حضرت جی کیا بات ہے کہا بات یہ ہے چھ نمبر سن لو ان کی تاب لا سکتے ہو تو ٹھیک روند آج کے بعد جو میں کبھی صبح جو کچھ تم کو غلط تو ان چھ نمبروں سے زیادہ نہ انکے مولوی جانتے ہیں نہ انکے ان پڑھ جانتے ہیں بے چارے۔ ان کا سارا علمی حدود اور بدعات ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ تو میں نے عرض کیا ہم لوگ مسلمان ہیں۔ اہل سنت والجماعت خفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے نبی ساری دنیا کے نبی اور ہمارے امام ساری دنیا کے امام ہمارے نبی سارے نبیوں سے افضل اور ہمارے امام سارے اماموں سے افضل۔

غیر مقلدوں کے فراڈ کا نیا طریقہ

اچھا ایک انکا نیا طریقہ ہے تہ جمان السنہ (ماہ جنوری ۱۹۹۰ء) احسان الہی صاحب ظہیر کی یاد میں ان کے صاحبزادہ صاحب نکال رہے ہیں۔ یہ اپنے رسالوں میں ایک عجیب عنوان دیا کرتے ہیں:

”میں الحمدیٹ کیوں ہوا؟“

اس (رسالہ) کے صفحہ ۲۹ پر ہے ”کون ہوا ہے الحمدیٹ؟ محمد یوسف پنشنر“ کتب ہوا ہے؟“ ۱۹۶۰ء میں اور بیان کتب اس نے دیا ۱۹۱۰ء میں..... بیان کا سن لکھا ہے ۱۹۱۰ء اور اہل حدیث کتب ہوا ہے۔ ۱۹۶۰ء میں اور مرا ہے ۱۸۶۰ء میں..... کہتا ہے میری مکتبی ”مظفر گڑھ“ میں ہوئی تھی۔ حسین پور کے علاقہ میں اور ۱۹۶۰ء میں مظفر گڑھ کے ضلع میں ریل بانگن نہیں تھی۔ تو کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے ”آمین“

کی وجہ سے کہا کہ بھئی اس کا نکاح نہ کرو، مصطفیٰ ہوئی ہے تو مولانا مظفر حسین صاحب کا نہ صلوٰی مرحوم نے کہا کہ بھئی کوئی بات نہیں ہو لینے دو۔

مولانا مظفر حسین صاحب مرحوم کا نہ صلوٰی ۱۹۰۰ء سے پہلے وفات فرما چکے تھے اب ۱۹۶۰ء میں کہنے آئے تھے قبر سے نکل کر کہ بھئی نکاح کر دو بیچارے کا۔ اس ایک واقعہ میں کہ ۱۹۶۰ء میں مظفر گڑھ میں ریلوے لائن نہیں تھی اور امرتسر سے میں نے مغرب کا سفر کیا تو پہلے مظفر گڑھ آیا اور آگے دہلی..... اردو میں ہے یہ واقعہ۔ اب آپ اندازہ لگائیں اس قسم کے یہ بیانات (غیر مقلد دیتے ہیں) جس کا نہ سر نہ پاؤں۔ تصدیق کرنے والا بھی کب سے فوت ہو چکا۔ ۱۹۰۰ء نہیں دیکھا اس نے ۱۹۶۰ء تو کیا۔ اور کاش جو اس میں سچی بات تھی وہ نہ چھپاتے وہ بھی لکھ دیتے کہ یہ محمد یوسف دس سال کے بعد مرزائی (قادیانی) ہو گیا تھا۔ ”اشاعت السنہ“ محمد حسین بٹالوی کا رسالہ، ص ۱۱۳ ج ۲۱ میں درج ہے (اصل میں یہ واقعہ ۱۸۶۰ء کا ہے۔ اب انہوں نے بتانے کے لئے نیا واقعہ بنا کر ۱۹۶۰ء لکھ دیا)

سب سے پہلا غیر مقلد ہندوستان میں یہ ہے پنجاب میں اور اس پر جو اصل کتاب میں عنوان یہ لکھا تھا کہ ”ہندوستان میں عمل بالحدیث کیسے شروع ہوا؟“ وہ نہیں لکھا تا کہ پتہ نہ چل جائے کہ ۱۸۶۰ء سے پہلے غیر مقلد دنیا میں تھا ہی نہیں۔ جس کتاب سے یہ واقعہ چوری کیا ہے مولانا ثناء اللہ کی زندگی کے حالات ہیں اس کا نام ہے ”نفوس ابوالوفاء“۔ یہ میرے ہاتھ میں ہے اسکے صفحے ۳۹۔ واقعہ پہلے ۱۹۱۱ء لکھ کر شائع کیا گیا پھر ۱۹۶۰ء لکھ کر شائع کیا گیا اور اس بزرگ (مولانا مظفر حسین کا نہ صلوٰی) کی تصدیق جو نہ ۱۹۱۱ء میں حیات تھے نہ ۱۹۶۰ء میں..... اور اس کا واقعہ جو نہ ۱۹۱۱ء میں زندہ ہے نہ ۱۹۶۰ء میں۔ اور وہ جو بعد میں مرزائی ہو گیا۔ محمد حسین بٹالوی لکھتا ہے کہ:

”میں بڑے افسوس سے یہ خبر اپنے رسالہ میں شائع کر رہا ہوں کہ ہمارے صوبہ پنجاب کا پہلا عامل بالحدیث حافظ محمد یوسف پنشنر مرزا غلام احمد قادیانی کا مؤید اور حامی بن گیا ہے۔“

اور اگر پھر بھی شک ہے تو مرزا قادیانی کی کتاب ہے۔ ”اربعین“ اس کے پہلے صفحہ پر یہی نام آپ کو مل جائے گا ”حافظ محمد یوسف پنشنر“
یہ لاہور کے اصل غیر مقلد تھے الٰہی بخش، محمد یوسف پنشنر، محمد بنوٹا جریشم یہ سارے مرزائی بنے بعد میں اب عوام کو پریشان کرنے کے لئے یہ تازہ اسی رسالہ میں آ گیا ہے کہ اب کوئی اہل حدیث ہوا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
استغفر الله تعالى ربی من کل ذنب واتوب الیه

تمہید

دوستو بزرگو! میں نے آپ کے سامنے سورۃ توبہ کی ایک آیت (نمبر: ۱۲۲) تلاوت کی ہے اور صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث پڑھی ہے۔ قرآن پاک کی اس آیت میں بھی ”فقہ“ کا تذکرہ ہے اور نبی اقدس ﷺ کی حدیث میں بھی ”فقہ“ کا تذکرہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وما كان المؤمنون لينفروا كافة

”اور مسلمانوں سے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ سب کے سب نکلیں“

معلوم یہ ہوتا ہے کہ مسلمان کسی کام کے لئے جارہے ہیں اس آیت کے سیاق و سباق سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اقدس ﷺ وسلم کے فرمان پر مسلمان جہاد کے لئے جارہے ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفهموا في الدين

”تو کیوں نہ ہو کہ ان ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔“

ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون

(البقرہ ۱۲۲)

”اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنا میں اس امید پر کہ وہ سمجھیں۔“

یہ سورۃ آنحضرت ﷺ کے مبارک دور کے آخری سالوں میں نازل ہوئی ہے۔ جس وقت اسلام ملک عرب کے بہت سے حصے میں پھیل چکا تھا۔ اب بات یہ تھی کہ جو لوگ نبی اقدس کی خدمت اقدس میں حاضر ہیں وہ تو جب کوئی مسئلہ پیش آتا خود حضرت اقدس ﷺ سے پوچھ لیتے لیکن جو لوگ دور رہتے تھے نہ تو (ان کو) خود نبی اقدس ﷺ ہر مسئلہ بتانے کے لئے وہاں تشریف لے جاسکتے ہیں اور نہ وہ ہر مسئلہ کو پوچھنے کے لئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں۔ تو دین آخر ان تک بھی پہنچا ہے اور پہنچانا ہے۔ تو نبی اقدس ﷺ اور ان لوگوں کے درمیان وہ کونسا واسطہ ہوگا

ضرورت فقہ اور مسئلہ تراویح

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده

ولا نبوة بعده ولا رسوله بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعدوا بالله من الشيطان الرجيم.

بسم الله الرحمن الرحيم.

وما كان المؤمنون لينفروا كافة. فلولا نفر من كل فرقة

منهم طائفة ليتفهموا في الدين. ولينذروا قومهم اذا رجعوا

اليهم لعلهم يحذرون. وقال رسول الله ﷺ من يرد الله به

خيراً يفقهه في الدين.

صدق الله مولانا العظیم وبلغنا رسولہ النبی الکریم و

نحن علی ذلک لمن الشاہدین والشاکرین والحمد لله

رب العالمین رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل

عقلی من لسانی یفقهوا قولی رب زدنی علماً و ارزقنی

فیہما. سبحانک لا علمنا الا ما علمتنا انک انت العلیم

الحکیم. اللهم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل

سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم و صل علیہ.

جس کو اللہ اور اس کا رسول قابل اعتماد سمجھیں؟ اور ان کے ذریعے پہنچنا جو دین خدا اور رسول کے نزدیک پسندیدہ ہو؟ تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ جماعت "مفتہاء" کی ہوگی۔ مفتہاء کے ذریعے سے جو دین پہنچے گا وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک قابل اعتماد ہوگا اور نبی اللہ کے نزدیک بھی قابل اعتماد ہوگا۔

آیت میں مفتہاء کا ذکر

آپ کے دین میں یہ بات آری ہوگی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ یہاں مفتہاء کی بجائے قاری اور حافظ کا نام لے دیتے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ یہاں حدیث کا ذکر فرماتے۔ قرآن اور حدیث کا لفظ آجاتا۔ آخر اس میں کیا تسکنت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہاں "مفتہاء" کا ذکر فرمایا۔ تو قرآن پاک چونکہ ایک مکمل کتاب ہے اور اسلام مکمل دین ہے اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک ہی لفظ ایسا استعمال فرمایا جس میں یہ ساری چیزیں آئیں۔ چونکہ فقہ کی بنیاد چار چیزیں ہوتی ہیں

نمبر اول۔ کتاب اللہ شریف قرآن پاک

نمبر دوم۔ سنت رسول اللہ ﷺ

نمبر تیس۔ اجماع امت اور

قیاس شرعی

نمبر چار۔

تو جب فقہ کا لفظ بول دیا گیا تو اس کا مطلب ہے کہ جاننے والا فقہ قرآن بھی ساتھ لے کر جائے گا اللہ کے نبی کی سنت بھی ساتھ لے کر جائیگا۔ امت کے اجماعی مسائل بھی ساتھ لے کر جائے گا اور جو نئے مسائل سامنے آئیں گے ان کا حل بھی قیاس شرعی سے دریافت کر لے گا۔ تو دین اسلام کے لئے فقہ نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر مسائل مکمل نہیں ہوتے۔ اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ دین کے پہنچانے کا جو قاعداں اختیار فرمائیے وہ مفتہاء ہیں۔ مثلاً ایک آدمی ایک عاتق میں صرف قرآن پاک لے کر چلا گیا اس نے جا کر قرآن سنایا کہ

اقیموا الصلوۃ نماز قائم کرو

اب وہ لوگ پوچھتے ہیں کہ کتنی رکعتیں پڑھیں؟ تو قرآن پاک میں ان رکعتوں کا کوئی تذکرہ نہیں تو قرآن پاک پہنچنے کے بعد بھی نماز کا مکمل طریقہ ان لوگوں کو معلوم نہیں۔ اب کوئی شخص حدیث کی کتاب لے کر چلا گیا اس میں یہ تو ملا کہ حضرت نے چار رکعت ادا فرمائیں پھر چار رکعت پڑھی پھر دو رکعت ظہر کی ادا فرمائیں۔ لیکن یہ تفصیل کہ ان میں کون کون سی رکعتیں سنت ہیں کون کون سی فرض ہیں کون کون سی افضل ہیں۔ یہ تفصیل احادیث میں موجود نہیں۔ اب اس کی بھی ضرورت باقی رہی۔ تو بغیر فقہ کے دین کے مسائل مکمل نہیں ہوتے۔ اس لئے آج ہم جو نمازیں پڑھ رہے ہیں وہ اس فقہ کے مطابق پڑھ رہے ہیں۔ روزوں کے مسائل معلوم کرتے ہیں تو اسی فقہ سے معلوم کرتے ہیں چھ کرتے ہیں تو مکمل مسائل صرف فقہ ہی سے ہمیں ملتے ہیں۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہی کامل اور مکمل ذریعہ یہاں بیان فرمایا کہ کچھ لوگ فقیہ نہیں۔

اب یہاں ایک بات سوچنے کی ہے کہ یہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو جہاد کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں ان کی مادری زبان پنجابی تھی یا سرائیکی تھی (عربی تھی سامعین) تو وہ قرآن پاک کی عربی آیات سن کر نبی پاک ﷺ کی عربی احادیث سن کر انکا مطلب سمجھ لیتے تھے یا نہیں؟ (سمجھ لیتے تھے۔ سامعین)۔ ہم سے بہتر سمجھتے تھے یا کم سمجھتے تھے (بہتر سمجھتے تھے۔ سامعین)۔

ظاہر ہے کہ وہ ہم سے بہت زیادہ بہتر سمجھتے تھے تو اگر قرآن پاک کا ترجمہ جان لینے کا نام فقہ ہوتا۔ حدیث کا ترجمہ جان لینے کا نام فقہ ہوتا تو ان میں سے ہر ایک آدمی ہم سے زیادہ اچھا ترجمہ سمجھتا تھا۔ ان میں سے ہر شخص ہم سے زیادہ بہتر مطلب حدیث کا جانتا تھا۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان ترجمہ جاننے والوں..... مطلب سمجھنے والوں کو فرمایا کہ ہر جماعت میں سے کچھ آدمی بیٹھ جائیں اور فقہ بنیں۔ معلوم ہوا کہ صرف الفاظ کا یاد کرنا فقہ نہیں۔ اس کا نام فقہ نہیں۔ کوئی بخاری شریف کر اردو ترجمہ پڑھ کر سمجھے کہ میں فقہ بن گیا ہوں (تو) اس نے قرآن پاک کی اس آیت کو سمجھا نہیں فقہ مزید گہرائی کا نام ہے۔ تو نبی اللہ ﷺ اور آپ کے ان

سے سمجھیں۔

فقہ کی مثال

آپ کا بچہ اسکول میں پڑھتا ہے اس کے پاس ایک اردو کی کتاب 'ایک معاشرتی علوم کی کتاب ہے ایک دینیات کی کتاب اور ایک انگریزی کی کتاب ہے ان ساری کتابوں میں ایک ایک مضمون ہے۔ لیکن ایک اس کے پاس گائیڈ Guide ہوتی ہے جس میں تمام مضامین یکساں ہوتے ہیں۔ تو فقہ کیا ہے؟ یہ اسلامی علوم کی Book ہے۔ قرآن پاک کے تمام مسائل فقہ میں آجاتے ہیں۔ امت کے اجماعی مسائل سارے فقہ میں آجاتے ہیں اور قیاس شرعی کے بھی تمام مسائل فقہ میں آجاتے ہیں۔ تو فقہ کے سمجھانے کی ایک چھوٹی سے مثال (مزید) عرض کرتا ہوں کیونکہ وقت بہت کم ہے۔

فقہ کی ایک اور مثال

اب دیکھئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کبھی تمہارے پینے کی چیز میں گر جائے تو اسے غوطہ دے کر نکال کر پھینک دو۔ اب یہ الفاظ مجھے یاد ہیں اس کا ترجمہ بھی یاد ہے لیکن ایک آدمی آگیا اس کے پاس دودھ کا گھاس ہے اس میں دو چمچھر گرت ہوئے ہیں وہ کہتا ہے کہ یہ چمچھر نکال دس کس طرح نکالنے چاہئیں اس کا (شرعی) مسئلہ کیا ہے؟ تو اب حدیث میں چمچھر کا لفظ کہیں آتا ہی نہیں کہ چمچھر گر جائیں تو کس طرح نکالا جائے۔ اور سینکڑوں جانور موجود ہیں چھوٹے چھوٹے وہ سارے گر جائیں تو کس طرح نکالے جائیں تو اس کے لئے اب الفاظ مجھے بھی آتے تھے.... ترجمہ بھی یاد تھا لیکن فقہ نے مجھے بتایا کہ ان الفاظ کے بچے اللہ کے نبیؐ نے ایک قاعدہ بیان فرمایا ہوا ہے جو ہر شخص کو نظر نہیں آتا۔ اجتہاد کی خوردبین لگانے سے وہ نظر آیا کرتا ہے۔ تو جنہوں نے بتایا اس کے نیچے قاعدہ یہ ہے کہ کبھی ایک ایسا جانور ہے جس کی رگوں میں دھڑنے پھرنے والا خون نہیں۔ اب ہر وہ جانور جس کی

سحابہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ جو فرما رہے ہیں کہ ہر فرقے میں سے ایک ایک آدمی بھیجے جائے۔

فرقے کا مطلب

اب آپ سوچیں گے کہ وہ فرقے کیسے تھے تو اس زمانے میں فرقے یہ نہیں تھے جو آج بکسل بنے ہوئے ہیں۔ جیسے آپ رائے و مذہب میں اجتماع کے موقع پر دیکھتے ہیں کہ ضلع رجم یا رخان کے لوگ ایک جگہ بیٹھے ہیں تاکہ آپس میں سفر میں کوئی تکلیف اور پریشانی نہ ہو۔ دوسرے ضلع کے لوگ ایک جماعت بنا کر بیٹھ جائیں تاکہ آپس میں سہولت رہے اسی طرح صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو جہاد کے لئے جا رہے ہیں ان میں مذہبی فرقے نہیں تھے۔

من کسل فسرقہ کا جو لفظ ہے ان میں بھی تھا کہ ایک ایک قوم کے لوگ ملجودہ طبعہ اپنی جماعت بنا کر ایک ایک علاقے کے لوگ جا رہے تھے تاکہ سفر میں کسی قسم کی پریشانی ہو تو ایک دوسرے کی واقفیت ہمارے لئے ان پریشانیوں کے دور ہونے کا باعث بنتی رہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جب جا رہے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر قوم ہر فرقے کا کم از کم ایک ایک آدمی فقیہ ضرور بنے۔ اب جب یہ فقیہ بن جائیں گے تو پھر کیا کریں گے؟ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ولینذروا قومہم اذارجعوا الیہم لعلہم یحذرون

یہ یہاں سے فقیہ بن کر اپنی قوم میں چلا جائے گا۔ اب ساری قوم اس ایک فقیہ کی فقہ پر عمل کرے گی اور اس کی تقلید کرے گی اس سے دین کے مسائل پوچھ کر ان پر عمل کرے گی اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکموں سے ان کو ڈرائیں گے تاکہ یہ لوگ خدا کی نافرمانی سے بچ سکیں تو اس آیت کریمہ سے یہی معلوم ہوا کہ اللہ کا دین آگے پہنچانے کے لئے سب سے قابل اعتماد ذریعہ فقہاء کا ہے اور فقہاء کے پاس مکمل دین ہوتا ہے ان کے پاس دین کا کوئی خاص ایک پہلو نہیں ہوتا اس کو آپ ایک مثال

رگوں میں یہ خون نہیں ہے اسکو کبھی پر قیاس کر کے اس کا وہی حکم معلوم کر لیا جائے گا جو کبھی کا ہے۔ تو چھڑکی گلوں میں بھی دوڑنے پھرنے والا خون نہیں اب چھڑکو کبھی پر قیاس کر کے نکال دیا۔ اسی طریقے سے بھڑ ہے۔۔۔ کبڑیاں ہیں۔ چونیان ہیں ان کی رگوں میں بھی دوڑنے پھرنے والا خون موجود نہیں اگرچہ حدیث میں ان کا ذکر نہیں آیا کہ یہ پینے کی چیز میں گر جائیں تو کیا کیا جائے۔ لیکن فقہ نے حدیث سے ہی ایک قاعدہ اخذ کر کے ان سب کا حکم معلوم کر لیا اس کو کہتے ہیں فقہ۔

تقلید اور ترک تقلید

یعنی کتاب و سنت کے الفاظ میں بھی بہت سے مسائل ہیں اور بہت سے مسائل اسکی تہہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مفسر رکھے ہیں جس طرح مسلح مسند اس کی سیر بھی انسان کے لئے صحت کے لئے مفید ہے۔ لیکن بہت سے موتی (اللہ نے) اسکی تہہ کے نیچے چھپا رکھے ہیں۔ ان کو حاصل کرنے کیلئے غوط خور کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہر آدمی کا یہ کام نہیں۔ اب غوط خور (موتی) نیچے سے نکال لائے اور ہم شکر یہ ادا کر کے اس سے حاصل کر لیں اس کو ”تقلید“ کہتے ہیں اور ”ترک تقلید“ کہتے ہیں کہ مجھے غوط لگانا تو آتا نہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ میں اس غوط خور سے موتی لینے کے لئے تیار نہیں۔ اب سب دانا مجھے یہی سمجھائیں گے جب تو غوط خور نہیں ہے تو تو غوط نہ لگاتا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ جب یہ (قوط خور) خود غوط لگا کر نیچے سے لایا ہے تو میں بھی خود نیچے جاؤں گا چنانچہ اس کے بعد سب کے روکنے کے باوجود میں نے غوط لگا دیا اب لوگ سارے دیکھ رہے ہیں کہ باقی غوط خور تو موتی لے کر آگئے ہیں لیکن یہ خود ہی ادا پر نہیں آیا تو ”تقلید“ کہتے ہیں غوط خور سے موتی لے کر استعمال کر لیا جائے اور اس کو ”مقلد“ کہتے ہیں اور ”غیر مقلد“ کہتے ہیں جو خود ڈوب کر مر جائے نہ موتی نصیب ہو اور نہ زندگی باقی رہے اسکی۔

فقہاء نبیوں کے کامل وارث

تو اس لئے فقہ جو ہے یہ کتاب و سنت کی تہہ سے مسائل کے دریافت کر لینے کا نام ہے اور دین کے مکمل مسائل صرف ”فقہ“ میں ملتے ہیں اور کسی علم میں نہیں ملتے تو یہ جو فقہاء نہیں گے یہ کیا کام کریں گے۔ پوری قوم کا اعتقاد اپنے اس فقہ پر ہوگا۔ فتویٰ انہیں کا چلے گا۔ علماء حضرات جانتے ہیں کہ آیت میں جو لفظ ولینسذروا لومہم اذا رجعوا الیہم آیا ہے یہ ”انذار“ نذیر اور بشیر مفتیں دراصل نبیوں کی اللہ تبارک و تعالیٰ بیان فرماتے ہیں قرآن پاک میں۔ اس آیت میں یہ صفت فقہاء کی بیان فرما رہا ہے ہدایا کہ نبیوں کے اگر کامل وارث ہیں تو صرف اور صرف فقہاء ہیں۔ اسی لئے علامہ حنفی رحمۃ اللہ علیہ ”مبسوط“ کا خطبہ ہمیں سے شروع فرماتے ہیں:

الحمد للہ الذی جعل ولایۃ الانذار للفقہاء بعد الانبیاء

ترجمہ: ”تقریباً خدا ہی کیلئے ہیں کہ جس نے فقہاء کو نبیوں کا وارث بنادیا۔“

تو اس آیت میں بھی فقہاء کو نبیوں کا وارث قرار دے دیا گیا ہے۔ اور یہ انذار اور بحذر و ”بچنا اور ڈرانا“۔ ان الفاظ پر غور کریں تو بالکل یہی مفہوم قانون کا ہوا کرتا ہے۔ تو مطلب یہ کہ قانون جو ہے وہ فقہ کا ہی نافذ ہوگا جب بھی نافذ ہوگا۔

ایک واقعہ

ایک دوست (غیر مقلد) تقریر کر رہا تھا اور بڑے غصے میں۔ کہنے لگا میں نے پکا ارادہ کر لیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ فقہ کو ملک سے نکال کر دم لوں گا۔ میں نے کہا اللہ کے بندے ابھی تو تو فقہ اپنے مفتیوں سے نہیں چھین سکا۔ تیرے مفتی ہماری فقہ پر تو دے رہے ہیں۔ ”فتاویٰ نذیر“ میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں..... ”فتاویٰ ثنائیہ“ میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں..... ”فتاویٰ ستاریہ“ میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں..... ”فتاویٰ علماء حدیث“ میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں..... ”فتاویٰ غزنویہ“ میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں..... تو جو ابھی اپنے مفتیوں سے فقہ نہیں چھین سکا وہ فقہ کو ملک سے کیسے

نکال دے گا؟ میں نے کہا ابھی تک تو آپ فقہ کو اپنے مدرسہ سے نہیں نکال سکتے تمہارے مدارس میں ہماری کتاب حدیاب پڑھائی جا رہی ہے..... شرح وقایہ پڑھائی جا رہی ہے..... چندہ حدیث کے نام پر لیا جاتا ہے اور تنخواہ فقہ پڑھا کر لی جا رہی ہے۔ تو یہ بتایا جائے کہ تمہارے اصول پر یہ تنخواہ جائز بھی ہے یا ناجائز ہے۔ تو میں نے کہا کہ آپ نے اگر ضرورتاً تجربہ کرنا ہے تو ملک سے نکالنے سے پہلے اپنے گھر سے نکال کر دیکھیں۔ (صرف) ایک گھر سے اس نے کہا نکال دی۔ اب جناب ٹکڑہ وقت آیا نماز پڑھنی ہے سب بیٹھے ہیں۔ کہتا ہے بھی نماز پڑھو۔ اس نے کہا نماز کی شرطیں بھی معلوم نہیں کتنی ہیں کیونکہ فقہ میں کبھی شیعہ وہ کتاب ہم باہر رکھ آئے ہیں۔ نماز کی رکعتوں کی تقسیم کا علم نہیں ہے کہ سنو کی نیت کتنی رکعتوں میں کرنی ہے فرض کتنے پڑھنے ہیں..... نوافل کتنے ہیں..... یہ تقسیم فقہ کی کتاب میں تھی اب ہم پڑھیں کیا؟ نماز کے ارکان کا پتہ نہیں..... بھول کے مسائل سجدہ ہو کے مسائل کا ایک دو مسائل کے سوا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ تو اب کیا نماز پڑھیں؟ تو اس نے کہا کہ اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ صرف فقہ سے ہی نہیں گئے خدا سے بھی گئے ہم۔ کیونکہ خدا کی عبادت کرنے کا پورا طریقہ ہمیں معلوم نہیں ہے تو اس نے کہا کہ اچھا چلو سوچتے ہیں کوئی صلح کریجے ان سے..... کھانا تو لے آؤ۔ (کی بیوی) نے کہا کیا لاؤں اس نے کہا دو دھ لے آؤ۔ اس نے کہا دو دھ تو ہمیں کا ہے اور ہمیں کا لفظ قرآن میں بھی نہیں اور حدیث میں بھی نہیں تو ہمیں کا دو دھ تو فقہاء نے قیاس سے جائز کیا تھا۔ تو جب فقہ نکالی، ہمیں بھی ان کے گھر بانڈھ آئے ہیں ہم اس لئے نہ دو دھ قسمت میں رہا اور نہ چائے قسمت میں رہی۔ نہ کچی قسمت میں رہا نہ پختہ قسمت میں رہا۔ حتیٰ کہ کسی تک قسمت میں نہیں رہی۔ تو ایسی فقہ نکالی اب کیا کریں؟ اس نے کہا پھر اور کوئی چیز اس نے کہا دال پکائی تھی یاں میں وہ ہے اگر کہیں تو لے آؤں اس نے کہا چلو وہی لے آؤ اب ایسی بڑا تھی قدر تھی نہیں۔ اسے ڈھانکا نہیں۔ اس میں جناب چمچر گر کے مرا ہوا ہے چوٹیاں گر کر مری ہوئی ہیں۔ دو تین بھڑیں اس میں بھی بھناری ہیں دو چار کھیاں ڈھونڈنے کی ہیں اور آٹھ دس چوٹیاں مری ہوئی ہیں اس نے

کہا کہ اللہ کی بندی اس کو صاف تو کر دیتی اس نے کہا کیسے صاف کر دینا فقہ کے بغیر چینی نکلی نہیں۔ فقہ کے بغیر چمچر نکلتا نہیں فقہ کے بغیر یہ بھڑ نکلتی نہیں۔ فقہ کے بغیر جگنو نکلتا نہیں۔ فقہ کے بغیر تو یہ صاف بھی نہیں ہوگا اس لئے جب فقہ کو گھر سے نکال دیا ہے تو اب کیا صورت ہوگی۔ اب تو یہی ہے کہ چوٹیاں کھائی پڑیں گی یہ بھڑ جو ہے یہ زبان کو کاٹ کاٹ کے کھائے گی یہ نکل نہیں سکتی کیونکہ وہ زبان جو فقہ کے خلاف بولتی ہے اس کا علاج یہی ہے کہ بھڑیں اسے کاٹ کاٹ کر کھائیں اور اگر فقہ کو نہ مانا گیا تو وہ نکل سکتیں نہیں۔

دین کب تک غالب رہے گا

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ”دین اس وقت تک غالب رہے گا جب ایک جماعت جہاد میں مصروف رہے اور دوسری فقہ میں“۔

(بخاری ج ۸، ص ۸، مسلم ج ۴، ص ۱۳۴)

اس وقت تک فرمایا دین کو سر بلندی حاصل رہے گی مجاہدین کا کام کیا ہے؟..... ملک گیری..... ملک حاصل کرنا..... کیا کام ہے؟..... ملک حاصل کرنا۔ اور فقہاء کا کام کیا ہے؟..... اس ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنا تو اسی چیز سے سر بلندی رہے گی نا۔ اب دیکھئے قانون جو ہے وہ جب بھی نافذ ہو، واقعہ کی شکل میں نافذ ہوا۔ اب ہم جب مطالبہ کرتے ہیں کہ فقہ حنفی کو نافذ کیا جائے تو کئی طرف سے آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ فقہ کو ہم نہیں مانیں گے۔ صرف اسلام کا قانون آئے اور کتاب و سنت کا قانون آئے لیکن یہ ایک فریب ہے اس کو ذرا سمجھیں مثال سے۔

فقہ اور فقہاء کی حیثیت

آپ کے ملک میں اس وقت کوئی قانون چل رہا ہے یا نہیں؟ چل رہا ہے نا..... تو آپ کے ملک میں ایک تو آئین ہوتا ہے..... متین قانون کیا ہوتا ہے؟..... آئین..... اسی کا نام اسلام میں ”کتاب و سنت“ ہے..... جو آئین ہے اسی کا نام کیا

ہے؟ کتاب دست۔ اب بعض اوقات آئین میں کوئی چیز قابل تشریح ہو تو قومی اسمبلی خود اس کی تشریح کر دیتی ہے۔ تو اس قومی اسمبلی کی جگہ اسلام میں "خلافت راشدہ" ہے۔ اور ہر خلیفہ راشد اس اسمبلی کا استیکر ہے۔ تو اب دیکھئے کوئی شخص صرف آئین کا نام لے لیکن خلافت راشدہ کو چھوڑنا چاہے قومی اسمبلی سے صرف نظر کرے تو وہ ملک میں ملک کے آئین کو چلا سکتا ہے؟ پھر اس کے بعد آپ کے ہر صوبہ میں ایک ہائی کورٹ ہوتی ہے۔ اسکا چیف جسٹس جو بے قانون ساز نہیں ہوتا۔ قانون دان ہوتا ہے۔ لیکن اپنے ملک کے قانون کا اتنا ماہر ہوتا ہے کہ اس کا فیصلہ بطور نظیر قانون کی کتاب PLD میں نقل کر لیا جاتا ہے اور جتنی ماتحت عدالتیں ہیں۔ DC صاحب کے پاس کیس آئے۔ کسٹمر صاحب کے ہاں کیس آئے۔ سینئر سول جج کے پاس کیس آئے۔ تو وہ اس PLD کا حوالہ دے کر فیصلہ کرتا ہے اس کے حوالے کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔ تو یہ جس کو آپ اپنی اصطلاح میں ہائی کورٹ کا چیف جسٹس کہتے ہیں۔ اسے اسلامی اصطلاح میں "مجتہد" کہا جاتا ہے۔ مجتہد بھی قانون ساز نہیں ہوتا۔ قانون کا ماہر ہوتا ہے۔ اور جس طرح مجتہدین (دنیا یعنی قانون دانوں) کے فیصلے PLD میں محفوظ کر لئے گئے اسی طرح اسلام کے مجتہدین کے فیصلے (اسلامی) PLD (اسلامی کتابوں) میں محفوظ کر لئے گئے۔ یہ ہدایہ۔ یہ عالمگیری۔ یہ شرح وقایہ۔ یہ کتابیں بالکل ایسی حیثیت رکھتی ہیں اسلام میں جیسے آپ کے ملک میں PLD کی کتابیں ہیں۔ اسی طرح ماتحت عدالتیں اس PLD کا Reference۔ اور حوالہ دیتی ہیں۔ اسی طرح جرجنی (اور دیگر مقلدین) ہیں وہ۔ قال ابو حنیفہ۔ قال الشافعی۔ قال احمد مالک۔ کہہ کر اپنا فیصلہ اور فتویٰ نقل کرتا ہے۔ لیکن بعض اوقات چیف جسٹس ایک ہوتا ہے۔

اور بعض اوقات ایک نل جج بیٹھتا ہے۔ جسے آپ اصطلاح میں "پریم کورٹ" کہتے ہیں۔ اور اسلام کی اصطلاح میں اسے "اجماع امت" کہا جاتا ہے۔ کیا کہا جاتا ہے؟۔ اجماع امت۔ تو اب کوئی آدمی یہ کہے صرف پاکستان کا

آئین رہے۔ اور ہائی کورٹ ختم کر دی جائیں۔۔۔ پریم کورٹ ملک سے ختم کر دی جائیں۔۔۔ ماتحت ساری عدالتیں ختم کر دی جائیں۔ تو کیا ملک کا قانون چل سکتا ہے؟۔ آج کل جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام تو آئے لیکن اسلام میں قیاس شرعی اور اجتہاد اور فقہ کو دخل نہ ہو۔ یہ بالکل ایسی بات ہے کہ کوئی یہ کہے کہ آئین پاکستان تو نافذ رہے لیکن میں صوبہ پنجاب میں رہتا ہوں۔۔۔ ہائی کورٹ کے فیصلوں کو قبول نہیں کروں گا۔ تو اگر ہائی کورٹ کا فیصلہ صوبے میں رو کر قبول نہیں تو قانون نافذ کون کرے گا یہاں؟ اور قانون چلے گا کس کے ذریعے؟۔ کوئی آدمی یہ کہے کہ قانون اسلام تو آئے لیکن اجماعی مسائل بطور قانون نافذ نہ کئے جائیں تو یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ میں ملک پاکستان میں رہتے ہوں پریم کورٹ کے فیصلوں کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ تو کیا کوئی ملک کسی بیوقوف کے کہنے سے اپنی پریم کورٹ کو ختم کر سکتا ہے۔ کیا کوئی صوبہ بغیر ہائی کورٹ کی عدالت کے اپنے قانون کو آگے چلا سکتا ہے کوئی آدمی یہ کہے میں ضلع میں رہوں گا لیکن DC کے فیصلوں کا پابند نہیں ہوں گا میں ڈویژن میں آباد ہوں گا لیکن کسٹمر کے فیصلوں کا پابند نہیں ہوں گا۔۔۔ کیونکہ یہ PLD کے حوالے دیتے ہیں سیدھے آئین کے حوالے نقل نہیں کر رہے۔ تو یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی کہے کہ میں مسلمان تو کہلاؤں گا لیکن اسلامی مفتیوں کے فیصلے ماننے کے لئے تیار نہیں کیونکہ یہ اپنے فتاویٰ میں قال ابو حنیفہ لکھتے ہیں یہ۔ قال الشافعی۔ لکھتے ہیں۔ یہ قال احمد۔ لکھتے ہیں۔ یہ قال مالک لکھتے ہیں۔ تو جس طرح ملک میں قانون نافذ ہوتا ہے اسی طرح یہ قانون دیتا۔ جس طرح اس میں ہائی کورٹ کی بھی ضرورت ہے اور اس سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا ہے۔ پریم کورٹ کی بھی ضرورت ہے اس سے بھی صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔ اور ماتحت عدالتوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے اس سے صرف نہیں کیا جاسکتا۔

جب بھی کوئی آدمی عدالت کا فیصلہ سنتا ہے تو اسے یہی پتہ ہوتا ہے کہ فیصلہ اس جج کی آتی رائے نہیں بلکہ پاکستان کے قانون کا فیصلہ ہے۔ جب بھی وہ ہائی کورٹ کا فیصلہ سنتا ہے تو اس کے ذہن میں ایک ہی بات ہوتی ہے کہ یہ اس جج کی ذاتی رائے نہیں بلکہ

بارش کے پانی کی ہے۔ جب یہ بارش زمین پر نازل ہوئی ہے۔ زمین تین قسم کی ہوتی ہے۔

☆ ایک ٹھیک سی زمین جہاں پانی پانی کی شکل میں تالاب بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔

☆ ایک دو کھیت ہیں جس کو بخاری شریف میں حضرت علیہ السلام نے ارض طیبہ بیان فرمایا کہ وہ پاکیزہ زمین اس نے اپنا سینہ کھول دیا اور وہ پانی اندر جذب ہو گیا۔ اب ہماری زندگی کی تمام ضروریات اللہ تعالیٰ نے اسی پانی کی برکت سے اس کھیت میں پیدا فرمادیں۔ ہمیں گندم کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ کہاں ہوتی ہے تالاب میں یا کھیت؟ میں ہمیں گنے کی ضرورت ہے وہ کہاں ہوتا ہے؟ ہمیں جوار باجرے کی ضرورت ہے وہ کہاں ملتا ہے؟ ہمیں کپاس کی ضرورت ہے وہ کہاں ہوتی ہے؟ ہمیں آم انار کیا ان پھلوں کی ضرورت ہے وہ کہاں ہوتے ہیں؟ ہمیں پھلوں کی ضرورت ہے خوشبو کے لئے وہ کہاں ہوتے ہیں؟ ہمیں جڑی بوٹیوں کی ضرورت ہے دوا دارو کے لئے وہ کہاں ہوتے ہیں؟ تو اس کو حضرت نے فقہ سے تعبیر فرمایا۔

(مکتوۃ بہمانہ بخاری و مسلم)

تالاب مثال ہے حدیث کی کتاب کی کس کتاب کی؟ (حدیث کی کتاب کی سائن) جس طرح تالاب میں ہر پڑھا لکھا یا ن پڑھا پڑھا آنکھوں سے پانی دیکھ لیتا ہے۔ اسی طرح حدیث کی کتاب میں ہر آدمی کو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نظر آ جاتے ہیں۔ لیکن کھیت میں ہر وقت پانی نظر نہیں آتا۔ مقیدہ یہی ہوتا ہے کہ اس کھیت میں جتنی بھی فصل پیدا ہوئی ہے وہ ساری اس پانی کی ہی برکت ہے۔ اب کھیت (جنیزوں کے اعتبار سے) مکمل ہے اور تالاب! اس میں مکمل جنیز (نہیں)۔ اسی لئے یہ تالاب والا خود بھی پیچھا دھت والے سے جا کر چیزیں وصول کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے جتنے بھی محدثین ہوتے ہیں وہ کسی نہ کسی امام کے مقلد ہوتے ہیں۔ محدثین کے حالات میں جو کتابیں خود محدثین نے لکھیں ہیں وہ چار ہی

حکومت آئیں گے۔ تو کسی گھر میں ٹکا نہیں رہنے دیں گے۔ جب ہم ہر حکومت آئیں گے تو دنیا میں کوئی کنواں باقی نہیں رہنے دینگے۔ جب ہم ہر حکومت آئیں گے تو کوئی ٹوب ویل باقی نہیں رہنے دیے جائیں گے۔ صرف بارش کے پانی پر گزارا ہوگا (اور اس کے سوا کسی پر نہیں) کیوں کہ ہم خدا کے سامنے والے ہیں۔ ہم ان بندوں کے پیچھے لگنے والے نہیں ہیں تو میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ کیا ایسا فرقہ ملک کو کامیاب کرے گا یا اجاڑے گا۔ جی (اجاڑے گا۔ سائن) تو اب دیکھیے یہ کہنا کہ ہم اسلام چاہتے ہیں لیکن اسلامی فقہ کا قانون نہیں آئے گا۔ بالکل ایسی ہی جہالت اور وقوفی کی بات ہے کہ ہم ملک میں قانون چاہتے ہیں۔ پانی کی ضرورت ہے لیکن ٹنگا کا پانی نہیں ہوگا۔ ٹکا اکھاڑ دیا جائے گا۔ ٹوب ویل برباد کر دینے جائیں گے۔ تو کیا ایسا فرقہ کبھی ملک کو چلا سکتا ہے۔

کائنات کا عاجز فرقہ

جو فرقہ آج تک ہمارے سامنے اس بات سے عاجز ہے کہ وہ ایک رکعت نماز کے مسائل نہیں ہٹا سکتا وہ بھی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ ہم ملک کو چلا سکتے ہیں؟ ایک رکعت نماز کے مسائل ہمیں نہیں ہٹا سکتا۔ جو بیالی چائے میں پڑے ہوئے چمچہ نہیں نکال سکتا جیسے بھونے خدا کو چمچہ نے مار ڈالا تھا تو؟ یہ بھونتا مذہب تو ایک چمچہ سے مر جاتا ہے۔ وہ لنگڑا چمچہ سامنے "نہیں نہیں" کر رہا ہے کہ بہت ہے تو اکانا مجھے ذرا؟ ارے جو چمچہ سے مار کھا جائے وہ ملک کا قانون چلا سکتا ہے؟ ان کو کیا حق ہے ملک میں قانون چلانے کا دعویٰ کریں۔

فقہ کی مثال از روئے حدیث

صحیح بخاری شریف میں ایک اور مثال ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو دین مجھ پر نازل فرمایا۔ اس کی مثال

قسم کی ہیں:

(۱) طبقات حنفیہ (۲) طبقات شافعیہ (۳) طبقات مالکیہ (۴) طبقات حنبلیہ
طبقات غیر مقلدین نامی کوئی کتاب کسی محدث نے محدثین کے حالات میں نہیں
لکھی۔

☆..... تیسری زمین وہ ہے جو ایک ٹیلہ تھا..... نہ تو وہاں تالاب کی شکل میں کھڑا
ہوا..... نہ تو وہاں کھیت کی طرح کوئی فصل اُگی لیکن جو لوگ یہاں آباد ہیں ان کو بھی
ضروریات زندگی کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اب یہ ضروریات زندگی کھیت والے سے
حاصل کریں گے یا نہیں؟..... اور حاصل کرنے کے طریقے دو ہیں ایک جائز اور ایک
ناجائز۔ تو جائز طریقے سے ان سے چیز لے لیتا اسے کہتے ہیں تقلید..... کیا کہتے
ہیں؟..... تقلید..... جائز طریقے سے چیز لے لیتا (تقلید کہلاتا ہے)..... اور چوری
کر لیتا۔ گئے یہاں سے اکھاڑے اور دو چار جوتے کھالے چوری کر کے اور پھلیاں
اگلے کھیت سے توڑنی شروع کر دیں۔ آخر زندگی تو بے چارے نے گزارنی ہے؟ تو
اس طرح سے ”کہیں کی ایسٹ کہیں کاروبڑا بھان تھی نہ کنبہ جوڑا“ بے چاروں کا
کوئی مذہب ہی نہیں۔

ایک لطیفہ

وہ اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ شادی تھی کسی کی تو شادی میں مہمان دو طرف
ہوتے ہیں ایک بارات کے ساتھ آتے ہیں اور ایک لڑکی کے گھر والوں میں سے ہم
تو ”میل“ کہتے ہیں۔ چنانچہ آپ کیا کہتے ہیں انہیں؟ ایک آدمی نے روٹی کھائی
تھی! تھا نہیں رشتہ دار ان کا۔ اس نے سوچا کسی طرف میں بھی بیٹھ جاؤں۔ اب سوچنے
لگا بارات والوں میں بیٹھوں یا میل والوں میں بیٹھوں؟..... سوچتا رہا آخر درمیان میں
بیٹھ گیا ایک جگہ۔ اب بارات بیٹھی ہے آپس میں تعارف ہو رہا ہے کہ یہ کون ہے یہ
لڑکی کا ”صورا“ (سسر) ہے چلتے چلتے رشتے پوچھتے جا رہے ہیں اب اس پر بھی آئے
کہ بھی تو کون ہے؟ اس نے کہا میں لڑکی کا ”نیرا“ ہوں وہ لوگ کہنے لگے یہ کوئی نا

ہی رشتہ ہے۔ غیر مقلدوں والا پہلے تو کبھی سنا نہیں۔ ”نیرا“ کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا
لڑکی کا باپ اور میں کسی زمانے میں اکٹھے ”نٹو“ چلایا کرتے تھے۔ اب وہ سمجھ گئے کہ
یہ صرف کھانے کا بہانہ ہے رشتہ (نہیں ہے)..... کہنے لگے یہ رشتہ ہم نہیں جانتے۔
کوئی غیر مقلدوں میں ایسا رشتہ تو ہوگا نا؟ عام لوگوں میں ایسا کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔
انہوں نے کہا کہ آپ جائیں ہم ایسے رشتے کو پہچانتے ہی نہیں اب یہ بیچارہ بڑا
پریشان ہوا کہ کھانا کھانا تھا نیا رشتہ بھی گھڑا لیکن پھر بھی کھانا نہیں ملا تو اس کے پاس
ایک ڈنڈا تھا اس نے منہ کو لگا یا اور باجے والوں میں کھڑا ہو گیا کہ چلو باجے والوں
میں کھڑے ہو جاتے ہیں اب جب باجے والے روٹی کھانے لگے تو کھانے والے
نے دیکھا کہ ہاتھوں کے پاس تو باجا ہے۔ یہ ایک ڈنڈے والا درمیان میں پھر باجے
یہ کون ہے؟ تو اس (کھانا کھانے والے) نے کہا بھی دیکھو روٹی کھا لو لیکن پہلے اپنا
اپنا باجا بجا کے سناؤ سارے۔ اب سب نے اپنا اپنا باجا بجا کے سنا دیا جب اس کی
باری آئی ہاں بھی تم بھی بجاؤ اس نے کہا میرا کیا نہیں بچتا میں ما جلا بجا کرتا
ہے۔

تو بالکل یہی بات غیر مقلد کہتا ہے کہ میرا کیا کوئی مذہب نہیں سب میں ملا
جا میرا مذہب ہے۔ تو اسی طرح ان بے چاروں کا مسلک کیا ہے چوری ڈاکے کا
مسلک ہے دو چار مسئلے شافعیوں کے چرالے اور ہاں ہاں جی ہم تمہارے جیسے ہیں
جی۔ ہم آپ جیسے ہیں ان کے ساتھ مل گئے اور دو چار مسئلے حنبلیوں سے لے لیے ان
کے پاس چلے گئے جی ہم آپ جیسے ہیں۔ (اور وہاں کہنے لگے) دنیا میں ہمارا فرقہ
صرف پاکستان میں چند آدمی رہتے ہیں اور بالکل یتیم مسکین فرقہ ہے۔ جو سود آپ
کے پاس ہو۔ زکوٰۃ جو یتیموں مسکینوں کو دیدیا کرو..... کیونکہ اور دنیا میں ہمارا
فرقہ موجود نہیں ہے:

”اتنے بڑے جہاں میں کوئی نہیں ہمارا۔“

تو آپ اندازہ لگیں اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فتنہ کی مثال دی ہے کھیت سے
اور باقی جتنے لوگ ہیں ان کو بھی ضروریات زندگی کے لئے کھیت کی ضرورت ہے یا

نہیں؟ اب ہم لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے محنت کر کے جو حکیت لکھا تھا وہی فصل لکھا رہے ہیں اور عقیدہ یہی رکھتے ہیں کہ اس فصل کا پیدا کرنے والا خدا ہے اور محنت کرنے والے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ہم خدا کا بھی شکر یہ ادا کر رہے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مدعا دے رہے ہیں تو اب کوئی آپ کے پاس جماعت آئے وہٹ لینے کے لئے ہاں بھی دوٹ لے کے آپ کیا کر گئے؟ کہ ہم ملک میں قانون چلائیں گے۔ آپ کا منشور کیا ہوگا؟ اس نے کہا کہ سب پہلے ہم ملک کے سب کھیتوں کو آگ لگا دیں گے۔ اجازت کیونکہ حکیت مثال فقہی ہے؟ اور یہ مثال میں نے اپنی طرف سے بیان نہیں کی بخاری شریف میں اللہ کے پیغمبر ﷺ نے مثال بیان فرمائی ہے تو دیکھئے جس طرح حکیت کے لئے پانی ضروری ہے اسی طرح اسلامی زندگی کے لئے فقہ ضروری ہے۔ کوئی حکیت بغیر پانی کے چاہے سکا نہیں اور جو حکیت کا دشمن ہے وہ ملک کا دشمن ہے اسی طرح جو فقہ کا دشمن ہے وہ اسلام کا دشمن ہے تو جب بھی قانون آئیگا فقہ کی شکل میں آئے گا۔ یہ کہنا کہ اسلام و تافذ ہو فقہ تافذ نہ ہو یہ ایسی ہی بات ہے کہ ملک میں بارانی زمینیں رہیں لیکن حکیت وغیرہ اس سے فصل وغیرہ ہم اگتے نہیں دینگے بس بارش کا پانی ہی پانی کر گزارا کریں گے اور آپ کو بھی بارش کے پانی پر ہی رکھیں گے۔ اب جب ہم نہایت واضح دلیلیں۔ یہ بات سمجھا دیتے ہیں کہ فقہ کے بغیر کبھی بھی کسی ملک میں قانون نافذ نہیں ہوا اور (جب بھی قانون آئیگا) فقہ ہی کی شکل میں قانون آئے گا تو اب دو باتوں سے ہمیں ڈرایا جاتا ہے ایک تو یہ بات کہی جاتی ہے فقہ کتنی ہی ضروری شے لیکن آپ نام نہ لیں کیوں؟

فقہ حنفی اور فقہ جعفری کا فرق

آپ فقہ حنفی کا نام لیں گے تو وہ (شیعہ) فقہ جعفری کا نام لیں گے اس لئے آپ کم از کم ان کا خیال کریں کہ آپ فقہ حنفی کا نام لینا چھوڑ دیں۔ میں نے آپ سے پوچھا فقہ کی بنیاد کتنی چیزوں پر ہے۔ (چار قرآن سنت اجماع قیاس شرعی)

ماہمیں) تو فقہ جعفری والوں کا قرآن غار میں ہے (بقول شیعہ) ان کا قرآن ہاں ہے؟ (غار میں) تو ان کی فقہ کی پہلی بنیادی نہیں وہ فقہ کسی جس کی بنیاد میں قرآن نہ ہو۔ اور دوسری بنیاد سنت ہے تو شیعہ کے پاس حدیث کی کوئی کتاب ہی نہیں تو گویا دوسری بنیاد بھی موجود نہیں۔ اجماع امت تیسری بنیاد ہے اس کو وہ نے نہیں ورتہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق ماننا پڑے گا۔ ورنہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق ماننا پڑے گا اس لئے وہ اجماع کو بھی سامنے کے لئے تیار نہیں تو فقہ کی تیسری بنیاد بھی ان کے پاس موجود نہیں۔ اور چوتھی بنیاد قیاس شرعی ہے قیاس تو ہوتا ہی کتاب و سنت سامنے رکھ کر ہے۔ جب کتاب و سنت ہی نہیں تو قیاس ہوگا کہاں؟ تو اس لئے ان کے پاس نام ہے فقہ کا لیکن بنیاد ایک بھی نہیں تو وہ تو جہونا نام ہوتا؟

دو ذور

تو اب میں آپ سے پوچھتا ہوں دنیا میں لوگوں نے سچے خدا کے مقابلہ میں جھوٹے خدا بنائے یا نہیں؟ اب ہم سچے خدا کا نام لیں تو کوئی ڈرائے کہ وہ دینک خدا سی لیکن آپ نام لیں گے تو (کوئی لوگ) جھوٹے خداؤں کا نام لیں گے۔ اب ہم رسول پاک ﷺ کا نام لیں تو کوئی ڈرائے کہ وہ بے شک سچے سبھی لیکن آپ نام لیں گے تو قادیانی بھی مرزا کا نام لیں گے۔ اس لئے جھوٹے نبی سے ڈر کر آپ سچے نبی کا نام بالکل لینا چھوڑ دیں تو اس کو آپ عقلمندی کہیں گے؟ ضعیف اور جھوٹی حدیثیں دنیا میں موجود ہیں یا نہیں؟ اب میں نے پڑھی حدیث تو وہ آدمی کھڑے ہو جائیں۔ مجھے مشورہ دیں کہ آپ بالکل کوئی حدیث نہ پڑھیں خواہ کتنی ہی جگہ کیوں نہ ہو۔ کیوں؟ ورنہ لوگ جھوٹی پڑھیں گے پھر۔ تو کیا ہم اس مشورہ سے بچی حدیثیں پڑھنا چھوڑ دینگے؟ آپ کے ملک میں جعلی کرنسی ہوتی ہے یا نہیں؟ ہوتی ہے؟ تو اب کوئی مشورہ دے خبردار کبھی کھرا پیسہ بھی پاس نہ رکھنا کیونکہ ملک میں جعلی کرنسی بھی موجود ہے۔ آپ کے پیسے پاس رکھنے سے ان لوگوں کو شہ (موقع)

تو کہیں گے آہنا و صدقہا..... کوئی شرابی کہے میں فقہ بناتا ہوں تو یہ اس کے پیچھے لگ جائیں گے تو میں تو کہا کرتا ہوں کہ یہ خدا کا عذاب اور قہر ہے کہ خیر القرون کے مقابلہ میں ایسی فقہ کی اجازت دینا اور ایسی فقہ کے پیچھے پڑنا.....

مسئلہ تراویح

سوال: یہ لکھا ہے کہ مسئلہ تراویح ضرور بیان کریں کہ تراویح آٹھ ہیں یا بیس؟

جواب: بھی آٹھ (۸) اور بیس (۲۰) کا تو کوئی جھگڑا ہی نہیں دنیا میں یہ یاد رکھیں تراویح ہیں ہی آٹھ اور بیس کا۔ جھگڑا جو آج ڈال بیٹھے ہیں وہ دراصل جھگڑا آٹھ اور بیس کا نہیں ہے جھگڑا یہ ہے کہ نماز تراویح کوئی نماز ہے بھی یا نہیں۔ شیعہ مکمل کر کہتے ہیں کہ نماز تراویح کوئی نماز نہیں اور وہ پڑھتے بھی نہیں..... اہل سنت والجماعت مکمل کر کہتے ہیں کہ نماز تراویح ایک مستقل نماز ہے جو صرف رمضان شریف میں پڑھی جاتی ہے۔ جیسے جمعہ صرف جمعہ کے دن پڑھا جاتا ہے..... (اسی طرح تراویح) باقی گیارہ مہینے میں نہیں پڑھی جاتی۔

اب غیر مقلدوں نے نہ تو شیعوں کی طرح مکمل کر انکار کیا نہ سنیوں کی طرح مکمل کر اقرار کیا..... انہوں نے یہ کہا وہ جو تہجد والی نماز ہے نا..... گیارہ مہینے اس کا نام تہجد ہوتا ہے اور بارہویں مہینے اسی کا نام تراویح ہو جاتا ہے نماز ایک ہی ہے..... گیارہ مہینے نام اور ہے بارہویں مہینے نام اور؟ یہ ایسا ہے جیسے کوئی کہے میں گیارہ مہینے اپنی بیوی کو بیوی کہتا ہوں اور بارہویں مہینے ماں کہا کرتا ہوں۔ اب کوئی عظیم پوچھے کہ آخر وہ گیارہ مہینے بیوی رہی بارہویں مہینے ماں کیسے ہو گئی؟ اب یہ کہتے ہیں نماز ایک ہی ہے لیکن فرق ہو گیا ہے گیارہ مہینے نام تہجد بارہویں مہینے نام تراویح۔ گیارہ مہینے اس کا وقت رات کا آخری حصہ بارہویں مہینے اول حصہ..... گیارہ مہینے وہ اکیلے پڑھی جائیگی بارہویں مہینے جماعت سے..... گیارہ مہینے گھر میں بارہویں مہینے مسجد میں..... گیارہ مہینے اس میں قرآن ختم کرنا کوئی ضروری نہیں بارہویں مہینے قرآن ختم

مل جائے گا اور وہ جہلی سکہ بازار میں چلانا شروع کر دینگے۔ تو کیا واقعی اس دور آپ اپنے سارے پیسے پھینک دینگے؟ جہلی دوا میں دنیا میں فتنی ہیں یا نہیں؟ تو آپ یہی کوئی کہے کہ خیردار کوئی اچھی روانہ پینا کیونکہ ملک میں جہلی دوا فروش موجود ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو بھی اس گمناہ میں شرکت کرنی پڑے اور آپ کے اس صحیح دوا پینے کی وجہ سے ان لوگوں کو خواہ مخواہ حوصلہ بڑھ جائے اور وہ جہول اور جہلی دوائیں پینا شروع کر دیں۔ تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا یہ جو بات ہے اس طریقے سے اگر ہر جگہ آپ سچ کو مانتے ہیں جھوٹ کو چھوڑتے ہیں تو فقہ میں کیوں مانی نہیں جاتی بات؟ ہم کہتے ہیں کہ سچی فقہ کو ہم کسی قیمت پر چھوڑینگے نہیں اور جہول فقہ کو کسی قیمت پر نہیں گے نہیں..... اور ایک ڈراوا اور دیا جاتا ہے کہ اگر ضرورت ہی فقہ نافذ کرنی ہے تو آج کل دکھاء ہیں..... جنس ہیں..... پردھن ہیں عربی جانتے ہیں..... یہ بھی تو عربی سے واقف ہیں نا؟ تو ان لوگوں کو بٹھا دیا جائے یہ ایک فقہ مرتب کر لیں۔ تو پہلی بات تو یہ..... یہ بات مجھے ایک غیر مقلد مکمل نے کہی ایک تقریر میں..... تو میں کہا اچھا پہلے آپ یہ بتائیں کل یہاں سچ کتنے ہیں آپ کے ملک میں..... فقہ تقریباً دو ہزار ہیں۔ میں نے کہا پہلے ہیں چار مذاہب..... ان میں سے یہاں صرف ایک مذہب ہے باقی تین یہاں (نہیں ہیں) لیکن آپ شور مچاتے ہیں چار مذاہب میں اختلاف ہے۔ چار مذاہبوں میں (اختلاف ہے)۔ تو جب دو ہزار تھیں نہیں گی تو ان میں اختلاف ہوگا یا نہیں کسی ملک میں دو ہزار تھیں بیک وقت نافذ ہو سکیں گی..... جی..... نافذ تو ایک ہی ہوگی نا؟..... تو پھر آخر وہ فقہ جو خیر القرون میں مرتب ہوئی ہے اس نے کیا گمناہ کیا ہے اس کو چھوڑ کر ان لوگوں کو (فقہ مرتب کرنے کے لئے) بٹھایا جائے جو کردار کے اعتبار سے زانی بھی ہیں..... جو شرابی بھی ہیں۔ اور ان کو کہا جائے کہ تم قانون اسلامی مرتب کرو۔ جو اپنے جسموں کے لئے قانون اسلامی پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تو اصل بات یہی ہے کہ جب خدا کی کسی نعمت کی ناشکری کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ پھر عقل تمہیں لیتے ہیں۔ انہوں نے فقہ کی ناشکری کی اب دیکھو یہ ابوضیفہ فقہ کے خلاف تو رات دن بولیں گے..... لیکن کوئی زانی کہے کہ یہ فقہ ہے

کرنا ہے۔ گیارہ مہینے اس نماز کو نفل کہا جائیگا، بارہویں مہینے سنت مؤکدہ کہا جائے گا۔ اب یہ چھ فرق جو انہوں نے کئے ہیں..... ہم کہتے ہیں اس چھ فرق کی ایک حدیث ہمیں سنائی..... قیامت تک یہ ایسی حدیث نہیں سنا سکتے کہ حضرت ﷺ خود فرمایا کہ گیارہ مہینے نام یہ (تہجد) اور بارہویں مہینے اس کا نام (تراویح) ہوگا۔ ان بے چاروں کو تراویح کا معنی بھی نہیں آتا۔

تراویح کے معنی

تراویح جمع کا لفظ ہے اس کا واحد ہے ”ترویج“ آپ چار رکعت کے بعد تہوڑی دیر آرام کرتے ہیں نا؟ کوئی شیخ پڑھ لی اس کو کہتے ہیں ”ترویج“۔ تو عربی میں جمع تین سے شروع ہوتی ہے کم از کم۔ اس پہلے شروع نہیں ہوتی تو جب آپ نے چار رکعتیں پڑھ کر ایک مرتبہ آرام کیا تو ہم کہیں گے یہ ”ترویج“ ہے..... آٹھ رکعتیں پڑھ کر ایک مرتبہ پھر آرام کیا تو ہم کہیں گے ”ترویج تین“ دو ”ترویج“ ہو گئے..... اور بارہ رکعتیں پڑھ کر جب تیسری مرتبہ آرام کریں گے تو کم از کم اس پر لفظ ”تراویح“ استعمال ہو سکتا ہے اس سے پہلے لفظ تراویح استعمال ہو سکتا ہی نہیں تو ان بچاروں کو اگر تراویح کا معنی بھی آتا ہوتا تو یہ کبھی آٹھ (رکعت) کے ساتھ لفظ ”تراویح“ استعمال نہ کرتے..... اب یہ جو حدیثیں آپ لوگوں کو دکھاتے ہیں وہ ساری تہجد کے بارے میں ہیں یہ ایسا ہی (بے) مثال سے سمجھیں

آپ یہاں عصر کے کتنے فرض پڑھتے ہیں جی؟..... (چار رکعت۔ سامعین) تو میں آج اعلان کرتا ہوں کہ عصر کے تین فرض ہیں۔ آپ کہیں وہ کیسے؟ میں نے کہا حدیث شریف میں ہے۔ میں حدیث بھی ایک پڑھ دیتا ہوں جس میں تین رکعت کا ذکر آگیا۔ اب مولوی صاحب اٹھے کہ مجھے میرے مقتدی بعد میں پوچھیں گے کہ آپ کو یہ (حدیث) کیوں نہیں ملی خواہ مخواہ ایک رکعت زیادہ ہمیں پڑھاتے رہے۔ انہوں نے اٹھ کر حدیث دیکھی یہ ٹھیک لکھا تھا تین رکعت لیکن ساتھ لفظ ”مغرب“ کا تھا عصر کا نہیں تھا۔ تو یہ مجھے کہنے لگے کہ آپ نے تو عصر کی رکعتیں

بتائی تھیں اور یہ تو مغرب لکھا ہے۔ تو میں کہتا ہوں آپ کو نہیں پتہ یہ مغرب اور عصر ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ مغرب اور عصر ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ بالکل یہی کیفیت ان (غیر مقلدوں) کی ہے۔ کہتے ہیں کہ

”امام عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول پاک

ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں

پڑھا کرتے تھے۔“

تو ہم کہتے ہیں ساری دنیا جانتی ہے کہ جو نماز سارا سال پڑھی جاتی ہے اس کا نام تہجد ہے۔ تو یہ تو تہجد کی حدیث ہے۔ تو کہتے ہیں آپ کو پھر پتہ ہی نہیں۔ یہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب مسجد نبوی میں میں رکعت (تراویح) باجماعت ہو رہی تھی امام عائشہ صدیقہ ثبات تھیں یا نہیں؟..... ان میں نبی کی سنت کا اتنا جذبہ تھا جتنا آج کے غیر مقلدوں میں ہے یا نہیں؟..... زیادہ تھا وہ کیسے؟ (سامعین۔)

زیادہ تھا (پہلے آج کا جذبہ سن لیں۔ ایک آدمی رمضان میں بالکل روزہ نہیں اس نے رکھا کوئی نماز نہیں پڑھی..... نہ روزہ رکھا نہ نماز پڑھی۔ غیر مقلد کبھی اس کے خلاف کوئی اشتہار شائع نہیں کریں گے۔ نہ اسے کچھ کہیں گے جاگے۔ یہ بے چاری ہماری تبلیغی جماعت ہے نا! لوگوں نے ان کا نام ”لوسوز پارٹی“ رکھا ہے۔ یہ جس کو چٹ جاتے ہیں ایک دفعہ تو مسجد دکھاتے ہیں آگے اس کی مرضی۔ تو اب دیکھیں ان کا کام ہے بے نمازیوں کے پاس جانا..... بے چارے غفلت کرتے ہیں۔ ان کو لے آتے ہیں ایک دفعہ مسجد..... غیر مقلد کبھی بے نمازی کے پاس نہیں جاتے..... جب ہماری تبلیغی جماعت نے غفلت کر کے اس کو نماز پر لگا لیا۔ اب وہ ہو گیا نمازی۔ اب یہ آ جاتا ہے..... ایک ادھر سے آئے گا..... تیری نہیں ہوئی! دوسرا ادھر سے آئے گا..... تیری نہیں ہوئی! تو یہ فرق ہے نمازیوں کے دلوں میں دوسے ڈالنے والا۔ جب تک کوئی نماز نہیں پڑھتا اس وقت تک یہ کچھ نہیں کہتے جاگے۔ تو یہی حال رمضان شریف میں ہے۔ جس نے پانچوں نمازیں نہیں پڑھیں..... روزہ بھی نہیں رکھا..... نہ اس کے

خلاف کوئی تقریر ہے..... نا کوئی اشتہار ہے..... نا کوئی انعامی پہنچ ہے۔ اب جناب جس بے چارے نے روزہ رکھا پانچوں جماعتوں میں تکبیر ادا کی میں شریک ہوا آگے..... اب رات کو تراویح بے چارہ میں پڑھ بیٹھا..... جناب اس کے کپڑے پھاڑینگے..... میں ہزار روپے کا پہنچ..... میں ہزار روپے کا پہنچ..... پچیس ہزار روپے پہنچ..... اس بھچارے نے یہ گناہ کر لیا میں رکعت تراویح پڑھ بیٹھا۔ اب اندازہ لگائیں فرشتے گیارہ مہینے جنت کو آراستہ کرتے ہیں رمضان کی خوشی میں اور غیر مقلد گیارہ مہینے میٹنگ کرتے ہیں کہ ابھی پچھلے سال خانہ بدوش کی کس مسجد میں تراویح پڑھائی نہیں کروائی تھی..... اس دفعہ وہاں ضرور کروائی جائے گا لڑائی۔ تو اب بے چاروں کا مشن دیکھیں کہ ہے کیا؟ ہماری تبلیغی جماعت نماز پڑھا لگتی ہے..... یہ آہستہ آہستہ اس کو کھو جاتے ہیں کہ اب تیری نہیں ہوتی..... تیری نہیں ہوتی..... اور پھر بڑے خوش ہوتے ہیں..... یہ تبلیغی جماعت والے جب جاتے ہیں نا واپس رائے وٹو تو وہاں اپنی کارروائی سناتے ہیں..... ہم نے یہ کیا..... اور اس طرح ہمیں کہا گیا اور ہم نے یوں کیا..... تو یہ بھی رات کو بچھ جاتے ہیں اور کارروائی سناتے ہیں..... ایک کہتا ہے آج میں نے تین خفیوں کو کہا تھا تو بے نماز ہے..... دوسرا کہتا ہے میں نے کہا تھا کہ تو مشرک بھی ہے۔ وہ کہتے ہیں شاباش تو زیادہ اچھا ہے..... تیسرا کہتا میں نے تو آج سارا دن چھٹی لی ہوئی تھی اور پھر پھر کر ایک ایک دکان پر کہہ رہا تھا تم بے نماز ہو تمہاری نماز نہیں ہوتی..... تمہاری نماز نہیں ہوتی..... یہ کہتے ہیں جنت کا سرٹیفکیٹ تو ہی آج لے کر آیا ہے کہ یہ سب کچھ کر کے آیا اتنا بڑا کام..... تو اب دیکھئے بعض ہمارے حق دوست بھی ان کی دیکھا دیکھی (آٹھ رکعت) پڑھ کر نکل جاتے ہیں میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھ کر ختم کرتا ہوں:

ظہر سے پہلے کتنی ستائیں آپ پڑھتے ہیں (سامعین..... چار) یہ مؤکدہ ہے ہیں یا غیر مؤکدہ؟ (مؤکدہ..... سامعین)..... تو ایک مشورہ میں آپ کو دو ٹوکا مہینے میں ایک دن چار کے بجائے دو پڑھا کریں ٹھیک ہے..... (سامعین..... نہیں جی)..... کیوں؟ مہینے میں ایک مرتبہ..... تو دیکھو آپ کے کبھی تصور میں بھی یہ بات نہیں

آئے گی کہ ہم چار سنتوں کو دو پڑھیں..... آئے گی؟..... اسی طرح میں رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ جس طرح ظہر کی چار رکعتوں کو دو پڑھ کر چلے جانا نہ آپ کا دل مطمئن ہوگا اس پر کہ میں نے سنت پڑھی ہے..... جو لوگ آٹھ پڑھ چلے جاتے ہیں وہ دوستوں کو ضائع کرتے ہیں۔ اور کس مہینے میں جس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہوتا ہے..... دوستیں کو ہی ضائع کرتے ہیں۔

☆..... ایک تو یہ کہ آٹھ پڑھ کر چلے گئے تو سنت پوری نہیں ہوئی۔

☆..... دوسرے قرآن بھی پورا نہیں سنا۔ ایک قرآن پڑھنا یا سننا یہ

سنت ہے۔

تو اب اندازہ لگائیں رمضان شریف میں تو لوگ کوشش کرتے ہیں کہ نوافل بھی زیادہ پڑھیں..... کوشش کرتے ہیں نا..... اللہ کے نیک بندے..... اور غیر مقلد کی تو بات ہی نہیں بے چاروں کی..... دیکھو وہ نماز کے دشمن ہیں نا..... غیر مقلد..... تو خدا نے ان پر ایک عذاب بھیجا ہوا ہے شاید آپ نے کبھی دیکھا ہے یا نہیں..... آگے چھپتے خاش ہو یا نہ ہو..... نماز میں ان کو خارش ضرور ہوتی ہے..... کبھی یہاں اٹکی ہے..... کبھی یہاں ہے..... کبھی وہاں ہے..... بس جو نماز شروع کی..... بس اللہ تعالیٰ نے ان کی نماز میں ان پر خارش مسلط کر دی ہے..... بس جناب نماز سے فارغ ہوئے پھر نہ خارش نہ کچھ..... سکون سے نماز پڑھ سکتا ہی نہیں غیر مقلد..... وہ کہتا تھا تمہاری نہیں ہوتی لیکن ان کا نقشہ دیکھنے والا ہوتا ہے کہ ان کی کیسی ہوتی ہے..... تو اس لئے میں رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے..... آٹھ رکعت کے ساتھ..... آپ کو کوئی کہے آٹھ ہیں..... آپ صرف ایک بات پوچھیں..... آٹھ رکعت کے ساتھ تراویح کا لفظ..... اللہ کے نبیؐ سے..... کسی خلیفہ راشدؓ سے..... کسی ایک صحابیؓ سے..... کسی ایک تابعیؓ..... کسی ایک تبع تابعیؓ سے دکھا دیں..... ہم پچیس ہزار انعام دیں گے..... پورے خیر القرون میں آٹھ رکعت کے ساتھ تراویح کا لفظ ملتا ہی نہیں..... میں کے ساتھ ہم دکھائی گئے۔

☆..... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکٹھا کرتے ہیں قاریوں کو..... فرماتے ہیں

تراویح پڑھاؤ:

خمس ترویحات عشرين ركعة

(تتبعی - ج ۲ ص ۳۹۷)

تراویح کا لفظ ساتھ موجود ہے۔ جس رکعت کے ساتھ ہم دکھا سکتے ہیں۔ لیکن آئندہ کے ساتھ تراویح کا لفظ یہ سارے ملکر بھی نہیں دکھا سکتے۔ تو اس لئے ہمارے جو حنفی دوست اتنی سستی کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔ کے آگے پیچھے تو لوگ تہجد کے لئے تو مشکل اٹھتے ہیں تا۔۔۔ رمضان میں اٹھ کر بھی تہجد سے محروم ہیں وہ تہجد نہیں پڑھتے۔ لیکن آپ لوگ جو ہیں تہجد بھی پڑھیں اور تراویح بھی نہیں پوری پڑھیں۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین.

استغفر الله تعالى ربی من كل ذنب واتوب اليه.

تحقیق اور حق تحقیق

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده
ولا نبوة بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم
بسم الله الرحمن الرحيم

واذا جاءهم امر من الا من وال خوف اذا عوا به ولو ردوه
الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه
منهم ولو لا فضل الله عليكم ورحمته لا تبعث الشيطان الا
قليلا وقال رسول الله ﷺ فقيه واحد اشد على الشيطان من
الف عابد او كما قال ﷺ صدق الله مولانا العظيم وبلغنا
رسوله النبى الكريم ونحن على ذلك لمن الشاهدين
والشاكرين والحمد لله رب العالمين .

رب اشرح لى صدرى و يسر امرى واجلل عقدة من
لسانى يفقهوا قولى رب زدنى علما وارزقنى فهما .
سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم
اللهم صلى على سيدنا محمد وعلى آل سيدنا محمد و
بارك وسلم عليه .

تمہید

دوستو بزرگو! اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوقات میں سے ہمیں انسان بنایا جو اشرف المخلوقات ہے اور پھر انسانوں میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں مسلمان بنایا کہ کیونکہ سچا دین صرف اور صرف اسلام ہے اور مسلمان کہلانے والوں میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں اہل سنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی کیونکہ پاک پیغمبر ﷺ نے جب یہ فرمایا کہ:

وان بنی اسرائیل تفرقت علیٰ ثنتين و سبعین ملة وتفرقت امی علیٰ ثلث و سبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة، قالوا من

ہی یا رسول اللہ؟ قال ما انا علیہ واصحابی۔ (فقہ ۳۰)

فرمایا میری امت بہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی تو ساتھ یہ بھی فرمایا کہ نجات پانے والے کون ہوں گے ما انا علیہ واصحابی جو میری سنت اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوں گے۔ جس طرح سارے دینوں کے مقابلے میں سچا دین صرف اسلام ہے۔ مسلمان کہلانے والے سارے فرقوں میں نجات پانے والی جماعت کا نام اہل سنت والجماعت ہے اور پھر اہل سنت والجماعت میں سے ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مقلد بنایا۔ ہم اسی لئے حنفی کہلاتے ہیں میں نے آپ کے سامنے اس وقت جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس میں ایک اہم مضمون ہے جس کی آج ہر شخص کو ضرورت ہے۔

حق تحقیق کس کو؟

وہ ضرورت کیا ہے ہر آدمی چاہتا ہے کہ تحقیق والی بات پر عمل کیا جائے بغیر تحقیق کے بات پر عمل نہ کیا جائے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ قرآن پاک نے تحقیق کا حق دیا کس کو ہے؟ اب آپ نے یہ بھی نہیں کیا ہوگا کہ ڈاکٹر صاحب سے نسخہ لکھوا کر کھار سے چیک کروایا ہو یا سونے کو آپ چیک کروانے کے لئے کسی موچی کے پاس گئے

ہوں ساری دنیا مانتی ہے کہ ہرفن کے کچھ لوگ (ماہر) ہوتے ہیں جو اس فن کی تحقیق کر سکتے ہیں۔ دوسرے لوگ وہ تحقیق نہیں کر سکتے، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ایک بائی کورٹ کے جج کے فیصلے کی چینگ آپ کسی پٹواری صاحب سے نہیں کرواتے امام ابوحنیفہؒ کے اجتہاد کی چینگ ہر گز بے ریاں بیچتے والا شروع کر دیتا ہے جو گانے کی کیسٹس بیچتا ہے وہ اٹھ کر امام صاحب کے اجتہادات کی چینگ شروع کر دیتا ہے۔

منافقوں کی عادت

تو کیا دین اتنی سستی چیز ہے جو بھی اٹھے اس کی چینگ شروع کر دے اور یہ کہے کہ میں نے تحقیق کر لی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا و اذا جاء ہم امر من الامن او الخوف یحییجہ منافقین کا تذکرہ آ رہا ہے کہ منافقوں کی ایک عادت بن گئی کہ جب بھی کوئی خراس یا خوف کی آتی ہے تو بغیر تحقیق کے اس کو پھیلا دیتے ہیں۔ اگر وہ خبر دین ہوگی تو دین کا نقصان ہوگا دنیا کی ہوگی تو دنیا کا نقصان ہوگا۔

حق تحقیق رسول اور اہل استنباط کو ہے

فرمایا چاہیے تو یہ تھا کہ وہ رسول کے پاس خبر لے جاتے وہ تحقیق کر کے بتاتے کہ صحیح ہے یا نہیں؟

اور اگر رسول کے پاس نہیں پہنچ سکتے تو اہل استنباط اولی الامر کے پاس لے جائیں وہ تحقیق کر کے بتاتے تو تحقیق کا حق قرآن پاک نے دو ہستیوں کو دیا ہے رسول کو اور مجتہد کو۔

اس کے علاوہ تحقیق کا حق دین میں کسی اور کو خدا نے سر سے دیا ہی نہیں کہ وہ یہ کہے جی میں نے تحقیق کر لی ہے۔

استنباط کا لفظ اللہ تبارک و تعالیٰ نے استعمال فرمایا اور رسول کا لفظ استعمال فرمایا تو اہل سنت تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

و اذا جاء ہم امر من الامن او الخوف اذا عواہہ و لو ردوہ الی

یہ انہی نہیں ہو سکتی جیسے یہاں حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لا تبغض الشیطان الا قلیلاً اسی طرح خود رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد (ترمذی ج ۲ ص ۹۳)

”ایک فقیر شیطان پر ہزار عابد سے سخت ہے“ اس سے پتہ چلا کہ فقیر اور شیطان کی آپس میں لگ چکی ہے شیطان فقیر کو برداشت نہیں کرتا اتنا اللہ تعالیٰ نے ڈانٹ کے ساتھ فرمایا لیکن پھر بھی دنیا میں ایسے لوگ نکل آتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے اس حکم کو نہیں مانتے ہیں عرض کر رہا تھا (کہ شریعت نے) تحقیق کا حق دو ہستیوں کو دیا ہے۔

رسولؐ سے حق تحقیق چھیننے والا فرقہ

کن کن کو؟ رسولؐ کو اور مجتہد کو؟ رسولؐ سے تحقیق کا حق چھیننے کے لئے ایک فرقہ کھڑا ہو گیا اس نے کہا ہمیں قرآن پاک خود پڑھنا ہے رسولؐ سے سمجھنے کی ضرورت نہیں اس نے اپنا نام رکھ لیا اہل قرآن کیا نام رکھ لیا؟ (اہل قرآن سائین) انہوں نے کہا کہ اہل حق موجود ہے عربی زبان دنیا میں بولی جا رہی ہے قرآن آسان کتاب ہے ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر (انقر ۱۷) کیا ضرورت ہے کہ ہم رسولؐ سے اس قرآن کو نبھیں۔

اب رسولؐ سے بنانے کے لئے طریقہ کیا اختیار کیا کہ خالق و مخلوق میں جو ابتداء فاصلہ تھے انکو بیان کرنا شروع کر دیا گیا کہ وہ خالق ہے یہ رسولؐ مخلوق ہے وہ معبود ہے یہ عابد ہے وہ معبود ہے یہ ساجد ہے وہ کھانا ہے پیٹنے سے پاک ہے یہ کھانا چیتا ہے وہ بیہوشی بچوں سے پاک ہے یہ بیہوشی بچوں والا ہے۔

اگر ہم نے رسولؐ کی بات بھی مان لی تو گویا ہم نے رسولؐ کو خدا کا شریک کر لیا اور انہوں نے نام کیا رکھا؟ اہل قرآن!

اللہ تبارک و تعالیٰ نے چودہ سو سال پہلے ہی جواب سمجھا دیا۔

لفظ رسولؐ کا استعمال فرمایا کہ بھائی رسولؐ تو اپنی کہتا ہی نہیں وہ کہتا ہی خدا کی تعظیم ہے جو انہوں نے فاسطہ قائم کئے کہ۔ ہاں اللہ تعالیٰ رسولؐ کو بھیجتا ہے

الرسول والی اولی الامر منهم لعلمہ الذین یستنبطونہ منهم . (نساء ۸۳) ترجمہ: ”اور جب ان کے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر اس کی یا ذکر کی تو اس کو مشورہ کر دیتے ہیں اور اگر اس کو پہنچا دیتے رسولؐ تک اور اپنے حاکموں تک تو تحقیق کرتے اس کو جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں اس کی۔“

احسان خداوندی

ولولا فضل اللہ علیکم و رحمته لا تبغض الشیطان الا قلیلاً (نساء ۸۳) ترجمہ: ”اور اگر اللہ کا خاص فضل و رحمت تم پر نہ ہوتی (کہ تحقیق کا بوجھ عوام پر نہ ڈالا یہ تحقیق کا کام رسولؐ اور مجتہد کے ذمہ لگا دیا تو تم تحقیق کے دھوکہ میں (شیطان کے تابعدار بن جاتے مگر بہت کم)۔“

اللہ تعالیٰ اپنا احسان جتار ہے جس کہ یہ خدا کا احسان ہے کہ تحقیق کا بوجھ آپ پر نہیں ڈالا مجتہدین پر ڈال دیا تاکہ آپ کو تحقیق شدہ بات مل جائے اور آپ اس پر عمل کریں یہ اللہ کا فضل ہے اللہ کا احسان ہے!

اگر اللہ تبارک و تعالیٰ مجتہدین کو تحقیق کرنے کا حق نہ دیتا اور ہر آدمی کو حق ہو تو لا تبغض الشیطان الا قلیلاً تو پھر تم نام قرآن کا لیتے اور تابعداری شیطان کی کرتے نام حدیث کا لیتے اور تابع داری شیطان کی کرتے۔

تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ایک تو یہ بات بتائی کہ ہر آدمی بغیر تحقیق کے جو بات کرتا پھرتا ہے یہ نفاق کی علامت ہے۔

منافع کے دل میں اخلاق و فقہ جمع نہیں ہو سکتے

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

خصلتان لا یجتمعان فی منافق حسن سمت ولا فقہ فی الدین

(ترمذی ج ۲ ص ۹۳)

”منافع کے دل میں دو چیزیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں اچھا اخلاق اور فقہ فی الدین۔“

وہ رسول دنیا میں آکے ایک آیت خدا کی سناتا ہے اور ہمیں باتیں معاذ اللہ خدا کے خلاف لوگوں کو بتا دیتا ہے۔

یہ تاثر ان لوگوں نے قائم کیا اور یہ کہا کہ ہم قرآن پاک کے سمجھنے میں اللہ کے پاک پیغمبرؐ کے محتاج نہیں؟

خود ایک آدمی مجھے کہنے لگا کہ جی اللہ نے دماغ کس لئے دیا ہے کیا ضرورت ہے سنت کی؟

میں نے کہا اگر صرف دماغ کافی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبرؐ کو تنہی سال یہاں دنیا میں نہ رکھتے نبوت کے بعد!

قرآن پاک کی عملی تفسیر سنت ہے

براؤنی سمجھ لیتا وہ تشریف لائے تھے اور قرآن پاک دیکر چلے جاتے سمجھتے رہو جو کچھ بھی ہے نبی اقدس ﷺ نے اس قرآن پاک کو سمجھا یا اس پر عمل کر کے دکھایا۔ اور اسی عملی نمونے کا نام سنت ہے! کیا نام ہے؟ (سنت - سامعین)

ہم جو اہل سنت کہلاتے ہیں وہ سنت میں وہ باتیں آجاتی ہیں یاد رکھنا۔

(۱) علم قرآن کا (۲) اور نمونہ عمل رسول اللہ ﷺ کا

ہم نے پڑھنا ہے یہاں سے اقیموا الصلوٰۃ نماز قائم کرو اور دیکھنا ہے کہ حضرت ﷺ کیسے نماز ادا فرما رہے ہیں۔

قرآن کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ قرآن پاک لفظی قرآن ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اسی قرآن پاک کی چلتی پھرتی عملی تفسیر ہیں؟

آپؐ کی عادت! آپؐ کی عبادت! آپؐ کا جہاد! آپؐ کی دعوت! آپؐ کی نماز! آپؐ کا حج! آپؐ کا روزہ! آپؐ کی زکوٰۃ! جو کچھ بھی تھا وہ اسی قرآن پاک کی عملی تفسیر تھی تو اہل سنت وہ لوگ کہلاتے ہیں جو عمل قرآن پر کرتے ہیں لیکن

قادیانیوں کی طرح خود غلط ترجمہ نہیں نکالتے جس طرح رسول پاک ﷺ نے عمل کر کے دکھایا اسی طرح عمل کرتے ہیں۔

منکرین حدیث کا دھوکہ

تو ان لوگوں کا جنہوں نے اپنا نام اہل قرآن رکھا اور لوگوں کو دھوکہ دینا شروع کیا ہے کہ بھی یہ قرآن کب سے ہے؟ سب نے کہا کہ جی حضور پاک ﷺ کے زمانے سے!

جس دن سے قرآن ہے اسی دن سے ہم اہل قرآن بھی ہیں حالانکہ یہاں انگریز کے دور میں ہوئے!

ہم ان سے کہتے ہیں کہ قرآن کی اشاعت میں تمہارا کیا حصہ ہوتا؟ انگریز کے دور سے پہلے اپنا قرآن کا ترجمہ دکھاؤ کہاں ہے؟ جیسے قادیانیوں کا انگریز کے دور سے پہلے کا (ترجمہ قرآن) یقیناً نہیں اہل قرآن کہلانے والوں کا بھی نہیں!

اب وہ آپ کو دھوکہ کیسے دیتے ہیں پوچھتے ہیں بھی قرآن حق ہے یا نہیں؟ آپ کیا کہتے ہیں؟ حق! کہتے ہیں جب قرآن حق تو اہل قرآن بھی بحق!

ہم کہتے ہیں قرآن بالکل حق لیکن یہ اہل قرآن کپکپے باطل پرست۔ ابتداء شیطان کا کرنے والے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت میں رسولؐ کے لفظ سے ان کا رد کر دیا کہ تم جو یہ پروپیگنڈا کرتے ہو کہ رسولؐ خدا کے خلاف باتیں بیان کرتا ہے اس کا معنی ہے کہ باقی قرآن کو تم کیا سمجھتے؟ تمہیں تو رسولؐ کے لفظ کا معنی ہی نہیں آتا۔

پیغمبرؐ اپنی بات نہیں کہتا وہ تو جس کا پیغام لایا اسی کی بات پہنچاتا ہے

وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى (النجم: ۴)

وہ جو کچھ بھی کہتا ہے اپنی خواہش سے نہیں کہتا اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے تو پیغمبرؐ بیان کرتا ہے۔

مولانا کا اندھلویؒ فرماتے ہیں۔

گفتہ او اے گفتہ اللہ بود
گرچہ از خلقم عبد اللہ بود

رسولؐ کا فرمان خدا کا فرمان ہوتا ہے اگرچہ زبان رسولؐ کی چل رہی ہے۔

گفتہ اور گفتہ اللہ وائ
بچود شجرہ موسیٰ عمراں بدائ

اس کے فرمان کو اللہ کا فرمان سمجھو جیسے موسیٰ علیہ السلام درخت کے پاس
گئے تھے تو آواز آ رہی تھی انی انا ربک فاخلع نعلیک (۱۲۰)

آنچہ آواز یکہ آمد دراز درخت

از خدا بودہ نہ بودہ از درخت

اگرچہ آواز درخت سے سنائی دے رہی تھی لیکن وہ آواز خدا کی تھی درخت کی
نہیں تھی اس طرح زبان مصطفیٰ ﷺ کی ہے اور کلام خدا کا لوگوں کو سنایا جا رہا ہے۔

تو جس کو لفظ رسولؐ کا معنی آ جائے وہ کسی اس جھوٹ پر یقین نہیں رکھ سکتا
کہ اللہ کے پاک پیغمبر خدا کے خلاف باتیں کیا کرتے تھے وہ خدا کی بات پہنچانے
آئے تھے خدا کا دین سمجھانے آئے تھے۔

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ رسولؐ خدا کے خلاف باتیں کرتا ہے اللہ کہتا ہے کہ وہ
شیطان ہے لبعنم الشیطان الا قلیلا اگرچہ نام اس نے اپنا اہل قرآن ہی
رکھ لیا ہو لیکن وہ رسولؐ اور خدا میں جو کشمی کروانا چاہتا ہے معاذ اللہ کہ خدا کچھ کہتا ہے
رسولؐ کچھ کہتا ہے یہ اس کا سب سے بڑا دھوکہ اور سب سے بڑا فراڈ ہے۔

اب پہلا حق (تحقیق) رسولؐ کو تھا دوسرا حق تھا مجتہد کہ۔

مجتہدین سے حق تحقیق چھیننے والا فرقہ

اب جنہوں نے مجتہدین سے اجتہاد کا حق چھیننا چاہا انہوں نے یہ فرقہ بنایا
کہ وہ رسولؐ ہے یہ امتی ہے اگر امتی کی بات بھی مان لی گئی تو گویا یہ شرک فی
الرسالت ہو جائے گا۔

وہ معصوم ہے یہ غیر معصوم ہے اور یہ بتانا شروع کر دیا کہ معاذ اللہ رسولؐ
کچھ فرماتے ہیں اور مجتہد اس کے خلاف کچھ اور ہی کہنا شروع کر دیتے ہیں۔

اب مجتہد کو آگے سے ہٹانے کے لئے جیسے انہوں نے رسولؐ کو آگے
سے ہٹانے کے لئے نام اہل قرآن رکھ لیا تھا ہمارے دوستوں نے مجتہد کو آگے سے
ہٹانے کے لئے یہ نام المحدث رکھ لیا اور لوگوں میں یہ تاثر دیا کہ اجتہاد کتاب و سنت
کی مخالفت کا نام ہے فقہ کتاب و سنت کی مخالفت کا نام ہے۔

استنباط کسے کہتے ہیں؟

استنباط کسے کہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کے لئے پانی کو بہت
ضروری بنایا ہے یہ ضروریات زندگی میں سے ہے۔

کچھ پانی بارش کے ذریعہ برسواہو دیاؤں میں بہہ رہا ہے اور بہت سا ذخیرہ
زمین کے نیچے چھپا رکھا ہے اب زمین کے نیچے چھپا ہوا جو پانی ہے اس کو نکال لینا
'کنواں بناکے' نکالنا لگاکے' یوب ویل لگاکے' اس کو عربی زبان میں استنباط کہتے
ہیں۔

کیا کہتے ہیں؟ (استنباط..... سامعین)

جو زمین کی تہہ کے نیچے پانی ہے اس سے ہم اس وقت تک فائدہ نہیں اٹھا
سکتے جب تک وہ باہر نہ نکلے وہ جب باہر نکلے گا تو اس سے فائدہ حاصل کریں گے
غسل کریں گے وضو کریں گے پیئیں گے کھانا پکائیں گے ایک تو استنباط کے لفظ میں
پہلی بات یہ سمجھادی کہ ہمیں جتنا پانی ضروری ہے انسانی زندگی کے لئے اتنی ہی فقہ
ضروری ہے اسلامی زندگی کے لئے۔

ایک واقعہ

چھپلے ہفتے کی بات ہے کہ ایک مولوی بڑے زور سے تقریر فرما رہے تھے ہم
قرآن حدیث بیان کرتے ہیں یہ بیشکی زیور سناتے ہیں یہ تعلیم الاسلام سناتے ہیں ہم

سارے مسئلے قرآن و حدیث سے سنا سکتے ہیں میں نے چٹ لکھ کر بھیجی کہ مولانا آپ خانہ خدا میں بیٹھے ہیں اور قرآن آپ کے ہاتھ میں ہے مسند رسول پر بیٹھے ہیں آپ وہ آیت یا حدیث سنا دیں بیٹھے بیٹھے کہ ہمیں حلال ہے یا حرام؟

بھینس کو عربی میں "جاموس" کہتے ہیں حافظہ صاحبان بیٹھے ہوں گے جاموس کا لفظ پورے قرآن میں آیا ہی نہیں کہیں اب وہ لڑکا ہم نے بھیجا کالٹا اس نے کہا کہ جی یہ حدیث سنا دیں اس نے نیچے رکھ دی پر پچی نہیں نہیں جی وہ کہنے کا یہ حدیث ضرور سنائیں تاکہ پتہ چل جائے آپ ہر مسئلہ قرآن و حدیث سے سنا سکتے ہیں! اس نے اشارہ کیا کہ بھیجی اہلیکے بند کردو (مولوی صاحب نے) اہلیکے بند کر داکے کہتے ہیں یہ ہم قیاس سے مانتے ہیں کہ ہمیں حلال ہے میں نے کہا کہ ہر اتنا شور کیوں مچ رہا تھا تم قرآن و حدیث کو مانتے ہیں فقہ کو مانتے ہی نہیں؟

ادھر سے ادھر سے ساتھی نے بھی اہلیکے کھول لیا اس نے کہا کہ مولوی صاحب نے اقرار کر لیا ہے کہ ہم اہل قیاس ہیں۔ اہل حدیث نہیں ہیں۔

اب وہ مولوی صاحب جو تھے ان کو الگ کر لیا گیا دوسرے مولوی صاحب کھڑے ہو گئے انہوں نے یہ دلیل بیان کی کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو جانور داڑھ سے شکار کرتے ہیں یا بچے سے شکار کرتے ہیں وہ حرام ہیں چونکہ ہمیں نہ داڑھ سے شکار کرتی ہے نہ بچے سے شکار کرتی ہے اس لئے یہ حلال ہے۔

ہم نے پوچھا کہ گدھا بھی نہ داڑھ سے شکار کرتا ہے نہ بچے سے شکار کرتا ہے تو اس کے بھی حلال ہونے کا فتویٰ دے دیجئے۔

اب وہ مولوی صاحب بھی بیچے ہٹ گئے تیسرے حضرت آگئے کہنے لگے کہ جنگلی گدھا حلال ہے حدیث میں ہے جنگلی گدھا حلال ہے ہم کہہ رہے ہیں جس طرح جنگلی گدھے کی حدیث سنا رہے ہو ہمیں اس کی بھی سناؤ جلدی سے ہم کہتے ہیں کہ ہمیں والی حدیث سناؤ یہ گدھے والی سنا رہا ہے۔

ہم بار بار مطالبہ کر رہے ہیں کہ اللہ کے بندے ہمیں والی حدیث سناؤ کہ ہمیں حلال ہے اور اگر آپ کے پاس کوئی حدیث نہیں قرآن کی کوئی آیت نہیں تو

ساری ہمیں سختی مدرسوں میں بھیج دیں کیونکہ آپ کے لئے تو وہ حرام ہیں۔ ہمیں کو گائے پر قیاس کیا گیا ہے۔ اب اگر قیاس حلال ہے تو ہمیں بھی حلال ہے قیاس حرام ہے تو ہمیں بھی حرام ہے۔

ہمیں حرام ہوگی تو گوشت بھی حرام ہو گیا دودھ بھی حرام ہو گیا انگلی بھی حرام ہو گیا اس سے پکی ہوئی جائے بھی حرام ہوگئی! کسی بھی حرام ہوگئی۔

اب ہم بار بار پوچھتے ہیں کہ خدا کے لئے ہمیں والی حدیث پڑھ کر ہٹاؤ تاکہ ہمیں ہنسی زہریلے طرف نہ ہی جانا پڑے۔ ہم آپ کے مذہب میں آجائیں گے۔

آخر دس پندرہ غیر مقلد ائمہ انہوں نے منت کی کہ مولوی صاحب بند کردو تقریر یہ سارے علاقہ میں شور مچ جائے گا کہ یہ گدھا کھانے والے ہیں۔

اگر ہمیں والی حدیث ہے تو سناؤ اور اگر ہمیں والی حدیث نہیں ہے تو پھر جلسہ بند کردو کافی دیر ہوگئی ہے اب تو ہمیں لگیوں میں کوئی نہیں پھرنے دے گا ہم نے پوچھا کہ بھائی آخر آپ کہتے ہیں جنگلی گدھا حلال ہے مگر والا حرام ہے کیا وہ داڑھوں سے شکار کرتا ہے؟ آخر جو فرق آپ نے جو بیان کیا ہے وہ تو یہاں نہیں پائی جاتی تو بات یہ ہے کہ اس طرح کہنا آسان ہے دلیل سے ثابت کرنا مشکل ہے۔

ایک اور واقعہ

ایک اور صاحب اسی طرح تقریر فرما رہے تھے قیامت پور میں ہم نے چٹ لکھ کر بھیجی ایک عورت فوت ہوگئی ہے اس کے پیٹ میں بچہ ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ زخمہ ہے کیا اس کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لینے کی اجازت قرآن و حدیث میں ہے یا نہیں؟ جب لڑکے گئے۔ ان سے ٹیپ بھی لیکر رکھ لی کیسٹ نکال کے جیب میں ڈال لی اور اہلیکے بند کر کے کہنے لگے کہ جب تک واقعہ پیش نہ آئے ہم اس کا حکم تلاش نہیں کرتے لکھا کہ یہ آپ کی اپنی مرضی ہے یا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ تلاش نہ کرنا حکم؟ چلو اس کی حدیث سناؤ کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ حکم پہلے تلاش نہ کرنا دیکھئے تاہن ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے التحیات اس نے پڑھ لی ہے درود

شریف کی جگہ الحمد للہ شریف بھول کر شروع کر دی اب وہ نیت توڑ کے پوچھنے جائے گا مسئلہ کہ جی میں کیا کروں یا پہلے اس کو مسئلہ یاد کرنا چاہیے (پہلے) وہ کہتے ہیں نہیں پہلے نہیں کرنا چاہئے جب چش آنے کا پھر اس نے کہا حضرت یہاں جب پیش آ گیا تو میں آپ کے پیچھے نارنگ منڈی جاؤں گا مورت تو پہلے مرچکی ہوگی بچہ اتنی دیر زندہ رہے گا؟ تو کیا فائدہ ہوگا آپ کے پاس وہاں جانے کا ہمیں آپ ہمیں یہاں مسئلہ بتادیں۔

ایک ڈاکٹر صاحب پاس بیٹھے تھے انہوں نے دیکھا کہ جادی صاحب کی جان چھڑانی چاہئے اس نے کہا میں ڈاکٹر ہوں مجھے اچھی طرح پتہ ہے کہ بچہ پہلے مرنا ہے ناں بعد میں مرنے ہے یہ واقعہ بالکل ہوسکتا ہی نہیں۔

بس پھر کیا تھا سب نے شور مچا دیا یہ واقعہ ہو ہی نہیں سکتا یہ ہو ہی نہیں سکتا (مکرر) آخر لڑکے میرے بھی بیٹھے ہوئے تھے کچے تو نہیں تھے ناں! انہوں نے جب سے اخبار نکالا کہ یہ ڈاکٹر صاحبان کا ہی بیان ہے ایسا بچہ ہے نو مہینہ کا ہو چکا ہے الحمد للہ زندہ ہے جو نکالا گیا تھا اس سے پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب آپ ہی ڈاکٹر ہیں یا یہ بھی ڈاکٹر صاحبان ہیں جنہوں نے یہ رپورٹ اخبار میں چھپوائی ہے۔

اب وہ خاموش! اب تو واقعہ ہو چکا ناں اب یہ حدیث سنا دیں کہ جنہوں نے آپ پر سن کر کے بچہ نکالا ہے ان کو گناہ ہوا یا ثواب ہوا؟ گناہ ہے تو اس کی حد کتنی ہے؟ ثواب ہے تو کیا ثواب ان کو ہوا؟ بس خاموش قرآن و حدیث کا نام بھی بھول گئے بیچارے..... دوسرے دن پھر ہم نے (رقہ) بھیجا کہ میں گھر سے نکلا تھا جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے راستہ میں دیکھا کہ قربانی کا بکرا قہاہ کھرا گیا کسی بس سے تڑپ رہا ہے میں اسے ذبح کرنا شروع کرتا ہوں تو جماعت جاتی ہے جماعت سے ملتا ہوں تو یہ حرام ہو رہا ہے مجھے حدیث پاک سے بتایا جائے کہ اب میں ان دو کاموں میں سے کون سا کام کروں کونسا چھوڑوں؟ انہوں نے پھر کہا کہ یہ کیسٹ بند کر دو نیپ رکھ لی اس کے بعد جواب کیا دیا کہ جس وقت جماعت کھڑی ہو جائے دنیا میں کسی جگہ ایک سیڈنٹ ہوسکتا ہی نہیں۔

انہوں نے کہا کہ حضرت یہ تو مسجدوں میں جماعت کھڑی ہوتی ہے تو ہم مار کے بھاگ جاتے ہیں نماز پڑھنے والوں کو شہید کر کے چلے جاتے ہیں اور آپ کہتے ہیں ہوسکتا ہی نہیں؟

تو بات یہ ہے کہ دعویٰ تو بہت اونچا ہوتا ہے ہمارے دوستوں کا لیکن جب ہم مسائل پوچھتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ بھی کوئی خدمت میں آپ یہ سارے مسائل ہمیں قرآن و حدیث سے دکھا دیں ہم آپ کے ساتھ ملنے کو تیار ہیں۔

ایک اور واقعہ

ایک ہیڈ ماسٹر صاحب تھے میرے پاس آئے وہ مولوی صاحبان ساتھ تھے کہ جی انہوں نے مجھے کہتا ہیں پڑھائی ہیں اور میں نے پڑھی ہیں میں نے کہا اچھا بخاری شریف دیکھی ہے، مسلم شریف دیکھی ہے اور درجہ والی تو یہ بڑی فکر ہے کہ سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا ہمیں اپنی نماز صحیح کرنی چاہئے اور بخاری و مسلم کے مطابق پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

میں نے کہا کہ بخاری و مسلم میں مکمل نماز ہے ہی نہیں! حساب تو مکمل نماز کا ہوتا ہے ناں؟ میں نے کہا آپ تو ایک طرف ہو جائیں کیونکہ آپ نے دس دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ مطالعہ کیا ہوگا ناں بخاری کا؟

یہ دونوں مولوی صاحبان جنہوں نے بارہ سال پڑھی ہے قرآن و حدیث پڑھا ہے اور اب تیس سال سے پڑھا رہے ہیں یہ مجھے سمجھا دیں کہ مکمل نماز کے مسائل ہیں وہاں؟ مجھ سے خلیفہ طور پر کھولیں کہ جس دن سلام تک پوری نماز سکھا دیں گے میں الحمد للہ ہو جاؤں گا اب دہان کی طرف سے ہوگی جتنی میری نمازیں انکے خیال میں غلط ہوں گی گناہ ان کو ہوگا۔

یہ مجھے آج کر لیں الحمد للہ! مہینہ کے بعد کر لیں! سال کے بعد کر لیں! دو سال کے بعد کر لیں! مجھے نماز سکھا دیں اب ان سے جب ہم نے پوچھا شروع کیا مسائل کہ بھائی دیکھو تکبیر تحریر ہے امام ابوحنیفہ کہتا ہے مقتدی آہستہ..... ذرا اس

کیا بخاری و مسلم میں نماز کا مکمل طریقہ ہے؟

ایک مولوی صاحب بڑے جوش میں تقریر فرما رہے تھے میں بخاری لے کے آتا ہوں تو قدری لے لے کے آ؟

میں مسلم لے کے آتا ہوں تو بہشتی زیور لے کے آ؟

میں نے نہ قدری لی نہ بہشتی زیور میں تعلیم الاسلام لیکر چلا گیا کئی کتاب لیکر چلا گیا؟ (تعلیم الاسلام... سامعین)۔

میں نے کہا بھئی یہ تعلیم الاسلام ہے اس میں یہ نماز کی شرطیں لکھی ہیں آپ بخاری مسلم سے یہ حدیث دکھا دیں کہ یہ شرطیں غلط ہیں میں اسی وقت تو بہ کرلوں گا کس بات سے؟ ان شرطوں سے جو فقہ کی کتاب میں لکھی ہیں لیکن نماز تو نہیں چھوڑنی ہاں میں نے اس کے بعد سمجھو وہ حدیث دکھاؤ جس میں نماز کی صحیح شرطیں لکھی ہوں کیونکہ نماز تو میں نے پڑھنی ہے ہاں آخر؟

یہ دو حدیثیں میں نے پوچھیں ایک حدیث وہ کہ ان شرطوں کو غلط کہہ دیا گیا ہو دوسری وہ کہ یہ غلط ہوں گی ہم نے چھوڑ دیں بس (حدیث) لکھ دیں ہم چھوڑ دیں گے۔

نماز تو ہم نے نہیں چھوڑی وہ تو ہم نے پڑھنی ہے ہاں۔

نماز کی صحیح شرطیں ہمیں کسی حدیث سے دکھا دیں ترجمہ سے ہر عام آدمی بھی پڑھ کے دیکھ لے کہ یہ نماز کی شرطیں ہیں۔

اب میں قرآن اٹھا کر آگے کرتا ہوں وہ کہتا ہے ادھر کو لے جاؤ اور قرآن کا تو دشمن ہے میں بخاری اٹھا کر اس کے آگے کرتا ہوں یہ لو بخاری شریف سے نماز کی شرطیں نکالو وہ بخاری کو ہاتھ نہیں لگاتا میں مسلم اٹھا کے دیتا ہوں؟ (ہاتھ نہیں لگاتا) آخر سوچ کر سمجھو کہتا کیا ہے آپ کا کیا خیال ہے بخاری مسلم میں پوری نماز فوس ہے؟ امام بخاری نماز نہیں پڑھتے تھے؟ امام مسلم نماز نہیں پڑھتے تھے؟ میں نے کہا یہ تو ہم نے پوچھنا ہی ہے آپ سے۔

فرق کی حدیث سنا دو ایسے ہی ہوتا ہے یا نہیں ہوتا؟ (سامعین..... ایسے ہوتا ہے)

کہیں بھی فرق کی کوئی حدیث ہو تو جن کو تکبیر تحریر بھی نہیں آتی؟

اب میں نے اس ہیڈ ماسٹر صاحب سے پوچھا کہ یہ صاحب جو چالیس دینتالیس سال سے مطالعہ قرآن حدیث کا کر رہے ہیں انکو تکبیر تحریر کا مسئلہ بھی نہیں آتا؟

آپ نے اسکول میں بھی پڑھانا ہے یونیورسٹی میں بھی پڑھانی ہیں آپ کو یہ دعوت دے رہے ہیں کہ آپ تھوڑا سا مطالعہ کر کے فارغ ہو جائیں اور نماز ہمارے والی پڑھنی شروع کر دیں جس کا ان کے پاس بھی ثبوت نہیں۔

نماز میں آپ سارے درود شریف آہستہ پڑھتے ہیں ہاں مولانا نے جو فرمایا آج سے دس سال پہلے میں نے یہاں مولویوں سے پوچھا تھا کہ اس کی کوئی حدیث سنا دیں گالی تو نہیں ہے ہاں آج دس سال ہو چکے ہیں آج تک کوئی حدیث نہیں سنا سکے تو ہم اہلسنت والجماعت حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں تحقیق کا حق اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسولؐ کے بعد مجتہدین کو دیا ہے ہر آدمی کو نہیں دیا۔

ہر آدمی دین کی تحقیق نہیں کر سکتا

یہی بات غلط ہے کہ ہر آدمی پوری تحقیق دین کی کر سکتا ہے۔ تو یہ یاد رہے گی کہ کتنوں کو تحقیق کا حق ہے (دو... سامعین) کن کن کو؟ رسولؐ کو تحقیق کا حق ہے رسولؐ کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں؟ کیا کہتے ہیں؟ (اہل سنت... سامعین)

اور اس کے بعد مجتہد کو حق ہے ان کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں تو قرآن میں دو جھوٹوں کا ذکر آیا۔

اب جو صرف ایک نسبت بتاتا ہے دوسری نہیں بتاتا وہ قرآن کی اس آیت کا انکار کر رہا ہے میں نے آپ کے سامنے آج عرض کیا کہ سننے کو تو یہ بات بڑی عجیب ہوگی کہ ہم قرآن سناتے ہیں یہ بہشتی زیور سناتے ہیں؟

حرام حلال کا فرق ہو گیا یا نہیں؟ (ہو گیا..... سامعین)

میں نے مانگ کر لیا وہ حلال ہے گئے کو نہیں دیکھا جائے گا یہ دیکھا جائے گا کر لیا کس طریقہ سے ہے جائز طریقہ سے لیا ہے یا ناجائز طریقہ سے لیا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ تحقیق کا حق رسولؐ کے بعد مجتہدین کو دیا۔

تقلید کب سے شروع ہوئی؟

تو اسلام میں پہلے دن سے تقلید چلی آ رہی ہے یاد رکھنا۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں المستصفیٰ میں 'علامہ حامدؒ' احکام میں 'شاہ ولی اللہ' عقد الجید میں فرماتے ہیں کہ اسلام میں ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ فتویٰ لینے یا دینے پر پابندی لگا لی گئی ہو اور کبھی مفتی پر پابندی نہیں لگا لی گئی کہ وہ دلیل بھی پوری بیان کرے وہ صرف مسائل بیان کر دے اور لوگ ان مسائل پر عمل کرتے تھے اب دیکھئے۔

یہ کہتے ہیں کہ صحابہؓ حدیث مانتے تھے دلیل کیا ہے چار ہزار متن ہیں احادیث کے کتنے؟ چار ہزار متون ہیں احکام کی احادیث کے۔ پھر یاد کر لیں کتنے ہیں چار ہزار وہ صحابہؓ سے مروی ہیں تو پتہ چلا کہ صحابہؓ نے جو حدیث کی روایت کی ہے وہ حدیث کو مانتے تھے! کتنے متن ہیں؟ (چار ہزار..... سامعین)

صحابہؓ کے فتاویٰ بلا ذکر دلیل

اور چھتیس ہزار سے زیادہ صحابہؓ کے فقہی فتاویٰ ہیں۔

کتنے ہیں چھتیس ہزار سے زائد مصنف ابن ابی شیبہؒ سولہ جلدوں میں 'مصنف عبد الرزاق' گیارہ جلدوں میں 'تہذیب الآثار' کتاب الآثار امام محمدؒ یہ کتابیں بھری پڑی ہیں۔

صحابہؓ نے صرف مسئلہ بتا دیا ہے دلیل کے تحت کوئی حدیث یا آیت بیان نہیں کی۔ باقی سب نے ان سے مسئلہ نہ کر عمل کر لیا ہے کسی نے دلیل کا مطالبہ نہیں

کہ جب بخاری میں نماز نہیں تو وہ کیسے پڑھتے تھے ہمارے پاس تو جواب ہے کہ امام شافعیؒ کی فقہ کے مطابق پڑھتے تھے ان کے مقلد جو تھے۔

آپ کے پاس کیا جواب ہے؟

کیونکہ اس (بخاری و مسلم) میں تو مکمل نماز نہیں ہے تو اب دیکھئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہل استنباط ائمہ مجتہدین (کو تحقیق کا حق دیا)۔ میں عرض کر رہا تھا کہ استنباط کسے کہتے ہیں؟ جو پانی زمین کی تہ سے نکال لیا جائے پانی انسانی زندگی کے لئے ضروری ہے یا نہیں اس کے بغیر گزارہ ہو سکتا ہے؟ (نہیں..... سامعین)

ہر نمازی مجتہدین سے مسئلے لیتا ہے

جو بھی شخص دنیا میں نماز پڑھتا ہے وہ مجتہدین سے مسئلے لیتا ہے اگرچہ چوری ہی کر کے لے جائے۔

ایک شخص مجھے کہنے لگا جی ہم نہیں لیتے میں نے کہا آپ کی نماز شروع بھی فقہ سے ہوتی ہے اور ختم بھی فقہ پر ہوتی ہے۔

آپ کا امام اللہ اکبر! اونچی کہتا ہے مقتدی آہستہ کہتا ہے آپ کا امام السلام علیکم ورحمۃ اللہ اونچی کہتا ہے اور مقتدی آہستہ کہتا ہے یہ فرق فقہ کی کتاب میں ہے حدیث میں کہیں موجود نہیں ہے۔

غیر مقلدوں کی مثال

تو جس طرح پانی کے بغیر گزارہ مشکل ہے فقہ کے بغیر گزارہ مشکل ہے فرق صرف یہ ہے کہ وہ چوری کر کے مسئلے لے لیتے ہیں ہم پوچھ کر لے لیتے ہیں اور ہم ان مجتہدین سے مانگ کر لے لیتے ہیں کہ جی ہمیں سمجھ نہیں آئی آپ ہمیں سمجھا دیں اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایک زمیندار ہے اس کا گنے کا کھیت ہے میں نے اس سے گنا مانگ کر لیا اور ایک نوجوان نے گنا چوری کر کے توڑ لیا سمجھے مثال کو۔

گنا ایک ہی کھیت کا ہے میں نے مانگ کر لیا اس نے چوری سے توڑ لیا لیکن

کیا۔ اب چار ہزار حدیث صحابہ روایت کر دیں تو اہل قرآن کے پیچھے یہ لوگ لٹھ (لاٹھی) نیکر بھریں کہ وہ سنت کو مانتے تھے؟

علماء حضرات موجود ہیں صحابہ کرام کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے بعض نے ایک لاکھ چوبیس ہزار کسی ہے بعض نے ایک لاکھ چوالیس ہزار کسی ہے۔

کتنی؟ ایک لاکھ چوالیس ہزار۔

ایک لاکھ سے زائد ہوئی ناں

ذیادہ لاکھ کے قریب!

وہ سارے عربی دان تھے یا نہیں؟ ان کی مادری زبان عربی تھی یا نہیں؟

فتویٰ صرف چھ صحابہ دیتے تھے

لیکن آپ کتابیں اٹھا کر دیکھیں فتویٰ صرف چھ صحابہ دیتے تھے۔

ابن قیمؒ نے بہت زور لگایا ہے تو انہوں نے لکھا ہے کہ چھ تو عام طور پر فتویٰ

دیتے تھے اور باقیس وہ ہیں جن کے چند فتوے ہیں۔

اور کچھ وہ ہیں جن کا ایک آدھ فتویٰ ملتا ہے۔

اب ان کی مادری زبان عربی تھی ان کو بھی یہ جرات نہیں ہوتی تھی کہ ہر

آری مفتی بن بیٹھے۔

حدیث معاذؓ

حضرت پاک ﷺ نے جب حضرت معاذؓ کو یمن بھیجا تو یمن والے

سارے سراپائی بولتے تھے ناں؟ (نہیں۔۔۔ سامعین)

عربی بولتے تھے تو جب منشور ہوا ہے فیصلہ کس طرح کرو گے کہا کتاب

اللہ اللہ کی کتاب سے۔ فرمایا فان لم تجد فیہ اگر کتاب اللہ میں مسئلہ نہ ملا پھر کیا

کرو گے کہا بسند رسول اللہ اگر سنت سے بھی نہ ملا پھر کیا کرو گے کہا

اجتہد ہر انسی کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کر کے فیصلہ دوں گا تو ان کے فیصلے

یمن والے مانتے تھے یا انکار کرتے تھے؟ (مانتے تھے۔۔۔ سامعین)

یمن والوں کی زبان کیا تھی؟ عربی! قرآن کی زبان کیا ہے؟ عربی!

حدیث کی زبان کیا ہے؟ عربی! اب حضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ

معاذؓ وہ تو سارے ہی عربی جانتے ہیں بس ان کو قرآن و حدیث دے دینا ہر آدمی

خود مسئلہ نکال رہا ہے گا اور مل کر تار رہے گا۔

یورا یمن حضرت معاذؓ کا مقلد تھا

میں نے بار بار یہ مطالبہ اپنے دوستوں سے کیا کہ پورے ملک یمن میں

حضرت پاک ﷺ کے زمانے میں حضرت کے حکم سے سارے لوگ حضرت معاذؓ کی

تقلید کرتے تھے ایک نام ایسا نکال دیں جس نے اٹھ کر کہا ہو معاذؓ تم قرآن سناؤ

گے میں مان لوں گا تم حدیث سناؤ گے میں مان لوں گا لیکن جب اجتہاد کی باری آئے

گی تو میں بھی عربی جانتا ہوں؟ کسی نے نہیں کہا۔

اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی زندہ تھے یا نہیں؟ اور حضرت عمرؓ بھی

زندہ تھے یا نہیں تھے؟ کسی نے یہ بھی کہی اٹھ کر نہیں کہا کہ معاذؓ جب اجتہاد کی باری

آئے گی تو ہم سارے تیرا فیصلہ نہیں مانیں گے کوئی ابوبکرؓ کا اجتہاد مانے گا کوئی عمرؓ کا

اجتہاد مانے گا کوئی عثمانؓ اور کوئی علیؓ کا اجتہاد مانے گا؟ کسی نے بھی نہیں کہا۔

کیوں؟ جس یقین کے تحت حضرت معاذؓ کا فتویٰ ان کو مل سکتا تھا اس

یقین کے ساتھ ابوبکرؓ کا فتویٰ ان تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

جب تو نے فتویٰ دے دیا سب مل کر تے نظر آ رہے ہیں تو بات یقینی ہو گئی

ناں اوہاں سے جو فتویٰ لیکر آئے گا یہ نہیں فتویٰ لیکر آئے والا اعتماد والا بھی ہے کہ

نہیں؟ (مکہ یا مدینے سے)

حضرت پاک ﷺ کے زمانہ میں مسئلہ معلوم کرنے کے طریقے

تو حضرت پاک ﷺ کے زمانہ میں مسائل معلوم کرنے کے تین طریقے

تھے۔ کتنے؟ (تین.....سائیں)

جو حضرت پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں رہتے تھے وہ ذات اقدس ﷺ سے پوچھ لیتے تھے جب بھی کچھ بھول گیا کوئی مسئلہ پیش آ گیا حضرت ﷺ یہ بات ہوئی ہے وضاحت فرمادیں تو ذات اقدس ﷺ سے جو دور رہتے تھے حضور ﷺ سے ان میں جو مجتہد ہوتا وہ اجتہاد کرتا جیسے میں من حضرت معاذؓ جو غیر مجتہد ہوتا وہ اپنے مجتہد کی تقلید کر لیتا جیسے سارے اہل یمن! تو کتنے طریقے تھے؟ تین گیارہ ہجری میں حضرتؓ کا وصال ہو گیا اب دو طریقے باقی رہ گئے۔ مجتہدین اجتہاد کرتے تھے (اور مقلد تقلید کرتے تھے)۔

پورے مکہ میں صرف حضرت ابن عباسؓ کا فتویٰ

پورے مکہ مکرمہ میں صرف عبداللہ بن عباسؓ کا فتویٰ چلتا تھا! انکے فتوے حدیث کی کتابوں میں بھرے ہوئے ہیں بغیر کسی آیت اور حدیث کے فتویٰ دیتے تھے اور سارے مکہ والے ان کے فتوے پر عمل کرتے تھے۔

پورے مدینہ میں زید بن ثابتؓ کا فتویٰ

پورے مدینہ میں حضرت زید بن ثابتؓ کا فتویٰ چلتا تھا بخاری شریف میں روایت موجود ہے کہ مدینہ کے لوگ مکہ میں حج کے لئے گئے ایک مسئلہ کی ضرورت پڑی تاکہ مفتی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا انہوں نے مسئلہ بتایا۔ بعد میں کسی مدینہ والے نے بتایا کہ یہ ہمارے مفتی صاحب زید بن ثابتؓ کے خلاف بتایا ہے بخاری میں الفاظ ہیں:

ان اهل المدينة سألوا ابن عباس رضى الله عنهما عن امرأة طافت ثم حاضت قال لهم تنفروا قالوا لا نأخذ بقولك ونودع قال زيد.

(صحیح بخاری: کتاب الحج، باب اذا حاضت المرأة بعد ما طافت)

بقول ابن عباسؓ کہ ہم اپنے مفتی کا فتویٰ نہیں چھوڑیں گے اس سے زیادہ

تقلید شخصی اور کیا ہوتی ہے؟

پورے کوفہ میں ابن مسعودؓ کا فتویٰ

پورے کوفہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کا فتویٰ چلتا تھا پورے بصرہ میں حضرت انسؓ کا فتویٰ چلتا تھا عبداللہ بن مسعودؓ کے فتوے حدیث کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں کتاب الامار امام محمدؒ میں دیکھیں۔ بغیر کسی آیت اور حدیث بیان کئے صرف مسئلہ بتاتے ہیں اور عمل کرنے والے بغیر مطالبہ دلیل کے اس پر عمل کر رہے ہیں۔

تابعینؓ کا دور

اب تابعینؓ کا دور پورے مکہ میں حضرت عطاء بن ابی رباحؓ کا فتویٰ چلتا تھا۔ تو یہ تین باتیں ہیں مگر ہاتھ میں تین چیزیں تھیں۔ (۱) ذات اقدسؐ (۲) اجتہاد (۳) اور تقلید

غیر مقلدوں کا کذب

گیارہ ہجری میں یہ بات ختم ہو گئی خیر القرون کے بعد اجتہاد پر بھی پابندی لگا دی گئی اب صرف تقلید باقی رہی لیکن تقلید آج ت شروع نہیں ہوئی بلکہ شروع سے آرہی ہے یہی وہ بات ہے جس کو وہ جھوٹ بولا کرتے ہیں کہ تقلید چوتھی صدی میں شروع ہوئی ہے شروع نہیں ہوئی چوتھی صدی کے بعد صرف تقلید باقی رہی اجتہاد ختم ہو گیا اس بات کا یہ جھوٹ بولتے ہیں اور اسی جھوٹ سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں لوگ سوچتے ہیں کہ یارہ پہلے جو تقلید نہیں کرتے تھے وہ مسلمان تھے یا نہیں حالانکہ وہ تقلید کرتے تھے۔

تقلید کی مثال حدیث سے

اس کی مثال حدیث سے دیتا ہوں یہ قرآن پاک حضرت پاک ﷺ کے

ایک حکایت

کہ چار آدمی چارہے تھے ایک رومی ایک ترکی تھا ایک ایرانی تھا اور ایک عربی تھا۔ بھوکھی ہوئی تھی ایک دوسرے کی زبان سمجھتے نہیں تو راستہ میں کسی نے ایک روپیہ دیا انہیں۔ اب سب پیٹ پر ہاتھ مارتے ہیں کچھ کھانے کے لئے چاہتے ایک دوسرے کی بات سمجھتے نہیں رومی کہنے لگا ”اوس اوس“ ترکی نے ہاتھ مارا کہ نہیں ”استائل“ ایرانی نے کہا ”انگور“ کہانیں عربی نے کہا ”عصب“ انہیں سب لڑیں روپیہ ایک ہے۔

چار چیزیں کیسے آئیں ایک آدمی چاروں زبانیں جاننے والا آگیا اس نے کہا ابھی لڑتے کیوں ہو روپیہ مجھے دو میں سب کو راضی کرتا ہوں وہ انگور لے آیا۔ اب رومی کہے یہی تو اس ہے جیسے میں کہہ رہا تھا ترکی والا کہتا استائل کہہ رہا تھا وہ یہی تو ہے عربی کہے میں جو عصب کہہ رہا تھا یہی تو ہے ایرانی کہنے لگا جو انگور کہہ رہا تھا وہ یہی تو ہے۔

تو نہ جاننے سے بھی بڑی لڑائیاں ہو جاتی ہیں ناں۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا لغت قریشی والی حضرت عثمانؓ نے جو سب مہاجرین انصارؓ کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ چونکہ حضور پاک ﷺ کی اصل لغت قریشی ہے اس پر قرآن جمع کیا جائے باقی لغات سے روک دیا گیا۔

اب سات لغات پر حضور ﷺ کے زمانہ میں قرآن پڑھا جاتا تھا یا نہیں؟ پڑھا جاتا رہا۔

ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ میں پڑھا جاتا رہا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں پڑھا جاتا رہا یا نہیں؟ پڑھا جاتا رہا۔

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں باقی لغات سے روک دیا صرف قریشی کی لغت پر جاری رہا تو کوئی یہ جھوٹ بولے کہ لغت قریشی پر حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں قرآن نہیں پڑھا جاتا تھا عثمانؓ کے زمانہ میں شروع ہوا جھوٹ ہے نہیں؟ (جھوٹ

زمانہ میں جمع نہیں ہوا ایمانہ میں لڑائی لڑی گئی مسلہ کذاب جھوٹے مدعی نبوت کے ساتھ (جہاد میں) تو بہت سے قاری شہید ہوئے حضرت عمرؓ یہ بخاری شریف (ج ۲، ص ۷۷۵) کی حدیثیں سنارہا ہوں انہوں نے آکر عرض کیا کہ حضرت قرآن کو جمع کر دیا جائے صحابی اس طرح شہید ہونے لگے تو قرآن ضائع ہی نہ ہو جائے اب مفتشہ سنی شیخین کی۔

ابوبکرؓ فرما رہے ہیں کہ نہیں جو کام نبیؐ نے نہیں کیا میں نہیں کروں گا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں یا بارہ اللہ خیر۔ اللہ کی قسم بڑا اچھا کام ہے اب نہ حضرت عمرؓ کو کوئی آیت سنارہے ہیں کہ اس آیت میں آتا ہے قرآن جمع کرو اور نہ حدیث سنارہے ہیں کہ اس حدیث میں آتا ہے جمع کرو۔

بلکہ مان رہے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ حضرتؐ نے جمع نہیں فرمایا۔

پھر ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ میرا بھی سینہ کھل گیا اور میں نے زید بن ثابتؓ کو کہا کہ جمع کرو اب یہ قرآن جو جمع ہوا تقلید اجمع ہوا ناں۔

اگر تقلید شرک ہے تو جو قرآن شرک کی طرح جمع ہوا ہے اس کی تقلید ان کو جائز ہوگئی؟ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں یہ بخاری (ص ۴۶۷) کی حدیث ہے یہ بات چلی کہ لوگوں کو اختلاف ہو گیا ہے لغات کے بارے میں حضرت ﷺ نے دعائیں مانگ کے اجازت لی تھی کہ برافست پر اجازت دی جائے قرآن پاک کی جب تک عرب میں دین رہا تو یہ بات قلم نہیں کھنی دیکھئے نا آپ کے سرانیکی میں بھی پنجابی میں بھی رنگ رنگ قسم کی لہنتیں ہیں ناں؟

کوئی ولی محمدؐ کہتا ہے کوئی علی محمدؓ کہتا ہے واؤ کو باؤ لیتے ہیں جاندھر والے ایسا ہوتا ہے ناں! کوئی کور کہتا ہے کوئی گور کہتا ہے لیکن آپس میں سمجھ تو لیتے ہیں کہ یہی چیز ہے باہر والے سمجھتے ہیں کہ پتہ نہیں وہ کچھ اور کہہ رہا ہے اور یہ کچھ اور کہہ رہا ہے وہ جیسے علامہ رومیؒ نے حکایت نقل فرمائی ہے۔

ہے..... سامعین)

ابو بکرؓ کے زمانہ میں نہیں پڑھا جاتا تھا جھوٹ ہے یا نہیں (جھوٹ ہے..... سامعین)

باقی لفظوں سے روکا گیا ہے اب جب یہ روکا گیا تو مشورے سے روکا کسی نے کوئی آیت بیان نہیں کی کوئی حدیث بیان نہیں کی۔

پھر اس کے بعد دیکھو اس پر جو اعراب لگائے گئے ہیں حضرت ﷺ کے زمانہ میں زیر زبر اس پر تھی؟ اوقاف تھے؟ کچھ بھی نہیں تھا یہ تو بعد میں حجاج بن یوسف نے لگائے ہیں۔ تو یہ اعراب کسی آیت یا حدیث سے ثابت ہے؟ اب ویسے انہوں نے شروع کر دیا ہے میرے پاس ہے سنو قرأت والا قرآن مجھے پڑھتے ہی خدشہ ہوا کوئی بات ہے!

تو زیر زبر تو ابھی نہیں نکالی اوقاف نکال دیئے۔

میں نے ان کے ایک مولوی سے کہا بھئی یہ کیا کیا؟ جی حضور پاک ﷺ کے زمانہ میں (اوقاف) نہیں تھے۔

وقف بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں

میں نے کہا وقف کرنے سے معنی بدلے ہیں کہ نہیں بدلتے؟

میں نے مثال دی میں ایک فقرہ بولتا ہوں۔

”روکو“ مت جانے دو“ میں نے وقف روکو پر کیا ہے ناں! اب دوبارہ بولتا ہوں روکو مت۔ جانے دو معنی بدل گیا ہے یا نہیں بدلا؟ (بدل گیا..... سامعین)

تو کوئی لفظ کم و بیش ہوا ہے یا صرف وقف آگے پیچھے ہوا ہے؟

(وقف آگے پیچھے ہوا ہے..... سامعین)

اب جو انہوں نے وقف نکال دیئے اب پتہ نہیں بتجارے کہاں وقف کریگے معنی کیا ہوگا اس کا؟

یہاں تلاوت کرے گا وہاں (موت کے بعد) جو تے پڑنا شروع ہو جائیں

گے۔ تو مولانا رومؒ نے ایک مثال دی ہے۔

حکایت مولانا رومؒ

ایک بیمار نابھرا تھا اس کو پتہ چلا کہ اس کا دوست بیمار ہے کہ بھئی عیادت تو سنت ہے میں بیمار پری کر آؤں اب اسے پتہ تھا کہ میں جو کچھ پوچھوں گا وہ سنے گا جو وہ دے گا وہ میں تو سنوں گا نہیں اس نے خود ہی بیٹھ کر ایک سوال جواب بنالیا کہ میں کہوں گا اسلام علیکم وہ کہے گا وعلیکم السلام۔

میں کہوں گا سناؤ کیا حال ہے وہ کہے گا اللہ کا شکر ہے میں (بھی) کہوں گا اللہ کا شکر ہے میں پوچھوں گا کون سی دوائی کھاتے ہو وہ کسی دوائی کا نام لے گا میں تعریف کر دوں گا کہ اچھی دوائی ہے۔

بھئی کسی حکیم صاحب کا علاج شروع کیا ہے وہ کسی حکیم کا نام لے گا میں کہہ دوں گا اچھا حکیم ہے یہ خود سوال جواب بنا کے چلا گیا وہ بیمار زیادہ ہی بیمار تھا (بہرے نے) السلام علیکم کہا اس نے کہا وعلیکم السلام (بہرے نے پوچھا) کیا حال ہے اس نے کہا مر رہا ہوں اس نے کہا اللہ کا شکر ہے۔

اب اس کی پیشانی پر بل آگئے کہ بھئی میں اس کے گھر کھانے جاتا ہوں کہتا ہے یہ اللہ کا شکر ہے۔

اس نے پوچھا کون سی دوائی لیتے ہو غصہ میں تھا کہتا ہے ”زہر“ کہنے لگا ماشاء اللہ بڑی بابرکت دوا ہے۔

تو غصے میں طاقت بھی آ جاتی ہے ناں۔

وہ اٹھ کے بیٹھ گیا اس نے پوچھا کہ کس ڈاکٹر صاحب کا علاج شروع ہے اس نے کہا عزرائیل کا۔ ماشاء اللہ جہاں آتا ہے برکتیں لیکر آتا ہے اس نے دھکے دے دیکر باہر نکال دیا پانی پوچھا نہ کچھ اب بیٹھا سوچ رہا ہے میں نے کوئی گناہ کی بات تو نہیں کی۔

دوست ہے عیادت سنت ہے بیمار پری کرنے گیا ہوں اور یہ سات سال کی

ہماری سند متصل ہے پھر خاص اس کے لئے نسائی میں باب ہے متصل ہے باب غزوۃ الہند دوسری جلد میں۔

فاتحین ہند حنفی تھے

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو ہند کو فتح کریں گے اور وہ عیسائی کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والوں کا درجہ ایک فرمایا اور ہند کے فاتح بالافاق حنفی ہیں۔

محمود غزنوی حنفی ہیں۔ غوری خاندان حنفی۔ سادات خاندان حنفی ہیں۔ سوری خاندان حنفی۔ تغلق خاندان حنفی۔ تغلیہ خاندان حنفی سب حنفی تھے۔

آج بھی جو جہاد کر رہے ہیں ان میں سب سے آگے حنفی ہیں اگر کوئی جاتا ہے تو پتھارہ ان کا طفلی بن کے جاتا ہے تو ساری دنیا میں ہمیشہ جہاد کو حنفیوں نے ہی زندہ رکھا ہے اب اہل سنت والجماعت حنفیوں کے ذریعہ یہاں اسلام آیا۔

قرآن آیا، نبی کی سنت آئی اسلامی قانون آیا کتنے بڑے بڑے ملک حنفیوں نے فتح کر کے اسلامی حکومت میں شامل کیے ہم بھی پوچھنے کا حق رکھتے ہیں ایک ملک نہیں ایک صوبہ نہیں ایک ضلع نہیں ایک تحصیل نہیں ایک تھانہ نہیں چار انگل زمین کا کافر سے چین کر کسی غیر مقلد نے اسلامی حکومت میں شامل کی ہو ہمیں دکھا دیں چار انگل زمین، کبھی بھی قیامت تک یہ بات ثابت نہیں کر سکتے تو جنہوں نے یہاں اسلام پھیلایا آج ان کے اسلام کو مشکوک کہا جا رہا ہے جنہوں نے میاں جٹ دیوی اور بٹوں کی پوجا سے بٹا کر نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا آج ان کی نماز کو غلط کہا جا رہا ہے۔

ہزار سال تک اس نماز کو کسی نے غلط نہیں کہا۔
امام صاحب نے صحابہ کا زمانہ پایا مختلف اقوال ہیں ۳۰ سال بھی ۴۰ سال بھی ۵۰ سال بھی ۶۰ سال بھی چلتی ہیں یا تو تو تیس سال کی عمر میں مسلمان نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں یا نہیں (شروع کر دیتے ہیں..... سامعین)
تو جب تیس سال زمانہ پایا تو جب امام صاحب نماز پڑھتے تھے امام

دوستی ختم ہوگئی پرانے کو بھی آدمی اتنی گری میں آدمی پانی پوچھتا ہے اس نے پانی بھی نہ پوچھا؟ دیکھ کر نکال دیا۔

بروز قیامت غیر مقلدوں کا حال

یہی حال غیر مقلد کا قیامت کے دن ہوگا سوچے گا پڑھا تو قرآن ہی تھا لیکن دقتوں کا پتہ نہیں کہاں کہاں کرتا رہا ہے۔

اس لئے وہاں جب جوتے پڑنا شروع ہو گئے تو سوچے گا کبھی حنفیوں کو قرآن پڑھنے پر ثواب مل رہا ہے اور ہمیں جوتے پڑ رہے ہیں۔

قصہ کیا ہے؟ تو اب انہوں نے کچھ شروع کیا ہے تمہوڑا سا تو جس طرح لغت قریش جو ہے اس پر پہلے ہی سے عمل آ رہا تھا تھلید پہلے دن سے آ رہی ہے۔

چیلنج

یہ جو دوست رفتے لکھ رہے ہیں یہ بھی لکھ کر بھیجیں صرف ایک صحابی کا نام کہ جس کے بارے میں کسی تاریخ میں لکھا ہو کان لا یجتہد ولا یقلد۔

نہ وہ اجتہاد کر سکتا تھا اور نہ تھلید کرتا تھا اور غیر مقلد تھا دس ہزار روپیہ انعام ہوگا۔

ایک تابعی لکھا دو ایک تبع تابعی کا نام دکھا دو اور لکھ کر بھیجے غیر القرون میں ایک بھی غیر مقلد ثابت نہیں۔ ایک بھی۔

احناف کی سند متصل ہے

یہ سکتے تو ملکہ و کنور یہ کے دور کے ہیں وہاں کیسے ہوتے؟

تو ہم ہیں اہل سنت والجماعت میں عرض کر رہا ہوں۔

سنت اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے لی ناں آنکھوں سے دیکھ کر یا سن کر؟ آنکھوں سے دیکھ کر اور صحابہ سے ملاقات ہمارے امام نے کی تو ہماری سند متصل ہے یا نہیں؟ متصل ہے؟

صاحب صحابہؓ کو دیکھ لیتے تھے یا کوئی رکاوٹ تھی دیکھنے میں؟ (نہیں..... سامعین) صحابی بھی امام صاحبؒ کو دیکھ لیتے تھے دیکھو ایک نماز میں یہاں آپ کے ہاں پڑھوں اللہ اکبر کہہ کر سر پر ہاتھ باندھ لوں سبحانک اللہم وبحمدک تو آپ مجھے روکیں تو کیسے گے یا نہیں؟ (روکیں گے..... سامعین) میں نے کوئی فرض ضائع کیا ہے کوئی واجب ضائع کیا ہے سنت ضائع کی ہے تو آپ روکیں گے؟ اس کا مطلب ہے کہ پندرہویں صدی کے مسلمان کا ایمان اتنا مضبوط ہے کہ ایک کام بھی سنت کے خلاف نہیں کرنے دیتا تو صحابہؓ کا ایمان کیا پندرہویں صدی کے لوگوں کے (معاذ اللہ) برابر تھا یا نہیں؟ کیا وہ سنت کے خلاف دیکھ کر خاموش رہ سکتے تھے؟ اگر ایک مسئلہ بھی ہماری نماز کے خلاف ہوتا تو اعتراض صحابہؓ ضرور کرتے تابعینؓ کرتے صحابہؓ استاد ہیں تابعینؓ ہم جماعت ہیں تبع تابعینؓ شاگرد ہیں تو ہماری نماز صحابہؓ کے سامنے پڑھ گئی تابعینؓ کے سامنے تھدیق ہوئی تبع تابعینؓ کے سامنے تھدیق ہوئی کسی صحابہؓ نے غلط نہیں کہا ہاں انگریز کے دور میں امرتسر سے آواز اٹھی کہ ابوحنیفہؒ کی نماز ٹھیک نہیں۔

غیر مقلدین کی بنیاد

سکندوں کے شہر روپھن سے آواز اٹھی ابوحنیفہؒ کی نماز غلط تھی۔

ایک جگہ میں تقریر کر رہا تھا ایک نوجوان منے میں کھڑا ہو گیا کہ تمہاری نماز کی تھدیق ہوئی ہماری نماز کی نہیں ہوئی آپ بھی فرمائیں کہ حکیم محمد صادق صاحب نے سیالکوٹ میں کتاب لکھی "صلوة الرسول" جنگ اخبار نے تھدیق کی کہ بڑی اچھی کتاب ہے نوائے وقت اخبار نے تھدیق کی کہ بڑی اچھی کتاب ہے صحیفہ عزیز نے تھدیق کی کہ بڑی اچھی کتاب ہے میں نے کہا کہ ہماری نماز کی تھدیق صحابہؓ تابعینؓ سے ہوئی اور ان کی تھدیق عرش پر خدا نے کی والہ السابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنه

تبع تابعینؓ کی تھدیق امام الانبیاءؑ نے کی۔

خیر الناس قرنی ثم الذین یلوہنہم ثم الذین یلوہنہم

تو اگر جنگ اخبار کی تھدیق ہے تو پڑھ دیں کسی حدیث میں ہے۔

سوال :- جب سر صاحبؒ کر نماز پڑھنا فرض نہیں تو ننگے سر پڑھ لی جائے تو کیا حرج ہے؟

الجواب :- اس کا مطلب ہے صرف فرض پورے کرنے چاہئیں سبحانک اللہم فرض نہیں ہے چھوڑ دیں تو کیا حرج ہوگا سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی العظیم فرض نہیں تو چھوڑنے میں کیا حرج ہوگا تو ساری سنتیں چھوڑ دی جائیں مارے واجبات چھوڑ دیئے جائیں سارے مستحبات چھوڑ دیئے جائیں تو انکے ہاں کوئی حرج ہوگا یا نہیں؟

ایک ہے کبھی بھول کر چھوڑ دینا اور ایک ہے عادت بنالینا سبحانک اللہم چھوڑنے کی عادت بنالینے میں حرج ہے یا نہیں اس پر اشتہار چھپا ہوا ہے ہماری طرف سے ان کے فتویٰ وہ مساجد میں آپ لگائیں قاضی صاحب کے ہاں وہ ہے تو دیکھئے صرف ناف سے لیکر گھٹنے تک ہمارے ہاں ستر ہے ان کے ہاں عضو خاص اور درستر ہے صاف وحید الزمان نے لکھا ہے شرح بخاری میں ہے "لیس علی فرجہ شی" ران بخاری کی حدیث کے مطابق ستر نہیں لکھا ہے کہ حضور ﷺ خیر کی جنگ میں ران نکلی کہ کے جارہے تھے (معاذ اللہ معاذ اللہ)

تو پھر وہاں بھی اتنا ہی فرض سمجھا کریں یہ صرف ستر کا قصہ کیوں ہے تو دیکھئے فرض واجبات سنتیں پوری کرنی چاہئیں یا نہیں ہم کہتے ہیں مستحبات بھی نہیں چھوڑنے چاہئیں آداب کو بھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔

غیر مقلد کا سوال غیر مقلد کا جواب

خود اسی قسم کا سوال ان کے امیر محمد اسماعیل سے ہوا فتویٰ علماء الجندیٹ کی چوتھی جلد میں سائل نے سوال کیا کہ ننگے سر نماز پڑھنے سے خصوصی طور پر حضور اکرم

ﷺ نے منع فرمایا ہے تو حدیث سنائیں؟ سوال کرنے والا بھی ان کا (غیر مقلد) آدمی ہے اور جواب دینے والا بھی ان کا امیر محمد اسماعیل سلفی ہے (جواب میں لکھتا ہے کہ) اگر آپ نماز میں ٹانگیں اوپر سر نیچے کر لیں تو کسی حدیث میں منع نہیں لیکن دیکھنے والا آدمی یہ سمجھے گا بیہودہ آدمی ہے اسی طرح کی ایک حرکت نیچے سر نماز پڑھنا بھی ہے خود انہوں نے لکھا ہے مولانا داؤد غزنوی جو ان کے دوسرے امیر جماعت تھے انہوں نے لکھا ہے کوئی اس وجہ سے نیچے سر نماز پڑھتا ہے یہ زیادہ ثواب ہے تو یہ بیسائیوں کا مسلک ہے اسلام کا طریقہ نہیں گرامس جا کر دیکھیں وہ نیچے سر نماز پڑھتے ہیں اور اگر سستی کی وجہ سے نہیں لیتے تو یہ منافقوں کا طریقہ ہے واذا قاموا الی الصلوۃ قاموا اکسالی یہ تو سر چھپانے کا لکھا ہے وہ جو دس سال کا قرضہ ہے درود شریف آہستہ پڑھنے کی حدیث سبحان ربی العظیم آہستہ پڑھنے کی حدیث (وہ کونسا علانی غیر مقلد چکانگا)

دیکھو اتنا جرم دل ہوتا ہے آدمی دس سال بعد قرضہ مانگ لے اور دس سال میں نام بھی نہ لے لیکن جو دس سال کے بعد بھی نہ چکا سکے اس کے پلے میں کچھ ہے درود شریف کے بعد پڑھنے والی دعا کے بارے میں حدیث کہ آہستہ پڑھنی چاہیے (یہ سوالات جو لکھ رہے ہو) دس سال ہو گئے ہیں میرے سوال آپ پر قرض ہیں ان کا جواب بھی دو۔

سوال:- عورت اور مرد کی نماز میں فرق ہے یا نہیں احادیث سے ثابت کریں؟

الجواب:- اس پر تو میرا رسالہ بھی چھپا ہوا ہے اور حدیث الہجدیث میں بھی کافی فرق ہے۔ بھئی عورت اور مرد میں بھی فرق ہے یا نہیں؟ کیا خیال ہے یہ آتے ہیں اور ٹوٹی دباں پھینکتے ہیں اللہ اکبر کہتے ہیں (ان کی) عورتیں بھی دو پناہیں دیتی ہیں؟ یہ آدمی پنڈلی تنگی کرتے ہیں (ان کی) عورتیں بھی آدمی پنڈلی تنگی کرتی ہیں؟ کیا خیال ہے یہ جو سوال ہے کہ مرد عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں نہ خدا کا فرمان ہے نہ رسول کا۔ ان کا اپنا قیاس ہے یا کہ حضرت کا فرمان ہے عورت مرد کی مانند نہیں اس کو ستر کا خیال رکھنا چاہئے۔

جس طرح ایک علت قرآن میں آگئی پسئلونک عن المحیض (البقرہ ۲۲۲) تو اس کا جواب اتنا ہی کافی تھا قریب نہ جاؤ اقل ہو اذی کہ وہ ناپاکی ہے اب نفاس کا لفظ نہیں ہے لیکن اس کا حکم سمجھ میں آگیا وہ بھی ناپاکی کے دن ہیں بلکہ اسی سے یہ بھی سمجھ آگیا جو مقام عارضی طور پر ناپاک ہے وہ قابل استعمال نہیں لیکن جو سرے سے ہے ہی ناپاک اسی طرح حضرت نے عورت کے لئے فرمایا اس کو پردہ کا اہتمام کرنا چاہئے اسی قانون کو علماء ائمہ فقہاء نے لکھا خود ان کے فتویٰ غزنوی میں موجود ہے اب سینے تک ہاتھ اٹھانے میں پردہ زیادہ کھلتا ہے یا کان کی لو تک اٹھانے میں تو حدیثیں دونوں ہیں اس قاعدہ کو رکھ کر ہم یہاں تک اٹھاتے ہیں کالوں تک اور وہ سینے تک اٹھاتی ہے تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔

اب ہاتھ ناف کے نیچے تک باندھنے میں پردہ زیادہ کھلتا ہے یا سینے تک باندھنے میں تو دونوں حدیثیں تھیں اس قاعدہ کو سامنے رکھ کر جو اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا ہم یہاں ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں وہ یہاں سینہ پر باندھتی ہیں یہ جو کہتے ہیں کہ یہ فرق قیاس ہے قیاس ہے اور چاروں امام حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کا اجماع ہے عورت اور مرد کی نماز میں فرق ہے۔

رجیم یا رخاں میں کتنی عورتیں امام ہیں فرق تو کرتے ہیں تاخود بھی اس طرح بخاری میں بھی حدیث ہے کوئی ایسا واقعہ پیش آئے عورت تالی بجائے مرد سبحان اللہ کہے تو ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ رسالہ میں بھی ہے حدیث الہجدیث میں بھی ہے ان کے پاس قیاس ہے کوئی آیت حدیث لکھ کر بھیجیں کہ اللہ تعالیٰ یا اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہو مرد عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں اللہ کے رسول نے فرمایا ہو کی دلیل ہم نہیں مانتے کیونکہ ہماری چار دلیلیں ہیں ان کو ہم خدا بھی نہیں مانتے ان کو ہم رسول بھی نہیں مانتے اجماع امت بھی نہیں مانتے مجتہد بھی نہیں مانتے آپ کس حیثیت سے اپنی بات منوانا چاہتے ہیں پہلے اپنی حیثیت ظاہر کریں کہ کیا بن کر آپ ہمیں دلیلیں دیتے ہیں۔

سوال:- تین امام رفع یدین کے قائل ہیں حنفی ممانعت کیوں کرتے ہیں فاتحہ کی

شہید تم بھی کوئی حدیث سناؤ جس میں ہو علیکم باحدیثی من تمسک باحدیثی مجھے کہتا ہے میں سمجھتا تھا آپ تھوڑے مخالف ہیں آپ تو بہت ہی مخالف ہیں میں نے کہا میں نے مخالفت کی بات نہیں کی پہلے حدیث خود سنا تا ہوں پھر آپ سے مطالبہ کرتا ہوں میں نے کہا اچھا حدیث کی تعریف سناؤ کہنے لگا نبی ﷺ کے قول و فعل تقریر کو حدیث کہتے ہیں میں نے کہا یہ تعریف کس نے کی ہے؟ کسی حدیث میں یا قرآن میں ہے یہ تو امتی کی کی ہوئی تعریف ہے کہنے لگا قرآن میں ہے واذا امر النبی الی بعض ازواجہ حدیث (آخریم: ۳) میں نے کہا اصر رسول اللہ ﷺ نے قول چھپایا تھا یا فعل یا تقریر کیا چیز چھپائی تھی حدیث کی تعریف بھی امتوں سے لیتے ہیں حدیث کا ضعیف صحیح ہونا امت سے لیتے ہیں تو جب بھی کوئی کہتا ہے حدیث صحیح ہے میں نے کہا تم اپنی رائے سے کہہ رہے ہو یا کسی محدث نے بتلایا ہے کہنے لگا محدثین نے میں نے کہا فقہاء کی بات ماننے کا حکم قرآن نے دیا ہے محدثین کی بات ماننے کا حکم قرآن نے دیا ہو تو دکھاؤ فقہاء حضور ﷺ کے زمانہ میں تھے محدثین تو حضور ﷺ کے زمانے میں نہیں تھے اسماء الرجال والا تھا نہیں مسلم شریف میں ہے اس وقت کوئی سند کا اعتبار نہیں تھا پھر بعد میں خائن لوگ آئے تو اس لئے اسماء الرجال کا فن مدفن کیا گیا اس وجہ سے یہ بدعت حسد ہے قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت نہیں ہے سنت اور حدیث میں فرق یہ ہے سنت کہتے ہیں نبی کے طریقہ پر چلنے کو سنت کا معنی ہی طریقہ ہے حدیث کہتے ہیں بات کو یعنی بات والے آدمی کو اجماع حدیث کہتے ہیں باتیں بڑی بتاتا ہے دلیل پیش کر سکتا یا یوں سمجھیں حدیث ضد ہے قدیم کی قدیم پرانے کو کہتے ہیں حدیث جدید چیز کو کیونکہ یہ نیا ہے وجود کے اعتبار سے بھی اور نام کے اعتبار سے بھی اجماع حدیث کا معنی ہے بدعتی فرقہ۔

ایک اپنے ساتھی نے بہاولپور میں سوال کیا یہ تو تم نے لغت کے اعتبار سے بتایا ہے کیا حدیث سے دکھا سکتے ہیں میں نے کہا ہاں غزینۃ الطالبین میں حدیث ہے۔

سات آیات بسم اللہ سمیت بن جاتی ہیں حنفی بسم اللہ کو فاتحہ کی جز کیوں نہیں مانتے حالانکہ سعودی قرآن میں بسم اللہ سمیت فاتحہ شمار کی ہے حنفی اس کو کیوں نہیں مانتے؟ الجواب:- یہ جو بات ہے پتا نہیں جھوٹ بولنے کی ان کو عادت پڑ گئی ہے رفع یدین والے معاملہ میں ایک امام بھی ان کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ یہ دس جگہ سنت مانتے ہیں وہ تو جگہ ہے ایک سنت چھوڑنے سے نماز خلاف سنت ہوتی ہے یا نہیں؟ ان کے ہاں تو چاروں اماموں کی نماز خلاف سنت ہے یہ اماموں کا نام کیوں لیتے ہیں قرآن وحدیث کو چھوڑ کر اماموں کا نام لیتے ہیں۔

پھر امام مالکؒ فرماتے ہیں میں نے مدینہ منورہ میں کسی کو رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا ان کے ساتھ نہ صحابیؓ ہے نہ تابعیؓ ہے نہ کوئی امام انکو تو پرچی لکھتا چاہنے اتنے بڑے جہاں میں کوئی نہیں ہمارا۔

سنت اور حدیث میں فرق

مولانا داؤد غزنوی کے پوتے میرے پاس آئے گلشن اقبال میں بیٹھا ہوا تھا ساتھ ہی ان کا مدرسہ ہے مدرسہ ابوکر پانچ ان کے طالب علم بھی تھے ہمارے بھی تھے کہنے لگا جی مجھے آپ سے ملنے کا بہت شوق تھا سنا ہے آپ اجماع حدیث کے بڑے خلاف ہیں میں نے کہا میں تو اہل قرآن کے بھی بڑا خلاف ہوں کہنے لگا وہ تو ہم بھی ان کے خلاف ہیں اب کہنے لگا حدیث کوئی بری چیز ہے میں نے کہا قرآن کوئی بری چیز ہے جس کے تم بھی خلاف ہو نہیں تو ہمارے نبی پاک ﷺ نے فرمایا علیکم بسنتی میری سنت کو لازم پکڑو فغن وغب عن سنتی فلیس منی (بخاری..... ج ۲، ص ۵۷۵) جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے اس لئے ہم کنی بن گئے من احب سنتی فقد احبنی من احبنی کان فی الجنة جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے میرے سے محبت کی جس نے میرے سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا ہم تو انشاء اللہ قیامت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوں گے فرمایا من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائۃ

الہمدیث کا ماخذ

غنیۃ الطالبین میں حدیث لکھی ہوئی ہے کہ ایک دن شیطان نے اپنی دم اپنی دہر میں ڈالی اس سے سات انڈے نکلے جو چوتھا انڈہ نکلا اس کا نام حدیث ہے اس کی ڈیوٹی ہے نمازیوں کے دل میں وسوسہ ڈالنا۔ تیری نہیں ہوتی، تیری نہیں ہوتی، اب دیکھیے فوج میں نے آپ کو دکھا دی ہے چور آپ نے چکڑا ہے اب انہوں نے غنیۃ الطالبین چھاپی ہے اس مقام پر انہوں نے حدیث کو حدیث بنا دیا ہے، بالکل موجود ہے مذہب تو صرف اسلام ہے چار مذہب کہاں سے آئے آگے تو علم کے دریا بہ رہے ہیں اول من قسّاس حضرت علامہ انور شاہ کشمیری امرتسر میں تقریر فرما رہے تھے ان کے مناظر مولانا ثناء اللہ صاحب اٹیچ پریشے تھے انہوں نے قصہ میں رقعہ لکھا آپ کب تک حدیث کا انکار کریں گے افرارہ بھلا فی نفسک رواہ مسلم ترجمہ بھی لکھ دیا دل میں پڑے روایت کیا ہے اس کو کسی مسلمان نے علامہ انور شاہ صاحب نے فرمایا امام ابوحنیفہؒ کے مقابلہ میں جو یہ مجتہدین تیار فرما رہے ہیں ان کے ذرا علمی انوارات ملاحظہ فرمائیں۔ یہ بجا رہے قاس کو (مس) کے ساتھ لکھ رہا ہے اور کہتا ہے مجھے اماموں کی کوئی ضرورت نہیں صحابہؓ کی کوئی ضرورت نہیں میں خود قرآن کو سمجھ کر اس پر عمل کروں گا۔

ایک مثال

جیسے پنجابی میں کہتے ہیں (پانڈ پڑی وقت نو بھری) باقی ۴ مذہب کہاں سے آئے بھائی اسلام ہماری منزل ہے یہ چار راستے ہیں مذہب کا معنی راستہ ہوتا ہے ہمارا مذہب حنفی ہے منزل محمدی ہے جب کوئی مذہب دُپ چھتا ہے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو گزرے ایک زمانہ ہو چکا ہے آپ تک حدیث کیسے پہنچی ہے آپ کے ملک میں راستے ہیں خود راستہ مقصود نہیں ہوتا بلکہ کسی منزل کے لئے راستہ بتایا جاتا ہے کسی جنگل میں راستہ نہیں ہوتا ہمارا مذہب حنفی ہے منزل محمد ﷺ ہے اور

ایک شہر کو چار راستے جاتے ہیں بلکہ دس بھی ہو جائیں کوئی حرج نہیں جیسے ایک مسجد میں آنے کے کئی راستے ہوتے ہیں تو مذہب کا معنی راستہ ہے اور راستے چلنے کے لئے ہوتے ہیں لڑنے کے لئے نہیں ہوتے اب مذہب کا معنی یاد ہو گیا ہے جو ملک کے راستوں کو توڑتا ہے وہ ملک کا غدار ہے پھر مذہب کے معنی راستہ ہے سرکاری لوگ بھی سفر کر رہے ہیں گناہ گار بھی کر رہے ہیں اللہ والے بھی کر رہے ہیں یہ راستہ جس پر سارے چل رہے ہیں لیکن کوئی جھڑی کے پیچھے چھپا بیٹھا پولیس والے کہتے ہیں آوارہ گرد وہ ہے ہم کہتے ہیں غیر مقلد ہے راستہ چھوڑ دیا ہے راستہ وہی ہے فقہ حنفی ان مسائل کا نام ہے جن پر عمل کرتے ہیں جس طرح قرآن اسی کتاب کا نام ہے جس کی ہم تلاوت کرتے ہیں شاذ قراتیں کہیں ملیں تو اس کا نام قرآن نہیں اسی طرح شاذ مسائل کا نام فقہ حنفی نہیں ہے تو مذہب پر میں نے ۴ باتیں کی ہیں۔

غیر مقلدوں کی مثالیں

ان کی مثالیں بڑی عجیب ہوتی ہیں وہ رو پڑی صاحب کہنے لگے یہ چار مذہب بھینس کے چار تھن ہیں ایک سے خنپوں نے دودھ نکالا ایک سے بالکوں نے ایک سے شافعیوں نے ایک سے حنبلیوں نے ہم نے ان چار سے دودھ لیکر مکھن نکال کر کئی ان کو دے دی مکھن خود لے لیا مسلک الہمدیث زندہ باد میں نے چٹ لکھی کیا واقعی نبی پاک ﷺ کی حدیث میں ہے مجتہد بھینس کے تھن کو کہتے ہیں یا یہ اپنے مولوی کی بات کو حدیث کہتے ہیں میں نے جواب میں کہا کہ کوئی خدا کی جس نعمت کی ناشکری کرے اللہ تعالیٰ وہ نعمت اس سے چھین لیتے ہیں انہوں نے فقہ کی ناشکری کی خدا نے ان سے سمجھ چھین لی مثال جو دی ہے وہ ہمارے خلاف نہیں دودھ جو پیدا ہوتا ہے وہ خنوں میں نہیں ہوتا بلکہ پیدا آگے ہوتا ہے تھن صرف دودھ پہنچا رہا ہے اسی طرح اگر مجتہدین نبیؐ کی حدیث کو آگے پہنچا رہے ہیں تو ایک مسئلہ بھی انہوں نے نہیں نکالا، تھن چار ہیں مقتد ایک ہے دودھ۔ مذہب چار ہیں مقتد ایک ہے

”اجتہاد سنت“ پھر میں نے پوچھا تمہیں تو آپ نے ہمارے حوالے کر دیئے پانچ اہل حق کون سا ہے جس سے آپ نے سارا دودھ نکال لیا ہے کوئی بھی نہیں ایسی نہیں جس کے پانچ حق ہوں شاید غیر مقلدین کی ہو جب میں نے اس مثال کی مرمت کی ہے تو پھر فیصل آباد میں میٹنگ ہوئی کوئی اور مثال گھڑی جائے تین ماہ کے بعد دوسری مثال آئی۔

مثال: یہ محمدی گاڑی جا رہی ہے چمک چمک ابو خنیف ٹیٹی (T.T) ہے ثانی مالک ٹیٹی (T.T) ہے میں نے کہا کسی حدیث میں ہے جہنم کا نام ٹیٹی (T.T) نعرہ لگ گیا مسلک احمدیہ زندہ باد حدیث تو آپ پڑھتے نہیں صرف نعرہ لگاتے ہیں پھر میں نے کہا کہ اگر امام صاحب ٹیٹی ہیں تو پھر آپ گھر نہ جائیں گے کیونکہ ٹیٹی اسے پکڑتے ہیں جس کے پاس ٹکٹ نہ ہو ٹکٹ بھی گاڑی کی چابی ہے اور ٹکٹ بھی آج کی ہو ۱۴۰۰ سال پرانی نہ ہو میں نے کہا جس ٹکٹ پر آپ جانا چاہتے ہیں وہ امام صاحب کی تحقیق کے مطابق منسوخ ہو چکی ہے تو مذہب کے بارے میں آدمی بات پوچھتے ہیں آپ پوری طرح جواب دیا کریں ہمارا مذہب حقیقی ہے منزل محمدی ہے تاکہ بات واضح ہو جائے اللہ تعالیٰ اہل حق کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

استغفر الله تعالى من كل ذنب واتوب اليه

حقیقت عیسائیت و غیر مقلدیت

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده
ولا نبوة بعده ولا رسوله بعده ولا رسالة بعده امابعد!

فاعدو باالله من الشيطان الرجيم.
بسم الله الرحمن الرحيم

فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في
الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم
يحذرون. وقال رسول الله ﷺ فقيه واحد اشد
الشيطان من الف عابد.

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسول الله
الكريم ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين
والحمد لله رب العالمين رب اشرح لي صدري ويسر لي
امري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي رب زدني
علما وارزقني فهما. سبحانك لا علم لنا انا ما علمتنا
انك انت العليم الحكيم. اللهم صلي على سيدنا و
مولانا محمد وعلى ال سيدنا و مولانا محمد و بارك
وسلم وصل عليه.

تمہید

دوستو بزرگو! اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے کہ اللہ نے اپنی ساری مخلوقات میں سے ہمیں انسان بنایا جو کہ اشرف المخلوقات ہے۔ اور پھر انسانوں میں سے مسلمان بنایا کیونکہ سچا دین صرف اور صرف اسلام ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ اور مسلمانوں میں سے ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہلسنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس طرح سارے دینوں میں سچا دین صرف اسلام ہے۔ مسلمان کہلانے والوں میں سچی جماعت اور نجات پانے والی جماعت کا نام "اہلسنت والجماعت" ہے۔ اور پھر ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تھلید کی توفیق عطا فرمائی۔ جن کی رہنمائی میں ہم اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ کی سنتوں پر عمل کر رہے ہیں۔ اس لئے ہم "حنفی" بھی کہلاتے ہیں۔

دو اتفاقی باتیں

ایک دو باتیں ایسی ہیں جن میں آپ میرے ساتھ بھی اتفاق کرینگے:

☆..... پہلی بات یہ ہے کہ دین اسلام کامل ہے۔ یہ سب کا یقین ہے اس پر سب کا اتفاق ہے یا نہیں (ہے..... سامعین)

☆..... دوسری بات یہ کہ کج بچ ہوتا ہے اور وہی کامیاب ہوتا ہے۔ جھوٹ جھوٹ ہوتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔

یہ دو ہی باتیں اگر آپ ذہن میں رکھیں تو بہت سے اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔

کوئی مسئلہ مکمل اختلافی نہیں ہوتا

یاد رکھیں! کوئی مسئلہ بھی پورا اختلافی نہیں ہوتا۔ اس میں کچھ نہ کچھ پہلو اتفاق والا ہوتا ہے جو جس بات پر اتفاق ہو پہلے اس کو سمجھیں تو اختلاف کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اگر اتفاق کی بات کی طرف آپ بالکل نہ آئیں اختلاف کا ہی شر مچاتے رہیں تو پھر آپ عوام کو بات سمجھانہیں سکتے نہ آپ (خود) سمجھ سکتے ہیں۔

ایک عیسائی سے مناظرہ

ایک عیسائی سے میرا مناظرہ تھا۔ وہ پادری کہنے لگا کہ آپ ایک دلیل ایسی بیان کریں جس سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت اس طرح ثابت ہو جائے کہ میں انکار نہ کر سکوں۔

میں نے کہا: میں سو دلیل بھی آپ سناؤں گا آپ اس میں کچھ نہ کچھ جواب دینا شروع کر دیجئے۔

کہنے لگا: پھر آپ دلیل نہیں دینا چاہتے؟

میں نے کہا: نہیں! دینا چاہتا ہوں۔ لیکن میں طریقہ ایسا اختیار کرنا چاہتا ہوں کہ سو دلیلوں کے بجائے ایک ہی دلیل کام کر جائے۔

کہنے لگا: وہ کیا ہوگا؟

میں نے کہا: کچھ ایسے پیغمبر بھی ہیں جن کو میں اور آپ اتفاق طور پر نبی مانتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام ہیں، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ جن کے نبی ہونے پر (ہم دونوں کا) اتفاق ہے تو آپ ان میں سے کسی نبی کے نبی ہونے کی دلیل بیان کریں تاکہ ایک بیان خود آپ بنائیں کہ جی نبی کی نبوت اس قسم کی دلیل سے ثابت ہوتی ہے۔ بیان نہ آپ بتائیں گے۔ ابراہیم علیہ السلام کے لئے، موسیٰ علیہ السلام کے لئے، عیسیٰ علیہ السلام کے لئے۔ پھر اس کے برابر بلکہ اس سے بڑھ کر دلیل انشاء اللہ العزیز میں (اپنے نبی ﷺ کے لیے) دے دوں گا اور یہ ایسا انداز ہوگا کہ جس سے بات بالکل کھل کر سامنے آجائے گی۔ اس نے پہلے تو یہ معیادہ نبی کی کتاب کھولی اور اس کی ایک عبارت پڑھی کہ:

”ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا اس کا نام عوانائیل رکھیں گے۔“

(یسعیاہ نبی..... ۱۴)

میں نے کہا: اس سے آپ کیا چاہتے ہیں؟

کہتا ہے: جی عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پیشین گوئی یہ یسعیاہ نبی نے کی ہے۔

میں نے کہا: یہ کلیہ قاعدہ ہے۔ تو پہلے آدم علیہ السلام کے لئے پیشین گوئی بتائیں۔
ابراہیم علیہ السلام کے لئے کوئی پیشین گوئی بتائیں، موسیٰ علیہ السلام کے لئے کوئی
پیشین گوئی بتائیں۔ یہ کلیہ قاعدہ نہیں ہے کہ جو ہر جگہ فٹ آ سکے۔ اور پھر اس کو بھی
میں نہیں سمجھتا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے پیشین گوئی ہے۔ کیونکہ زیادہ سے زیادہ
زور آپ اس لفظ پر ڈالیں گے کہ اس میں ”کنواری“ کا لفظ ہے۔ میں اسی کو غلط سمجھتا
ہوں کیونکہ یہودی بائبل ہے میرے ہاتھ میں اس میں یہاں ”جوان عورت“ لکھا ہے
کنواری عورت نہیں لکھا یہ تمہاری Reference Bible ہے اس کے حاشیہ پر بھی لکھا
ہے جوان عورت۔ یہ عبرانی کا لفظ ”ہالما“ ہے جو اسی بائبل میں ۱۸ جگہ آیا ہے۔ ۱۷
جگہ آپ نے بھی ترجمہ جوان عورت کیا ہے۔ اور یہاں آپ نے ترجمہ کبھی کنواری
عورت کرتے ہیں کبھی جوان عورت کرتے ہیں۔ تو میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ جوان
عورت سے بی بی آت مراد ہیں۔ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بی بی آمنہ کے اکلوتے
بیٹے تھے۔ نہ کوئی بہن ہے نہ کوئی بھائی ہے۔ ایک ہی بیٹا ہوا ہے۔ تو اس طرح تو میں
بھی کہہ سکتا ہوں۔ آپ کی بات تو نہیں بنتی کچھ۔

پھر میں نے پوچھا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا اسی کتاب کا ۵۳ باب وہ بھی مسیح کے بارے
میں ہے۔ آپ کے نزدیک؟
کہنے لگا: جی ہاں۔

میں نے کہا: پھر اس باب ۷ کو آپ وہاں کیوں چسپاں کر رہے ہیں کیونکہ دونوں میں
خت اختلاف ہے۔ وہاں تو یہ لکھا ہے کہ معاذ اللہ۔
”وہ آدمیوں میں حقیر و مردود و غنناک اور رنج کا آشنا
تھا۔۔۔۔۔ ہم نے اس کی کچھ قدر نہ جانی۔“

(مسیحاہ ۳: ۵۳)

تو یہاں لکھا ہے وہ عمارتوں کا ہوگا۔ اللہ اس کے ساتھ ہوگا اور وہاں اس کے خلاف لکھا
ہے۔ یا تو آپ ۵۳ باب مسیح کے بارے میں مانیں یا باب ۷ مانیں۔
پھر میں نے کہا: میں عمارتوں کے مانوں۔ عمارتوں کا معنی ہے جس کے ساتھ خدا ہو۔

اسکو مانوں جو کہتا ہے:

ان الله معانا

”خدا ہمارے ساتھ ہے“

اور اللہ کیا فرماتا ہے:

ما ودعك ربك وما قلا

”تجھے خدا نے چھوڑا نہیں نہ تجھ سے ناراض ہوا ہے۔“

یا میں عمارتوں کے مانوں کہ جس نے چھ گھنٹے صلیب پر معاذ اللہ نعرہ لگایا ہو:

ابلی ابللی! لعا شقتی؟

ترجمہ: اے خدا! اے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ (انجیل متی ۲۷: ۳۶-۳۷)

جسے اللہ چھوڑ جائے وہ عمارتوں کے نہیں ہوتا۔

میں نے جب اتنی بات کی تو لوگ جو بیٹھے تھے دکیل یا پروفیسر تھے عیسائی۔
ان جڑھ آدمی نہیں تھے۔ (ان میں سے) ایک دکیل کھڑا ہوا۔

اس نے کہا: جی ہم Request کرتے ہیں کہ آپ بات بند کر دیں کیونکہ ہمارا پادری
آپ کی بات کا جواب نہیں دے سکتا۔ ہم نے پادری تھانی انکے پاس تھا (انکے پاس)
گاڑی بیجی ہے۔ وہ آجائے گا چند منٹوں میں تو اس سے آپ بات کریں۔

میں نے کہا: جب تک وہ آئے گا اس وقت تک تو بات چلنے دیں بات پیشین گوئی پر
انہوں نے شروع کی جس کی پیشین گوئی جی ہو وہ نبی ہوتا ہے۔

میری پیشین گوئی

میں نے کہا: میں پیشین گوئی کرنے لگا ہوں۔ اتنی جلدی کسی کی پیشین گوئی جی نہیں
ہوئی۔ جو اسی مجلس میں جی ہوگی۔

کہنے لگے: وہ کیا؟

میں نے کہا: جو آتی تھانی کو لینے گیا ہے اگر اس نے بتا دیا کہ وہاں امین بیٹھا ہے تو
وہ کبھی نہیں آئیگا۔ اور اگر اس نے نہ بتایا تو وہ یہاں آئے گا لیکن یہاں آکر مناظرہ

بالکل نہیں کرے گا۔ وہی بات ہوئی پانچ سات منٹ بعد وہ گاڑی پر آ گیا۔ اترتے ہی کار سے بجائے ادھر بیٹھنے کے میری پابندی آ بیٹھا۔

میں نے کہا: ابھی ادھر جا کر بیٹھو تم تو مناظرہ کے لئے بلائے گئے ہو۔

اس نے کہا: مجھے اس نے بتایا ہی نہیں تھا کہ وہاں آپ بیٹھے ہیں ورنہ میں کبھی بھی نہ آتا۔

میں نے کہا: چلو اب تو آ گئے ہو تا اب کر مناظرہ۔

کہنے لگا کوئی عقلمند آدمی جلتی آگ میں جھلاگ نہیں لگا سکتا اس لئے میں آپ سے مناظرہ نہیں کرتا۔

میں نے کہا: ابھی میری پیشین گوئی تو ہوگئی ہے سچی۔ پہلے پادری کے مطابق تو معاذ اللہ مجھے نبی ماننا چاہئے۔ لیکن میں یہی کہتا ہوں کہ میرے نبی پر ایمان لے آؤ جس کا میں اتنی ہوں۔ خیر وہ تو بات ختم ہوگئی لیکن ان (عیسائیوں) کو غصہ بہت تھا۔

دوسرے پادری سے مناظرہ

پھر ایک پادری کو بلا کے لائے اس سے بھی میں نے یہی کہا کہ ابھی ایک اتفاقی بیان نہ بنا لو اس کے بعد آگے چلیں گے۔

اتفاقی بیان

اس نے کہا کہ جی موئی علیہ السلام کا معجزہ آپ بھی جانتے ہیں انہوں نے پتھر پر لائی ماری جس سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ دریا پر لائی ماری اور اتے بن گئے۔ یہ معجزہ ان کے نبی ہونے کی دلیل ہے۔

میں نے کہا: بالکل ٹھیک ہے اب ایک بیان نہ سنائے آ گیا نا۔

میرا جواب

میں نے کہا: موئی علیہ السلام نے جس دریا پر لائی ماری تھی وہ دریا پہلے آسمان پر تھا یا چوتھے آسمان پر؟

اس نے کہا: جی زمین پر۔

میں نے کہا: لائھی پانی تک پہنچی تھی یا دور رہی تھی؟

کہنے لگا: پانی کے ادھر لگی تھی جا کے۔

میں نے کہا: بالکل برحق معجزہ! اتنا بڑا معجزہ ہے کہ اسی بنا پر یہودیوں نے بھی موئی علیہ السلام کو نبی مانا عیسائیوں نے بھی مانا مسلمانوں نے بھی مانا۔

ایک نظر ادھر بھی!

لیکن اب ذرا ہماری طرف بھی نظر دوڑائیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ زمین پر کھڑے ہیں اور آسمان کے چاند کی طرف یوں اٹھی ہے اشارہ فرمایا ہے۔ اٹھی چاند تک پہنچی نہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیئے۔ ارشاد ربانی ہے۔

الغربت الساعة والنشق القمر (احمر: ۱)

میں نے کہا: زمین پر موئی علیہ السلام کا معجزہ ظاہر ہو تو ان کے نبی ہونے میں نہ کسی یہودی کو شک رہے نہ کسی عیسائی کو شک رہے نہ کسی مسلمان کو شک رہے۔ اور جس نبی کا معجزہ آسمان پر ظاہر ہو چاند کے ٹکڑے ہو جائیں اس کی نبوت میں کیسے کوئی عقلمند آدمی شک کر سکتا ہے۔

یہ تو اسی طرح کی حماقت ہوگی کہ کوئی آدمی یہ کہے کہ زمین سے جو مٹی کا تیل نکلتا ہے اس کو چلایا جائے تو روشنی ہوتی ہے لیکن آسمان کا سورج روشنی نہیں دے سکتا۔ جس کا معجزہ زمین پر ظاہر ہوا اس کو تو آپ نبی مان رہے ہیں اور جس کا معجزہ اللہ نے آسمان پر دکھایا اسکی نبی ہونے میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟

وکیلوں کی درخواست

تو وہی جو دکیل بیٹھے تھے عیسائی کہنے لگے مولوی صاحب! آپ بحث بند کر دیں کیونکہ آپ کی دلیل واقعی اتنی دینی ہے کہ اب وہی صورتیں ہیں۔ یا ہم ایمان لے آئیں یا ہم ضد کر دیں اور تیسری کوئی بات نہیں۔ اس لئے ہم آگے مناظرہ سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

پڑھتے تھے؟ اس پر ایک بیات بنا لو کہ آپ ان ایک سو تیرہ سورتوں کو کیسے منع کر رہے ہیں۔ اور کیا چیز آپ حضرات کے پاس ہے پھر اس کے بعد اگے چلیں۔

غیر مقلدوں کو ایک مشورہ

اگر قرآن پاک میں ہے تو لکھ دیں آیت نہیں ہے تو صاف تحریر دے دیں کہ قرآن پاک اس مسئلہ میں ہمارے سر پر ہاتھ رکھنے کو تیار نہیں۔ پھر حدیث کی طرف جانے سے پہلے ہم سے پوچھیں کہ کیا آپ کا قرآن ساتھ دیتا ہے اس مسئلہ میں یا نہیں؟ تو میں نے جیسے مغرب سے پہلے یہ بتایا تھا کہ نماز پڑھنے کے وہی طریقے ہیں اور قرآن پاک کی دو آیتوں نے دونوں کا فیصلہ کر دیا:

فاقرأ ما تيسر من القرآن (۱) (البرق: ۲۰)

حضرت نے اکیلے نماز کے بارے میں یہ طریقہ بتایا اور:

وإذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون (۲) (الاعراف: ۲۰۴)

یہ باجماعت نماز پڑھنے والوں کے لئے حضرت پاکؐ نے طریقہ بتایا کہ جب قرآن پاک سے مسئلہ ثابت ہو گیا ہم یہ بیان کر رہے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں اب بھی کوئی آدمی یہ کہے کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں اور یہ ایضاً کا قول مانتے ہیں تو کیا اس بات میں وہ آدمی کبھی سچا ہو سکتا ہے؟ تو اس بارے میں یہی آپ سے عرض کرتا ہوں جس طرح اس پوری کے ساتھ بات ہوئی کہ جب (معاملہ) اتفاقی بات پر آیا تو مسئلہ سمجھنا آسان ہو گیا یا نہیں؟ اسی طریقے سے اتفاقی بات پر چلیں اور آگے جو اختلافی بات ہے اس کی طرف جائیں تو کوئی بھی مسئلہ مشکل نہیں۔

ایک واقعہ

یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آیا میں جب کراچی ہو رہی ٹاؤن میں تھا۔ تو بیٹے کا دن تھا میں گھر سے نکلا تو ایک نوجوان دروازے کے باہر کھڑا رو رہا ہے۔ میں جب

(۱) ... اب پڑھنا جتنا کہ اسان ہو قرآن سے۔

(۲) اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس پر کان دھرو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

نکلا اس نے سلام کیا۔

(لا کے لئے پوچھا): جی امین صاحب آپ کا نام ہے؟

میں نے کہا: میرا ہی نام ہے۔

اس نے کہا: جی میں بہت پریشان ہوں آپ کے پاس کل بھی حاضر ہوا تھا لیکن آپ کہیں جمعہ پڑھانے گئے ہوئے تھے۔ آج بھی آیا ہوں۔

میں نے کہا: فرمائیے۔

کہنے لگا: (یہاں) کراچی میں کئی قسم کے کالج ہیں (جن میں) ایک ایسا کالج ہے جو غیر ملکیوں کا ہے۔ اس میں اکثر لا کے بھی غیر ملکی پڑھتے ہیں ہم چھ لا کے صرف مسلمان ہیں جو وہاں پڑھتے ہیں۔ ہم چھ میں سے ایک لا کا تبلیغی جماعت میں جاتا تھا اس نے کھینچ تان کے ہمیں بھی نمازی بنادیا۔ ہم جمعرات کو تبلیغی مرکز (مدنی مسجد) جا رہے تھے بس پر تو راستے میں میٹرک کے کچھ ساتھی ملے۔ جو اپنے آپ کو ”الجمہریٹ“ کہتے تھے۔ انہوں نے ہمارے (سروں) پر ٹوپی وغیرہ دیکھی کیونکہ اس زمانہ میں ہم نماز وغیرہ پڑھتے ہی نہیں تھے (انہوں نے) اندازہ لگایا کہ بھئی اب انہوں نے نماز پڑھنی شروع کر دی ہے۔

تبلیغی جماعت اور جماعت غیر مقلدین کا فرق

تو جیسے مولانا فرما رہے تھے کہ دو کام الگ الگ ہیں ایک تو تبلیغی جماعت کا کام ہے نا؟ کہ کہیں کھیت میں پھر رہے ہیں کسی دوکان پر کھڑے ہیں کسی گھر کے سامنے کہیں گلی میں بھی اللہ کے بندوں نہیں کیا ہو گیا ہے کہاں پھر رہے ہوں؟ (کہتے ہیں) جی یہ ایک آدمی مسلمان ہے، کلمہ نبی پاک ﷺ کا پڑھتا ہے۔ لیکن ست اور غافل ہو گیا ہے نماز نہیں پڑھتا ہم یاد کرانے آئے تھے کہ کبھی نماز پڑھو۔ کتنے لوگ ہیں جن کو انہوں نے نمازی بنادیا۔ لیکن آپ کبھی غیر مقلدوں کو اس طرح پھرتے نہیں دیکھیں گے کہ بے نماز یوں کو نمازی بنائے۔ ہاں جب کوئی بے چارہ نماز شروع کر دیگا۔ اب آجائیں گے:

”تیری نہیں ہوتی۔ تیری نہیں ہوتی۔ تیری نہیں ہوتی۔“

اب اس غریب کو نماز نہیں پڑھنے دیجئے۔ جب تک کوئی آدمی نماز نہیں پڑھتا اسے پتہ نہیں ہوتا کہ ہمارے علاقے میں کوئی غیر مقلد بھی رہتا ہے یا نہیں۔ جس دن دیکھا کہ یہ مسجد سے نکل رہا ہے اب کوئی ادھر سے آجائے گا تیری نہیں ہوتی کوئی ادھر سے آجائے گا تیری نہیں ہوتی۔

یہی کچھ اس لڑکے کے ساتھ ہوا

یہی کچھ اس نے چارے نو جوان کے ساتھ حشر ہوا۔

انہوں نے پوچھا: تم سرگز (مدنی مسجد) جا رہے ہو؟

ہم نے کہا: جی ہاں۔

انہوں نے پھر کہا: تمہاری تو نماز ہی نہیں ہوتی۔

ہم نے جواب دیا: کیوں ہم پڑھتے ہیں۔ ہوتی کیوں نہیں؟

انہوں نے کہا: تو فاتحہ پڑھتا ہے امام کے پیچھے؟

ہم نے کہا: نہیں۔

(اس پر) اس (غیر مقلد) نے خود کاغذ نکالا جیب سے سوال کرنے والے

نے اور لکھ لیا:

”تیرا عقیدہ ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔“

اور کہا: کرو دستخط یہاں۔

لڑکے نے کہا: جی میں نے دستخط کر دیئے۔

اب وہ کہتا ہے: تو نے وہ حدیث لانی ہے جس کا معنی ہوگا فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ اور میں وہ حدیث لاؤں گا جس کا معنی ہوگا کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

لڑکے نے کہا: ہم مرکز چلے گئے۔ وہاں بیان سنا۔ اسکے بعد وہ تین مولوی صاحبان کے سامنے وہ چٹ رکھی تو سب نے آپ کا نام لیا کہ وہاں (امین صاحب کے پاس) چلے جاؤ۔ یہ مسئلہ وہاں سمجھ آؤ جا کے۔ تو میں کل بھی آیا تھا کل آپ نہیں ملے۔ لیکن

جب جمعہ کے بعد میں گھر گیا، جمعہ میں نے کہیں پڑھا ہے تو وہی دولڑکے اور تین مولوی صاحبان وہاں اور بیٹھے تھے میری بیٹھک میں۔ ایک کے ہاتھ میں ایک اشتہار تھا ”تین لاکھ روپیہ انعام“ (بعنوان) کوئی ثابت کر دے کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے۔ ایک (اشتہار) میں تھا کہ:

”اگر کوئی سورۃ فاتحہ کا نسخہ ہونا ثابت کر دے امام کے پیچھے تو اس

کے ہر حرف پر دس دس روپے رکھ کر میں انعام دوں گا۔“

تو وہ بیٹھے تھے وہاں۔ وہ اشتہار بھی میں نے لے لئے میں نے کہا میں گیا تھا ابھی میں سمجھ کر نہیں آیا کل جاؤنگا پھر۔

دھوکے کا جواب دھوکے سے

میں نے کہا: تم صحیح جگہ پہنچ گئے ہو! انشاء اللہ اب مسئلہ سمجھ آجائے گا۔ میں نے درسگاہ میں بٹھالیا۔

میں نے کہا: تیرے ساتھ انہوں نے بڑا دھوکہ کیا ہے اس کا جواب بھی دھوکے سے ہی دینا ہے۔ دھوکے کا جواب دھوکے سے ہی دینا ہے۔

کہنے لگا: وہ کیسے؟

میں نے کہا: تو نے جا کر یہ سوال کرنا ہے کہ:

”جب تمہارا خطیب (جو کہ) خطبہ پڑھتا ہے تم خود خطبہ پڑھتے ہو؟“

وہ کہے گا: نہیں۔

میں نے کہا: تم خود کاغذ پر لکھ لینا تمہارا عقیدہ ہے کہ خطبہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ کہنا کہ کرو دستخط یہاں۔ اب اسے کہنا کہ تو نے وہ حدیثیں لانی ہیں کہ حضرت ﷺ بغیر خطبے کے جمعہ پڑھاتے تھے۔ حدیث میں ہو کہ:

”خطبہ کے بغیر جمعہ ہو جاتا ہے۔“

یہ حدیثیں لانی ہیں تجھے اور میں وہ حدیثیں لاؤنگا کہ حضرت خطبے کے ساتھ جمعہ پڑھاتے تھے۔

میں نے کہا: اس وجہ کے کا جواب تو اسی طرح دینا ہے جا کہ جو اس نے تیرے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔

باقی اصل مسئلہ

باقی رہا مسئلہ کی بات تو پہلے میں نے اسے یہی بات سمجھائی کہ یہ دو آیتیں ہیں۔ جو میں نے پہلے سمجھایا اور اسی کے بارے میں یہ بات میں نے بتائی۔

حیث کا جواب

اب دیکھو کسی نے چٹ لکھی ہے کہ آیت و اذا قرء القرآن المنع خطبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور آپ نماز کے بارے میں فرما رہے ہیں؟

الجواب

میں نے اپنی بات کہی ہے یا حضرت ﷺ کی حدیث سنائی ہے و اذا قرءا فاستصوا کیا خیال ہے۔ اب اللہ کے نبی قرآن کو زیادہ سمجھتے ہیں یا یہ میرا دوست چٹ لکھنے والا۔ پھر اللہ کے نبی ﷺ قرآن کن کو پڑھا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو:

یعلمہم الکتاب والحکمۃ

بات ٹھیک ہے یا نہیں! انہیں قرآن بھیج دیا تھا یا نہیں؟ اب ان لوگوں سے پوچھو:

اس آیت کی تشریح سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ سے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ کرمہ میں وہ رحیم یار خان یا خانپور میں نہیں۔ مکہ کرمہ میں فرما رہے ہیں۔

المومن فی سعة من الاستماع الیہ الا فی صلوة المفروضة

او المکتوبة

”کہ اگر کوئی آدمی قرآن پڑھے تو دوسرے مسلمان کو وسعت ہے اگر وقت ہے سننے کا تو سنے اگر کسی کام جانا ہے تو چلا جائے۔ مگر فرض نمازوں میں یہ چھوٹ نہیں ہے۔“

انما نظروہ هذه الآية نزلت فی صلوة المکتوبة۔ (کتاب الترمذی ص ۷۳)

”یہ آیت جو ہے فرض نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔“

اور آگے یہاں تک فرمایا ہے:

”اس آیت کے نازل ہونے کے بعد کوئی امام کے پیچھے (فاتحہ) پڑھتا ہے تو وہ گدھوں سے زیادہ جھکا رہے۔“

کتاب الترمذی ص ۷۳ میں یہ روایت موجود ہے۔

چیلنج

تو یہ میں اپنی بات سنا رہا ہوں یا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی جن کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ نے دعائی تھی کہ:

اللهم فقهہ فی الدین و علمہ التأویل۔

(مسند احمد۔ ۱۵۔ ص ۲۲۸، تفسیر ابن کثیر۔ ۱۰۔ ص ۱۲)

”اے اللہ! اسے دین کی سمجھ اور قرآن کریم کی تفسیر و تاویل میں مہارت عطا فرمائے۔“

اور جب انہوں نے یہ فرمایا تو مکہ کرمہ میں ایک آدمی ثابت کر دیں کتنے آدمی؟ صرف ایک آدمی۔ جس نے یہ کہا ہو کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ جس طرح میرے دوست نے لکھا ہے۔ دس ہزار روپیہ فی روایت انعام دوگنا۔ صرف ایک روایت۔ جیسے میں نے یہ کہا تاکہ یہ آیت نماز کے لئے نازل ہوئی ہے تو رحیم یار خان کے دوست نے فوراً چٹ لکھی آخر کہ کرمہ کے صحابہؓ اور تابعینؓ میں بھی دین کا کوئی جذبہ اور شوق تھا یا نہیں؟ جب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بیان فرمایا تو رحیم یار خان کی طرح مکہ کرمہ کے کسی ایک صحابیؓ یا تابعینؓ نے یہ کہا ہو:

”عبداللہ! یہ آیت نماز کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔“

اس قسم کا صحابیؓ کا قول کتنا گمناہ تو نہیں ہے نا کہیں بھی۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ مسجد میں بیٹھ کر قطعاً کوئی گمناہ نہیں ہوگا اگر میرا دوست لکھ کر بھیجے میں تسلیم بھی

کردن کا اور فی صحیح روایت دس ہزار روپیہ انعام کا وعدہ بھی کرتا ہوں۔

عبداللہ ابن عمرؓ سے اس آیت کی تشریح

اب دیکھئے دوسرا مرکز اسلام کا مدینہ منورہ ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جو آخری نبی کے صحابی ہیں دوسرے خلیفہ راشد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ ہیں۔ اللہ کے نبی سے قرآن پڑھا ہے۔ فرماتے ہیں:

كانت بنو اسرائيل اذا قرأت انتمهم جاوبوهم

”یہودیوں اور عیسائیوں کا طریقہ یہ تھا کہ جب نماز جماعت سے پڑھتے امام بھی اللہ کی کتاب زبور پڑھ رہا ہے وہ بھی پڑھ رہے ہیں پیچھے۔ امام بھی انجیل پڑھ رہا دو بھی پیچھے انجیل پڑھ رہے ہیں۔“

تو اسلام میں یہ بات ہوئی تھی کہ جب تک اپنا حکم نہ آئے پہلی شریعت کے حکم پر لوگ عمل کر لیتے تھے۔

دیکھئے حفاظ حضرات بیٹھے ہیں یہ تو آیت ہے:

فول وجھک شطر المسجد الحرام

لیکن آیت کون سے پارہ میں ہے کہ:

فول وجھک شطر البيت المقدس

ہے کہیں؟ (نہیں..... سامعین) تو کیوں حضرت پڑھتے تھے اس لئے کہ ابھی پہلی شریعت کا حکم چلا آ رہا تھا۔ تو اسی طریقے سے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں یعنی اسرائیلیوں میں یہ مسئلہ تھا کہ امام کے پیچھے قرأت کیا کرتے تھے آگے کیا فرماتے ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

فكره الله ذلك لهداه الامه

اللہ تعالیٰ کو اس امت کے لئے یہودیوں کی ریت نہ پسند آئی

فلنزلت واذاقرا القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون

(ہذا المکرر..... ص ۱۵۶ ج ۳)

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اب یہودیوں کی ریت چھوڑ دو عیسائیوں کی ریت چھوڑ دو۔ جب تمہارا امام قرأت کرے تو تم خاموش رہا کرو۔“

یہ انہوں نے کہاں بیٹھ کر فرمایا اوکاڑہ میں یا رجم یارخان میں؟ (مدینہ میں..... سامعین)

مدینہ منورہ میں اس وقت اور بھی صحابہ کرامؓ حیات تھے یا نہیں؟ تابعین تھے یا نہیں؟ لیکن کیا رجم یارخان کی طرح مدینہ منورہ میں کسی نے یہ سن کر کہا کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نہیں آئی ہے کسی ایک آدمی نے اس طرح کی چٹ لکھی ہو یا عبداللہ ابن عمرؓ کو کہا ہو کہ یہ نماز کے بارے میں آیت نازل نہیں ہوئی۔ اس پر بھی میں یہی کہتا ہوں کہ وہ روایت ضرور لکھ کر بھیجیں اور انشاء اللہ ہم 10,000 روپیہ انعام دیں گے فی روایت۔

(کسی نے پھر چٹ بھیجی تو فرمایا کہ) یہ کوئی حدیث یا روایت (چٹ لکھنے والوں کی طرف سے) نہیں آئی اس کو بعد میں دیکھتا ہوں کیا ہے؟ اس لئے بتایا ہے کہ شاید آپ سمجھیں (کہ غیر مقلدوں نے کوئی) روایت (لکھ کر بھیجی ہے) یہ ہمارے دوستوں کی قسمت میں نہیں ہے کہ کوئی روایت یا حدیث میری تقریر میں لکھ کر بھیجیں۔

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تشریح

تیسرا مرکز کوفہ تھا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اما ان لكم ان تفهموا اما ان لكم ان تعقلوا

”کیا تمہیں عقل اور سمجھ نہیں ہے کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔“ جس طرح اللہ نے حکم دیا ہے:

واذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون۔ (غیر این جلد ۱ ص ۱۰۳ ج ۹)

کونہ کی حیثیت علمی

تو کوفہ ۱۰ شہر ہے جس میں ایک ہزار پچاس صحابہؓ بیٹھے اور ۸۳۰۰۰ تابعینؓ

یہاں آباد تھے۔ ایک ہزار پچاس صحابہؓ میں سے یا تیرا ہی ہزار تابعینؓ میں سے کسی ایک نے کہا ہو کہ عبد اللہ ابن مسعودؓ آپ غلط کہہ رہے ہیں۔ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ یہ ہمیں کوئی میرا دوست لکھ کر بھیجے دیکھو میں گالی نہیں دے رہا۔ میں یہ آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ جس طرح نبی پاک ﷺ اور صحابہؓ نے قرآن سمجھا ہم وہی چیز آپ کے سامنے لا رہے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ سے اس آیت کی تشریح

چوتھا مرکز بھرہ تھا۔ بھرہ میں حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قال في الصلوة (آداب المرأة ص ۸۷)

”یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔“

وہاں بھی کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔

بعض مفسرین کے نزدیک

ہاں چونکہ جس طرح قرآن میں ”انصات“ (خاموش) کا لفظ آیا ہے۔ خطبے کے لئے بھی حضرت پاک ﷺ نے ”انصات“ کا لفظ بیان فرمایا تو بعض مفسرین نے ساتھ خطبہ کا بھی ذکر کر دیا لیکن اس سے نماز کی نفی نہیں ہوئی۔

عام فہم مثال

عام فہم مثال سے سمجھو کہ کرمہ میں لوگ بت پوچتے تھے تا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور مدینہ منورہ میں یہودی آباد تھے جو قبروں کی پوجا بھی کرتے تھے اب جو آیتیں اس لئے مکہ میں نازل ہوئیں کہ ہمیں بت کو سجدہ نہیں کرنا بت کی عبادت نہیں کرنی اگر کوئی گھوڑے کی عبادت کرے تو آپ وہ آیت پڑھ دیتے ہیں یا نہیں۔ اگر کوئی درخت کی پوجا کرے آپ وہ آیت پڑھ دیتے ہیں یا نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ یہ اس موقع پر نازل ہوئی بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ بھی اس حکم

میں شامل ہے۔ تو جب آپ نے درخت کی پوجا سے رد کیا اور وہ آیت پڑھی جو بت کے لئے نازل ہوئی تھی تو کیا کوئی عقلمند دی یہ سمجھ گا کہ یہ آیت درخت کو سجدہ کرنے سے منع نہیں کر رہی۔ وہ بھی اس میں شامل ہیں۔ تو اگر اسی طرح اگر بعض مفسرین نے خطبہ کا ذکر کیا تو ہم خطبہ میں بھی خاموش رہتے ہیں تو ہماری بات تو اور مضبوط ہوئی کم تو نہیں ہوئی نا؟ تو دیکھتے ہیں کہ اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ کی: واذا قرأوا انصتوا (مسلم ص ۱۷۴ ج ۱) حدیث پڑھی۔

عدالت میں بحث

عدالت فیمل آباد میں جب حدیث پر بحث ہوئی میں نے وہاں انہیں کہا جس طرح میں نے پڑھی ہے:

اذا اكبر فكبروا

”امام اللہ اکبر کہئے تم اللہ اکبر کہو“

واذا قرأوا فانصتوا

”امام قرأت کرے تم خاموش رہو“

واذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا آمين۔

(مسلم ج ۳ ص ۱۷۴)

”امام غیر المغضوب علیہم والضالین کہئے تم آمین کہہ لو۔“

تم بھی ایک حدیث پڑھو کہ حضرت نے کہا ہے:

اذا اكبر فكبروا

”امام اللہ اکبر کہئے تم اللہ اکبر کہو“

واذا قرأوا الفاتحة. فافروا الفاتحة

”جب امام فاتحہ پڑھے تم بھی فاتحہ پڑھو۔“

واذا قال آمين فعملوا

”جب آمین کہئے تم آمین کہو“

حج کا حکم

اس طرح کی حدیث لائیں حج نے بھی کہا کہ آپ بھی اس کے مقابلے میں کوئی ایسی حدیث لائیں کہ پورا نماز کا طریقہ دو بجبر سے لے کر اتحیات تک جس طرح انہوں نے حدیث پیش کی ہے۔ لیکن وہ اس عدالت میں بھی پیش نہیں کر سکے۔ اب بھی پیش نہیں کر سکیں گے۔ اور قیامت کی صبح تک پیش نہیں کر سکیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

اصل مسئلہ

تو میں سمجھا یہ رہا تھا کہ اس نوجوان کو میں نے یہ دونوں طریقے سمجھائے اس کے بعد میں نے بتایا مسئلہ سمجھو جس طرح ہم یہ کہتے ہیں کہ ”خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا“۔ لیکن خطیب کا پڑھا ہوا خطبہ سب کی طرف سے ہو جاتا ہے۔ کسی کو آواز سنائی دے یا نہ دے کوئی گھر ہی بیٹھا ہو جس نے آکر جماعت میں ملنا ہے اس کی طرف سے بھی ہو گیا۔

میرا سوال

تو میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ حضرات سارے خطبہ پڑھتے ہیں یا صرف خطیب صاحب پڑھتے ہیں۔ (صرف خطیب صاحب پڑھتے ہیں..... سامعین) تو جب آپ مسجد سے باہر نکلتے ہیں تو باہر شور مچاتے ہیں کہ ہم آج بغیر خطبہ والا جمعہ پڑھ کے آئے ہیں۔ یا یوں کہتے ہیں کہ جو خطیب صاحب نے خطبہ پڑھا ہے وہ ہماری طرف سے ہو گیا ہے۔ اسی طرح ہمیں ہم نے شور مچایا کہ ہم فاتحہ اور سورۃ کے بغیر نماز پڑھ کے آئے ہیں۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ جو کچھ امام نے پڑھا وہ ہماری طرف سے بھی ادا ہو گیا ہے جس طرح ہمارا جمعہ خطبہ والا ہے اسی طرح ہماری نماز بھی فاتحہ اور سورۃ والی ہے۔ ہم نے تو کبھی یہ بات نہیں کہی۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ قرأت کے بغیر نماز نہیں ہوتی لیکن باجماعت نماز میں امام کی

قرأت سب کی طرف سے ہو جاتی ہے۔ اللہ کے پاک پیغمبر مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں:

من كان له امام فقرأه الامام له قراءة

(طحاوی شریف۔ ص ۱۰۶۔ کتاب الترات للبیہقی..... ص ۱۲۸)

”جو امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو امام کی قرأت ہی سب کی قرأت ہے۔“

روپڑی صاحب کا فرمان

حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب فرمانے لگے کہ یہاں قرأت کا لفظ ہے اور فاتحہ کو قرأت نہیں کہتے۔

میں نے کہا: پھر کسے کہتے ہیں؟

کہنے لگے: اگلی سورت کو قرأت کو کہتے ہیں فاتحہ کو قرأت نہیں کہتے۔

فاتحہ قرأت ہے

میں نے اس وقت (فاتحہ کے قرأت ہونے پر) سات حدیثیں پڑھی تھیں اب صرف دو پڑھتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ان النبي صلى الله عليه وسلم و ابا بكر و عمر و عثمان

كانوا يفتتحون القراءة بالحمد لله رب العالمين

(ترمذی..... ص ۵۵: ابوداؤد شریف..... ص ۱۱۳ ج ۱)

نبی پاک ﷺ جب امام بنے تو قرأت کہاں سے شروع کرتے الحمد للہ رب العالمین سے۔

اللہ کے نبی کہہ رہے ہیں فاتحہ قرأت ہے میرا دوست غیر مقلد کہتا ہے فاتحہ قرأت نہیں ہے۔ آپ کس کی مانیں گے؟ (اللہ کے نبی کی..... سامعین)

اب مصلیٰ پر امامت کے لئے کون آگئے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

انہوں نے امام بن کرقرات کہاں سے شروع کی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین سے۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فاتحہ کو قرأت فرما رہے ہیں اور میرا دوست غیر مقلد کہتا ہے کہ فاتحہ قرأت نہیں ہم صدیق کو سچا سمجھیں یا اس دوست کو سچا سمجھیں۔ (صدقین کو..... سامعین)

اب مصلیٰ پر کون آگئے ہیں حضرت فاروق اعظمؓ کون فاروق اعظم رضی اللہ عنہ۔ اللہ کے پاک پیغمبرؐ فرماتے ہیں۔

لو کان بعدی نبی لکان عمر

اگر میرے بعد بھی نبوت جاری رہتی تو عمرؓ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نبوت عطا فرماتے۔ فرماتے ہیں کہ جس گلی میں میرا یہ جوان شیر پاؤں رکھ دے وہاں وہ (غیر مقلد شیطان..... ناقل) نہیں آتا۔ ہاں دیکھو تین طلاق کے مسئلہ میں پاؤں رکھا ہے تا۔ تو کبھی آتے دیکھے ہیں۔ میں تراویح کے لئے پاؤں رکھا ہے تا اس گلی سے تو بھاگتے تو نظر آتے ہیں آتے نظر نہیں آتے۔

اب حضرت عمر فاروقؓ نے قرأت شروع کی۔ الحمد شریف سے ٹھیک ہے تا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فاتحہ قرأت ہے اور میرا غیر مقلد دوست کہتا ہے کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے ہم کس کو سچا سمجھیں فاروق اعظمؓ کو یا اپنے اس دوست کو۔ (فاروق اعظمؓ کو..... سامعین)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کون عثمانؓ جس سے عرش کے فرشتے تک حیا کرتے ہیں۔ میں نے کہا شاید اس بے چارے (غیر مقلد) کو بھی حیا آتی جائے وہ جب امام بنے تو انہوں کہاں سے قرأت شروع کی الحمد للہ رب العالمین سے۔ لیکن میرے دوست جو ہیں وہ کہتے ہیں وہ جو تھے غلط تھے۔ (غیر مقلد صحیح ہیں)

سیدنا ابو ہریرہؓ کو حضورؐ کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ابو داؤد شریف میں حدیث ہے کہ حضورؐ پاک ﷺ نے مجھے فرمایا:

اخرج فناد فی طرق المدینة

”جاؤ مدینہ کی گلیوں میں منادی کر کے آؤ اعلان کر کے آؤ“

انه لاصلوۃ الا بقراۃ

کہ قرأت کے بغیر نماز نہیں ہوتی ہاں یہ بھی بتاؤ تا کہ قرأت کیا ہے؟

ولو بغناۃ الکتاب فمما زاد (ابوداؤد..... ج ۱ ص ۱۱۸)

”کہ قرأت کیا ہے فاتحہ اور کچھ اور قرآن کا حصہ پڑھنا۔“

اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ مدینہ کی گلی گلی میں اعلان کروا رہے ہیں فاتحہ قرأت ہے۔ میرا دوست پاکستان کے شہر شہر میں اعلان کرتا پھر رہا ہے۔ فاتحہ قرأت نہیں ہے۔ مجھے ہم کس کی مائیں کس کی نہ مائیں۔ اس وقت صرف میں نے دو (حدیثیں) پڑھیں ہیں۔ (رد پڑی صاحب سے مناظرہ میں) سات پڑھیں تھیں اس کے بعد میں نے حافظ صاحب سے درخواست کی کہ اب آپ صرف ایک حدیث پڑھ دیں صرف ایک۔ حضرتؓ نے فرمایا ہو فاتحہ قرأت نہیں ہے اگلی سورت قرأت ہے۔ میں اس حدیث کے پہلے راوی سے لے کر آخری لفظ تک ایک ایک حرف پر سو سو روپیہ رکھ کے انعام دے گا۔ لیکن حافظ صاحب چار دفعہ سامنے آئے آج تک پیش نہیں کر سکے اب بھی کسی دوست کے پاس ایسی حدیث ہو تو وہ لکھ کر مجھے ابھی جھوٹا کر سکتا ہے حدیث لکھنے کی کھلی اجازت ہے۔ یہ حدیث لکھے کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے۔ اس لئے مجھے یہی کہنا پڑتا ہے جب حافظ صاحب ملتے ہیں:

مانا کہ تم حسین ہو پر دل کے سخی نہیں

عاشق کے اک سوال کو پورا نہ کر سکے

ایک حدیث مانگی تھی وہ بھی آج تک نہیں ملی۔ کیا کریں نام الہم حدیث ہے۔ غیر مقلد مجھ سے کہتے ہیں آپ حدیث ہی مانگتے ہیں میں نے کہا کیا کروں نام آپ کا الہم حدیث ہے ناعدیث نہ مانگیں تو کیا مانگیں۔

تو میں نے اسکو سمجھایا کہ جس نے یہ اشتہار تجھے دکھایا تھا کہ اگر فاتحہ کا لفظ ہو کہ امام کے پیچھے پڑھنا منع ہے تو میں تین لاکھ روپیہ لکھا تھا دو لاکھ۔ میں نے بتایا۔

سارے قرآن کا مسئلہ

ہمارا مسئلہ سارے قرآن کا ہے۔ تم اب اس سے یہی سوال پوچھنا جا کہ کیا پاک حائضہ عورت کو قرآن پڑھنا منع ہے تاہم اب فاتحہ کا لفظ دکھاؤ کہ حائضہ عورت فاتحہ نہ پڑھے ہم پانچ لاکھ روپیہ انعام دیں گے۔ لیکن وہاں یہی ہے تا کہ حائضہ عورت قرآن نہ پڑھے تو فاتحہ بھی منع ہوگئی یا نہیں ہوگئی میں نے کہا جس نے یہ لکھا ہے نا اشتہار میں ہر حرف برد روپیہ انعام دوں گا کہ منع کا لفظ فاتحہ کے ساتھ ہو۔ اسے کہنا یا ر فاتحہ تو چھوٹی سورۃ ہے تو ”البقرۃ“ کا لفظ دکھا کہ امام کے پیچھے البقرہ پڑھنا منع ہے لفظ البقرہ اور منع کا دو تہ میں ہر حرف پر ایک ایک ہزار روپیہ تجھے انعام دوں گا۔ تو ہمارے دوست بے چارے اس قسم کے دھوکے دیتے ہیں لوگوں کو۔ خیر اس نے بات سمجھی اس کے بعد دو تین دفعہ دہرائی بات اس نے۔ کہا جی میری تسلی ہوگئی ہے اب میں جاتا ہوں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔

کرم دین سلفی کی کتاب کا حال

اس کے بعد وہ چھ لڑکے آئے (ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی) کہ جی ان کو میں نے صحیح عقیدہ سکھا دیا ہے یہ تاب ہو گئے ہیں میرے دوست ہیں میں نے کہا کہ جزا اللہ آپ نے ماشاء اللہ بہت اچھا کام کیا ہے یہ کتاب آج کل مفت تقسیم ہو رہی ہے ”نماز میں سورۃ فاتحہ“ از کرم دین سلفی۔

کہتے ہیں جی اس میں چار سو دلیل دی ہیں۔ یہ دلیل کیا ہیں۔ ایک سند کو ایک ایک نمبر دیا ہے۔ روایتیں کتاب القرآن و تفسیر سے لی ہیں اس میں جو باتیں ۸ صفحہ تک تھیں اس کو ۲۱۵ صفحے دے کر نمبر وار اس میں نقل کر دیا ہے۔ ۸۷ صفحہ کی باتیں ۲۱۵ نمبر دے کر۔ اس پر نقل کر دیا ہے۔ صفحہ ۸۷ کے بعد آگے (کتاب القرآن) میں لکھا ہے خود ان کا ترجمہ ہے:

”ان لوگوں کے دلائل کا بیان جو آیت قرأت والی رکعات میں امام کے پیچھے قرأت کو واجب سمجھتے ہیں لیکن جبری قرأت والی

رکعات میں نہیں۔“

اب یہ لکھ رہے ہیں خود:

”عجائب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی انصاری قرأت کی آواز سنی

نماز میں سنی تو یہ آیت نازل ہوئی واذا قرأ القرآن الخ۔“

اور تقریباً پچیس روایتیں اسی قسم کی اس کتاب میں درج ہیں۔ جن میں یہ بتایا گیا تھا کہ (فاتحہ) پڑھنے والی حدیثیں اس آیت (واذا قرأ القرآن الخ) سے پہلے کی ہیں اس کے بعد یہ آیت آگئی۔ اب یہ اگلی جاتی کتاب اس نے لکھی ہے اللہ کے بندے نے وہ جس میں قرآن کی آیتیں ہیں وہ اسکو بیان کرنی چاہتے تھیں یا نہیں (کرنی چاہیں تھی..... سائنس)

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر اسی طرح کوئی عیسائی آج کتاب لکھ دے کہ دیکھو اللہ کے نبی اور ان کے صحابہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور جو بعد میں آیت نازل ہوئی:

فول وجھک شطر المسجد الحرام

اور جو اس کے بعد کی حدیثیں ہیں وہ نہ لکھے تو اسے آپ دھوکہ کہیں گے یا تبلیغ دین کہیں گے؟ کوئی وہ والی حدیثیں شائع کر دے کہ بھی نماز میں صحابہ باتیں کر لیا کرتے تھے اور جو بعد میں قوموا للہ فاتنن نازل ہوئی اور آپ نے باتوں سے منع فرمادیا آپ اسے تبلیغ دین کہیں گے یا دھوکہ کہیں گے؟

میرے دوستو! اگر آپ نے یہی کتاب تقسیم کرنی ہے تو اپنی مسجد کے ساتھ ایک مردہ خانہ بھی بنالو تاکہ پتہ چلے کہ یہ پہلے زمانے کی حدیثوں پر عمل کرنے والے ہیں۔ ایک طرف شراب خانہ بھی بنالو کیونکہ خود بخود میں حضورؐ کے بچا کے شراب پینے کا واقعہ موجود ہے۔ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا۔ اپنی مسجد کا محراب بھی بیت المقدس کی طرف کر لوتا کہ لوگ دیکھ کر سمجھ لیں کہ بھی یہ پہلے زمانے کی حدیثیں لوگوں کو سنار ہے ہیں بعد والی سنائیں گے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ بھی آپ آخری زمانے کی حدیثوں پر عمل کریں گے یا پہلے زمانے والی حدیثوں پر (آخری

والی..... سامعین)۔

لیکن اس میرے دوست نے دیکھو کیا کیا یہ بھی انہوں نے ترجمہ کیا ہے اس سے ۸ تک جو باتیں تھیں وہ اس کتاب میں نقل کر دیں اور ۲۱۵ نمبر دیے۔ بڑا شور مچاتے ہیں کہ ۲۱۵ دلیلیں ہیں ہمارے پاس جو قول کہیں سے مل گیا ایک نمبر اس پر لکھ دیا۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کیا اس کے بعد یہ کتاب ختم ہوگئی ہے؟ یہ کتاب تو جاری ہے صفحہ ۱۸۶ تک۔ تو یہ بعد والے سو سے زیادہ صفحے بیکار تھے اس کتاب کے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آج تک آپ نے کوئی ایسا دھوکہ باز آدمی دیکھا؟ میں نے کم از کم یہ مثال پہلی دفعہ دیکھی ہے۔

اب اس کو دونوں کتابیں دی تھیں مطالعہ کے لئے کہ ان پڑھ ہے ان کو کیا پتہ تھا کہ امین کے پاس لے جایگا۔ اب وہ (یہ دونوں کتابیں کتاب القرآن اور کرم دین کی کتاب) ان کے پیچھے لے کر پھرتا ہے کہ یہ کتاب صحیح ہے یا غلط۔ کہتے ہیں صحیح ہے اس نے کہا صفحہ ۸ تک صحیح ہے تو باقی اگلے صفحات کا کیا حال ہے۔ اب وہ خاموش۔ تو یہ ہمارے دوستوں کا حال ہے۔ تو قرأت خلف الامام کے بارہ میں ہمارے پاس قرآن ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ کی احادیث ہیں، صحابہ کا اجماع ہے۔

دوسری جہٹ

پھر یہ دیکھیں کہ (غیر مقلدوں نے) کوئی حدیث یا آیت لکھ کر بھیجی ہے یا نہیں۔

(چٹ میں لکھا ہے) تقلید کے لغوی معنی کیا ہیں فقہی کتابوں سے جو معنی ثابت ہیں کیا وہ درست ہیں؟ کسی کی اندھا دھند اطاعت کرتا؟

الجواب

اس پر صرف میں اتنا کہوں گا جس نے یہ لکھ کر بھیجا ہے کہ کسی ہماری فتویٰ کتاب میں اندھا دھن کا لفظ نہیں ہے۔

لجنة الله على الكاذبين.

ورنہ ابھی صفحہ لکھ کر بھیجیں کتاب کا اور عبارت لکھ کر بھیجیں۔ اگر لکھ کر نہ بھیجی تو آپ اس کو جھوٹا سمجھیں گے یا نہیں (سمجھیں گے..... سامعین) آگے (چٹ میں لکھا ہے کہ) حدیث نبویؐ ہے:

لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب

صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے اس میں باجماعت نماز کا حکم بھی شامل ہے۔

الجواب

یہ اس نے شامل کیا ہے اللہ کے نبیؐ نے شامل نہیں کیا۔ اس میں ہمارا جھگڑا ان سے بھی ہے کہ حدیث پوری مانی چاہئے یا ادھوری؟ آپ کا کیا خیال ہے؟ (پوری..... سامعین) پوری حدیث اسی کتاب القرآن میں کی صحابہؓ سے آئی ہے:

لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب فصاعداً

(ابوداؤد، ج ۱ ص ۱۱۹)

ترجمہ: ”کہ نہیں ہوتی نماز اس شخص کی جو فاتحہ اور کچھ حصہ قرآن کا نہ پڑھے۔“

فرمایا کہ:

ان لا صلوة الا بقرأة فاتحة الكتاب وما تيسر

(مسند ابوالخیر، ج ۱ ص ۱۱۹)

”نماز نہیں ہوتی جو نہ پڑھے فاتحہ اور جتنا اور کچھ آسانی سے پڑھ سکے۔“

اسی طرح: ”نہیں ہوتی نماز اس شخص کی جو نہ پڑھے فاتحہ الكتاب فعاذا

(۱) — قال سفیان لمن يصلی وحده.

(ابوداؤد، ج ۱ ص ۱۱۹)

ترجمہ: حضرت امام سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اکیلے نماز کے لیے ہے۔

قال الضرمدی وامام احمد بن حنبل فقال معنى قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوة لمن

لم يقرأ بفاتحة الكتاب اذا كان وحده.

(ترمذی، ج ۱ ص ۵۸)

ترجمہ: امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ ضرمدیؒ نے اس کے ارشاد کو اسکی نماز جائز نہیں جو سورۃ فاتحہ کے ساتھ

(جزیہ) قرأت نہ کرے (اس کے متعلق) امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے جب کہ کوئی

(محمد ظفر علی ع)

اُکیا نماز پڑھ رہا ہو۔

جو زیادہ پڑھ سکتا ہے فاتحہ سے وہ بھی پڑھے۔“

اب بات صرف اتنی ہے جب یہ پڑھتے ہیں آدمی حدیث تو ترجمہ کرتے ہیں:

”کسی کی نماز نہیں ہوتی نہ امام کی نہ مقتدی کی نہ فرض نہ نفل نہ جنازے نہ بیعت کی نہ عید کی۔“

اسی طرح کرتے ہیں تا ترجمہ..... میں کہتا ہوں پوری حدیث کا ترجمہ کرو تا۔
”جو شخص نماز میں فاتحہ اور سورت نہ پڑھے خواہ وہ امام ہو یا مقتدی ہو یا عید ہو یا جمعہ ہو اس کی نماز نہیں ہوتی۔“

اس طرح یہ خود بھی بے نمازی بن جائیں گے کیونکہ ان کے مقتدی بھی فاتحہ کے بعد والی سورت نہیں پڑھتے۔

ایمان داری سے بتائیں

مسجد میں آپ بیٹھے ہیں ایمان داری سے بتائیں جو پوری حدیث مانتا ہے اس کو یہ ”اہل الرائے“ کہتے ہیں اور جو آدمی حدیث مانتا ہے اس کو یہ ”الجدیث“ کہتے ہیں۔

ایک مناظرے میں

ایک مناظرے میں (ایک غیر مقلد مناظر نے) حدیث پڑھی اور فصاعداً (کالفظ) چھوڑ دیا۔ میں نے اس پر کہا یہ اللہ کے نبی پاک کا ارشاد آپ نے کیوں چھوڑا ہے تو کہتا ہے ایک ہی لفظ چھوڑا ہے تا ایک ہی۔ میں نے کہا اس ایک لفظ میں ایک سو تیرہ سورتوں کا حکم ہے اور تو نے ایک سو تیرہ سورتوں کا حکم چھوڑ دیا۔

ہمارا جھگڑا

اب اس میں ہمارا جھگڑا صرف اتنا ہے ہم کہتے ہیں حدیث پوری مانو یہ کہتے ہیں ہم ادھوری مانیں گے۔ میں کہتا ہوں جو پوری حدیث مانے اس کو اہل

الرائے کہتا اور جو ادھوری مانے اس کو ”الجدیث“ کہتا یہ کہیں جائز ہے اس بارے میں کوئی حدیث لکھ کر بھیجیں۔

تیسری چٹ

معلوم ہوا ہے کہ رنج یدین کے مسئلے میں فیصل آباد اور گوجرانوالہ عدالت میں آپ شکست کھا چکے ہیں؟

الجواب

بھئی جھوٹ ہونا لعنت ان کی قسمت میں لکھی ہوئی ہے۔ فیصل آباد کے جج (عظمت شاہ) نے جو فیصلہ لکھا تھا وہ یہ ہے:

جسٹس عظمت شاہ کا فیصلہ

”حنفیوں نے جو حدیث پیش کی ہے یہ بالکل صحیح ہے اور جو لوگ ملک میں یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ان (حنفیوں) کی نماز نہیں ہوتی وہ ملک میں قتل ڈال رہے ہیں عوام کو بھی ان کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے اور حکومت کو بھی ان پر نظر رکھنی چاہئے۔“
کیا اس میں میری شکست ہے یا ان کی شکست ہے؟ (انکی..... سامعین)۔

دوسرا جھوٹ

رنج یدین کے بارے میں میں کسی عدالت میں گیا ہی نہیں۔ انہوں نے ایک مقدمہ اپنے آپ کیا سیالکوٹ کی عدالت میں پچاس ہزار روپے کا مکان (فروخت کر کے) مقدمہ پر لگا دیا۔ اور پانچ سال تک تقریباً مقدمہ یہ اکیلے ہی لڑتے رہے۔

اسکے بعد جو اکیلا فیصلہ ہوتا وہ سب پر حجت تو نہیں ہوتا نا؟ لیکن خدا کی لاشی بے آواز ہے نا۔

جسٹس مسعود الرحمن کا فیصلہ

جو فیصلہ وہاں ہوا وہ سیشن جج کے الفاظ کیا ہیں فیصلہ آباد والے جج کا نام تھا عظمت شاہ اور اس جج کا نام تھا جسٹس مسعود الرحمن۔ اس نے لکھا ہے:

”زیر بحث مسئلہ رفع یدین ہے۔ جس کا فیصلہ صدیوں پہلے ہو چکا ہے۔ اہلسنت وجماعت چار ہی جماعتیں ہیں۔ حنفی شافعی مالکی حنبلی جن میں سے شافعی اور حنبلی رفع یدین کرتے ہیں جبکہ مالکی اور حنفی رفع یدین نہیں کرتے۔“

جج نے غیر مقلدوں کو سنتوں سے خارج کر دیا

میں نے فیصلہ لے کر پہلی تقریر سیالکوٹ میں کی دیکھو پچاس ہزار روپیہ بھی لگایا مکان بھی بیچا اور جج نے تمہیں سنتوں میں سے خارج کر دیا۔ اس نے کہا سنی صرف چار جماعتیں ہیں حنفی شافعی مالکی حنبلی۔ اب اگر تم اپنے آپ کو اہلسنت کہو گے تو ”تو جین عدالت“ کا کیس تم پر بن جائے گا۔ پھر آگے جج نے کیا لکھا ہے:

”حنفی مالکی جو بغیر رفع یدین کے نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز سنت کے مطابق ہے“

جج کا اگلا جوتا

یہ اس فیصلہ میں بات آگئی تو ان کے خلاف ہوئی یا ہمارے خلاف ہوئی آگے جو اس نے جوتا مارا ہے وہ بھی دیکھنے والا ہے۔ جج لکھتا ہے (ان کا تو ہر دو کا نماز فیصلہ کرنے کو تیار ہے) جج لکھتا ہے:

”میں اپنے آپ میں ایسے مسائل کے فیصلہ کرنے کی قوت نہیں پاتا کیونکہ اس کے لئے اجتہادی قوت کی ضرورت ہے جو کہ میرے پاس نہیں ہے۔“

تو اس نے کہا جہد کی تقلید کرو اس مسئلہ میں میرے فیصلہ کی طرف نہ آؤ۔ تو جس نے جہد کی تقلید پر لگایا فیصلہ ان کے حق میں ہے یا ہمارے حق میں ہے۔ دیکھو

اگر یہ چٹیں نہ لکھتے تو میں آپ کو نہ بتاتا کہ کیا ہو رہا ہے (غیر مقلدوں کے ساتھ)۔

چوتھی چٹ

امام ابوحنیفہؒ سے ائمہ کرام امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ وغیرہ رفع یدین فاتحہ خلف الامام میں اختلاف کیوں کرتے ہیں؟

الجواب

خدا جانے کون جھوٹا آدمی ہے۔ ابویوسفؒ اور محمدؒ نے کبھی رفع یدین میں اختلاف نہیں کیا ہمارے امام سے دیکھئے آپ کے سامنے یہ حضرات رقعے لکھ رہے ہیں۔ میں نے مانگا تھا یہ کہ ابن عباسؓ کو کسی نے رقعہ لکھا ہو کہ یہ آیت (واذا قرأ القرآن الخ) نماز کے لئے نہیں آئی کوئی ایسا رقعہ آیا ان کا۔ مدینے والوں نے لکھا ہو۔ دیکھو میں پھر کہتا ہوں نبیؐ کی حدیث صحیح میں نے مانگی ہے یا قرآن کی آیت کہ ۱۱۳ سورتیں امام کے چبچے پڑھنا منع اور حرام ہے ایک صرف فاتحہ فرض ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ کوئی لکھ کر بھیج رہے ہیں؟ (پھر ایک رقعہ آیا ہے) موضوع سے جو متعلق رقعہ ہوگا اس کا جواب ہوگا یاد رکھنا۔

پانچویں چٹ

پھر یہ جھوٹ بولا ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے کے طریقے امام ابوحنیفہؒ اور احادیث کے مختلف کیوں ہیں؟

الجواب

لعنة الله على الكاذبين

اگر اس (رقعہ لکھنے والے) نے اپنی ماں کا حلال دودھ پیا ہے تو یہ لکھ کر بھیجے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ میں کون سا طریقہ بتایا اور اللہ کے نبیؐ کا طریقہ اس سے مختلف ہے۔

مظفر گڑھ کے علاقہ میں انہوں نے آدھ گھنٹہ کے بعد اعلان کیا تھا کہ ہم

اپنی نماز جنازہ کی مکمل ترتیب حدیث سے ثابت نہیں کر سکتے، نہیں کر سکتے، نہیں کر سکتے۔ اب بھی کسی ماں کے لال میں جرأت ہے۔ یہ جنازہ پڑھنے اس میں پہلا سبحان اللہ پڑھتے ہیں، پھر اعوذ باللہ، بسم اللہ فاتحہ آمین، سورت پہلی تکبیر کے بعد حضرت ﷺ نے ترتیب سے یہ چیزیں پڑھی ہوں جنازہ میں۔ دوسری تکبیر کے بعد صراحت ہو کہ دوسری ہی تکبیر کے بعد حضرت ﷺ نے خاص درود ابراہیمی پڑھا ہے۔ تیسری تکبیر کے بعد ان کی طرح حضرت ﷺ نے دس بارہ دعائیں پڑھی ہیں۔ ابھی لکھ کر بھیجیں ان کا جنازہ اللہ کے نبی ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں، قطعاً ثابت نہیں، سوائے جھوٹ کے ان بے چاروں کے پلے میں کچھ نہیں ہے۔

چھٹی چٹ

یہ ایک چٹ ہے۔ کسی بھی حدیث کو پرکھنے کا کیا معیار ہے؟

الجواب

جو لوگ اپنے آپ کو غیر مقلد کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ دلیلیں صرف دو ہیں! اللہ کی بات یا رسول ﷺ کی بات۔ ان سے تو ہمارا مطالبہ یہی ہے۔ جس حدیث کو صحیح کہیں یا اللہ تعالیٰ سے کہلوائیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا اللہ کے رسول سے کہلوائیں کہ یہ حدیث صحیح ہے جس حدیث کو ضعیف کہیں یا اللہ تعالیٰ سے کہلوائیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے یا اللہ کے رسول سے کہلوائیں۔ اگر کسی امتی کا نام لیا تو پہلے لکھ کر دینا پڑے گا کہ میں احمدیہ نہیں رہا۔

ہم چار دلیلیں مانتے ہیں اور اس میں الحمد للہ ہمیں کوئی جھجک نہیں ہے۔
(۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) اجماع امت (۴) قیاس شرعی۔

ایک مثال

ایک مثال دیکر آپ کو سمجھاتا ہوں۔ رکوع آپ بھی نماز میں کرتے ہیں۔ رکوع کرنے کا حکم قرآن میں ہے وارکعوا مع الراکعین..... وارکعوا واسجدوا

قرآن میں ہے یا نہیں لیکن جب رکوع میں جاتے ہیں تو آپ کہتے ہیں اللہ اکبر رکوع میں جا کر سبحان ربی العظیم پڑھتے ہیں رکوع سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ وبنالک الحمد پڑھتے ہیں نا۔ یہ قرآن میں نہیں یہ حدیث میں ہے اب جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ہر مسئلہ قرآن سے دیکھا سکتا ہوں وہ اس قدم پر جھوٹا ہو گیا یا نہیں۔ اب اس کے بعد یہ اللہ اکبر آپ نے آہستہ سبحان ربی العظیم، آہستہ پڑھا سمع اللہ لمن حمدہ، وبنالک الحمد آہستہ کہا، کیلے میں بھی مقتدی میں بھی اس کی کوئی حدیث نہیں نہ قرآن کی آیت میں ہے۔ یہ امت کے اجماع سے ثابت ہوا ہم نے اس کو اجماع سے مانا اور قیاس ہوتا ہے کوئی نئی بات پیش آجائے۔ آپ رکوع میں گئے رکوع میں پڑھنا تھا سبحان ربی العظیم آپ نے بھول کر پڑھ لیا سبحان ربی الاعلیٰ کوئی ماں کا لال مجھے لکھ کر بھیجے کہ اگر سبحان ربی العظیم کی جگہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ لیا جائے۔ تو اللہ کے نبی پاکؐ نے نماز کے بارے میں کیا حکم بتایا ہے۔ قیامت تک یہ حدیث سے ہمیں نہیں دکھا سکتے۔ اب دیکھتے یہاں ہم نے امام کی تقلید کی۔ تو دیکھتے تو مسئلے چار آئے نا پہلا قرآن سے لیا دوسرا سنت سے۔ اسے لئے ہم نے اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں۔ تیسرا مسئلہ ہم نے اجماع سے لیا ہم اپنے آپ کو اہل جماعت کہتے ہیں چوتھا مسئلہ ہم نے امام سے لیا ہم اپنے آپ کو خفی کہتے ہیں۔

غیر مقلدوں کے بڑے بھائیوں کا حال

یہ جو ان کے بڑے بھائی "اہل قرآن" ہیں وہ کہتے ہیں سنت قرآن کے خلاف ہے۔ میں پوچھتا ہوں یہ اللہ اکبر کہاں بھان ربی العظیم پڑھنا، سمع اللہ لمن حمدہ کہنا یہ قرآن سے زائد بات ہے یا قرآن کے خلاف ہے زائد اور خلاف میں فرق ہوتا ہے نا؟ تو یہ زائد ہے یا خلاف ہے (زائد ہے..... سامعین) اسی طرح اجماع والی جو بات ہے کہ آہستہ پڑھنی چاہئے یہ قرآن و سنت سے زائد ہے یا خلاف ہے؟ (زائد ہے..... سامعین) جو خلاف کہے وہ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں بولتا؟ (بولتا

☆ عباسی حکومت دولت عباسیہ پانچ سو سال رہی ہے کہہ دو پانچ سو سال (پانچ سو سال۔۔۔ سائین) اس وقت کہ شریف مکہ شریف تھا یا نہیں مدینہ شریف مدینہ شریف تھا یا نہیں۔ تاریخ کی کتاب اٹھاؤ پورے پانچ سو سال ہیں سارے قاضی اور ائمہ فقیہ ہوتے تھے۔ کتنے سو سال تک (پانچ سو سال۔۔۔ سائین) دولت عباسیہ۔

اس کے بعد دو سو سال تک دولت سلجوقیہ سلجوقی حکمران رہے۔ سارے کے سارے قاضی اور مفتی جو تھے فتنے تھے۔ البتہ انہوں نے چار مصلے رکھے۔ چاروں ائمہ کو مانا۔ چار ہی مصلے تھے۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔ غیر مقلدوں کا کوئی مصلیٰ نہیں تھا۔ عباسی دور حکومت کے پانچ سو سال میں ایک غیر مقلد کہ یا مدینہ کی ایک مسجد کا امام رہا ہے۔ فی حوالہ ایک لاکھ روپے انعام۔ سمجھو لکھ کے۔ اس وقت کہ شریف مکہ شریف تھا یا نہیں تھا۔ مدینہ شریف مدینہ شریف تھا یا نہیں تھا۔ سلجوقی دور میں چار مصلے تھے۔ اس میں کوئی پانچواں مصلیٰ ایک دن غیر مقلدوں کا دو سو سال میں بچھا ہو دس لاکھ روپے فی حوالہ انعام

نہ فخر اٹھے گا نہ کموار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

☆ بیٹھ کر لکھ دیجئے تو قیاس و سلسلے سے ہار گیا تھا۔ اب یہاں میں کہہ رہا ہوں لاؤ حوالے۔ قبریں اکھاڑ کر آؤ بڑوں کی آپ یہ حوالے ہمیں نہیں دکھا سکتے۔

☆ سلجوقیوں کے بعد دو سو سال خوارزمی حکمران رہے سارے کے سارے فتنے تھے۔ خوارزمیوں کے دو سو سالہ دور میں ایک غیر مقلد نے ایک جماعت کہ شریف میں کرائی ہو یا مدینہ شریف میں کرائی ہو۔ دس لاکھ روپے فی حوالہ انعام

نہ فخر اٹھے گا نہ کموار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

☆ گالیاں دے لو گے مجھے لیکن تم کوئی حوالہ پیش۔۔۔ نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد ساڑھے چار سو سال دولت عثمانیہ جس کو ترکی خلافت کہتے ہیں یہ

ہے۔۔۔۔۔ سائین) اور چوتھا مسئلہ جو قیاس والا ہے یہ قرآن و سنت اور اجماع کے خلاف ہے یا زائد ہے؟ (زائد۔۔۔ سائین) تو جس طرح اہل قرآن کہلانے والے زائد مسائل جو حدیث کہ ہیں اس کے بارے میں جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ یہ قرآن کے خلاف ہیں اور یہ لوگ اجماع اور قیاس والے مسائل کے بارے میں جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں حدیث کے خلاف ہے۔

ہمارے ہاں حدیث کی پرکھ کا معیار

ہم نے سچ بولا تا چاروں باتوں میں۔ تو ہم اہلسنت والجماعت حنفی کہلاتے۔ اور چونکہ ہم چاروں باتیں مانتے ہیں اب ہمارے ہاں حدیث کی پرکھ کیا ہے جس حدیث کے مطابق چاروں ائمہوں نے عمل کیا وہ اجماعاً صحیح ہے۔ جس میں ائمہ کا اختلاف ہو جس کے مطابق ہمارے مجتہد کا عمل پایا گیا۔ اصول میں ہمارے لکھا ہے:

”مجتہد کا عمل حدیث کی صحت کی دلیل ہوتا ہے۔“

یہ معیار بتا دیا ہم اپنا معیار پرکھنے کا۔ لیکن یہ ایک حدیث کو بھی اللہ یا رسول سے صحیح یا ضعیف ثابت نہیں کر سکتے یہ جب تک ائمہ حدیث ہونے سے انکار نہ کریں اور امتیاز کے سامنے سجدہ نہ کریں اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ۔

”اگر حجر پرستی شرک ہے تو ابن حجر پرستی بھی ایمان نہیں ہے۔“

ساتویں جیٹ

وضاحت کریں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے ائمہ کرام کا کیا مسلک ہے؟

الجواب

میں سمجھا کہ قرآن کی آیتیں آئیں گی حدیثیں آئیں گی۔ مکہ شریف مولانا!

پانچ سال سے بنا ہے یا دس سال سے اور مدینہ شریف (ہزاروں سال

سے۔۔۔۔۔ مولانا)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کوفہ میں رجم یا رخاں میں نہیں ادا کرنا
میں نہیں کونسا کوفہ جس میں کتنے صحابہؓ پہنچے ایک ہزار پچاس کتنے تابعینؓ
پہنچے (۸۳۰۰۰) اگر وہاں جہاں اتنے صحابہؓ موجود ہوں اور اتنے تابعینؓ موجود ہوں کوئی
سنت کے خلاف نماز سکھاتا تو یہ خاموش رہ سکتے تھے؟ دیکھو مثال سے پوچھتا ہوں میں
آپ سے۔ کہتا ہوں یہی سنت کے مطابق نماز دیکھو اللہ اکبر کہہ کر سر پر ہاتھ باندھ
لوں۔

سبحانک اللہم و بحمدک۔ تو آپ اعتراض کریں گے یا نہیں کہ غلط
ہے؟ ایک سنت کے خلاف میں نے کیا تا تو کیا آپ کا ایمان زیادہ مضبوط ہے ان
صحابہؓ سے اور تابعینؓ سے؟ عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ کے پیغمبرؐ پہلی تکبیر کے
وقت رفع یدین کرتے پھر کسی جگہ نہیں کرتے تھے نفی بھی آگئی اثبات بھی آگیا۔ لا
الہ الا اللہ کی طرح۔ پوری بات آگئی تا۔

غیر مقلدوں کی رفع یدین

اب ان کی دیکھو کتنی بار کرتے ہیں آپ نے کبھی گنا؟ مگن لیں۔ چار
رکعتوں میں رکوع کتنے ہوتے ہیں؟ (چار.....سامعین) تو یہ جاتے آتے کرتے
ہیں $۲ \times ۴ = ۸$ (۲ رکعت)۔ پہلی رکعت کے شروع میں کرتے ہیں پھر تیسری کے شروع
میں کرتے ہیں تو کتنی جگہ ہوگی $(۱۰ = ۲ + ۸)$ یاد ہوگئی تھی۔ کتنی جگہ کرتے ہیں دس
جگہ۔ اور کتنی جگہ نہیں کرتے سجدے کتنے ہیں چار رکعتوں میں (۴ رکعت.....سامعین)۔
 $(۱۲ = ۸ \times ۲)$ سولہ اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں نہیں کرتے
 $(۱۸ = ۱۲ + ۶)$ تو کتنی جگہ نہیں کرتے ۱۸ جگہ۔ یہ بات سمجھ آئی۔ کتنی جگہ نہیں کرتے ۱۸
جگہ۔ کتنی جگہ کرتے ہیں ۱۰ جگہ۔ اب انکی دلیل وہی حدیث ہوگی تا۔ جس میں ۱۰ جگہ
ہمیشہ کرنے کا حکم ہوا اور ۱۸ جگہ منع کا حکم ہو۔ لیکن قیامت تک یہ آپ کے سامنے ایسی
حدیث ایک بھی پیش نہیں کر سکیں گے۔

دھوکہ

دھوکہ دیتے ہیں ایک شخص نے بخاری شریف کھول کر رکھی۔
کہنے لگا دیکھو جی۔
میں نے کہا: دکھاؤ جی کیا دکھا رہے ہو۔
کہنے لگا: یہ ابن عمرؓ کی روایت ہے۔
میں نے کہا: گھنٹی بجی جگہ ہے۔ گنا تو نو جگہ بنی۔ کتنی جگہ بنی نو جگہ۔
میں نے کہا: ایک سنت رہ جائے تو نماز مطابق سنت ہوئی ہے یا خلاف سنت۔
کہنے لگا: خلاف سنت۔

وہ بھلا پور سے ایک پمفلٹ چھپا ہوا ہے ہم رفع یدین کیوں کرتے ہیں۔
اس میں تو یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ ایک سنت چھوٹ جائے تو انسان جو ہے وہ لعنتی
بن جاتا ہے۔ معاذ اللہ۔

میں نے کہا: اب تیرے نزدیک اس طرح نماز پڑھنا تو لعنتی کا کام ہے نا؟ اور صحاح
ستہ والوں نے جو سالم کے طریق والی جو حدیث نقل کی ہے معاذ اللہ تیرے نزدیک
اس طرح نماز پڑھنے والے لعنتی ہیں تو وہ حدیث لاجس طرح پڑھنے کے بعد تو لعنتی
نہ رہے۔ تو پکی سنتوں پر غلط رہے۔ اور میں نے کہا ابھی تو میں نے اثبات پوچھا
ہے نا اور پھر ۱۸ جگہ کی نفی کتنی کر کے بھی دکھا۔ کوئی بھی نہیں۔ اب میں کہوں کہ ۱۰ جگہ
کا اثبات اور ۱۸ جگہ کی نفی۔ ہونی چاہئے یا نہیں ہونی چاہئے؟ میں لاکار رہا ہوں کہ کسی
ماں کے بچے کے پاس ایسی حدیث ہے ساری عمر بھی نہیں اللہ کے پیغمبرؐ نے صرف
ایک نماز اس کی بھی صرف چار رکعتیں اس طرح پڑھی ہوں اس میں صراحت ہو کہ
آپ ﷺ نے ۱۰ جگہ رفع یدین کی ۱۸ جگہ نہیں کی۔ آؤ اگر کسی میں جرأت ہے تو لکھ کر
بیچ دو تمہاری والی نماز تو اللہ کے نبی نے ایک دن بھی نہیں پڑھی۔ اب بڑا بچھتا یا۔

جلدی سے جیتھی اٹھائی اور:
کہنے لگا: ابو بکر صدیقؓ پڑھتے تھے ہمارے جیسی نماز۔

میں نے کہا: گنو۔

اس نے گنا: وہاں بھی ۹ نکلی۔ جو اس نے پیش کی۔

میں نے کہا: ۱۸ جگہ لٹی کی رکھاؤ۔

کہنے لگا: وہ تو نہیں۔

میں نے چار ورق آگے اٹنے کے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے نبی کے پیچھے پھر ابو بکر صدیق کے پیچھے نماز میں پڑھتا رہا پھر حضرت عمرؓ کے پیچھے وہ پہلی تکبیر کے وقت رنغ یدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔ ہمارا مسئلہ پورا آ گیا یا نہیں۔ ہم جو صدیق کی روایت پیش کر رہے ہیں ہمارا عمل اس کے مطابق ہے یا نہیں؟ (ہے..... سامعین) اور تم نے جو حدیث پیش کی اس کا صحیح یا ضعیف ہونا بعد کی بات ہے پہلے تو یہ ثابت ہی نہیں تمہاری نماز ہے اس طرح نماز پڑھنے والے کو تم تو خلاف سنت کہتے ہو یعنی کہتے ہو تم ان کا نام لیتے ہو حضرت عمرؓ کی ہم پیش کرتے ہیں وہ صرف پہلی تکبیر میں رنغ یدین کرتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ طحاوی شریف اور یہ جو پیش کرتے ہیں نہ اس کی سند صحیح اور اس میں بھی نہ دس جگہ کا اثبات اور اٹھارہ جگہ کی نفی۔ تو میں کہتا ہوں پہلے پہلی جماعت کا بچہ بالو وہ تمہیں کتنی یاد کراوے میں تو ماسٹر ہوں..... پہلی جماعت کا بچہ بالو جب وہ کہہ دے گا اس میں دس دفعہ کا کرنا اور اٹھارہ جگہ کا نہ کرنا ہے تو پھر بحث ہوگی حدیث صحیح ہے یا نہیں اور اس کا مطلب کیا ہے اور جن کے پاس ہے ہی کچھ نہیں کہی کہتے ہیں میں اعلان کرتا ہوں خلفائے راشدینؓ میں عشرہ مبشر یا مہاجرین انصار کسی ایک سے ایسی نماز ثابت کر دیں جس میں دس جگہ کا اثبات اور اٹھارہ جگہ کی نفی ہو کبھی کہتے ہیں نہیں امام ایک طرف ہیں ابو ضیفؓ ایک طرف ہیں اعلان کرتا ہوں اس مسئلہ میں ایک امام بھی تمہارے ساتھ نہیں کسی ایک امام نے دس جگہ رنغ یدین کیا ہو اور اٹھارہ جگہ نفی کیا ساتھ نماز پڑھ کر دکھائی ہو:

نہ خنجر اٹھے گا نہ کوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

گیارہواں سوال

رنغ یدین کیساتھ نماز پڑھنی چاہئے یہ بخاری میں موجود ہے آپ بخاری کی مخالفت کیوں کرتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو کس فقہ پر عمل کر لیں گے یا وہ ائمہ حدیث ہوں گے۔

جواب: دیکھیں میں نے بتایا بخاری شریف میں تمہارے مطلب کی حدیث ہے ہی نہیں دس جگہ کا اثبات اور اٹھارہ جگہ کی نفی اور دیکھیں یہ دعویٰ کر دینا چھوڑ دیں۔

کیا بخاری ہر جگہ مقدم ہے؟

بخاری مسلم کی حدیث پہلے مائیں باقی بعد میں۔ بخاری مسلم میں جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی حدیث سے ایک دن ایک نماز حضورؐ نے جوتے اتار کر پڑھی ہو بخاری مسلم کی حدیث پیش کر لیکن ساری امت کا عمل جوتے اتار کے نماز پڑھنے کا ہے یہ جو غیر مقلد جوتے اتار کر نماز پڑھتے ہیں ان سے پوچھو یہ بخاری مسلم کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ بخاری مسلم بلکہ صحاح ستہ کی ہر کتاب میں ہے کہ حضرت نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا پوری زندگی میں۔ بخاری مسلم سے ایک حدیث پیش کر دو کہ حضرت نے بیٹھ کر پیشاب کیا وہاں تم مرد عورتیں بخاری کے خلاف عمل کیوں کر رہے ہو۔

بخاری مسلم بلکہ صحاح ستہ کی ہر حدیث میں ہے کہ حضرتؐ اپنی نواہی کو اٹھا کر نماز پڑھتے تھے میں صاف لفظوں میں مطالبہ کر رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے زندگی کی ایک نماز کی ایک رکعت میں حضور ﷺ نے نواہی کو اٹھائے بغیر نماز پڑھی ہو۔ بخاری سے حوالہ پیش کریں۔ جب غیر مقلد نماز پڑھ رہا ہو دو بچے اٹھا کر سوار کر دیا کر دو کہ تو بخاری کی مخالفت کر رہا ہے بخاری مسلم میں ہے حضرت کے بارے میں کان بیاشر و هو صائم کہ آپ مہشرت کرتے تھے اپنی ازواج مطہرات سے اس حال میں کہ آپ روزہ دار ہوتے ایک حدیث بخاری مسلم کی دکھا دو حضور ﷺ نے بغیر مہشرت کئے روزہ رکھا تو اس قسم کے دھوکوں سے باز آ جاؤ۔ باقی یہ کہتے ہیں عیسیٰ

علیہ السلام فقہ پر عمل کریں گے یا ائمہ دین ہوں گے یہ دعوہ کہ دیتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فقہ کے منکر ہوں گے قرآن میں جب فقہ کو ماننے کا ہے لیسفقفہوا فی الدین (اتوبہ ۱۳۲) حدیث میں فقہ کو ماننے کا حکم ہے من یرد اللہ بہ خیراً یفقہہا فی الدین (ترمذی ج ۳ ص ۹۸ سنن داؤدی ج ۱ ص ۸۵ رد الواسل من حادیث نام ۱۳۳) فقہہ واحد اشہد علی الشیطان من الف عابد (جامع ترمذی ج ۳ ص ۸۹ سنن ابن جبہ ص ۲۲) دیکھو فقہ کے منکر کو شیطان کہا گیا ہے یہ مجھے ایک حدیث لکھ کر بھیجیں فقہ کے منکر کو ائمہ دین کہا گیا ہو میں گالی تو نہیں دے رہا حدیث بیان کر رہا ہوں۔ باقی رہا یہ کہ کس فقہ پر عمل کریں گے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ خود مجتہد ہوں گے۔

ایک مسئلہ

اجتہادی مسائل میں مجتہد پر اجتہاد واجب ہے غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے اور غیر مقلد پر تعزیر واجب ہے یہ کل کہیں گے کیا دلیل ہے تفسیر ابن جریر میں ہے وہ آدمی حج پر گئے ایک ہران پھر رہا تھا کہ میں۔ ایک نے پتھر پھینکا ایسی نازک جگہ پر لگا وہ مر گیا انہوں نے حضرت عمرؓ سے جا کر مسئلہ پوچھا ایسا ہوا ہے فرمایا کہ پتھر جان بوجھ کر مارا تھا اس نے کہا حضرت مارا جان بوجھ کر تھا لیکن میرا ارادہ یہ تو نہیں تھا وہ مر جائے گا فرمایا کہ عمد اور خطا جمع ہوگئی ہے ایک بکری ذبح کرو جا کر۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کی طرف دیکھا۔ یہ جب چلے جس نے پتھر مارا تھا اس نے کہا حضرت عمرؓ نے جب بکری ذبح کرنے کے متعلق کہا تو عبدالرحمان بن عوفؓ کی طرف دیکھا گلتا ہوں تھا حضرت عمرؓ کو مسئلہ صحیح یاد نہیں تھا تو ہم کیوں نہ گئے ذبح کر دیں سات قربانیاں ہو جائیں اور کسی قسم کا شبہ نہ رہے انہوں نے جا کر گائے ذبح کر دی کسی نے آ کر حضرت عمرؓ کو بتایا اس نے گائے ذبح کی ہے آپ کوڑا لے کر چلے گئے کوڑے مار رہے تھے اور فرما رہے تھے حرم میں قتل کرتا ہے اور مفتی کے مسئلہ کو حماقت سمجھتا ہے۔ تو اگر حضرت عمرؓ کا قانون آج جاری ہو جائے غیر مقلدوں کو کوڑے لگیں گے یا نہیں۔

غیر مقلدین کا قبر میں کیا حشر ہوگا؟

ایک مجھے کہنے لگا جب مرجائیں گے تو جان چھوٹ جائے گی میں نے کہا نہیں جب مرجائیں گے تو فرشتے پیٹے گا اور کہے گا لا دریت ولا تسلیت صحیح بخاری صفحہ ۱۷۸ ایک ہاٹ کے مناظرہ میں جب پڑھی روایت فرشتہ اس لئے پیٹے گا کہ تو نہ مجتہد تھا نہ تو نے تقلید کی۔ انہوں نے شور مچایا تحریف ہوگئی تحریف ہوگئی کہ اگر بخاری کی کسی شرح میں کسی محدث نے لکھا ہو لا تسلیت کا معنی تقلید ہے ہم بارگے تم جیت گئے۔ میں نے اس وقت بخاری کی شرح قسطلانی رکھی اور بخاری کا حاشیہ کھولا لا تبعت العلماء بالتقلید فیما یقولون وہ جو حاجی سلطان کارخانہ دار ۱۲ سال سے غیر مقلد ہو چکا تھا وہ بھاگا آیا جی دکھاؤ کہاں ہے میں نے کہا یہ ہے اس نے جا کر انہیں دکھایا اور غیر مقلد ہونے سے توبہ کی پھر میں نے کہا قبر میں بھی قیامت تک پٹائی ہوگی فرشتے پیٹے گا غیر مقلدوں کو ایک کہنے لگا جب نکل آئیں گے پھر کیا ہوگا میں نے کہا روتے ہوئے جا رہے ہوں گے دوزخ کو لو کھنا نسمع او نعقل ماکنا فی اصحاب السعیر' نجات کے دوسری راستہ ہیں یا خود ہی دین کے اندر پوری سمجھ رکھتا ہوں جس کو مجتہد کہتے ہیں یا دوسرا راستہ مجتہد کی مان کر چلا جائے۔ جو میں نے مطالبہ کیا انہوں نے کوئی حدیث لکھ کر نہیں بھیجی تو کل آپ انہیں بر ملا کہیں اس وقت آپ کے ہاتھ ٹوٹے ہوئے تھے کیا آپ حدیثیں لکھ کر دیتے تو کافر ہو جاتے میں بار بار کہتا رہا ہوں جھوٹ لکھنے سے گناہ ہوتا ہے حدیث لکھنے سے گناہ نہیں ہوتا۔ ایک بھی حدیث لکھ کر نہیں بھیجی۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

استغفر الله تعالى ربی من کل ذنب واتو اللہ

تمہید

برادران اہل سنت والجماعت! ہمارا ملک پاکستان جن حالات سے گزر رہا ہے اس زمانہ میں مسلمانوں کا اتحاد اور اتفاق اور آپس میں مل جل کر رہنا بہت ہی زیادہ ضروری ہے لیکن کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو مسلمانوں کے اتحاد اور اتفاق کو ایک آنکھ سے دیکھ ہی نہیں سکتے اس لئے دہائی کے علاقہ میں باوجود اس کے کہ بالکل پر سکون ماحول تھا بعض لوگوں نے ایسے پمفلٹ تقسیم کرنے شروع کر دیئے کہ اہل سنت والجماعت کے خلاف پروپیگنڈا ہو اور مسلمان ایک دوسرے سے لڑنا شروع کر دیں۔

عقیدہ کا اثبات کیسے؟

پہلی بات یہ یاد رکھیں کہ کسی کے بارے میں جو عقیدہ ہوتا ہے وہ اس (شخص) کے اپنے اقرار سے ثابت ہوتا ہے کسی کے الزام سے ثابت نہیں ہوا کرتا۔ چنانچہ بچوں کو ایمان بھل یاد کروایا جاتا ہے اور ایمان و عقیدہ یہی ہوتا ہے کہ اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب جو انسان اپنے دلی سے تصدیق زبان سے اقرار کرے وہی اس کا عقیدہ ہوتا ہے اگر کوئی آدمی کسی پر الزام لگا دے کہ اس کا عقیدہ یہ ہے اور وہ اس کو نہ مانے تو کوئی آدمی بھی اس کو اس کا عقیدہ کہنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔

علمائے دیوبند کی کتب عقائد

اس لئے اہل سنت والجماعت حضرات علمائے دیوبند کے عقائد کی کتاب ”شرح عقائد نفی“ ہے جو ان کے تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے اور ان میں جو بعض نئی تفصیلات شروع ہوئیں تو اس کے بارے میں ”المہند علی المہند“ ہے جس سے ان کے عقائد واضح ہیں اور جن پر علمائے حرمین شریفین کی تصدیقات ہیں۔

جہاد انگریز اور علمائے دیوبند

لیکن اس پمفلٹ میں علمائے دیوبند پر صرف الزامات قائم کئے گئے اب

فتنہ رضا خانیت اور عبارات اکابر

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده
ولا نبوة بعده ولا رسوله بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاحِدٍ. الْآيَةِ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ كُلُّ مُحَدَّثَةٍ بَدْعَةٍ
وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيمُ وَ
بَلَّغْنَا رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ رَبِّ اِشْرَحْ لِيْ صُدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ
اَمْرِيْ وَاحْلِلْ عَقْدَةَ مِّنَ اللِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِيْ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا
وَارْزُقْنِيْ فُهْمًا. سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اَنْتَ اَنْتَ
الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ
عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلَيْهِ.

دیکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ حضرات کون ہیں جن پر یہ الزام قائم کئے گئے۔ ان میں (سب سے اول) شاہ اسماعیل شہیدؒ ہیں جن کی پیدائش ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ میں ہوئی اور انہوں نے سکھوں کے ساتھ جہاد کیا اور ان کی شہادت ۲۳ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ ہجری بمطابق ۱۸۳۱ء میں ہوئی اب یہ انگریزوں کے خلاف اور سکھوں کے خلاف جہاد کا ہر اول دستہ تھے اور سب سے پہلے انہوں نے جہاد کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد اس جہاد میں شریک ہونے والے انگریزوں سے جہاد کرنے والے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ جن کی پیدائش ۱۲۳۸ھ رمضان المبارک اور جن کا وصال ۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ میں ہے اور دوسرے مجاہد جوان علماء کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے وہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ تھے جنہوں نے رمضان المبارک میں شملی کے مقام پر انگریزوں کے خلاف جہاد کیا مئی ۱۸۵۷ء میں۔ تو انگریز اسی زمانہ سے چاہتا تھا کہ ایسا بڑا پیگنڈا ہو کہ مسلمان ان سے متفر ہو جائیں مولانا خلیل احمد صاحب ان کے معتد خاص ہیں تو ان حضرات کو سب سے پہلے سامنے رکھا گیا اور ان پر اعتراضات کئے گئے کہ یہ حضرات معاذ اللہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی توہین کرنے والے ہیں حالانکہ یہ وہ حضرات ہیں تاریخی طور پر یہ حقیقت ثابت ہے کہ جنہوں نے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی اللہ کی توحید اور رسول پاک ﷺ کی رسالت و عظمت کے لئے وقف کر رکھا تھا اور وہ صرف زبانی باتیں بنانے والے نہیں تھے بلکہ عملی طور پر میدان جہاد میں شریک ہوئے اور انگریز جو تھا وہ ان کے خلاف رہا اور انگریز کے دور میں یہ اور ان کے ساتھی جہادوں میں رہے اور سو سالہ دور میں انگریز نے ان کو پریشان کیا ملک میں بھی یہ قید رہے اور ملک سے باہر بھی قید رہے۔

لیکن آپ ساری رات نماز پڑھیں کسی کافر کے سر میں درہ بھی نہیں دوتا سارا دن روزہ رکھیں کسی کافر کی تکبیر بھی نہیں پھونکتی۔ کافر ہمیشہ مسئلہ جہاد سے پریشان ہوتا ہے اسی لئے لارڈ کلکسن کہتا ہے:

”کہ جب تک دنیا میں قرآن پاک موجود ہے اور قرآن پاک میں جہاد کا مسئلہ موجود ہے میں بھی شہنشاہِ ہند نہیں

سو سکتا۔۔ ایک مسلمان کو جہاد سے نہ بیوی روک سکتی ہے نہ بیٹے نہ ماں باپ نہ کوئی اور دنیا میں سب سے زیادہ ڈرنے والی چیز موت ہے مگر ایک مسلمان مجاہد کے ذہن میں یہ بات کچی ہوتی ہے کہ میں نے مرتا نہیں بلکہ میں ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی حاصل کرنے جا رہا ہوں اس لئے جو موت سے نہیں ڈرتا وہ دنیا کی اور کسی مصیبت سے ڈری نہیں سکتا۔“

علماء کے خلاف انگریز کی سازش

اس لئے کافر ہمیشہ مجاہدین کو بدنام کرتے رہتے ہیں چنانچہ جب خداداد کی خداری کی وجہ سے انگریز ۱۸۵۷ء کے جہاد میں کامیاب ہو گیا اور یہ (مسلمان) لوگ ناکام ہو گئے تو جہاد سے انگریز پھر بھی بہت زیادہ خائف تھا اس لئے اس نے تلاش کیا کہ کوئی ایسا آدمی ملے جو ان مجاہدین کو بدنام کر دے۔

انگریز کی سازش اور احمد رضا خاں

اس سلسلے میں مولوی احمد رضا خاں فاضل بریلوی جس کی پیدائش ۱۸۵۶ء میں اور ۵۷ء کے جہاد میں اس کی عمر صرف ایک سال تھی جس نے نہ حضرت شہیدؒ کو دیکھا اور مولانا نانوتویؒ کے بھی آخری سال تھے جب یہ شخص پیدا ہوا تو اس لئے اس آدمی کو خرید لیا گیا کہ تو مجاہدین کو بدنام کر۔ اس نے ۱۳۲۳ھ ہجری میں ایک فتویٰ دیا۔ شاہ شہید پر پہلے اس نے چار کتابیں لکھیں شاہ شہیدؒ کو کافر قرار دینے کیلئے ان کو برا بھلا اور بدنام کرنے کے لئے۔ اسی کے ساتھ پھر ان کے ساتھیوں مولانا نانوتویؒ اور مولانا گنگوہیؒ کے خلاف بھی کتابیں لکھنی شروع کر دیں چنانچہ اس نے شاہ اسماعیل شہیدؒ کی وفات کے ۶۷ سال بعد پہلا رسالہ لکھا جس میں شاہ صاحبؒ کے بارے میں لکھا کہ یہ شخص مستحق رسول ﷺ تھا حالانکہ شاہ اسماعیل شہیدؒ کی جو کتاب ”تقویت الایمان“ ہے وہ ان کی زندگی میں اتنی مشہور ہو چکی تھی کہ ہر جگہ

پہنچ چکی تھی تو ان کی زندگی میں کسی سنی عالم نے یہ بات نہیں لکھی کہ یہ شخص گستاخا رسول ﷺ ہے یا اس کتاب میں خدا کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخیاں ہیں بلکہ ان کے وفات پانے کے بعد اس زمانہ میں چونکہ جہاد زوروں پر تھا اس لئے یہ انگریزوں کے ایجنٹ (احمد رضا خاں وغیرہ) ڈرتے تھے کہ آج اگر ہم نے مجاہدین کے خلاف کوئی بات کی تو پھر ہمارا تہہ پانچہ کر دیا جائے گا اور ہم دنیا میں رہنے کے قابل نہیں رہیں گے اس لئے اس وقت تو یہ دیکھ بیٹھے رہے لیکن قسمت کی بات تھی کہ:

تلک الایام نداولمجاہدین الناس (۱۴۰)

کہ مسلمانوں کو شکست ہوئی، اس مجاہدین کی پکڑ دھکڑ شروع ہوئی کسی کالے پانی بھیجا جا رہا ہے کسی کو پھانسی وغیرہ دی جا رہی ہے اس وقت یہ انگریز ایجنٹ اٹھے اور ان کی شہادت کے بعد ان پر یہ الزامات لگانے شروع کئے چنانچہ شاہ شہیدؒ کے بارے میں (احمد رضا نے) چار کتابیں لکھیں۔

(۱) الکوکبة الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ

(۲) سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجدیہ

(۳) سبحان السبوح (میں شاہ شہیدؒ کو خوب برا بھلا کہا۔)

(۴) ازلہ العاز (میں شاہ شہیدؒ کو برا بھلا کہا۔)

اور ۱۳۴۲ھ میں اس فتہ تکفیر کی ابتدا اس شخص نے شروع کی اور ان پر ایسے الزامات لگائے جس کی ان کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی لیکن جب یہ الزامات اس نے لگائے تو عوام الناس نے بھی اس کو خاطر خواہ اہمیت نہ دی۔

کذب احمد رضا حرمین شریفین میں

پھر یہ حرمین شریفین گیا اور وہاں جہاں ساری دنیا اپنے گناہوں سے تڑپ رہی تھی وہاں بھی جا کر جھوٹ بولتا رہا کہ علمائے دیوبند کے یہ عقائد ہیں یہ عقائد ہیں یہ ٹھیک بات ہے کہ مرزا قادیانی نے بھی جھوٹ بولے مگر قادیان میں بیٹھ کر پنڈت سوامی دیانند نے جھوٹ بولے مگر دہلی میں بیٹھ کر پنڈت شروہانند نے جھوٹ

بولے مگر ہوشیار پور میں بیٹھ کر لیکن مکہ اور مدینہ میں جھوٹ بولنے کے لئے واقعتاً کسی ”اعلیٰ حضرت“ کی ضرورت تھی کوئی ”ادنیٰ حضرت“ وہاں جا کر ایسا کام نہیں کر سکتا تھا۔

علمائے حرمین کا علمائے دیوبند سے رجوع

اس لئے جب یہ واپس آیا اور اس نے شور مچایا تو صحیح اور معقول طریقہ تھا علمائے حرمین شریفین نے براہ راست علماء دیوبند سے ۲۶ سوالات کئے کہ آپ ہمیں بتائیں کہ آپ کے عقائد کیا ہیں؟ جس کے جواب میں علماء دیوبند نے سوال ۱۳۲۵ھ میں ”المہند علی المہند“ نامی کتاب مرتب کر کے وہاں بھیج دی اور اس پر تمام بڑے بڑے علماء دیوبند نے دستخط کئے اور ان تمام الزامات کو الزامات قرار دیا کہ یہ الزامات (واہیات) ہیں جو ان لوگوں نے ہم پر لگائے ہیں ہم ان باتوں کو ہرگز اپنا عقیدہ نہیں مانتے بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کافر کہتے ہیں (بلکہ یہاں تک کہ) جو اللہ کے نبی پاک ﷺ کے ایک ہاں مبارک کی بھی توہین کرے اسے ہم کافر، مرتد اور واجب القتل سمجھتے ہیں جو نبی اقدس ﷺ کی پاک نعلین مبارک کو (معاذ اللہ) تحقیر سے ”جتڑی“ کہے ہم اس کو بھی کافر اور مرتد قرار دیتے ہیں تو اس لئے (ان تمام علماء دیوبند نے احمد رضا خاں کے عائد کردہ الزامات سے) ہر بات ظاہر کر دی اور ان الزامات کے (تحقیق بخلاف) جوابات دیئے اور حرمین شریفین والوں کو اس بارے میں حکم مان لیا اور کہا کہ آپ جو فیصلہ کریں گے وہ ہم مان لیں گے چنانچہ مکہ شریف مدینہ شریف شام مصر حلب ان سب جگہ کے علماء نے اس کتاب (المہند علی المہند) پر تصدیقات لکھیں کہ یہ لوگ صحیح العقیدہ اہل سنت و اہل جماعت ہیں عاشق رسول ﷺ ہیں اولیاء اللہ ہیں سے ہیں ان پر یہ جو الزامات ہیں یہ بالکل غلط ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان الزامات کی کوئی علمی حیثیت نہیں۔

(معاذ اللہ) اب اندازہ لگائیں کہ شاعر بے چارے کے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں تھا اس نے جلدی سے مصرع بدل دیا کہ یہ ان پڑھ لوگ کہاں سے آگئے ہیں جو بات کو سمجھتے ہی نہیں کان جہاں سے سونا نکلتا ہے اس نے اپنا شعر بدل لیا ڈرتے ہوئے کہ چونکہ سمندر سے بھی موتی نکلتے ہیں اس نے کہا:

عمر نبی کا گوہر یکتا حسینؑ ہے

اتنے میں وہ (احمد رضا جیسے) جو تیاں لیکر اسٹیج پر پہنچ چکے تھے کہ یہ آدمی ذیل کافر سے پہلے ہمارے نبی پاک ﷺ کو "کانا" کہا تھا اب "بہرا" بھی کہا ہے اب کوئی آدمی صحیح سے صحیح بات کو بگاڑنا چاہے تو اس کا دنیا کے پاس کوئی علاج نہیں۔

ایک مزید مثال

جامعہ خیر المدارس جب جالندھر سے ملتان آیا اور پہلا سالانہ جلسہ ملتان میں تھا تو اشتہار چھپا۔ تین دن کا جلسہ تھا تو روزانہ ننگے پر بھی اعلان ہوتا تھا کہ آج فلاں مولوی صاحب کا بیان ہوگا، فلاں مولوی صاحب کا بیان ہوگا تو آگے آگے ہمارا تانگہ اعلان کرتا تھا اور پیچھے بریلویوں کا تانگہ انہوں نے لگایا ہوا تھا ہمارا تانگہ جس چوک سے نکلتا (پیچھے سے) وہ آ جاتے اور کہتے کہ بھی دیکھو:

"دیوبندیوں کا جلسہ ہو رہا ہے" اشتہار پڑھ لیا ہے اور ان دیوبندیوں کو چندہ دیا کرو یہ گستاخ رسول ہیں دیکھو کسی باتیں اشتہار میں لکھتے ہیں (اشتہار میں لکھا ہوا تھا کہ مستورات کے لئے پردہ کا خاص انتظام ہوگا کہ اگر عورتیں جلسہ منہا چاہیں تو بھی ان کے لئے پردہ کا انتظام ہے) لیکن بریلوی کیا پڑھتے تھے کہ بھی دیکھو اشتہار میں کیا لکھا ہے کہ "مست رات" کے لئے پردہ کا خاص انتظام ہے اب پچارے اشتہار چھاپنے والوں کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی کہ ہمارے اشتہار کا یہ مطلب نکالا جائے گا کہتے ہیں کہ دیکھو مستوں کے لئے رات کے انتظام ہو رہے ہیں مستوں اور بد معاشوں کے لئے یہ دیوبندیوں کا جلسہ ہے"

ایک لطیفہ

اس کی میں ایک دو مثالیں عرض کرتا ہوں کہ ایک مولوی صاحب بہت بڑے شیخ الحدیث تھے ان سے کوئی چودھری صاحب ناراض ہو گئے اور چاہتے تھے کہ ان کو یہاں سے نکال دیں تو لوگوں کو اکٹھا کیا کہ یہ شخص گستاخ رسول ﷺ ہے لوگ کہنے لگے کہ ہم نے تو انکے اتنے وعظ سنے ہیں ساری عمر یہ تو عاشق رسول ﷺ ہیں چودھری نے کہا میں آپ کو ابھی ثابت کر کے دکھاتا ہوں اب سب بیٹھ گئے اور حضرت شیخ الحدیث صاحب سے عرض کیا کہ حضرت ہم حاضر ہوئے ہیں آپ ہمیں حضرت پاک ﷺ کی احادیث اور اس کا ترجمہ سنائیں تاکہ ہمارا ایمان تازہ ہو حضرت شیخ الحدیث نے حدیث پڑھی اور جب قوال قوال رسول اللہ کہا تو وہ چودھری کھڑا ہو گیا اور کہا کہ دیکھو یہ کافر ہمارے نبی پاکؐ کو "کانا" (بھنی سیاہ) کہتا ہے اور ایک دفعہ بھی نہیں دو دفعہ کالا، کالا کہا ہے حالانکہ بات صاف ہے آپ ﷺ سے زیادہ حسین اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کسی کو بنایا ہی نہیں اب اندازہ لگائیں شیخ الحدیث بے چارے کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی لیکن ان پر ایسا الزام لگادیا گیا اور چودھری قسم کھا کر کہے کہ اس مولوی نے دو مرتبہ ہمارے نبی کو "کانا" کہا ہے (معاذ اللہ) جہاں جاتا تھا مولوی صاحب کے خلاف یہ باتیں کرتا تھا اب اس کو الزام کہتے ہیں۔

ایک اور مثال

اسی طرح لکھنؤ میں ایک مرتبہ مشاعرہ تھا اور حضرت سیدنا حسینؑ پر نظمیں پڑھی جاری تھیں تو ایک شاعر نے اپنی نظم کا پہلا ہی شعر پڑھا کہ:

کان نبی کا گوہر یکتا حسینؑ ہے

کہ حضرت حسینؑ نبی پاک ﷺ کی کان جس سے سونا نکلتا ہے ان کا یہ ایسا دیکھتا ہیں جس کی کوئی مثال نہیں تو (احمد رضا جیسے) دو چار آدمی کھڑے ہو گئے کہ یہ کافر کہاں سے آیا ہے جو ہمارے نبی پاک ﷺ کو "کانا" کہہ رہا ہے

یہی حال بریلویوں کا

تو جب انسان اس حال پر آئے تو پھر اس کا کوئی حل نہیں ہوتا یہی کچھ سو سال سے بریلوی حضرات علمائے دیوبند کی عبادات کے ساتھ کر رہے ہیں جب آج سے ۹۰ سال پہلے علمائے دیوبند نے ان الزامات سے اپنی برات بھی ظاہر کر دی علمائے حرمین شریفین نے بھی بات مان لی کہ یہ الزامات واقعی الزامات ہی ہیں اور یہ لوگ صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت ہیں لیکن بریلوی حضرات آج بھی یہ الزامات پھیلا رہے ہیں۔

علمائے دیوبند کی زندہ کرامت

لیکن اللہ کے پاک پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک پاک ارشاد ہے کہ:

من دعا دجالاً با کفر او قال عدو الله وليس كذلك الا عاد عليه

(رواہ البخاری)

”جو کسی دوسرے کو کافر کہے (یا اللہ کا دشمن کہے) اگر وہ کافر (یا دشمن) نہ ہو تو کفر اسی پر لوٹ کر واپس آ جاتا ہے“

اس حدیث میں مولوی احمد رضا کے بارے میں تو ہم نے بالکل یقینی طور آنکھوں سے دیکھ لیا کہ جو کفر اس نے ان اولیاء اللہ کے ذمہ لگنا چاہا تھا وہ کفر اسی (احمد رضا) پر لوٹ کر واپس آ گیا۔

(۱) چنانچہ مولوی احمد رضا نے (علمائے دیوبند پر) پہلا اعتراض یہ کیا تھا کہ:

”مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ختم نبوت کے منکر ہیں اور ختم نبوت کا جو انکار کرے وہ کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے چنانچہ (اپنی کتاب) ”حسام الحرمین“ میں اس نے اس بات پر زور دیا“

احمد رضا کی فطری بددیانتی

لیکن یہ الزام اس نے کس طرح لگایا حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی

ایک کتاب ”تخذیر الناس“ ہے اس سے ایک عبارت ص ۳۱ سے ایک ص ۱۵ سے ایک ص ۳ سے لی اور ان تینوں کو ملا کر ایک فقرہ بنا دیا حالانکہ مولانا نانوتویؒ انسان ہیں اور انسان سے غلطی بھی ہو جاتی ہے اگر یہ غلطی کوئی اللہ کی پاک کتاب پر بھی کرتا شروع کر دیتا تو وہاں بھی مطلب کچھ کا کچھ بن سکتا تھا۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں آتا ہے:

ان الذين آمنوا وعملوا الصلحت (۲۲۰، ۲۲۱)

”کہ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے۔“

اب آدھی آیت کوئی یہاں سے لے لے اور آدھی آیت دوسری ملا لے۔

مسيدخلون جہنم داخون (غافر: ۶۰)

”کہ وہ عذریب دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے۔“

اب واضح ہے کہ اس میں ایک نقطہ بھی قرآن سے باہر نہیں ہے دونوں جگہ قرآن پاک کی آیت ہے لیکن ان دونوں کو ملا کر ایک کر دیا ہے مگر کوئی مسلمان اب اس کو قرآن کی آیت نہیں کہے گا اور اس سے جو مسئلہ نکل رہا ہے کوئی مسلمان اس کو قرآن کا مسئلہ کہنے کے لئے تیار نہیں تو اگر یہ ظلم خدا کے قرآن پاک پر بھی کیا جائے تو وہاں بھی معنی بدلے جاسکتے ہیں یہی کام مولوی احمد رضا نے مکہ مدینہ میں جا کر کیا اور تین جگہ سے عبارت کاٹ کر پیش کی حالانکہ وہاں جو صاف لکھا تھا ص ۱۰ پر کہ:

”رسول پاک ﷺ کا ”خاتم النبیین“ ہونا قرآن کی آیت خاتم النبیین سے بھی ثابت ہے پھر متواتر حدیث لافنی بعدی سے بھی ثابت ہے اور جس طرح نماز کی رکعتیں متواتر احادیث سے ثابت ہیں اگر کوئی نماز کی رکعتوں کا انکار کرے کہ ظہر کے چار فرض نہیں ہیں عصر کے چار فرض نہیں ہیں جیسے یہ شخص کافر ہے ایسا ہی حضور پاک ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرنے والا بھی کافر ہے“

(تخذیر الناس ص ۱۰)

اب مولانا نانوتویؒ حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے منکر کو کافر کہہ رہے ہیں اور اس (احمد رضا) نے وہاں (حرمین میں) جا کر رجوت بولا کہ وہ حضور ﷺ کی ختم

نبوت کا انکار کرتے ہیں اور یہ فتویٰ لیکر آیا کہ:

”ختم نبوت کا منکر کافر ہے اور جو اس کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے“
لیکن حضرت مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کے ولی تھے اللہ تعالیٰ کا فرماں حدیث قدسی

میں ہے کہ:

من عاد اللہ ولیاً فقد ہارز اللہ بالمحاربة (مشکوٰۃ ۲۵۵)

”جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے میرا اس کے خلاف اعلان جنگ

ہوتا ہے“

اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ کفری (احمد رضا) پر واپس لوٹا دیا
خود اس کے قلم سے ایسی باتیں لکھی گئیں چنانچہ یہ لکھتا ہے کہ:

☆..... ”شاہ اسماعیل شہید اپنے ہی کوصراحتاً نبی مانتا تھے“
(الکوثر الشہابیہ ص ۱۷)

اور لکھتا ہے کہ:

☆..... ”دنیا میں کسی کے لئے اللہ عزوجل سے کلام حقیقی کا دعویٰ صراحتاً

اس کی نبوت کا دعویٰ ہے“
(ایضاً ص ۱۸)

مزید لکھتا ہے:

☆..... ”اللہ عزوجل سے کلام حقیقی منصب نبوت بلکہ اس کے مراتب

میں اعلیٰ مرتبہ ہے تو اس کے دعویٰ کرنے میں بعض ضروریات دین یعنی نبی ﷺ کے

خاتم انبیاء ہونے کا انکار ہے“
(ایضاً ۱۸-۱۹)

پھر لکھتا ہے کہ:

☆..... ”اس قول ناپاک میں اس قائل یناپاک نے بے پردہ و بے

حجاب صاف صاف تصریحیں کیں کہ... وہ ظلم میں انبیاء کے برابر و ہمسرہ ہوتے ہیں

فرق اتنا ہے کہ انبیاء کو ظاہری وحی آتی ہے انہیں باطنی وہ انبیاء کے مانند معصوم ہوتے

ہیں اسی مرتبہ کا نام سکنت ہے یہ کلمہ کھلا غیر نبی کو ہی بتاتا ہے... (حاشیہ... اور نبی بھی

کیا صاحب شریعت نبی۔)
(ایضاً ص ۲۲ مع حاشیہ)

پھر مزید لکھا کہ:

☆..... ”از آنجملہ یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے یوساطت نبی احکام شرعیہ

لینے کا ادعیٰ ہے اور یہ نبوت کا دعویٰ ہے امام الوہابیہ کے کفر امتناعی کا خاص جز یہ ہے۔“

(ایضاً ص ۲۳)

پھر:

☆..... ”اور اپنے پیروارے بریلی کے سید احمد کو کہ نواب امیر خان کے

یہاں سواروں میں نوکر اور پیچھے نرے جاہل سادہ لوح تھے نبی بنایا۔“ (ایضاً ص ۲۳)

مزید:

☆..... ”جیرجی کی مہر کا کندہ اسمہ احمد قرار پایا تھا خطبوں میں

جیرجی کے نام (کے ساتھ) ﷺ لکھا شروع ہو گیا۔“ (ایضاً ص ۲۶)

احمد رضا کا اقرار

ان عبارات میں صراحتاً احمد رضا نے اقرار کیا ہے کہ اسماعیل شہید اپنے

پیرو کو نبی مانتا تھا اور نبی بھی کہتا جو صاحب شریعت نبی ہوتی مرزائی تو مرزا کو غیر

تشریفی نبی مانتے ہیں لیکن (بقول احمد رضا) اسماعیل شہید اپنے پیرو کو صاحب شریعت

نبی مانتے تھے مرزائیوں سے بھی آگے بڑھ کر لیکن اس کے باوجود تمہید ایمان

ص ۴۲ پر (احمد رضا) یہ لکھتا ہے کہ:

”عامة متطہین انیس (اسماعیل دہلوی کو) کافر نہ کہیں یہی صواب

ہے۔ وهو الحواب وبہ یفنی وعلیہ الفتویٰ وهو المذهب وعلیہ الاعتماد

وفیہ السلامة والسواد۔ یہی جواب ہے یہی فتویٰ دیا جائے گا اور اسی پر فتویٰ ہے

اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر امتداد اور اسی میں سلامتی اور اسی میں استقامت۔“

حق بحث دار رسید

اب ”حسام الحرمین“ کا جو فتویٰ جو وہ مکہ مدینہ سے لایا تھا اس میں صاف

تحریر تھا کہ:

”جو ختم نبوت کے منکر کو کافر نہ کہے وہ کافر ہے“

چنانچہ وہ لایا ہوا فتویٰ شاہ شہیدؒ اور مولانا فانو توئیؒ پر تو نہ لگا لیکن مولوی احمد رضا کے کام آگیا اس لئے چونکہ یہ شاہ شہیدؒ کے بارے میں صراحتاً اقرار کر رہا ہے کہ شاہ شہیدؒ ”ختم نبوت کے منکر تھے اور وہ اپنے پیر (سید احمدؒ) کو عام نبی نہیں بلکہ صاحب شریعت نبی مانتے تھے اس کے باوجود احمد رضا نے لکھا ہے کہ میں شاہ اسماعیلؒ کو کافر نہیں کہتا تو اس سے ثابت ہو گیا کہ یہ اسی لائے ہوئے فتویٰ کے مطابق کافر ہے اس لئے ہم حسام الحرمین کا وہ فتویٰ مولوی احمد رضا کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

عطائے تو بلقائے تو

اور آپ حضرات کو بھی ساتھ یہ تائید کر دینی چاہیے کہ:

حق بحق دار رسد

کہ جس کا یہ حق تھا اس کو وہ حق پہنچ چکا ہے۔

(۲) دوسرا الزام احمد رضا نے لگایا تھا وہ یہ تھا کہ:

”مولانا گنگوئیؒ یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بالفعل جھوٹ بول سکتے

(حسام الحرمین ۳۹)

ہیں۔“

حالانکہ یہ بات قطعاً فتاویٰ رشیدیہ میں کہیں موجود نہیں ہے فتاویٰ رشیدیہ

میں بالکل اس کے برعکس ہے کہ:

”جو یہ کہے خدا جھوٹ بولتا ہے وہ قطعاً کافر ہے ومن اصدق من الله

قیلاً اللہ سے زیادہ سچا کون ہو سکتا ہے“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۸۹)

اب اندازہ لگائیں مولانا شنگویؒ ایسے آدمی کو کافر کہہ رہے ہیں اور احمد رضا

مکہ شریف اور مدینہ شریف میں جا کر ان کے ذمہ یہ جھوٹا الزام لگا رہا ہے کہ وہ کہتا ہے

کہ اللہ تعالیٰ بالفعل جھوٹ بولتے ہیں۔

احمد رضا کے جھوٹ کی مثال

حالانکہ یہ ایک ایسا ہی جھوٹ ہے جیسا قرآن پاک میں آتا ہے:

لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم (المائدہ ۱۷)
”وہ لوگ کافر ہیں اس میں کوئی شک نہیں جو مریم کے بیٹے مسیح کو اللہ سمجھتے ہیں۔“

اب کوئی پادری لقد كفر الذين قالوا کے الفاظ حذف کر دے اور کہے کہ دیکھو قرآن پاک میں صاف ہے۔

ان الله هو المسيح ابن مريم

”بے شک مریم کا بیٹا مسیح اللہ ہے۔“

دیکھو قرآن میں ہے کہ بغیر شک و شبہ کے مریم کے بیٹے کو خدا ماننا چاہئے۔

حالانکہ قرآن نے اس عقیدہ کو کفر کہا ہے تو جب یہ عقیدہ کفر یہ ہے اور اسے کوئی قرآن کے ذمہ لگائے ایسا ہی جھوٹ مولوی احمد رضا نے حضرت گنگوئیؒ کے ذمہ لگا دیا اور جو عبارت اس اشتہار میں دی ہے وہ بھی فتاویٰ رشیدیہ میں موجود نہیں ہے۔

غیرت خداوندی جوش میں

تو اس لئے پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور یہ فتویٰ اسی پر واپس لوٹ گیا کیونکہ خود مولوی احمد رضا کے ہاتھوں سے یہ بات لکھی گئی کہ اسمعیل شہیدؒ کہتا ہے کہ:

..... ”یہاں صاف اقرار کر دیا کہ اللہ عز و جل کی بات واقع میں تو جھوٹی ہو جانے میں حرج نہیں حرج اس میں ہے کہ بندے اس کے جھوٹ پر مطلع ہوں۔“

(الکریمۃ اشہاء ص ۱۳)

مزید لکھتا ہے کہ:

..... ”اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لئے کر سکتا ہے وہ

سب خدا نے پاک کی ذات پر بھی روا ہے جس میں کھانا، پینا، سونا، پاختانہ پھرنا، پیشاب کرنا، چلنا، ڈوبنا، مرنا سب کچھ داخل ہے لہذا اس قولِ خبیث کے کفریات حد شمار سے باہر ہیں۔

یہاں احمد رضا اقرار کر رہا ہے کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا کھانا بھی کھاتا ہے، پیتا بھی ہے، سوتا بھی ہے، پاختانہ بھی کرتا ہے، پیشاب بھی کرتا ہے، چلتا بھی ہے اور ڈوب کر مر بھی سکتا ہے۔

اسی طرح لکھتے ہے کہ:

☆....."اللہ عزوجل بعض اور عیب سے آلودہ ہے (یہ شاہ شہیدؒ کا عقیدہ ہے بقول احمد رضا)۔"

(ایضاً ۱۶۰...)

مزید:

☆....."جن چیزوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے وہ سب باتیں اللہ عزوجل کے لئے ہو سکتی ہیں ورنہ تعریف نہ ہوتی تو اللہ کے لئے سونا، اوگھنا، بہکنا، بھولنا، جو رو پینا، بندوں سے ڈرنا، کسی کو اپنی بادشاہی میں شریک کر لینا (یہ سب باتیں اس میں پائی جاتی ہیں)۔"

(ایضاً ۱۶۰-۱۷۰)

اور فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ: (نفل کفر کفر ناشد)

☆....."وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے جو مکان سے پاک ہے جن کا کھانا ممکن، پینا، پیشاب کرنا، پاختانہ پھرنا، ناچنا، نٹ کی طرح کلا کھینا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت (لوٹے بازی) جیسی خبیث ہے حیاتی کا مرتکب ہونا حتیٰ کہ خنث کی طرح مفعول بننا (یعنی لوٹے بازی کروانا)، کوئی خباثت، کوئی فضیحت اس کے شان کے خلاف نہیں وہ کھانے کا منہ بھرنے کا پیٹ اور مروی اور زنانی کی علاقیتیں با نفل رکھتا ہے۔ (یعنی اس کے ساتھ آلہ تامل بھی ہے اور عورتوں کی طرح فرج بھی ہے) صم نہیں جوف دار کھل ہے (یعنی وہ اندر سے کھوکھلا ہے) سیوہ و قد دس نہیں بلکہ ضنی مشکل ہے (یعنی تجزوا ہے یہ پتہ نہیں چلتا کہ مرد سے خسرانا ہے یا عورت سے خسرانا ہے) یا کم سے کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو جلا بھی سکتا

ہے، ڈوب بھی سکتا ہے، زہر کھا کر یا اپنا گلا گھونٹ کر، ہندو مار کر خودکشی بھی کر سکتا ہے اس کے ماں باپ جو رو (بیوی) جینا سب ممکن ہیں، بلکہ ماں باپ سے ہی پیدا ہوا ہے ربڑ کی طرح پھیلتا ہے اور سٹپا ہے، برہما کی طرح چوکھا ہے (یعنی چار چہرے ہیں) اس کا کلام فنا ہو سکتا ہے جو ہندوں کے خوف کے بعد جھوٹ سے بنتا ہے کہ کہیں وہ مجھے جھوٹا نہ سمجھ لیں ہندوں سے چڑھا چکا کر پیٹ بھر کر جھوٹ بک سکتا ہے ایسے کہ جس کی خبر کچھ ہے اور علم کچھ، خبر کچھ ہے تو علم جھوٹا ہے، علم سچا ہے تو خبر جھوٹی ہے ایسے کو مرزا دینے پر مجبور ہے نہ دے تو بے غیرت کہلائے۔

(فتاویٰ رضویہ - ص ۳۵۷ ج ۱)

تو اس قسم کی بکواس تقریباً ۶۱ باتیں لکھیں جو ایک مسلمان پڑھ بھی نہیں سکتا۔

عبارات مذکورہ عدالت میں

چنانچہ ایک عدالت میں جب میں نے بیج صاحب کو یہ عبارت سنائی شروع کی تو بیج صاحب نے کہا کہ یہ میں دیکھ کر کھ لیتا ہوں کیونکہ دروازے پر جو چڑھا سی کھڑا ہے وہ عیسائی ہے وہ گھر جا کر کیا کہے گا کہ وہ مسلمانوں کی کتابوں میں (ایسی غلطی) باتیں موجود ہیں۔

احمد رضا کا اقرار

یہاں صاف یہ اقرار کر رہا ہے کہ یہ عقیدے اسمعیل شہیدؒ کے ہیں لیکن اس کے بعد کہتے ہیں کہ اسماعیل شہیدؒ کافر نہیں کیونکہ ہمیں اہل لالہ اللہ کی تکفیر سے منع کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اگر ایک عبارت میں ۹۹ احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال اسلام کا ہو تو پھر بھی اس کو مسلمان کہنا چاہئے میں نے عدالت میں بریلویوں سے پوچھا تھا کہ یہ جو اللہ کے بارے میں کہا ہے کہ معاذ اللہ وہ مفعول بھی (لوٹے بازی کروانا بھی ہے) اس میں سوواں نہیں بلکہ کروڑواں احتمال مجھے اسلام کا نکال کر دکھاؤ یہ کہتا کہ اس میں مردوں اور عورتوں والی علاقیتیں موجود ہیں اور وہ ضنی مشکل ہے اس میں

کرداروں اور احتمال ایسا نکالو جس سے اسلام کا پہلو نکل سکتا ہے تو یہ اولیاء اللہ کی کرامت تھی علمائے دیوبند کی کہ جو تو فی احمد رضا خاں ان کے لئے لایا تھا اللہ تعالیٰ نے اسی پر واپس لوٹا دیا حسام الحرمین میں یہی لکھا تھا وہ کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

پمفلٹ پر ایک نظر

پہلا اعتراض

تو اس بارے میں جو اشتہار والے نے پہلا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے:

”اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ)

الجواب: حالانکہ میں نے بتایا یہ حوالہ بالکل غلط ہے اور فتاویٰ رشیدیہ میں تو اس عقیدہ کو کفر لکھا ہے جو خدا کو جھوٹا کہے البتہ دہلوی احمد رضا کا اقرار میں نے سنا دیا کہ وہ کہتا ہے کہ اسماعیل شبیرؒ خدا کے بارے میں سارے عیب مانتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی کہتا ہے اس کو کافر کہنا نہیں چاہئے کیونکہ اس کے اس عقیدہ میں اسلام کا پہلو چھپا ہوا موجود ہے جو احمد رضا کو نظر آیا ہے اور کسی مسلمان کو آج تک نظر آیا نہ کوئی مسلمان نکال سکتا ہے۔

دوسرا اعتراض

”اللہ کو پہلے سے کسی بات کا علم نہیں ہوتا۔“ (نعوذ باللہ) (تفسیر بلغۃ النیر ان)

الجواب: تفسیر بلغۃ النیر ان کے ص ۹۷ کا حوالہ دیا صفحہ اس نے نہیں لکھا لیکن وہاں یہ لکھا ہے کہ:

”یہ معتزلہ کا عقیدہ ہے۔“

تو کسی اور کا عقیدہ اٹھا کر ہمارے ذمہ لگا دیا گیا۔

تیسرا اعتراض

”شیطان کا علم غیر خود عالم ﷺ سے زیادہ ہے“ (معاذ اللہ)

اس پر براہین قاطعہ کا نام لکھا ہے

الجواب: اصل بات یہ ہے کہ یہ عبارت بریلویوں کی کتاب انوار ساطعہ میں لکھی ہے کہ:

”اور تمنا یہ کہ اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک تاپاک مجالس وغیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ ﷺ کا نہیں دعویٰ کرتے (لیکن) ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک تاپاک کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے۔“

(انوار ساطعہ مع البراہین القاطعہ ص ۵۳)

تو یہ عقیدہ تو بریلویوں کے مولوی عبدالمسیح کا ہے مولانا سہارنپوریؒ نے تو صرف اس کا رد کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ:

”ایسے قیاسات سے عقائد ثابت نہیں ہوا کرتے اگر یہ شیطان کو حاضر و ناظر مانتا ہے بریلوی تو پھر یہ کہتا ہے کہ چونکہ حضور اکرم ﷺ زیادہ افضل ہیں تو پھر وہ بھی حاضر و ناظر ہونے چاہئیں تو مولانا نے لکھا ہے کہ:

”مولوی عبدالمسیح کم از کم مسلمان اپنے آپ کو کہتا ہے اور مسلمان شیطان سے افضل ہوتا ہے تو پھر مولوی عبدالمسیح کو بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا چاہئے“

اس لئے مولانا تو اس کا رد کر رہے ہیں اور بریلویوں نے معاذ اللہ حضور ﷺ کے لئے ایسے عقیدے ثابت کرنے کے لئے آپ کی مثالیں شیطان کے ساتھ دیں گدگدوں کے ساتھ دیں بچوں کے ساتھ دیں اس لئے ہمارے علماء پھر ان کے جواب کی طرف متوجہ ہوئے تو انہوں نے اپنے عقیدوں کو ہمارے علماء کی طرف الزام کے طور پر لگا دیا۔

چوتھا اعتراض

(چوتھا اعتراض نقل کرنے سے قبل) شان رسالت کے بارے میں مولوی احمد رضا کا عقیدہ واضح کر دوں کہ وہ کیا ہے:

☆..... (مولوی احمد رضا خاں یہ کہتا ہے) وہابی صاحبو! تمہارے پیشوا نے

ہمارے نبی ﷺ کی جناب میں کسی صریح گستاخی کی۔“ (الکوثر: اشہاء: ص ۷۷)

☆..... ”حضرات اولیاء انبیاء علیہم افضل الصلاۃ والثناء کو ناکارے لوگ کہا گیا کیا یہ انکی شان میں گستاخی کفر خاص نہیں۔“ (الکوثر: اشہاء: ص ۷۹)

☆..... ”کسی چوڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے مسلمانو! ایمان سے کہنا حضرت انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی نسبت ایسے ناپاک ملعون الفاظ کسی ایسے کی زبان سے نکل سکتے ہیں جس کے دل میں رانگی برابر ایمان ہو۔“ (ایضاً)

☆..... مسلمانو مسلمانو! خدا را ان ناپاک ملعون شیطانی کھٹوں پر غور کرو محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف نماز میں خیال لے جانا ظلمت بالائے ظلمت ہے کسی فاحشہ رعبی کے تصور اور اس کے ساتھ زنا کا خیال کرنے سے بھی برا ہے اپنے تیل یا گدھے کے تصور میں ہمد تن و ذب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ مسلمانوں اللہ انصاف (کرد) کیا ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان و قلم سے نکلے گا ہے حاش اللہ یادریں پندتوں وغیرہم کھلے کافروں مشرکوں کی کتابیں دیکھو جو انہوں نے بزعم خود اسلام جیسے روشن چاند پر خاک ڈالنے کو لکھی ہیں شاید انہیں بھی اس کی نظیر نہ پاؤں گے ایسے کھلے ناپاک لفظ تمہارے پیارے نبی تمہارے سچے رسول ﷺ کی نسبت لکھے ہوں کہ انہیں مواخذہ دنیا کا اندیشہ ہے مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس جگر سے سے محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیئے اور روز آخر ان عزیز غائب قہار کے غضب عظیم و عذاب الیم کا اصلاً اندیشہ نہ کیا مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ ﷺ کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر ان سے انہیں ایذا نہ پہنچی ہاں ہاں واللہ واللہ انہیں اطلاع ہوئی واللہ واللہ انہیں ایذا پہنچی واللہ واللہ جو انہیں ایذا دے اس پر نہ داء آخرت میں جبار و قہار کی لعنت اس کے لئے سختی کا عذاب شدت کی عقوبت“ (الکوثر: اشہاء: ص ۳۰-۳۱)

پھر لکھتا ہے:

☆..... ”اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں“

(الکوثر: اشہاء: ص ۳۲)

(ان عبارات سے واضح ہوا کہ بقول احمد رضا) اسماعیل دھلوی معاذ اللہ نبی پاک ﷺ کو ایسی ایسی گالیاں دیتا ہے جو کسی بڑے سے بڑے کافر نے بھی نہیں دیں بلکہ جو بڑے چمار کے الفاظ بھی استعمال کر لیتا ہے لیکن میں حیران ہوں کہ (احمد رضا) جو عاشق رسول ﷺ اپنے آپ کو کہتا ہے کہ اگر اس کو کوئی آدمی چوڑا چمار کہہ دے (جو کہ یہ حقیقتاً ہے) تاویل تو یہ اس عبارت میں سے سواں پہلو بھی نہیں نکال سکتا کہ اس میں میری عزت کا پہلو بھی موجود ہے۔ مولوی احمد رضا کے نزدیک جو شخص اللہ کے پیارے نبی پاک کو ایسی گالیاں دے کہ اس کی تاویل بھی نہ ہو سکے جو معاذ اللہ صاف بکے حضور ﷺ چوڑے چمار ہیں بلکہ تمہارے سے بھی زیادہ ذلیل ہیں (معاذ اللہ) جو بھی کہے کہ مرکز میں مل چکے ہیں اور ان کا کچھ بھی باقی نہیں رہا حیات النبی ﷺ کا انکار کرے اور جو شخص آپ ﷺ کے خیال کو معاذ اللہ گدھے کے خیال سے بھی بدتر قرار دے۔ مولوی احمد رضا کہتا ہے کہ:

”ایسا شخص اہل لا الہ الا اللہ میں سے ہے اور اس کی ان باتوں میں چونکہ اسلام کا پہلو موجود ہے اس لئے میں انہیں کافر کہنے کے لئے تیار نہیں۔“

احمد رضا خدائی شکستے میں

تو واضح بات ہے کہ حسام الحرمین میں جو فتویٰ احمد رضا مکہ مدینہ سے لایا تھا اللہ تعالیٰ کی غیرت جب جوش میں آئی تو یہی فتویٰ مولوی احمد رضا پر چسپاں ہو گیا کیونکہ وہ اللہ کے نبی کو صاف اور صریح گالیاں کہنے والے کو بھی کافر کہنے کو تیار نہیں اور اس فتویٰ میں (یعنی حسام الحرمین میں) ہے کہ:

”جو اللہ کے نبی پاک ﷺ کی توہین کرنے والوں کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے بلکہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔“

پانچواں اعتراض

پانچواں اعتراض حفظ الایمان کے حوالے سے ہے:

”جیسا علم حضور پاک ﷺ کو ہے ایسا علم ہرگز بڑے بڑے مجتہدین اور جانوروں کو بھی ہے۔“ (نحوہِ بائبل)

الجباب: حفظ الایمان میں یہ بات ان الفاظ میں بالکل موجود نہیں ہے اصل جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جب بریلویوں نے یہ عقیدہ گھڑا کہ اللہ کے رسول ﷺ بھی خدا کی طرح ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور عقیدہ حاضر و ناظر ثابت کرنے کے لئے معاذ اللہ حضور پاک ﷺ کو شیطان سے تشبیہ دی گئی۔ اسی طرح انہوں نے حضور پاک ﷺ کو ”عالم الغیب“ کہنا شروع کر دیا پھر جب ان سے پوچھا گیا کہ عالم الغیب والشہادۃ (الحشر: ۲۲) تو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کو کہا گیا ہے آپ حضور پاک ﷺ کو عالم الغیب کس دلیل سے کہتے ہیں تو انہوں نے پھر یہی حرکت کی (اور کہا کہ) بعض غیب کی باتیں تو جانوروں کو بھی ہوتی ہیں چنانچہ احمد رضا نے ملفوظات کی ج ۳ پر لکھا کہ:

”ایک بادشاہ ایک بزرگ کو ملنے گیا اور اس بزرگ کے سامنے بہت سے سیب رکھے ہوئے تھے ان میں ایک بہت بڑا خوبصورت سیب تھا تو بادشاہ نے دل میں کہا کہ اگر یہ بزرگ اپنے ہاتھ سے یہ سیب اٹھا کر مجھے دیں تو پھر میں سمجھوں گا کہ یہ ولی اللہ ہیں تو اس بزرگ نے اپنے ہاتھ میں سب اٹھایا اور سیب اٹھا کر کہنے لگے کہ ہم مصر میں گئے تھے وہاں ہم نے ایک گدھا دیکھا جس کو کشف ہوتا تھا اور وہ غیب کی باتیں بتاتا تھا اس کا مالک کسی کی چھولی میں کوئی چیز ڈال دیتا تھا گدھے کی آنکھوں پر پانی بزدھی ہوتی تھی پھر اس سے پوچھتا تھا کہ کس کے پاس یہ چیز ہے گدھا اس کے سامنے سر جھکا دیتا تھا اور یہ کہتے ہوئے سیب بادشاہ کی طرف پکڑا دیا کہ اگر ہم بھی آپ کے دل کی بات جان لیں اور غیب جان لیں تو اس گدھے جیسے تو ہو ہی جائیں گے۔“

تو دیکھو احمد رضا نے خود ثابت کیا کہ اللہ والے گدھوں کو بھی ”عالم الغیب“ مانتے ہیں اسی طرح حضرت پاک ﷺ کا علم غیب ثابت کرنے کے لئے احمد رضا نے معاذ اللہ گدھے تک کی مثال پیش کر دی! ویوانوں کی کہ ہر مومن یومنون بالغیب!

غیب کا علم ہوگا تو یقین رکھے گا۔

اس لئے ہمارے علماء نے اس کو ایڑی طور پر جواب دیا کہ جب بعض علم غیب تو گدھوں کے لئے بھی تو مانتا ہے اور بعض علم غیب تو بچوں اور دیوانوں کے لئے بھی مانتا ہے تو پھر تو نے رسول پاک ﷺ کی کیا تعریف کی اب بجائے اس کے کہ احمد رضا اس کا جواب دیتا اس نے خواہ مخواہ مکہ میں جاکر الزام لگا دیا کہ یہ تو مولانا تھا نوئی کا اپنا عقیدہ ہے حالانکہ مولانا تھا نوئی نے اس کتاب میں اپنا عقیدہ واضح لفظوں میں لکھا ہے کہ:

”نبوت کے لئے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ ﷺ کو تمامہا عطا فرمائیے گئے تھے۔“

(حفظ الایمان ص ۸)

علوم کون سے؟

اب وہ علوم کون سے ہیں؟ وہ علوم شریعہ ہوئے ہیں مثلاً یہ شرعی مسئلہ ہے بکرا حلال ہے اور خنزیر حرام ہے یہ نبی بتاتا تھا اور اس مسئلہ کے جاننے کے لئے یہ جانتا ضروری نہیں کہ کل خنزیر دنیا میں کتنے ہوئے اور کتنے ہوں گے کل بکرے کتنے ہوئے اور کتنے ہوں گے وہ کہاں کہاں مرے اور مرنے کے بعد انکے ہال (اور ذوات) کہاں کہاں پہنچے ان باتوں کا تعلق علم نبوت اور علم شریعت کے ساتھ نہیں ہوتا ہاں علوم نبوت آپ پر کامل کر دیئے گئے۔

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي

ودعيت لكم الاسلام ديناً (الباقہ ۲)

حضرت تھا نوئی کا ایثار

اگرچہ اس عبارت میں کچھ بھی نہیں تھا مگر پھر بھی مولانا تھا نوئی نے اس عبارت کو تبدیل بھی کر دیا تھا لیکن ابھی تک احمد رضا کے چیلے اسی کو لے رہے ہیں۔

چھٹا اعتراض

چھٹا نمبر ہے کہ:

”حضور پاک ﷺ مرکز شری ہو گئے“

الجواب: یہ شاہ اسماعیل شہیدؒ پر الزام ہے حالانکہ ان کا مقصد صرف اتنا ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا میں مرکز قبر میں دفن ہو جاؤں گا^(۱)۔ اور آپ کے قبر میں دفن ہونے کا کوئی کافر بھی انکار نہیں کر سکتا۔ مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کا روضہ اطہر موجود ہے اور مسلمان اور کافر یہ مانتے ہیں کہ حضرت پاک ﷺ روضہ پاک میں مدفون ہیں اسی لئے تقویت الایمان میں اس جگہ بھی لکھا ہے (جو کہ دارالاشاعت سے شائع ہوا کہ) میں بھی ایک آغوش لحد میں سو جاؤں گا۔

ساتواں اعتراض

”رحمتہ للعالمین صفت خاصہ رسول کی نہیں“

الجواب: یہ عبارت جمل نقل کی ہے آگے مولانا گنگوہی نے فرمایا ہے کہ اللہ کے نیک بندہ بھی اس دنیا و آخرت میں موجب رحمت عالم ہوئے ہیں اگرچہ جناب

(۱) چنانچہ حضرت شاہ شہید رحمہ اللہ فرماتے ہیں

ان آنکھوں سے ہر چند وہ جسم پاک

بظاہر ہوا بختی زہر خاک

اور دو زبان میں گفتا ”لنا“ کے ساتھ دھن جوتے ہیں جس کے مطلب کو قائل کے نظریہ و مشاہد اور سیاق و سہاق کو مد نظر رکھتے ہوئے متعین کر لیا جائے گا

☆ نورالغلات (لنا کا مطلب) ہوتا ہوا ”چپاں ہونا“ ایک ذات ہوتا۔ (ج ۳ ص ۶۳۲)

☆ جامع اللغات (لنا کا مطلب) ”دفن ہونا“ معنی میں چڑھنا۔ (ج ۲ ص ۵۶۵)

☆ ضمیمہ اللغات (لنا کا مطلب) خاک میں ملنا ”دفن ہونا“ (ص ۹۰)

اسی نوامی اللغات میں ہے کہ لفظ ”میں“ ”میں“ ”میں“ کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے

کہتے ہیں کہ ”درخت میں بانہ دو“ یعنی ”درخت سے بانہ دو“ (ج ۳ ص ۴۳۸)

☆ فرجنگ آصفیہ میں نسیم دہلوی کا یہ شعر بھی استہدائے لکھا ہے کہ:

نسیم امداد سے شکر کیا کس از مرگی

نہیں بادوں نے مٹی میں ملا دیا

ظاہر ہے یہاں مٹی میں ملنا سے مراد دفن کر دیا ہی ہو سکتا ہے۔ (محفوظ علی حد)

(نفاذی رشید ص ۹ ج ۲)

رسول اللہ ﷺ سب میں افضل ہیں۔

اور بریلویوں کو اس پر اعتراض کا حق ہی نہیں کیونکہ انہوں نے صاف دیوان محمدی میں لکھا ہے کہ:

برائے چشم دینا از مدینہ بر سر مہمان

بر شکل صدر دین خود رحمت للعالمین آید

(دیوان محمدی ص ۳۹)

آٹھواں اعتراض

لکھا ہے کہ:

”ہر مخلوق چودنا ہو یا بزرگ اللہ کی شان کے آگے چہارت بھی زیادہ ذلیل ہے۔“

الجواب: یہاں حضور اکرم ﷺ کا اسم گرامی کتاب میں موجود نہیں لیکن مولوی احمد رضا کہتا ہے کہ یہ حضور پاک ﷺ کے بارے میں کہا گیا ہے اس کے بعد پھر کہتا ہے کہ میں اس آدمی کو کافر نہیں کہتا جو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضور پاک ﷺ کو چہارے بھی زیادہ ذلیل کہے اگر کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ احمد رضا چہارے بھی زیادہ ذلیل ہے اور اس میں احمد رضا کا نام لے تو بریلوی فوراً اس کے خلاف شور مچائیں گے لیکن بریلوی ایسے گستاخ ہیں کہ اللہ کے نبی پاک ﷺ کے بارے میں جس شخص نے (بقول احمد رضا) ایسی بات کہی ہے اس کو کافر کہتا اس احتیاط کے خلاف سمجھتے ہیں۔

نواں اعتراض

پھر لکھا ہے کہ:

”انبیاء اپنی امت میں ممتاز ہوئے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوئے ہیں باقی

رباعمل تو اس میں بسا اوقات اتنی مساوی ہو جاتے ہیں کہ بسا اوقات بڑھ بھی جاتے

ہیں۔

الجواب: یہاں حوالہ نقل کرنے والے نے بہت بڑی بے ایمانی کی ہے اصل الفاظ یہ تھے کہ: عمل میں بسا اوقات بظاہر (۱) امتی مساوی ہو جاتے ہیں اور بڑھ بھی جاتے ہیں۔ اب دیکھئے یہاں بظاہر کے لحاظ سے بتایا جا رہا ہے کہ نبی کے عمل سے کسی امتی کا عمل کبھی بھی نہیں بڑھ سکتا بلکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ:

”اگر غیر مصائبی احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرنے اور مصائبی ایک کھجور خیرات کر دے تو اس کا ثواب اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔“

تو اللہ کے نبی ﷺ کی ایک تسبیح کے برابر پوری امت کی نماز مل کر نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن انہوں نے یہ لکھا ہے کہ بظاہر یہ ہوتا ہے مثلاً (۱) مہراج کی رات حضور پاک ﷺ پر نمازیں فرض ہوئیں اور آپ ﷺ نے کل پندرہ سولہ سال نمازیں پڑھیں لیکن آج کتنے مسلمان ہیں جنہوں نے ساڑھے ستر سال پانچ نمازیں پڑھی ہیں تو گنتی میں تو بظاہر (اس امتی کی نماز) زیادہ ہو جاتی جائیں گی (۲) حضرت پاک ﷺ

(۱) حضرت جنت الاسلام حوالہ نامہ قاسم نانوتوی قدس سرہ کا یہ لفظ ”فیصلہ کن قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا صرف ظاہر کے لحاظ سے ہوتا ہے حقیقت کے اعتبار سے ہمیں اس بظاہر کو دیکھنے کے لیے بریلویوں کے ”ادنیٰ حضرت“ اور یادداشت گہرائی کی عبارت ملاحظہ کیجیے

”انصافاً بشر منکم مگر وہ آیات جو بظاہر شانِ مصطفیٰ کے خلاف ہیں تشابہات ہیں۔“

(جاء الحق ص ۱۵۵)

کیا قرآن کی کوئی آیت حقیقت میں شانِ مصطفیٰ کے خلاف ہو سکتی ہے؟ لہذا یہ چلا گیا کہ احمدیہ مدارس صاحب کے نزدیک بظاہر مقابلہ حقیقت ہے جس میں حال حضرت نانوتوی کی تذکرہ عبارت کا ہے۔

اسی طرح احمدیہ مدارس سے کسی نے سوال کیا: شیخ سے بظاہر کوئی ایسی بات معلوم ہو جو بظاہر خلاف سنت ہے تو پھر اس سے پھر جانا کیسا؟ احمدیہ مدارس صاحب نے جواب دیا: ”مردہ کی اور انتہائی گہرائی ہے۔“

(ملفوظات ج ۳ ص ۵۱)

شاں صاحب بھی کہتا چلا رہے ہیں کہ وہ جسیں خلاف سنت بظاہر نظر آ رہا ہے حقیقتاً وہ خلاف سنت نہیں ہیں جیسا کہ مطلب حضرت نانوتوی کی عبارت میں کیجیے۔

(محمد غفرلہ مراد)

نے جنت الوداع کے موقع پر ایک حج فرمایا لیکن کتنے آج آدمی ہیں جنہوں نے بیس بیس حج کئے ہوئے ہیں ہمارے امام صاحب نے پچاس حج کئے بظاہر گنتی میں یہ حج واقعتاً بہت زیادہ ہیں۔ (۳) حضرت پاک ﷺ کا قرآن جنت الوداع میں آ کر ختم ہوا اس کے بعد آپ ﷺ نے کچھ قرآن ختم کئے لیکن کتنے لوگ ہیں جو روزانہ قرآن پاک ختم کرتے ہیں گنتی میں تو یہ بہت زیادہ ہیں۔

تو اس بات کے کہنے میں یہ بات تھی کہ نبی علوم میں ممتاز ہوتے ہیں اور گنتی اعمال میں تو بعض لوگ آگے بڑھ بھی جاتے ہیں اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے۔

دسواں اعتراض

”رسول پاک“ کا ولادت تک کھمبا کے نعم دن منانے کی طرح ہے“

الجواب: یہاں بھی یہ بات انہوں نے نامکمل درج کی ہے وہاں لکھا ہے کہ یہ جو تم مذاق کرتے ہو کہ جب تم سے پوچھا جاتا ہے کہ تم کیوں کھڑے ہوئے ہو میلاد میں اور سمجھتے ہو کہ حضور اکرم ﷺ اب پیدا ہو رہے ہیں تو (بریلوی) کہتے ہیں کہ جب ہندو اپنے کھمبا کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے ہیں تو ہم اپنے نبی کی تعظیم کے لئے کیوں نہ کھڑے ہوں اس سے معلوم ہوا کہ ان بریلویوں نے جو نئے عقیدے گھڑے ہیں ان عقیدوں کے اثبات کے لئے کبھی ان کو رام چندر کا نام لینا پڑتا ہے کبھی شیطان کا نام لینا پڑتا ہے کبھی گدھوں کا ذکر کرنا پڑتا ہے اس لئے یہ شرارتیں خود کر رہے ہیں جب ہمارے علماء ان کے الفاظ کو ان پر واپس کرتے ہیں تو یہ شور مچاتے ہیں کہ یہ معاذ اللہ ان کا عقیدہ ہے۔

گیارہواں اعتراض

”تقویت الایمان“ کے حوالہ سے اعتراض کیا ہے:

”اور انبیاء اولیاء سب ہمارے بھائی کی طرح ہیں۔“

الجواب: یہ بھی اس نے خود ہی عبارت کا خلاصہ نکالا ہے ہمارا عقیدہ وہ ہے جو ائمہ ہند

میں درج ہے کہ:

”جو شخص ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کو اپنے نبی بھائی کے برابر کہے وہ شخص کافر ہے۔“

(مسن لبرہ ص ۵۲)

ہم تو ایسے آدمی کو کافر کہتے ہیں تقویت الایمان میں جو بات لکھی ہے کہ:

”حضرت پاک ﷺ سے ایک صحابی نے عرض کیا کہ کیا میں آپ کو سجدہ کروں آپ ﷺ نے فرمایا میری عزت کیا کرو اور عبادت صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی کیا کرو اور اپنے بھائی کا اکرام کیا کرو۔ اکر مو احکام۔

یہ حدیث جو تقویت الایمان میں ہے یہ مولوی احمد رضا نے بھی ”زبدۃ الزکیۃ“ (مندرجہ قوائد رضویہ ج ۴، ص ۲۴۶) میں لکھی ہے اور وہاں حضور پاک ﷺ کو بھائی لکھا ہے البتہ تقویت الایمان میں مولانا شبید نے جو بات لکھی ہے وہ احمد رضا نہیں لکھ۔ کا وہ یہ کہ:

”برادر یاں کئی قسم کی ہوتی ہیں کوئی نبی بھائی ہوتا ہے کوئی برادری کے حساب سے ہوتا ہے کہ یہ پٹھان بھائی ہے کوئی ملک کے حساب سے ہوتا ہے کہ یہ پاکستانی بھائی ہے تو سب سے بڑی برادری انسانی برادری ہے تو مولانا نے لکھا کہ:

انسان سب آپس میں بھائی ہیں نبیوں کو اللہ ان میں بڑا مرتبہ دیتا ہے تو گویا سارے انسانوں میں بڑا مرتبہ نبیوں کا ہوا اور سارے نبیوں میں بڑا مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہوا۔

تو اس جگہ تو مولانا شبید نے یہ لکھا ہے کہ اللہ کے بعد سب سے بڑا مقام حضور اکرم ﷺ کا ہے اور نہ آپ ﷺ کے مرتبہ کو کوئی آدمی پہنچ سکتا ہے لیکن مولوی احمد رضا نے انمولانا شبید پر انزام لگایا اور الزام لگانے کے بعد اس عقیدہ کے رکھنے والے کو کافر بھی نہیں کہتا حالانکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ کسی کلمہ کو گویا یہ عقیدہ ہو جیسا احمد رضا نے بتایا ہے کہ تو وہ کافر ہے بقول احمد رضا اس فقرہ میں جو حضور اکرم ﷺ کو نبی بھائی سمجھ۔ الخ

اس میں اسلام کا پہلو موجود ہے تو بریلویوں کا فرض ہے کہ اس میں سے

ہمیں اسلام کا پہلو نکال کر دیں۔

بارہواں اعتراض

تجزیر الاناس کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

”حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدیہ میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔“

الجواب: یہ بھی اس نے دھوکہ دیا ہے مولانا ناتوٹی نے تو کتاب ہی ختم نبوت کے اثبات میں لکھی ہے لیکن انہوں نے ختم نبوت کی دو قسمیں کی ہیں۔

(۱) یہ کہ زمانہ کے اعتبار سے سب سے آخر میں پیدا ہونا اس کو انہوں نے قرآن سے ثابت کیا۔

(۲) یہ کہ آپ ﷺ اس معنی میں خاتم النبیین ہیں کہ سب سے اعلیٰ مقام رکھتے ہیں اور Final Authority ہیں آپ ﷺ نے سب کی شریعت کو منسوخ کیا لیکن کوئی آپ ﷺ کی شریعت کو منسوخ نہیں کر سکتا بلکہ سارے جتنے پہلے نبی ہیں وہ حضور پاک ﷺ کے امتی ہیں اس سباق و سباق میں لکھا ہے کہ اگر بالفرض کوئی نبی آئے گا تو حضور پاک ﷺ کا امتی بنے گا ماتحت ہوگا اور وہ آپ ﷺ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہاں مرتبہ کے اعتبار سے ختم نبوت کا ذکر ہے نہ کہ زمانہ کے اعتبار سے۔“

تیرہواں اعتراض

آگے لکھا ہے:

”ہندوؤں کی دیوالی کی پوریاں کھانا جائز ہے۔“

اور دوسرا حوالہ پھر جوڑا ہے کہ:

”ہندوؤں کے سوت سے پانی پینا جائز ہے“ اور آگے پھر یہ لکھا ہے کہ:

”حضرت امام حسینؑ کی سبیل کا پانی پینا جائز نہیں ہے۔“

الجواب : تو یہ بھی ایک دھوکہ ہے گویا یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم سیدنا حسینؑ کو یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی سبیل کا پانی اس سے بھی برا ہے اصل بات اس کو مثال سے سمجھیں۔

”بکری حلال ہے، خنزیر حرام ہے لیکن اگر کوئی بکری چوری کی ہو تو وہ حرام ہے۔ اسی طرح کوئی اسی بکری کو اللہ کے نام کے بجائے حضرت حسینؑ کا نام لیکر ذبح کرے تو بریلوی بھی کہتے ہیں کہ یہ بکری حرام ہے اب ایک آدمی نے بکری کسی ہندو سے لی اور ذبح مسلمان نے کی تو سب کہیں گے کہ اس کا گوشت کھانا جائز ہے کیونکہ مسلمان کا ذبیحہ ہے۔ لیکن ہندو کا ذبیحہ حرام ہے اب کوئی یہ کہے کہ دیکھو اس مسلمان کی ذبح کی ہوئی بکری یہ نہیں کھا رہا حالانکہ اس نے نہیں کھا رہا کیونکہ یہ چوری کی ہے اس لئے نہیں کھا رہا کہ مسلمان کی ہے نہ کھانے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس مسلمان نے ہم احسینؑ پڑھا ہے، ہم اللہ نہیں پڑھا تو اس لئے چونکہ اس سبیل حسینؑ پر نظر بغیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور نظر بغیر اللہ کی نیئت یہ عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت شرک ہے اس لئے اس کو منع کیا جاتا ہے اور چونکہ کافروں کا حلو پوری جو ہے، ان کا ذبیحہ حرام ہے ایسی چیزیں حرام نہیں ہوتیں اس لئے اس بات پر انہوں نے یہ لکھا ہے۔

حاصل بحث

تو مقصد یہ ہوا کہ جو کچھ ہیں الزامات ہی الزامات ہیں۔ احمد رضا اپنی ہی کتابوں کی روشنی میں ایسا کافر ہے کہ جو اس کو پرلے درجہ کا فاسق فاجر مسلمان بھی سمجھے وہ بھی کافر مرتد دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کا نکاح (رضا خانی شریعت کے مطابق) کسی انسان و حیوان سے جائز نہیں اور اس کی ساری اولاد و ولد الزنا اور حرام ہے کیونکہ احمد رضا یہ کہتا ہے کہ جو حضور پاک ﷺ کو معاذ اللہ۔ معاذ اللہ جو بڑا چارہ کہے بلکہ اس سے بھی ذلیل کہے ان باتوں میں اسلام کا پہلو موجود ہے اس لئے ایسے آدمی کو کافر کہنا جائز نہیں۔ جبکہ ہم سب مسلمان کہتے ہیں کہ یہ قطعاً کفر ہے۔ اس میں اسلام کا پہلو قطعاً موجود نہیں اسی طرح احمد رضا یہ کہتا ہے کہ جو خدا تعالیٰ میں

مردوں اور عورتوں والی علامتیں صاف اسے فاعل اور مفعول مانے (لوٹے بازی کرنے والا، کروانے والا مانے) ان باتوں میں بھی اسلام کا پہلو موجود ہے لہذا ان باتوں کے قائل اور کہنے والے کو کافر نہیں کہنا چاہیے ہم کہتے ہیں کہ ان میں کوئی اسلام کا پہلو موجود نہیں جس نے یہ باتیں کہیں ہیں وہ کافر ہے اگر احمد رضا نے الزام لگایا ہے تو یہ تو بہر حال پھر بھی کافر ہے۔

رضا خانیت کا مسلم لیگ پر کفر کا فتویٰ

آخر میں مولانا تھانوی علیہ الرحمۃ جن کو (احمد رضا نے) کافر کہا ہے مولانا تھانویؒ بھی تحریک آزادی کے بہرہ تھے اور مسلم لیگ کو بھی انہوں نے کافروں کی جماعت کہا اور ان کے کافر ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی کہ:

”مسلم لیگ کافروں مرتدوں کی جماعت ہے کیونکہ اس میں اشرف علی زندہ باد کے نعرے لگائے جاتے ہیں“

(لٹری مرکزی انجمن حزب الامتلاف ہند لاہور)

مکلفی فتنہ کا سبب

اب جن لوگوں نے بھی انگریز کے خلاف تحریک آزادی یا جہاد میں حصہ لیا یہ لوگ ان کو کافر کہتے ہیں ان بے چاروں کا اصل گناہ یہی ہے چنانچہ حکومت پاکستان اور مسلم لیگ اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ علمائے دیوبند کا پاکستان بنانے میں اتنا بڑا کردار تھا کہ جب مشرقی پاکستان میں پاکستان کا جھنڈا لہرایا گیا تو ایک دیوبندی عالم مولانا ظفر احمد عثمانیؒ سے کہا گیا کہ آپ یہ جھنڈا لہرائیں اور مغربی پاکستان میں جب یہ جھنڈا لہرایا گیا تو مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کو کہا جو دیوبندی عالم تھے کہ آپ پاکستان کا جھنڈا لہرائیں تو گویا مسلم لیگ کی حکومت خود اس بات کا اعتراف کر رہی ہے کہ پاکستان کے بنانے میں ان حضرات کا ہاتھ ہے۔

خاصہ یہی ہے کہ یہ جو اشتہار تقسیم کیا گیا ہے اول تو تقریباً سو سال پہلے ان الزامات سے اپنی برات بھی ظاہر کر دی گئی اور علمائے حرمین شریفین کو حکم مان کر ان کے

فیصلہ کو مان لیا گیا تو اب سو سال کے بعد ان گڑے مردوں کو اکٹھا کرنے کی کیا ضرورت پڑی تھی۔

دوسرا یہ کہ صرف الزامات ہی الزامات ہیں آج تک کسی عام دیوبندی نے بھی ان عقیدوں کو التزام نہیں کیا کہ واقعہ ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں اس سے پتہ چلا کہ دیوبندی بریلوی "اختلاف" نہیں بلکہ "مخالفت" ہے اختلاف میں دلیل پر نظر ہوتی ہے جب کہ مخالفت میں پروپیگنڈے پر نظر ہوتی ہے کہ اس آدمی کو بدنام کیے کرنا ہے اس لئے بریلوی حضرات دوسرے ملکوں کا آلہ کار بنے ہوئے ہیں اور ہمیشہ ہی سے بختے آئے ہیں چنانچہ جب مشرقی پاکستان کا واقعہ پیش آیا اور اس کے بعد جماعتوں کا قومی اتحاد قائم ہوا تو سب سے پہلے نورانی صاحب کا بیٹو ڈٹ گیا اور وہ یہاں سے بھاگ کر انگلینڈ چلے گئے اور وہاں یہ کہ ایسی الزامی کتاب کھولائی جس کا نام "زلزلہ" رکھا تو اس لئے جب بھی انگریزوں کو مسلمانوں میں لڑائی کرانے کی ضرورت ہوتی ہے تو انہیں پتہ ہے کہ بریلوی حضرات ان میں ہمارے کام آتے ہیں اس لئے بریلوی حضرات جو بے چارے نادانف ہیں وہ بھی جان لیں کہ یہ کام برطانیہ اور امریکہ کو ہاربا ہے۔ ان کو مسلمانوں کو لڑانے کے لئے اس میں حصہ نہیں لینا چاہیے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

استغفر الله تعالى من كل ذنب واتوب اليه

حیات جاوداں

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبی بعده
ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم

بسم الله الرحمن الرحيم

وربک یخلق ما یشاء ویختار

صدق الله العظيم وبلغنا رسولہ النبی الکریم رب اشرح
لی صدري و یسر لی امری و احلل عقدہ من لسانی
یفقهوا قولی رب زدنی علما و ارزقنی فہما سبحانک لا
علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم اللہم
صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا
و مولانا محمد و بارک و سلم وصل علیہ.

تمہید

بردران اہل سنت والجماعت! بہت حضرات تشریف لائے ماشاء اللہ اور مسئلہ حیاتِ النبی ﷺ پر اصل بیان امام اہل سنت والجماعت شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم العالیہ کے صاحبزادہ مولانا عبدالحق خان شیر صاحب کا ہونگا میں صرف حاضری گوانے کے لئے یہاں بیٹھا ہوں۔ اسی لئے میں نے آیت حیات والی تلاوت نہیں کی۔

فضیلت اللہ کے ہاتھ میں

میں نے جو آیت کا کٹواڑھا ہے۔۔۔

”رَبِّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ“ (اقصم ۶۸)

اللہ تعالیٰ خالق بھی ہیں اور اختیار کرنے والے بھی ہیں درجہات و مرتبے دینے والے بھی ہیں۔ سارے دن اللہ نے پیدا فرمائے لیکن جمعہ کے دن کو سب سے زیادہ فضیلت عطا فرمادی۔ سارے مہینے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے اور رمضان کے مہینہ کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ فضیلت عطا فرمادی۔ ساری زمین اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی لیکن خانہ کعبہ شریف کی عظمت جو ہے وہ سب سے الگ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ خالق بھی ہیں اور ان ہی مخلوقات میں سے بعض کو بعض پر زیادہ مقام بھی عطا فرمادیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوقات میں انسان کا درجہ اونچا بنایا اور پھر انسانوں میں سے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو چن لیا۔ اور سارے نبیوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو آخری نبی ہیں اور امام الانبیاء ہیں۔ تو ایک بات پہلے سمجھ لیں اللہ تعالیٰ جس کو خاص چیزیں عطا فرمادیں خصوصیات تو ٹھیک ہیں پھر بھی (خصوصیات کی بناء پر یہ چیزیں) خدا نہیں بن جایا کرتیں۔ اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو ماں باپ سے پیدا فرمایا۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمادیا۔ آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمادیا تو نہ عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں نہ آدم علیہ السلام

خدا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ساری انبیائیں اور انبیوں کے پیٹ سے پیدا فرمائیں لیکن ایک انہی کو پہاڑ سے پیدا فرمادیا اب کوئی نہیں کہتا کہ یہ انہی جو ہے خاص مقام رکھتی ہے تو خدا ہے۔ خدا انہیں بلکہ خدا ہی کی مخلوق ہے۔ سارے سانپ بھی کے انڈے سے پیدا فرمائے لیکن موسیٰ علیہ السلام کی لالچی کو سانپ بنادیا۔ اب یہ سانپ خرقِ حادث بنا لیکن کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ سانپ نہیں بلکہ خدا دیو گیا ہے۔ اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں کو اشرف المخلوقات بنایا ان میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مقام بہت زیادہ بلند رکھا۔

حضور ﷺ کی فضیلت

نبی کا مادہ ہی ”نبوہ“ ہے جس کا معنی بلندی ہے اور خاص طور پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاص مقام عطا فرمایا دیکھئے ہم سب انسان ہیں کھاتے ہیں پیتے ہیں حضرت پاک بھی کھاتے پیتے تھے البتہ اللہ تعالیٰ کی ذات کھانے پینے سے پاک ہے۔ لیکن کھانے پینے کے بعد ہم کھانے میں زعفران ملا لیں خوراک میں پھر بھی جو پسینہ آتا ہے وہ بدبو دار ہوتا ہے یا خوشبودار ہوتا ہے (بدبو دار سامعین) اس دنیا میں یہی طریقہ اور یہی ریت ہے کہ کتنی بھی خوشبودار کر دو جب پسینہ آئیگا تو بدبو دار آئیگا۔ لیکن جنت کے بارہ میں یہی ہے کہ وہاں جو پسینہ آئیگا وہ خوشبودار ہوگا۔ جنتیوں کا پسینہ خوشبودار ہوگا تو جو نعمت اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنت میں جا کر دینگے وہ نعمت اللہ نے اپنے پاک پیغمبر کو عطا فرمادیا۔ اسی لئے علماء دیوبند اہلسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ کو جو جسد اطہر عطا فرمایا گیا یہ جنت کے خواص رکھتا ہے۔

جسم اور روح لازم اور ملزوم ہیں

یاد رکھیں حیات و موت کا مسئلہ تو مولانا بیان فرمایا ہے جس ہمیں نظر آتا ہے روح ہمیں نظر نہیں آتی۔ اس لئے جسم یہاں پڑا ہے روح نکل گئی ہم کہتے ہیں کہ اب

جسم کچھ نہیں کر سکتا یہی بات ہے کیونکہ نظر ایسا آ رہا ہے۔ لیکن یہ بات اگلی بھی یاد رکھیں جس طرح جسم روح کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا روح بھی جسم کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی۔ یہ بالکل جسم و روح کا تعلق ایسا ہی ہے جیسا بجلی کا ان پنکھوں یا بلبوں کا ہے۔ بجلی ساری تاروں میں پھر رہی ہے لیکن بلب نکال دیں تو روشنی ہوگی؟ (نہیں..... سامعین) اور بلب سارے لگے ہوئے ہیں اور بجلی تاروں میں نہیں آتی تو روشنی ہوگی؟ (نہیں..... سامعین) یہ سارا میدان تار سے بھرا دیجا جائے لیکن بجلی کا کنکشن نہ ہو تو پنکھا چل جائے گا؟ (نہیں..... سامعین) لیکن بجلی ہمیں نظر نہیں آتی پنکھا چلتا نظر آتا ہے اسی طرح روح ہمیں نظر نہیں آتی لیکن جب انسان بات کرتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ روح ہے اس میں۔ انسان کھڑا ہوتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اس میں روح ہے۔ تو اسی طریقے سے یاد رکھیں حیات اسی چیز کا نام ہے کہ جسم و روح دونوں کا تعلق ہو۔ نہ جسم کچھ اکیلا کر سکتا ہے نہ روح کچھ اکیلی کر سکتی ہے۔ دیکھو نا اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر قرآن میں فرمادیا:

کیف تکفرون بالله وکسم امواتا فاحیاکم (البقرہ: ۲۸)

اب ہم جو زندہ ٹیٹھ ہیں کسی کی عمر تیس سال کوئی ساٹھ سال، کسی کی چالیس سال اس سے پہلی حالت کو قرآن نے موت کہا کہ جبکہ عالم ارواح میں روح تھی یا نہیں تھی لیکن چونکہ جسم سے تعلق نہیں تھا اس لئے لفظ اموات استعمال کیا زندہ نہیں کہا۔ نہ جسم روح کے بغیر کچھ کر سکتا ہے نہ روح جسم کے بغیر کچھ کر سکتی ہے۔ اس لئے جہاں بھی کوئی تعلق کام یا ساع کا ہوگا تو وہاں روح کا تعلق مانے بغیر گزارا نہیں ہوگا۔ اور نہ جسم کا تعلق مانے بغیر گزارا ہوگا۔ تو میں عرض کر رہا تھا حضرت پاک ﷺ کھانا کھاتے تھے لیکن آپ ﷺ کا پینہ مبارک جنت والا پینہ تھا دنیا والا نہیں تھا۔ آپ ﷺ گھر سے نکلتے ہیں اور منبر پر شریف لے جا رہے ہیں آپ کے جہاں جہاں قدم مبارک لگ رہے ہیں وہ ساری جگہ جنت بن گئی ہے۔

امام طحاویؒ کا فرمان

امام طحاویؒ مشکل الاماری آخری جلد میں فرماتے ہیں کہ حضرت پاک

ﷺ نے فرمایا ”میرے گھر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے روضۃ من ریاض الجنة یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔“

معلوم ہوا کہ ایک باغ ہے، باغ تو بہت سے ہیں لیکن یہ ہے جہاں حضرت ﷺ کے قدم مبارک لگ رہے ہیں۔ تو جہاں حضرت پاک ﷺ کے قدم مبارک لگ جائیں جب وہ جنت بن گیا تو جہاں حضرت ﷺ خود آرام فرمائیں وہ تو بہت بڑا جنت کا باغ ہے نا (سبحان اللہ..... سامعین) امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ پتہ چلا کہ باغات تو بہت سے ہیں جنت کے۔ جہاں حضرت ﷺ کے قدم مبارک لگ رہے ہیں جب اس سے جگہ جنت بن گئی ہے تو جہاں حضرت ﷺ خود آرام فرمائیں وہ تو اس سے بڑی جنت ہے۔ اس لئے یہ ایک جنت ہے یہ جو (ممانی) کہتے ہیں کہ گھر اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت ہے نہ معاذ اللہ گھر جنت ہے نہ منبر جنت ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کا جواب دے چکے ہیں۔

حضور ﷺ کی نیند عام لوگوں سے مختلف ہے

اب وقت چونکہ بہت کم ہے لہذا میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ بیدار ہیں آرام فرمانے لگے ”سو گئے“ اللہ کی شان یہ ہے:

لا تاخذہ سنۃ ولا نوم (البقرہ: ۲۵۳)

لیکن اللہ کے نبی ﷺ سوتے بھی ہیں۔ آپ بھی سوتے ہیں میں بھی سوتا ہوں اللہ کے نبی ﷺ بھی سوتے ہیں لیکن اللہ کے نبی کی نیند میں بھی خصوصیت ہے۔ فرشتے اختلاف کر رہے ہیں۔ ایک کہہ رہا ہے کہ حضرت ﷺ سورہ ہیں دوسرا کہہ رہا ہے نہیں جاگ رہے ہیں۔ آخر سوتی تو دنیا ہے نا لیکن کبھی نہیں سنا کہ فرشتوں نے کسی پر اختلاف کیا ہو کہ یہ سورہ ہیں یا جاگ رہے ہیں کیونکہ نبی کی نیند عام لوگوں کی نیند سے الگ ہوتی ہے۔ نیند ضرور۔ اب ایک فرشتہ کہہ رہا ہے کہ حضرت ﷺ سورہ ہیں دوسرا کہہ رہا ہے کہ حضرت جاگ رہے ہیں اب ان دونوں باتوں میں تطبیق کون دے۔ حضرت ﷺ اٹھے اور فرمایا دونوں سچ کہہ رہے تھے۔ جو

کہہ رہا تھا سورہاہوں میں اسکی نظر میری آنکھوں پر تھی اور جو کہہ رہا تھا میں جاگ رہا ہوں اسکی نظر میرے دل پر تھی۔ (سنان اللہ..... سامعین) میری آنکھیں سوری تھیں اور میرا دل بیدار تھا۔ اس لئے ہم سوتے ہیں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ نیند کوئی ناپاک چیز تو نہیں ہے لیکن حضرت ﷺ نے فرمایا جب انسان سوتا ہے تو جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور ہوا وغیرہ کا لکھنا عام سا ہو جاتا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کو نیند میں پورے جسم کا کنٹرول ہوتا ہے۔ پتہ چلا ہے کہ وضو ٹوٹا یا نہیں اس لئے نیند کی وجہ سے اللہ کے نبی ﷺ کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ تو نیند سب کو آتی ہے اللہ کے پیغمبر ﷺ کو بھی آتی ہے مگر اللہ نے ان کو خاص خصوصیت عطا فرمائی ہے تو حضور پاک ﷺ پر نیند میں فرشتے اختلاف کر رہے ہیں۔

حضور ﷺ کی وفات بھی لوگوں سے مختلف ہے

کہ میں مدینہ میں لوگوں کو موت آتی تھی یا نہیں؟ کبھی حضرت عمرؓ نے انکار کیا ہو موت نہیں اس کو اور باقی کہتے ہوں کہ آگئی ہے۔ آپ نے بھی سنا اس واقعہ سے پہلے یا اس واقعہ کے بعد حضرت عمرؓ نے کسی سے اختلاف کیا ہو؟ دوسرے کہتے ہیں موت ہوگئی حضرت عمرؓ بھی کہتے ہیں موت ہوگئی اور دوسرے کہتے تھے موت نہیں ہوئی تو حضرت عمرؓ بھی کہتے تھے کہ موت نہیں ہوئی۔ لیکن آج اختلاف ہو رہا ہے۔ جیسے فرشتوں میں حضور پاک ﷺ کی نیند کے بارہ میں اختلاف ہو رہا تھا۔ پتہ یہ چل رہا ہے کہ کہتے ہیں موت ہوگئی ان کی نظر ظاہر جسم پر تھی اور حضرت عمرؓ کی نظر عالم قبر منور تک پہنچ رہی تھی اور وہاں انہیں حیات کے آثار محسوس ہو رہے تھے جیسے فرشتے کو حضرت کے قلب پر نیند میں بیداری کے آثار محسوس ہو رہے تھے اب صدیق اکبرؓ تشریف لائے تو ان کے سمجھانے پر پتہ چلا کہ جس طرح نبی ﷺ کی نیند دوسروں کی نیند سے مختلف ہوتی ہے اسی طریقے سے نبی ﷺ کی موت کی یہی کیفیت ہے۔ جسم پر موت آ چکی ہے۔ لیکن دل میں حیات کے آثار موجود ہیں تو جب باقی اور بہت سی خصوصیات اللہ نے نبی ﷺ کو عطا فرمائیں۔

نیند میں آدھی زندگی پردہ میں ہوتی ہے

اب دیکھئے نیند کی بات عرض کر رہا ہوں حضرت ﷺ کا جسد اطہر مدینہ میں آرام کر رہا ہے۔ ہم سب اس وقت بیدار بیٹھے ہیں۔ جب ہم سو جاتے ہیں تو روح جسم سے نکل جاتی ہے جسم یہاں ہے روح پھر رہی ہے۔ حضرت پاک ﷺ مدینہ منورہ میں آرام فرما رہے ہیں۔ اب یہاں ہم بیٹھے ہیں تو ہماری زندگی کھلی ہے بیٹھا بیٹھا نظر آ رہا ہے لیٹا لیٹا نظر آ رہا ہے رکوع والا رکوع میں نظر آ رہا ہے سجدہ والا سجدہ میں نظر آ رہا ہے کھانے والا کھاتے ہوئے نظر آ رہا ہے بیٹنے والا ہنستا ہوا نظر آ رہا ہے لیکن جب سو جاتے ہیں تو آدھی زندگی کھلی رہتی ہے آدھی چھپ جاتی ہے۔ مثلاً سویا ہوا کروٹ بدل رہا ہے تو سب دیکھ رہے ہیں کہ کروٹ بدل رہا ہے وہ خاشاک کر رہا ہے تو سب دیکھ رہے ہیں کہ یہ خاشاک کر رہا ہے۔ اور وہ رکوع میں ہے تو یہ نظر نہیں آ رہا ہے یہ پردہ میں ہے لوگ کہتے ہیں لینا ہوا ہے وہ ہوائی جہاز میں بیٹھا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ لینا ہوا ہے تو نیند میں آدھی زندگی کھلی ہوتی ہے اور آدھی زندگی چھپ گئی ہے حضرت مدینہ منورہ میں آرام فرما رہے ہیں۔ بخاری شریف کی لمبی حدیث ہے حضرت پاک ﷺ کی روح پاک جنت کی سرکرہ رہی ہے دوزخ کی سرکرہ رہی ہے تو جب روح جنت میں ہے تو یہاں کروٹیں بدلی جا رہی ہیں یا نہیں بغض چل رہی ہے یا نہیں؟ کھانا ہضم ہو رہا ہے یا نہیں؟ تو دیکھیے روح وہاں جنت میں جا کے بھی یہاں جسم مبارک سے تعلق رکھ رہی ہے تو وہ جنت میں جا کر تعلق رکھ رہی ہے اور دوزخ میں جا کر تعلق رکھ رہی ہے۔ وہ علیین، تحسین سے تعلق رکھ سکتی ہے یا نہیں رکھ سکتی ہے؟

نیند میں روح کو اولیت حاصل ہے

اس بات کو یاد رکھیں کہ بیداری میں جسم کو اولیت حاصل ہے اور نیند میں روح کو اولیت حاصل ہے۔ پہلے روح پر احکام آتے ہیں اس کے بعد جسم پر آتے ہیں۔ اب یہ نیند موت کی بہن ہے نا تو موت کا تجربہ جن کو ہوتا ہے وہ واپس نہیں

آتے۔ نیند کا ہمیں تجربہ روز ہوتا ہے۔ اب دیکھو نیند میں بھی روح کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ اب ہم جاگ رہے ہیں جن کا منہ قبلہ کی طرف ہے یہ حضرات بیٹھے ہیں ان سے پوچھو قبلہ نظر آ رہا ہے وہ کہیں گے نہیں، یہی سوچائیں منہ بھی دوسری طرف ہو جائے اور یہ اٹھ کر کہیں کہ میں ابھی خانہ کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا میں مہلبہ شریف پر درود پاک عرض کر رہا تھا تو یہ بات مانی جاسکتی ہے وہ چیزیں تو بیداری میں نظر نہیں آ رہی تھیں خواب میں نظر آ رہی ہیں

خواب میں روح جسم کا محتاج نہیں

اب دیکھئے بیداری میں روح دیکھنے کے لئے آنکھ کی محتاج ہے لیکن خواب اندھا بھی دیکھ رہا ہے، بیداری میں بولنے کے لئے روح زبان کی محتاج ہے لیکن خواب میں گونگا بھی تقریر کر رہا ہے۔ بیداری میں چلنے کیلئے روح ناگوں کی محتاج ہے مگر خواب میں نکلنا سب سے آگے بھاگا جا رہا ہے، تو جب خواب میں روح اس آنکھ کی محتاج نہیں رہی تو وہ کہتے ہیں کہ جی قبر میں آنکھ کھل جاتی ہے پھر کیا ہوگا، اب آپریشن کر کے ڈاکٹر آنکھ کھل دے تو اسے خواب آتا ہے یا نہیں آتا؟ اس لئے خواب کی زندگی آدھی کھلی ہے آدھی چھپی ہے۔ اور میں یہ عرض کر رہا تھا کہ روح ہمیں نہ ابھی نظر آتی ہے نہ خواب میں نظر آتی ہے نہ ہی قبر میں نظر آتی ہے۔ لیکن ایک آدمی بول رہا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ آدمی زندہ ہے بے شک وہ یہ کہہ رہا ہو کہ میں مردہ ہوں میں مر گیا ہوں میں مر گیا ہوں تو پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ زندہ ہے، کیونکہ روح کے آثار موجود ہیں۔

ایک عام فہم مثال

دیکھئے زبیر صاحب پوچھتے ہیں کہ شیخ الحدیث صاحب تشریف لے آئے ہیں یا نہیں ایک آدمی کہتا کہ تشریف تو لے آئے ہیں لیکن وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اب جب وہ آکر بتاتا ہے کہ شیخ الحدیث صاحب نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ کو یقین

ہو جاتا ہے تاکہ شیخ الحدیث صاحب زندہ ہیں؟ یا نہیں ہوتا؟ (ہو جاتا ہے..... سامعین) لیکن اگر حضرت پاک ﷺ نے قبر میں موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہو رسول اقدس ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ:

”موسیٰ علیہ السلام قبر میں کھڑے نماز ادا فرما رہے ہیں“^(۱)

اب کوئی آدمی آپ کو آکر بتائے شیخ الحدیث صاحب کے بارہ میں تو آپ کو یقین ہو جاتا ہے یا نہیں ہوتا؟ (ہو جاتا ہے..... سامعین) آپ جس کو دیکھیں نماز پڑھتے اس کے زندہ ہونے میں آپ کو شک نہیں اور جس کو خدا کے پیغمبر ﷺ دیکھیں قبر میں نماز پڑھتے ہوئے تو اس کی حیات میں کسی عقلمند کو کیسے شبہ ہو سکتا ہے۔ سوائے مماثلوں کے۔

ایک حیث اور اس کا جواب

ایک چٹ پہلے آئی تھی کیونکہ وقت تھوڑا ہے میں تو بس ایک دو باتیں عرض کر دینگا۔ (اس میں لکھا ہے کہ) قرآن وحدیث بیان کریں علماء کی باتیں دلیل نہیں؟

الجواب

یہ بات خارجیوں سے مانگی ہوئی ہے ہم روزانہ پڑھتے ہیں نماز میں:

صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ (الفاتحہ)

یہ جن پر اللہ کا انعام ہے یہی ہیں، صدیقین ہیں، شہداء ہیں، صالحین ہیں، ہمیں یہ کہا ہی نہیں گیا کہ تم یہ کہو کہ یا اللہ! ہمیں قرآن کا راستہ دکھا۔ وہ کتاب اللہ ہے اور اسکی صحیح سمجھ ”رجال اللہ“ کو۔

یہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین رجال اللہ ہیں۔ ہم نے لفظ قرآن سے پڑھنا

(۱) حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتیت و فی رواۃ ہذاب مررت علی موسیٰ لیلۃ اسری ہی عند الکفیف الاحمر و هو قائم یصلی فی قبرہ۔

ہے اور اہل ان کا دیکھنا ہے۔ جو نبی کا مکمل ہے وہ قرآن کی تفسیر ہے جو صدیق کا مکمل ہے وہ قرآن کی تفصیل ہے جو شہید اور صالح کا مکمل ہے وہ قرآن ہی کی تفسیر ہے۔ اس لئے اگر میری سمجھ میں ایسی بات آتی ہے جو صدیق کے خلاف ہے تو میں یہ نہیں کہوں گا کہ صدیق کو قرآن سمجھ نہیں آیا بلکہ میں کہوں گا کہ مجھے قرآن سمجھ نہیں آیا۔ اگر مجھے کوئی ایسی بات سمجھ آتی ہے قرآن پاک سے جو کابرو سمجھ نہیں آتی تو میں یہ نہیں کہوں گا کہ اکابر قرآن کے خلاف ہیں میں یہ کہوں گا کہ میری سمجھ قرآن کے خلاف ہے۔ اکابر کی سمجھ قرآن کے خلاف بالکل نہیں ہو سکتی۔

حیات النبی ﷺ

تو یاد رکھیں جب آثار حیات کے نظر آئیں تو حیات معلوم ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

الانبياء احياء في قبورهم يصلون.

(مسند ابی یحییٰ ج ۳ ص ۳۹۷ مجمع الزوائد ج ۲۱: ۲۱۱ شفاء القاتم ص ۱۳۴)

(حیات الانبیاء و انہی مصلون ج ۳ ص ۳۹۷ مجمع الزوائد ج ۲۱ ص ۱۷۶)

”انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں حیات ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔“

اس بات میں کہ ہمارے نبی پاک ﷺ کا روضہ مبارک مدینہ منورہ میں ہے کوئی کافر بھی انکار نہیں کرتا یا کرتے ہیں؟ اور دوسری بات اتنی مضبوط یہ کہ مدینہ پاک میں جو قبر پاک ہے (اس میں جو جسد اطہر ہے) کافر بھی مانتے ہیں کہ وہ دنیا والا ہے خواب و خیال والا نہیں ہے جو سیدہ آمنہ کے گھن مطہر سے پیدا ہوا وہی جس پر حق نازل ہوئی وہی جس نے ہجرت کی وہی جسم جو معراج پر گیا وہی جسم روضہ پاک میں ہے۔ اب جب اس قبر میں حیات ہے تو یہی جسد اطہر ”فائز الحیات“ ہے۔ تو فرمایا:

الانبياء احياء في قبورهم

مکمل بات یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ تو دیکھیے جیسے سونے کے

بارے میں سناروں کی بات مانی جاتی ہے چہاروں کی بات نہیں مانی جاتی۔ ستار کہتے ہیں کہ سونا صحیح اور کوئی چہار کہے کہ طاوٹ شدہ ہے تو آپ سنار کی مائیں گے یا چہار کی؟ (سنار کی سائمن) قانون کے بارے میں بات قانون دانوں کی مانی جاتی ہے کہہاروں کی نہیں مانی جاتی۔ اسی طرح حدیث میں محدثین کی بات مانی جاتی ہے اور محدثین نہ صرف یہ کہ اس کو صحیح کہتے ہیں بلکہ کہتے کہ یہ حدیث متواترات میں سے ہے۔^(۱)

(۱) حافظ جلال الدین السیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

حياة النبی فی قبرہ و سایر الانبیاء معلومة عندنا علما قطعاً لما فاه عندنا من الادله فی ذلك و لو انما بد الاخبار.

ترجمہ: ”آنحضرت ﷺ اپنی قبر مطہر میں حیات ہیں اور (اسی طرح دیگر) تمام انبیاء کی حیات (اپنی قبروں میں) ہمارے نزدیک قطعی طور پر ثابت ہے کیونکہ اس پر ہمارے نزدیک وائلی قائم ہیں اور احادیث اس باب میں تواتر (تدریجاً مشرک) تک پہنچ چکی ہیں۔“

ان من جملة ما تواتر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حياة الانبياء فی قبورہم.

ترجمہ: ”جو روایات آنحضرت ﷺ سے تواتر کے ساتھ مروی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ انبیاء و کرام علیہم السلام اپنی قبر مطہر میں زندہ ہوتے ہیں۔“

اس کے علاوہ مندرجہ بالا کابرو محدثین و علماء نے منقول بالا حدیث کے صحیح ہونے پر نص فرمائی ہے یا است قول کیا ہے یا است استدلال ذکر کیا ہے:

(۱) حافظ بیہقی (فتح الباری ج ۳ ص ۲۲۶) (۲) حافظ ترمذی (المعجم فی المقتصد باب ۴ فصل ۳

(۳) حافظ ابن تیمیہ (مختصر الفتاویٰ المصریہ ص ۱۵۰) (۴) علامہ تاج الدین السبکی (طبقات

شافعیہ ج ۲ ص ۲۸۱، ۲۸۲) (۵) علامہ نور الدین ترمذی (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۱۱) (۶) حافظ ابن حجر

عسقلانی (فتح الباری ج ۱ ص ۲۲۶) (۷) حافظ بدر الدین البیہقی (عمدة القاری ج ۲ ص ۲۰۰

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ)

متواتر حدیث کیا ہے؟

متواتر اسے کہتے ہیں کہ جس کے بارہ میں ایسا یقین ہو جیسا یقین آنکھ سے

(بقیہ حاشیہ مطبوعہ)

(۸) حافظ عبد بن اسحاق: القول البدیع... ص ۱۲۵ (۹) حافظ جمال الدین البیہقی: فتاویٰ البیہقی... ص ۳۲۵ (۱۰) علامہ سکوتی: وقار الوفا... ص ۳۰۵ (۱۱) صاحب مدارج اب اشراقی: بیج المیز... ص ۹۲ (۱۲) علامہ مدارج النبوی: فیض القدر... ص ۳۰۳ (۱۳) طاعی قرنی: مرقاة... ج ۳ ص ۲۶ (۱۴) مدارج النبوی: فیض القدر... ص ۵۱۹ (۱۵) کتابات شریف: دفتر ۲ نمبر ۱ ص ۲۹ (۱۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مدارج النبوی... ج ۲ ص ۵۱۹ (۱۷) علامہ احمد بن محمد الحاکمی: تہذیب الریاض... ج ۲ ص ۳۹۹ (۱۸) علامہ زرقانی: شرح الوصایہ... ص ۵ (۱۹) علامہ داؤد بن سلیمان البیہادی: البیہادی... ص ۶ (۲۰) علامہ ابوالوفا علی بن محمد بن مقبل مقلی: الاربعہ اصحیہ... ص ۱۱۳ (۲۱) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی: فیض الرحمن... ص ۲۸ (۲۲) قاضی شامی: شامی... ج ۱ ص ۱۶۰ (۲۳) تفسیر مشکوٰۃ... ج ۱ ص ۲۲۳ (۲۴) حضرت شاہ مبارک علی محدث دہلوی: فتاویٰ مرزبی... ج ۱ ص ۱۶۰ (۲۵) علامہ ابن عابدین الشافعی: رد المحتار... ج ۳ ص ۳۶۹ (۲۶) قاضی شاکری: نیل الاوطار... ج ۳ ص ۳۰۵ (۲۷) علامہ آملی بکدوسی: روح البانی... ج ۲ ص ۳۶ (۲۸) توب قبیل الدین غازی: مظاہر حق... ج ۱ ص ۲۲۵ (۲۹) علامہ طہطاوی: مدارج النبوی... ج ۱ ص ۱۹۹ (۳۰) علامہ شاہ شمس الدین: فیض الہادی... ج ۲ ص ۹۳ (۳۱) مجدد المصلح مولانا اشرف علی تھانوی: نضر الطیب... ص ۱۱۳ (۳۲) شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی: فتح البیہقی... ج ۳ ص ۳۲۹ (۳۳) مولانا محمد زکریا سہارنپوری: فضائل ورد... ص ۳۲ (۳۴) علامہ احمد علی سہارنپوری: حاشیہ بڑی... ص ۵۱۷

اس کے علاوہ اہل سنت کے کلام اکابر حنفی علیہ السلام مولانا سید حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ دہلوی، مولانا قاری محمد طیب، مولانا نظار احمد علی، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا مفتی سید حسن خاں صاحب، مولانا احمد علی بڑوی، مولانا عبدالقادر رائے پوری، مولانا محمد منظور نعمانی، مولانا یوسف بڑوی، مولانا شمس الحق اعظمی، مولانا کاکڑ، خلیفہ، مولانا ادیس کاندھلوی، مولانا عبداللہ ذوقانی، مولانا خیر محمد جالندھری، مولانا زبیر الحسنی، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید، مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی، مولانا عبدالغفور ترمذی، مولانا محمد امین صدیق لدھیانوی، مولانا سر فراز خاں صاحب منصور دامت برکاتہم، علامہ خالد محمود مدظلہ اور مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ وغیرہ کلام اکابر آنحضرت ﷺ کی حیات فی البقیہ کے حاکم ہیں اور آنحضرت ﷺ کی حیات فی البقیہ کے محرک و مال منت، حضرت عرشہ مولانا سر فراز خاں صاحب صدر کی تحفیف لطیف، "تسکین الصدور فی تحقیق احوال المرتبی فی البرزخ واقعہ" یا علامہ عبدالغفور ترمذی کی "حیات انبیاء کرام" یا علامہ خالد محمود مدظلہ کی "مدارک الاذکار فی حیات الانبیاء" کا مطالعہ فرمائیں۔

(محمد عظمیٰ عت)

دیکھ کر ہوتا ہے۔ دیکھو بہت سے لوگ ایسے یہاں بیٹھے ہیں جنہوں نے ابھی تک حج نہیں کیا لیکن انہیں بھی پکا یقین ہے کہ خانہ کعبہ شریف وہاں ہے اگرچہ خود نہیں دیکھا کیوں اتنے لوگ بیان کرتے ہیں خانہ کعبہ شریف کا کہ اب کوئی سوچ نہیں سکتا کہ سب نے وہاں بیٹھ کر جھوٹ بولا ہوگا اور سارے جلال پور والے بھی "ملتان والے بھی" انڈونیشیا والے بھی سارے جھوٹ معاذ اللہ بول رہے ہیں تو جتنا یقین خانہ کعبہ کو دیکھ کر ہوتا ہے اتنا ہی یقین خبر متواتر پر ہوتا ہے۔ اسی طرح محدثین... کہ یہ حدیث متواترات میں سے ہے یہ کہ حضرت پاک ﷺ کی قبر مبارک مدینہ پاک میں ہے اس میں کسی کافر کو بھی شک نہیں اور یہ کہ وہاں جو حضرت پاک ﷺ کا جسد اطہر ہے وہ دنیا والا ہے خواب و خیال والا نہیں۔ تو جب حیات قبر اطہر میں ہوا تو یہی جسد اطہر فائز الہیات ہے تو دنیا والی حیات ہے اس کا اتنا ہی مقصد ہوتا ہے کہ دنیا والا جسد اطہر فائز الہیات ہے۔

ہر دور میں مسئلہ کی وضاحت کے مختلف انداز

دیکھو ایک زمانہ ہوتا ہے جب مخالفین کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہوتے ایک زمانہ یہ ہوتا ہے کہ مخالفین کسی عقیدہ کا انکار کرتے ہیں اب پہلے کتابوں میں لکھا تھا کہ حضرت پاک ﷺ کو معراج ہوگا لیکن آج ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں معراج تو ہوا لیکن خواب میں جسم کو نہیں ہوا۔ اس لئے آج ہمیں وضاحت کرنی پڑتی ہے کہ جب تک کوئی یہ نہیں کہتا کہ حضرت اقدس ﷺ کو جسد اطہر کے ساتھ معراج ہوئی، ہم کہتے ہیں کہ یہ نہایت اس کا عقیدہ صحیح ہے یا غلط پہلی کتابوں میں ضرورت نہیں تھی کہنے کی، لیکن اب بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی پھر پتہ چلتا ہے کہ اس کا عقیدہ صحیح ہے صرف معراج سے عقیدہ مشکوک ہوتا ہے تو یہ کیوں ضرورت پڑی۔ اب دیکھیے پہلے ہم کہتے تھے کہ ختم نبوت کا معنی ہے کہ حضرت پاک ﷺ سب سے آخر میں آئے۔ لیکن مرزا نے کئی اس میں نکتے ڈال دیے کبھی عینی علیہ السلام کی حیات کا مسئلہ ڈالا لہذا اس میں اب ہم یہ کہتے ہیں کہ ختم نبوت کا

معنی ہے آپ نبیوں میں سب سے آخر میں پیدا ہوئے دنیا میں۔ اب یہ جب ہم مغیوب بیان کرتے ہیں اس میں نہ عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ آتا ہے نہ کسی اور کا۔ تو اس لئے اب کچھ ایسی وضاحت اس مسئلہ کے لئے علاوہ کو کرنی پڑی وہ حیات دنیوی اس لئے ہے کہ دنیا والا جسد اطہر فائز الحیات ہے۔ اب برزخی اس لئے کہ وہ حیات پاک ہم سے پردہ میں ہے۔

حیات شہداء

اب دیکھو شہداء کی حیات کا قرآن میں صاف لفظوں میں ذکر ہے:

بل احياء ولكن لا تشعرون

”زندہ ہیں جنہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں“

یہاں شعور دن نہیں ہے کہ انہیں اپنی زندگی کا شعور نہیں انہیں تو اپنی زندگی کا پورا پورا شعور ہے ہاں ہمیں ان کی زندگی کا شعور نہیں (سبحان اللہ..... سامعین)

ہمیں شعور کیوں نہیں؟

اچھا ہمیں کیوں شعور نہیں؟ اس لئے کہ ہمارا یہ شعور فانی اور اس فانی زندگی کے لئے ہمیں ملا ہے۔ ہم نے مرنا ہے۔ اور وہ جو بعد میں حیات کی وہ باقی اور ہمیشہ کی حیات ہے۔ اس لئے اگر فانی شعور اس کا ادراک نہیں کرتا تو قصور اس شعور میں ہے اس حیات میں نہیں ہے۔ اگر کرانا کاتبین کی حیات میں کوئی کوتاہی اور کمی نہیں تو اس لئے وہ ہمارے شعور میں نہیں آتی۔ معاذ اللہ روضہ پاک کھل جائے تو حضرت ہمیں آرام فرما نظر آئیں گے۔ کیونکہ پردہ میں ہے یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ حضرت ﷺ رکوع میں ہوں اس وقت حضرت مجددہ میں ہوں جیسے خواب میں آدمی نماز پڑھ رہا ہے۔ وہ جگہ سے میں بھی ہوتا ہوں نہیں لیٹا ہوا۔ نظر آتا ہے وہ قیام میں بھی ہوتا ہوں لیٹا ہوا نظر آتا ہے۔ کیونکہ نیند والی زندگی آج کل کئی آدمی چھپی ہوئی ہے۔ اس لئے اسکو برزخی بھی کہتے ہیں اور اس کو روحانی بھی کہتے ہیں کیوں؟ اس لئے جس طرح یہ

زندگی جو بیداری والی ہے یہ جسمانی ہے اس میں جسم کو اولیت حاصل ہے اس لئے اگر کسی کو دکھ پہچانا ہو تو جسم پر بھڑ بھڑانے کو روح کو تکلیف پہنچے گی یا نہیں (پہنچے گی..... سامعین) لیکن خواب میں روح پر پہلے احوال آتے ہیں اور جسم پر بعد میں آتے ہیں اس طرح قبر میں تجلیات پہلے روح پر آ رہی ہیں اور روح کے واسطے سے جسم پر پہنچ رہی ہیں۔ اس لئے اس کو روحانی بھی کہتے ہیں اس لئے اگر کہیں روحانی لکھا ہو تو ہمارے خلاف نہیں اب ہم کہتے ہیں کہ آپ جسمانی طور پر یہاں آئے تو کوئی پاگل اسکا مطلب یہ لے گا کہ روح گھر چھوڑ آئے؟ کوئی پاگل یہ کہے گا کہ بھی اسکو جسمانی کہہ رہے ہیں لہذا روح گھر رکھی ہوئی ہے۔ روح بھی ساتھ آئی ہے لیکن یہاں جسم کو اولیت حاصل ہے اور وہاں روح کو اولیت حاصل ہے اس لئے اس کو روحانی کہتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ جسم کے ساتھ روح کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

انبیاء کے جسد حقیقی خواص رکھتے ہیں

تو اس لئے یاد رکھیں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو حضور پاک ﷺ کو خاص طور پر ایسے اجساد مطہرہ عطا فرمائے ہیں جو دنیا میں ہی جنت کی خاصیت رکھتے ہیں تو جنت کی چیزیں گلا سڑا کرتی ہیں یا نہیں؟ (نہیں..... سامعین) اسی لئے حضرت ﷺ نے فرمایا یہ میرا جسد اطہر ہے یہ گلے سڑا گی نہیں۔ کیونکہ یہ جنت کے خواص رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے زمین پر کہ نبیوں کے اجسام کو کچھ نقصان پہنچائیں۔

فسبی اللہ حی یوزق (ابن ماجہ - ص ۱۱۹)

اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

تو عقیدہ یہ ہے کہ اللہ پیدا بھی سب کو کرتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں بعض ایسی خصوصیات سے نوازتے ہیں جو دوسروں میں نہیں ہوتیں۔ انبیاء علیہم السلام میں سب سے اونچا مقام خدا کے بعد حضرت پاک ﷺ کا ہے۔ اس لئے جو فرقہ اپنے آپ کو ”ممانی“ کہتا ہے یہ نبی کا دشمن ہے۔ یہ اس قبر کو قبر نہیں مانتے کہتے ہیں

عذاب قبر ہے قبر کہیں اور ہے اس کا پتہ کسی کو نہیں اور جسم بھی اور ہے حالانکہ قرآن نے اس قبر کو قبر کہا، احادیث متواترہ نے اس قبر کو قبر کہا ساری دنیا اس قبر کو قبر کہہ رہی ہے لیکن یہ نہ قرآن مانے نہ حدیث مانے، نہ فقہ مانے نہ کچھ مانے تو جب ہم کہتے ہیں کہ یا اللہ جو لوگ اس قبر کو قبر نہیں مانتے ان کو یہ قبر نصیب نہ کرنا۔ آمین کہہ دیں ایک دفعہ۔ (آمین..... سامعین)

پھر کہتے ہیں ہمارے لئے بد دعائیں کرتے ہیں۔ بھئی بد دعا کون سی ہوئی ممانی تو قبر میں ہے ہی نہیں۔

تو یاد رکھیں اللہ نے انبیاء کو پیدا فرمایا وہ مخلوق ہی ہیں، خالق نہیں، لیکن ان کو ایسی خصوصیات سے نوازا جس سے باقی لوگ محروم ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

استغفر الله تعالى من كل ذنب واتوب اليه

خطبات اہل بیت

مناظر اسلام، وکیل احناف، وحید العصر، حضرت مولانا محمد امین صفدر
 اڈکار ڈوی کے خطبات پر مشتمل کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے
 میرے حضرت اقدس کے وسعت مطالعہ، علم و عرفان اور علمی تبحر کا زندہ
 جاوید ثبوت ہے، ان خطبات کا ایک ایک لفظ اللہ اور اس کے رسول ﷺ
 صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم، اولیائے امت اور خصوصاً سیدنا امام
 اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کے ٹھاٹھیں مار رہے ہوئے سمندر میں
 غوطہ زن ہے، کے مطالعہ سے آپ کی روح کو بالیدگی، علم کو پختگی، عقائد کو
 درستگی، عمل کو وارفتگی، سوچ کو وسعت، نظر کو سرور و دل کو نور اور اذہان و عمل کو دینی
 سرشاری و بیداری کی دولت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ نصیب ہوگی۔ اس کے
 مطالعہ سے شلوک و شبہات کے داغ دھلیں گے اور انشاء اللہ آپ عقائد و
 اعمال کی دنیا میں بیداری کا ثبوت دیں گے۔ ان خطبات میں جن فرق اور
 مذاہب پر کلام کیا گیا ہے یہ ناکارہ ان سے انتہائی مودبانہ عرض گزار ہے کہ وہ
 ان دلائل واضحہ، حقہ، صریحہ کو ”نسخہ شفا“ و ”داروئے تلخ“ سمجھتے ہوئے نوش
 فرمائیں:

”شفا بایست داروئے تلخ نوش کن“

پہلی جلد حاضر خدمت دوسری جلد بہت جلد

مکتبہ الحبیب